[An Introduction to Gojri Language & Literature]

گوجری ادبیات

تحقیق و تدوین:
ڈاکٹر رفیق انجم

جموں کشمیر انجمن ترقی گوجری ادب

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب : گوجری ادبیات
مصنف : ڈاکٹر رفیق انجمؔ
اشاعت : ۲۰۲۰ء
تعداد :
قیمت : ۵۰۰ روپیا
پریس :

پتہ: بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری۔۱۸۵۲۳۴
حویلی،۴۴۔ڈریم لینڈ کالج روڈ راجوری۔۱۸۵۱۳۲
رابطہ: فون:9469000044
ای میل:anjumdr@gmail.com
ویب سائٹ:www.anjumshanasi.com

ایکو الف حقیقی رے بندیا نہ لاہور بدھیکی رے بندیا

انتساب

محترم تے معتبر محقق

ڈاکٹر جمیل جالبیؔ کے نانویں

رہے نہ ایبک و غوری کے معرکے باقی
ہمیشہ تازہ و شیریں ہے نغمۂ خسروؒ

شروع اللہ جی کا پاک ناں نال

ہندوستان ماں گوجری (نقشو خلاصو)

دور	کوائف (حالات)	زبان
۱۵۰۰، ق۔م توں پہلاں	ہندوستان ماں دراوڈ قوم آباد تھی	
۱۵۰۰، ق۔م	آریاں کی ہندوستان ماں آمد	اِنڈک زبان
۱۰۰، ق۔م	آریہ سارا ہندوستان ماں پھیل گیا۔ سنسکرت	
۲۵۰، ق۔م	اشوک کو دور	پراکرت
۶۰۰۔۱۳۰۰ء	شورسینی (متھرا کی زبان) اَپ بھرنش (بگڑی وی زبان) کھڑی بولی، مغربی ہندی، گجراتی/گوجری، راجستھانی، برج بھاشا	
۱۰۰۰۔۱۷۰۰ء	گوجری عوام کی زبان،	
۱۷۰۰۔۱۹۰۰ء	گجر حکومت تے زبان اجڑ جائیں تے گوجری اشاعت توں محروم ہو جائے تے مختلف زباناں ماں تقسیم ہو جائے	
بیہویں صدی ۱۹۵۰ء تیں پہلاں	جموں کشمیر ماں گوجری کی دریافت (پنر جنم)	
بیہویں صدی ۱۹۵۰ء تیں بعد	گوجری نشر و اشاعت تے جدید گوجری ادب کی ترقی	

☆☆☆☆☆

ترتیب

باب	مضمون، مضمون نگار	صفحہ
	انجم شناسی خواجہ محمد یوسف ٹینگ	6
	پیش لفظ پروفیسر قدوس جاوید	9
	گوجری زبان پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقیؔ	14
	گوجری تحقیق پروفیسرڈاکٹر رفیق انجمؔ	29
باب۱:	تعارف ۱۔زندگی ماں ادب کی ضرورت	37
	۲۔گوجری زبان کی تاریخ	43
	۳۔گوجری لسانیات تے قواعد	54
باب۲:	قدیم گوجری ادب ۱۔گُجراں کو اصلی وطن تے ہجرت	79
	۲۔قدیم گوجری ادب:اک جائزو	85
	۳۔قدیم گوجری شاعر	101
	۴۔ گوجری زبان:ابتدا تے ارتقاء	146
باب۳:	لوک ادب ۱ لوک ادب کو تاریخی پہلو	154
	۲ ادب برائے زندگی	169
باب۴:	جدید گوجری شاعری سی حرفی، باراں ماہہ، نظم، گیت، غزل	189
	۲۔گوجری شاعری، درد کی شاعر	216
	۳ گوجری غزل کو سفر	231
باب۵:	جدید گوجری شاعر بیہویں صدی کا نمائیندہ گوجری شاعر	445-260
باب۶:	گوجری کو نثری ادب ہانی، ڈرامہ، انشائیہ، تحقیق، قواعد، چٹھی، لغت سازی وغیرہ۔	446
باب۷:	مسائل تے مستقبل ۱۔کچھ ادبی مسائل	493
	۲۔گوجری زبان کو مستقبل	501
	حرفِ آخر خواجہ محمد یوسف ٹینگ	528-517

انجمؔ شناسی:

"تھارا ھتھ چمپا کی ڈال"

محمد یوسف ٹینگ

راقم نے ڈاکٹر رفیق انجم کی ایک سے زیادہ کتابوں کے پیش لفظ لکھے ہیں۔لیکن ہر بار بات پوری کرنے کے باوجود مجھے یوں لگا:

ع: غزل تمام ھوئی اور مدح باقی ھے

میں اس بات کو اپنی کوتاہی اس لئے نہیں مانتا کہ انجم صاحب کی مدح کی رسم پوری کرنے سے پہلے ہی اس کے تعلق سے کیا گیا تبصرہ اس مقصد کو پورا کر دیتا ہے۔ میں اپنی ڈھلتی ہوئی عمر کے اوپری زینے سے دیکھتا ہوں تو وہ ماشااللہ اب بھی جواں سال نظر آتا ہے۔لیکن اس مختصر سے تخلیقی سفر میں اس نے ایوانِ ادب کے کس کونے کھدرے اور کس شیلف کو محفوظ و مامون رہنے دیا ہے؟ وہ اردو کا خوش بیان شاعر ہے اور اس کے رنگِ سخن کو ثابت کرنے کے لئے اس کے کسی شعر کو نقل کرنے کے بجائے اس کے مجموعے کا نام ہی اسکی ساری خوش فکری کی نوبت بن جاتا ہے۔'کاش' دل دریا اور خواب جزیرے'! میں نے بہت کم شعری مجموعوں کے ایسے خوبصورت نام دیکھے ہیں۔انجم گوجری کا بھی شاعر ہے۔اس نے ''گوجری ادب کی سنہری تاریخ'' دس جلدوں میں قلم بند کی ہے۔گوجری گرائمر کے علاوہ اس نے گوجری ادب کے تصنیف نگاروں کے تذکرے اور تنقید کا ایک بڑا مبسوط جائزہ 'بنجارا' نامی کتاب میں کیا ہے۔ اس کے گوجری۔انگریزی اور گوجری۔اردو لُغت،چھپ چکے ہیں بلکہ' گوجری۔کشمیری فرہنگ بھی حال ہی میں آیا ہے اور گوجری ہندی فرہنگ بھی زیرِ ترتیب ہے۔اُسے پنجابی لوک ادب سے عشق ہے اور پنجابی کے صوفی شعراء کے کلام کا پورا مطالعہ بھی۔ وہ خود بھی پنجابی زبان میں شعر کہتا ہے اور کشمیری زبان کے خم خانے سے بھی سرشار ہو چکا ہے۔ کیا ان سطور کے بعد اسکے ادبی کارنامے کے متعلق توصیفی جملوں کی کوئی گنجائش باقی ہے..... اُس کا کام ہی اُس کا تعارف اور اُس کا قصیدہ ہے۔

البتہ اس تذکرے کے بعد یہ اطلاع قاری کو واقعی چونکا دیتی ہے کہ وہ ادب کا کوئی پیشہ ور کارکن نہیں ہے۔ان معنوں میں کہ اسکا اوڑھنا بچھونا کالج اور یونیورسٹی کے اُستادوں کی طرح زبان اور ادب کے معاملات نہیں ہیں۔ وہ پیشے سے ایک تربیت یافتہ معالج یعنی ماہر امراضِ اطفال ہے۔اسے اپنی روزی روٹی کمانے کے لئے ہر روز اسپتال جا کر وہاں بیماروں سے رابطہ رہتا ہے۔اور کسے معلوم نہیں کہ یہ پیشہ کسی شك آور بیوی کی طرح کسی اور سمت میں نظر اٹھانے کی اجازت بہ طبیبِ خاطر نہیں دیتا۔لیکن خود انجم ادب کے روگ کا مریض ہے اور وہ اسی بیماری سے اپنی جذباتی اور روحانی شفا کے سرچشمے دریافت کر لیتا ہے۔مولانا رومؔی کا شعر کس طرح برجستہ طور نوکِ قلم پر چمک اٹھتا ہے:

السلام اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیبِ جملہ علت ہائے ما

(اے خوبصورت روگ عطا کرنے والے عشق، تجھ پہ سلام کہ تو ہی میری تمام بیماریوں کا مسیحا بھی ہے)

میں واقعی انجم کی اس ادب نوردی پہ حیران ہو جاتا ہوں اور سوچتا ہوں کہ ابھی تو اس جواں فکر ادبی سمندر میں تیرنے والے تودہ یخ (Iceberg) کا صرف ایک سرا نظر آ رہا ہے اپنی پختہ عمر تک اس کا واحسرتا! کتنا قد سامنے آئے گا؟۔میری عمر کے لوگوں کو اسکا سارا حجم دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔انجم کے متعلق یہ باتیں کرنے سے پہلے میں قارئین کو یاد دلانا چاہوں گا کہ گوجری زبان کی عمر اور امارت چاہے کتنی ہی شاندار کیوں نہ رہی ہو لیکن جدید گوجری ادب کی تاریخ نصف صدی سے زیادہ نہیں ہے۔اور اس مختصر سے زمانے میں جو گوجری ادب تحریر ہوا اُس میں سے ڈاکٹر انجمؔ کا حصہ نکال دیجئے تو ایسا خلاء سامنے آئے گا جو اونچے سُروں میں بولنے لگے گا۔اس میں شک نہیں کہ اتنا کثیر اور امیر ادبی سرمایہ سامنے لانے کے لئے جہاں انجم کا اپنا جوہرِ قابل ذمہ دار ہے وہاں اس میں خود گوجری زبان کے بستۂ گمنامی میں رہنے والے لال و جواہر کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جس طرح صدیوں سے ویران پڑی ہوئی کوئی کشتِ

دہقاں ہل کے چند فراٹوں اور بارش کی کچھ بوندوں سے لہلہا اٹھتی ہے۔ یہی گوجری زبان کا بھی ماجرا ہے۔ اس میں پڑے ہوئے معانی و مطالب ایک طاقتور قلم کے میگا فون کا انتظار کر رہے تھے۔ اور جوں ہی ہمارے دور کے گوجری ادیبوں نے اس طرف توجہ کی تو چاروں طرف آوازوں کا ایک جرس حرکت میں آ گیا۔ ڈاکٹر انجم کی زیرِ نظر کتاب بھی اسی عمل کا ایک حصہ ہے۔ لہٰذا اس میں شک و شبے کی گنجائش نہیں رہتی کہ یہ بارہ سنگھا بہت جلد اپنی پوری شان سے چاروں طرف کلیلیں کرے گا۔ مُجھے اُمید ہے کہ انجم آنے والے دِنوں میں بھی اپنے قلم کی کرشمہ زائی کا نظارہ دکھاتا رہے گا۔ ع: افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر.....

.....'نیلی چھتری' والا اس جوش و جذبے کو دہکتا ہوا رکھے! (آمین)

محمد یوسف ٹینگ
سابقہ ڈائریکٹر جنرل کلچر جموں و کشمیر

گوجری ادبیات.....ایک کارنامہ

پروفیسر قدوس جاوید

'گوجری ادبیات '.....دس جلدوں میں ترتیب دی گئی گوجری ادب کی 'سنہری تاریخ ' کا خلاصہ ہے۔اس تاریخی شاہکار کے خالق ڈاکٹر رفیق انجم ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک ادیب ہیں۔ایک طرف جہاں رفیق انجم گوجری اور اُردو میں بیک وقت شاعری اور افسانہ نگاری کے باب میں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کا مظاہرہ کر چکے ہیں،تو دوسری طرف گوجری زبان وادب کے حوالے سے ایسی نادر و نایاب تحقیقی وتنقیدی نگارشات پیش کر رہے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ مذید وہ جس معیار اور مقام سے تسلسل وتواتر کے ساتھ شعروادب کی تخلیق اور خصوصاً گوجری زبان وادب کی تحقیق وتنقید میں مصروف ہیں وہ انہی کا حصہ ہے۔ڈاکٹر رفیق انجم نے گوجری زبان،ادب اور ثقافت کو گمنامی کے اندھیروں سے نکال کر جدید زبانوں، ادب اور ثقافتوں کے بالمقابل لا کھڑی کرنے کی جو کوششیں کی ہیں انکی بدولت، گوجری زبان، ادب اوثقافت کی ایک الگ پہچان قائم ہو چکی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس ضمن میں، پروفیسر صابر آفاقی، اقبال عظیم اور ڈاکٹر جاوید راہی وغیرہ کی خدمات بھی بے حد اہم ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ڈاکٹر رفیق انجم نے جیسے جیسے گوجری زبان وادب کی خدمت کو اپنا مقصدِ حیات بنا لیا ہے۔اسکا اندازہ انکی زیرِ مطالعہ تصنیف گوجری ادبیات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

آج کے سائینسی اور تیکنیکی دور میں جب کہ مذہب سے لیکر ادب تک کو ایمان اور عقیدہ، جذبہ اور ضمیر سے زیادہ فلسفیانہ اور سارفینی نقطہ نظر سے دیکھنے اور برتنے کا رجحان عام ہو رہا ہے۔ڈاکٹر رفیق انجم نے ''گوجری ادبیات '' کے

تعارف کے طور پر 'زندگی ماں ادب کی ضرورت' کے عنوان سے اس دور میں بھی ادب کی اہمیت اور غرض و غایت پر بصیرت افروز خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اس سے رفیق انجم کے نظریہ حیات اور نظریہِ ادب دونوں پہ روشنی ڈالی ہے۔

''گـوجـری'' ایک قدیم زبان ہے جو ایشیا کے متعدد ممالک مثلاً بھارت، پاکستان، بنگلہ دیش، ایران، افغانستان، اعراق، آرمینیا، تاجکستان اور کئی دیگر ممالک میں بھی بولی جاتی ہے۔ برِصغیر کے ماہرینِ لسانیات نے عام طور پر اس زبان پہ خاطر خواہ توجہ نہیں دی۔ لیکن گذشتہ چند دہائیوں میں، سوسیئر اور چامسکی سے لے کر رومن جیکب سن، شکلوسکی اور ژولیا کرسٹیوا تک نے اپنے اپنے تصورات کی رُو سے جس طرح زبان کو ایک معاشرتی، ثقافتی اور سیاسی قوت (Power) کے طور پر قائم (Establish) کیا ہے اور اور زبان کے مطالعہ اور برتاؤ کے نئے زاویوں اور امکانات کی نشاندہی کی ہے اسکے نتیجے میں بڑی زبانوں کے ساتھ ساتھ چھوٹی زبانوں اور بولیوں کے مطالعہ پر بھی توجہ ہوئی ہے۔ اسکے ساتھ ہی لیوتار، رولاں بارتھ، لیوی اسٹراس وغیرہ کے تصورات کے زیرِ اثر جو نئی تھیوریز (Theories) سامنے آئی ہیں اسکے سبب بڑی اور مرکزی تہذیبوں سے زیادہ ذیلی اور ضمنی تہذیبوں کو ادب میں برتنے کا رجحان بڑھا ہے۔ زیرِ نظر تصنیف کو اس تناظر میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر رفیق انجم نے محسوس یا غیر محسوس طور پر ''مابعد جدید ثقافتی صورتِ حال' کے دباؤں، تقاضوں اور قدروں کے اندر رہتے ہوئے چھوٹی اور ذیلی زبان، معاشرت اور ثقافت (گوجر اور گوجری) کو مرکز مان کر بڑی اور مرکزی زبانوں، معاشرتوں اور ثقافتوں (عربی، فارسی، سنسکرت، اردو، ہندی، انگریزی) کی جانب سفر کیا ہے اور پھر واپس لوٹ کر گوجری زبان و ادب کے لسانی نظام، قواعد، اصناف، اقدار اور رجحانات سے عالمانہ بحث کی ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر رفیق انجم نے ابتدا سے لے کر عصرِ حاضر تک ہندوستان اور خصوصاً جموں وکشمیر میں گوجری زبان وادب کی صورت حال اور ترقی وترویج کے امکانات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر رفیق انجم کی یہ تصنیف گوجری زبان و ادب ہی نہیں، گوجر قوم اور انکی طاقتور ثقافت کے اعتراف کے لئے فضا ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کرے گی۔

گوجر قوم اور گوجری زبان کے حوالے سے قابلِ غور بات یہ ہے کہ ڈاکٹر رفیق انجم نے پہلی بار، گوجر قوم کے وطن، گوجروں کی ہندوستان میں آمد، گوجروں کی زبان، فتوحات، اور خانہ بدوشی جیسے دقت طلب تحقیقی نقات پر جدید ترین تحقیقی طریقہ کار اپنا کر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی ہے۔ اور یہ بتایا ہے کہ گوجر قوم روس کے مختلف علاقوں مثلاً 'گورجستان' کے رہنے والے تھے اور ۱۵۰۰ ق م سے لے کر ۵۰۰ ق م تک آریاؤں کی طرح مختلف قافلوں اور کاروانوں کی شکل میں ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آباد ہوتے رہے۔ اور پھر پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی میں پہلے تو ہنوں کے ساتھ مِل کر ہندوستان کے جنوبی علاقوں پر اپنی حکومت قائم کی لیکن جب ہنوں کا زوال ہوا تو گوجر قوم نے پنجاب، راجپوتانہ، اور کاٹھیاواڑ کو ملا کر ایک خود مختار گوجر سلطنت قائم کر لی۔ گوجر سلطنت کا پایہ تخت شمال میں ''بھنمال'' تھا اور جنوب میں ''ولبھ پور'' ۷۰۰ء تک آتے آتے گوجروں نے مالوہ پر بھی قبضہ کر لیا اور اجین کو بھی پایہ تخت کا درجہ دیا۔ ایسے شواہد ملتے ہیں کہ گوجر سلطنت کے قیام کے زمانے سے ہی گوجروں کی اپنی ایک مستقل زبان اور ثقافت تھی۔ تاریخی اعتبار سے ۱۵۰۰ء تک ہندوستان کے مختلف علاقوں پہ گوجروں کی چھوٹی بڑی حکومتیں تھیں۔ ۱۵۲۶ء میں ظہیرالدین بابر کی فتح ہند اور مُغل سلطنت کے قیام کے بعد گوجر قوم رفتہ رفتہ اقتدار

سے محروم ہوتی چلی گئی اور انکی زبان پر مختلف اپ بھرنشوں کے اثرات پڑنے لگے۔ خاص طور پر گوجری زبان نے شورسینی اپ بھرنش کے اثرات قبول کئے۔

گوجری زبان کے ارتقائی مراحل کومدِنظر رکھتے ہوئے گوجری کے بارے میں یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ گوجری زبان کا تعلق بھی وسطی ہندآریائی یا جدید ہندآریائی زبانوں کے خانوادوں سے ہوسکتا ہے۔اوراب بعض ماہرینِ لسانیات یہ بھی ماننے لگے ہیں کہ گوجری، دکنی اردو یا دکنی ہندی سے پہلے کی زبان ہے۔ڈاکٹر رفیق انجم نے'گوجری ادبیات 'میں ٹھوس شواہداورحوالوں کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ دسویں صدی عیسوی تک گوجری زبان ارتقائی شکل اختیار کرچکی تھی۔اور یہ کہ دکنی اُردواصلاً موجودہ گوجری کی ہی قدیم شکل ہے۔اس اعتبار سے نویں دسویں صدی سے لے کر ۱۷۰۰ء تک ولی کے سفرِ دلی سے قبل تک دکن میں جس زبان میں نظم ونثر کی تخلیق ہوئی،اصلاًوہ گوجری زبان کا ہی ادبی سرمایہ ہے۔اس اعتبار سے دیکھیں تو اُردو اور گوجری، دونوں زبانوں کی لسانی جڑیں اس زبان میں پیوست ہیں جسے اردوداں طبقہ دکنی اردوقرار دیتا ہے۔اور گوجری زبان کے ماہرین، موجودہ گوجری زبان کی قدیم شکل مانتے ہیں۔

اگر حالیہ لسانی تحقیقات اور مباحث کوسامنے رکھا جائے تو یہ ماننے میں تکلف سے کام نہیں لینا چاہیئے کہ آج کی اُردوزبان قدیم گوجری ہی کی طرقی یافتہ شکل ہے۔دکنی اردو کے ادبی نمونے اپنی لسانی ساخت کے اعتبار سے عصری گوجری ادبی نمونوں سے حددرجہ مشابہت رکھتے ہیں یہ مشابہت اس دعوے کی تصدیق کرتی ہے کہ آج کی معیاری اردوزبان،قدیم گوجری کی ترقی یافتہ شکل ہے۔اورقدیم گوجری آج کی اردو کے سانچے میں اس وقت ڈھلی جب اسکا واسطہ شمالی ہند میں سبک

ہندی اور دیگر زبانوں سے پڑا۔

کشمیر میں گوجر اور گوجری زبان کی موجودگی کا ذکر کلہن نے راج ترنگنی میں کیا ہے۔لیکن ریاست جموں وکشمیر میں گوجری زبان کو اس حد تک لسانیاتی آمیزش و آویزش کا موقع نہیں ملا اس لئے قدیم گوجری آج بھی کم وبیش اپنی اصلی ساخت میں موجود ہے۔البتہ اسلام اور عربی، فارسی اور جدید اردو کے اثر سے گوجری کی لفظیات میں بعض اہم اضافے ضرور ہوئے ہیں۔اسطرح ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر رفیق انجم نے گوجر قوم، گوجری زبان وادب اور ثقافت کے حوالے سے جو تحقیقی وتنقیدی معلومات فراہم کی ہیں وہ موضوع کے حوالے سے مطالعہ ومحاسبہ کے نئے دروازے بھی وا کرتی ہیں۔خصوصیت کے ساتھ گوجری زبان وادب کے آغاز وارتقا، ماہئیت، ماخذات اور امکانات کے حوالے سے رفیق انجم نے ٹھوس تحقیقی دلائل اور شواہد کے ساتھ جن مضمرات کی نشاندہی کی ہے عین ممکن ہے کہ اس سے جدید ہند آریائی زبانوں خصوصاً اردو اور ہندی کے آغاز وارتقا کی تاریخ پلٹ جائے۔توقع کی جاتی ہے کہ اس تصنیف کو ایک اہم کارنامہ کے طور پر پڑھا اور سمجھا جائے گا۔

پروفیسر قدوس جاوید
سابقہ صدر، شعبہ اردو
سنٹرل یونیورسٹی آف کشمیر سرینگر

گوجری زبان – ایک تعارف

پروفیسر ڈاکٹر صابر آفاقی

گوجر آریا قوم ہے جو گورجستان (جارجیا) سے پہلی صدی عیسوی میں برصغیر میں داخل ہوئی۔ گورجستان میں آج بھی یہ قوم گورجی، کٹھین، کبارڈین اور چچی کے ناموں سے آباد ہے۔ چیچنیا اور بوسنیا کے چچی اور بوسن گوت کے حریت پسند گوجر شہرہ آفاق ہیں۔ گوجر کوہ ہندوکش کو عبور کر کے مختلف ادوار میں یہاں آتے رہے۔ وہ برصغیر میں آنے کے وقت انڈک زبان بولتے تھے پھر آریائی اور مقامی تہذیب کے اختلاط سے کئی زبانیں وجود میں آئیں جو پراکرت کہلاتی ہیں۔ گوجری زبان کا تعلق ایک پراکرت 'اب بھرنش' سے ہے۔

گوجر قبائل شروع شروع میں ریوڑ پالتے تھے پھر صدیوں کے بعد انہوں نے زراعت کا پیشہ اختیار کیا آج بھی گوجروں کا ایک طبقہ پاکستان اور کشمیر میں خانہ بدوشی کی زندگی گزارتا اور بکروال کہلاتا ہے۔

چھٹی صدی عیسوی میں کوہ آبو اور کوہ اراولی کے اطراف میں گوجروں نے اپنی ریاستیں قائم کیں اور بعد کے زمانوں میں یہ راجستھان، گجرات، پنجاب، ہماچل، ہریانہ، اتر پردیش اور دہلی تک پھیل گئے اور بارہویں صدی تک دہلی اور قنوج گوجر تمدن کے مراکز رہے۔ یہاں سے وہ صوبہ سرحد، جموں وکشمیر اور افغانستان میں جا کر آباد ہوئے۔ گوجر جہاں آباد ہوئے انہوں نے اکثر جگہوں کو اپنے نام سے منسوب کیا۔ گجرات، گوجرانوالہ، گوجرہ، گجرخان وغیرہ ہمارے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ کچھ دیہات کے نام گوجروں کی گوتوں پر مشہور ہوئے جیسے کالس، مونن، سود، مریڑ، چیچیاں، جاتلاں، کٹاریاں، کھاریاں، ٹوپہ، باگڑی، بوسن، لوسر، ڈھنیڈہ، جاگل وغیرہ۔

گوجروں کی پہلی سلطنت گجرات کاٹھیاواڑ میں قائم ہوئی پھر انہوں نے دکن کو اپنی

قلمرو میں شامل کیا۔ سید ظہیر الدین مدنی لکھتے ہیں۔

''... گجرات، ہندوستان میں گوجر قوم کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ چھٹی صدی تک لفظ گرجر نہ تو قوم کیلئے استعمال ہوا ہے اور نہ کسی علاقہ کا نام پایا جاتا ہے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ لوگ گرجستان (جارجیا) کے باشندے تھے۔

سنہ عیسوی کی ابتدائی صدیوں میں یہ لوگ ہند میں وارد ہوئے اور سب سے پہلے انہوں نے مدھیہ پردیش میں سکونت اختیار کی۔ گپتوں کے عہد حکومت میں اس قوم کے افراد حکومت کے فوجی اور غیر فوجی اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے ۳۰۰ بکرمی میں عہدیداروں کی حیثیت سے یہ لوگ راجپوتانہ مالوہ، گجرات وغیرہ میں آئے اور جب گپتوں کی حکومت میں ضعف آ گیا تو ۳۹۵ء میں یہ خودمختار ہو گئے اور ان کے مختلف خاندانوں نے دکن اور گجرات میں چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستیں قائم کر لیں۔ دکن کے علاوہ ۶۴۱ء میں علاقہ گجرات میں ان کی ایک عظیم الشان سلطنت پائی جاتی ہے جو بلساڑ (قریب سورت) سے جودھپور اور دوارکا (کاٹھیاواڑ) سے بھیلسا تک پھیلی ہوئی تھی اور راجپوتانہ، مالوہ، سوراشٹر، گجرات وغیرہ اس کے بڑے بڑے حصے تھے۔ یہ علاقہ ''گرجر دیش'' کے نام سے یاد کیا جاتا تھا اور اس دیش کی تہذیب وتمدن اور زبان وادب میں بڑی حد تک وحدت تھی ۱۳۰۰ء میں اسی علاقہ کی گرجر اپ بھرنش سے گجراتی، مارواڑی، جودھپوری وغیرہ جیسی زبانیں وجود میں آئیں۔ اس قوم کے چار خاندان چالوکیہ، چوہان، پرمار، پرتی ہارا مشہور ہیں جن کی حکومتیں دکن، گجرات اور شمال میں صدیوں تک قائم رہیں۔ اس عہد میں بعض غیر گرجروں کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔ ایک دور ایسا بھی آیا کہ گرجر ریاستیں آپس میں ٹکرا کر ایک دوسرے پر غالب آتی رہیں۔ ان سلطنتوں کی چار پانچ راجدھانیاں مشہور ہیں شمال میں بھینمال، اُجین، گجرات میں ولبھی پور (قریب بھاولنگر) بھڑوچ، انہل واڑ (نہروالا) اور دکن میں کلیانی (بیدر) نام اکثر دیکھے جاتے ہیں۔(۱)

آگے چل کر سید ظہیر الدین مدنی کہتے ہیں: 'گجرات و دکن میں کئی گرجر خاندان حکمران گزرے ہیں ان میں سے دلبھی خاندان (چالوکیہ) نے گجرات میں ایک طاقتور سلطنت قائم کر لی تھی یہ خاندان ۴۸۰ء تا ۷۷۰ء برسر اقتدار رہا۔ ان کی راجدھانی دلبھی پور کے نام سے مشہور تھی اس کے ایک شہر میں تقریباً ایک سو کروڑ پتی پائے جاتے تھے۔ (۲)

چینی اور عرب سیاحوں نے گجرات کی دولت مندی کی تعریف کی ہے دلبھیوں کے بعد ۷۷۰ء میں دکن کا راشٹ کوٹ خاندان گجرات پر قابض ہو گیا۔ اس خاندان کا تعلق تقریباً دو سو سال رہا ۷۷۰ء سے ۸۰۸ء تک گجرات دکن کے ایک صوبہ کی حیثیت سے راشٹ کوٹوں کے زیر نگین رہا۔ (۳)

۸۰۸ء سے ۸۸۸ء تک یہاں آزاد حکومت رہی اور ۸۸۸ء کے بعد سنہ ۹۷۴ء تک پھر دکن کے صوبہ کی حیثیت رہی۔ راشٹ کوٹ راجاؤں کا لقب ولبھ رائے تھا۔ اس خاندان کے بعض راجا مسلمانوں کے بڑے خیر خواہ اور دوست گزرے ہیں انہیں کے عہد حکومت میں عرب تاجر اور مہاجر گجرات میں ہزاروں کی تعداد میں آئے اور مستقل اقامت اختیار کر لی۔ جب گجرات میں بدنظمی پھیلی تو گرجروں کی ایک شاخ سولنکی کے ایک فرد 'مول راج' نے چاوڑا ((گرجر) خاندان کے راجہ سامنٹ سنگھ (مول کا ماموں) کو قتل کر کے اقتدار حاسل کر لیا۔ اس عہد میں گجرات بہت ترقی یافتہ ریاست تھی گجرات کو 'سرسوتی منڈل' کہا جاتا تھا اس کے حدود راجپوتانہ اور مالوہ تک پھیلے ہوئے تھے۔ اس خاندان میں کئی راجہ گزرے ہیں۔ جن میں راجہ سندھ راج جے سنگھ (۱۰۹۴ء تا ۱۱۴۳ء) بہت مشہور ہے۔ مشہور و معروف نجومی 'ہیم چندر' اسی کے دربار سے منسلک تھا۔ یہ خاندان ۱۲۴۲ء تک برسر اقتدار رہا۔ اس عہد میں گجرات کے ایک حصہ میں باگھیلا گجروں کی حکومت بھی قائم تھی۔

علاؤالدین خلجی نے اپنے سپہ سالار الغ خان کی سپہ سالاری میں گجرات میں فوج بھیجی۔ الغ خان نے گجرات کو فتح کر کے ہمیشہ کے لئے گرجروں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔

'گوجری' دبستان کے عروج کے دور کی زبان اور کلام کو سامنے رکھ کر تقابلی جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ گجرات، دکن، دہلی الغرض تقریباً تمام ہندوستان میں عمومی رابطے اور بول چال کی زبان صرف گوجری ہی تھی اسے کوئی علاقائی نام دے دینے سے علاحدہ زبان نہیں سمجھا جانا چاہئے۔ جلال الدین اکبر سے قبل لکھی گئی تواریخ کا مطالعہ کریں تو یقیناً ہم اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ اکبر اور علاؤ الدین خلجی سے قبل ہزاروں سال تک برصغیر پر بلاشرکت غیرے گوجر قوم کی حکومتیں اور بادشاہتیں قائم رہیں۔ ہمیں بیرونی نو واردوں کی جانب سے زبانوں کو دیئے گئے علاقائی ناموں مثلاً:

[ہندوی: اہل ہند کی زبان، دہلوی: اہلِ دھلی کی زبان، گجراتی: اہلِ گجرات کی زبان]

پر کسی قسم کی رائے قائم کرنے سے قبل دورِ مغلیہ سے قبل ان علاقوں میں آباد لوگوں اور حکمران طبقے کا مطالعہ کرنا ہوگا کہ کسی بھی زبان کو ترقی دینے کے لئے دو عوامل اہم کردار ادا کرتے ہیں ایک تو علاقے میں بسنے والے لوگ اور دوسرے اس خطے کے حکمران اور اگر خوش قسمتی سے دونوں کا تعلق ایک ہی قوم سے ہو تو پھر وہ زبان عروج کی منزلوں کو چھو لیتی ہے جیسے گجرات اور دکن میں گوجری زبان کی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔

اس ضمن میں ڈاکٹر جملی جالبی کی رائے بڑی دقیع ہے وہ لکھتے ہیں:

> ''جب عادل شاہی سلطنت نے آنکھ کھولی تو بیجاپور میں گجر روایت کے اثرات چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے اس روایت نے یہاں کے لکھنے والوں میں گجری کو معیاری زبان وادب کے طور پر قبول کرنے کا رجحان پیدا کیا(۴)۔

اہل تحقیق مانتے ہیں کہ گجرات اور دکن کے تمام صوفیا گوجری لکھتے رہے اور اسے گوجری ہی کہتے رہے۔

۱۳۳۵ء میں نورالدین ست گرو سے لے کر ۱۶۱۱ء تک گوجری ادب ہی تخلیق ہوتا رہا، کیونکہ دکن گجرات ہی کے زیر اثر رہا ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی مزید لکھتے ہیں:

'تہذیبی سطح پر بیجاپور کا تعلق گجرات کے ساتھ بہت قدیم اور گہرا رہا ہے۔ گجری روایت نے ابتدا ہی سے یہاں کے ادب اور زبان و بیان کو اپنے رنگ میں اس طور پر رنگا کہ نصرتی (متولد ۱۶۷۴ء) تک یہ ہلکا پڑنے کے باوجود بیجاپوری اسلوب کے مزاج میں زندہ و جاری رہا''(۵)

محمود غزنوی ۱۰۰۰ عیسوی میں برسر اقتدار آیا تو اس زمانے میں لاہور، قنوج، کالنجر، اڑیسہ وغیرہ گوجروں کی اہم ریاستیں تھیں جو غزنوی کے حملوں کے نتیجے میں ختم ہوگئیں۔ سید عبدالقادر 'تاریخ ہند' میں رقم طراز ہیں:

''اٹک سے لے کر قنوج اور کالنجر تک تمام ملک کو زیروزبر کر دیا۔ پنجاب، قنوج، کالنجر، سومناتھ پر اس کے حملے خاص طور پر مشہور ہیں۔ اس زمانے میں پشاور سے قنوج اور قنوج سے بھڑوچ تک تمام علاقوں پر گوجر حکمران تھے اور یہ وسیع مملکت 'گوجر دیش' کہلاتی تھی''(۶)۔

کشمیر کے گوجر وزیر اعظم نے محمود کے حملوں کو پسپا کر کے اس ریاست کو تباہی سے بچالیا تو شکست خوردہ ریاستوں کے گوجر اپنے اپنے علاقوں سے نقل مکانی کر کے کوہ ہمالیہ کی ترائیوں میں پناہ گزیں ہوئے چنانچہ آج پنجاب کے علاوہ نیپال، کشمیر، شمالی پاکستان، گلگت، چترال اور بالائی افغانستان میں لاکھوں کی تعداد میں گوجروں کی آبادیاں ہیں جن کے سیاسی احیاء کا نیا دور شروع ہوا ہے۔

یاد رہے کہ غالباً تیرہویں صدی کے اواخر میں سندھ سے کولی گوجروں نے رومانیہ، بلغاریہ اور ہنگری میں پناہ لی اور یورپ میں کولی کلچر کو متعارف کروایا۔ گوجروں کا ایک گروہ ایران، عراق، کردستان، شام اور مصر میں جا کر بس گیا۔ امریکن ماہر گوجریات پروفیسر وائن لوسی کا کہنا ہے کہ شام اور مصر میں گوجر چرواہے آج بھی گوجری بولتے ہیں اور اس طرح یہ ایک بین الاقوامی زبان بن گئی ہے۔ چنانچہ علامہ فرید وجدی 'قاموس الاعلام' میں لکھتے ہیں:۔

گوجر لوگوں کا ایک الگ اور مستقل گروہ ہے جو تینوں براعظموں، ایشا، یورپ اور افریقہ میں پھیلا ہوا ہے۔ خاص کر تمام یورپ، مصر، الجزائر، کوہ قاف، گرجستان، جزیرہ ابن عمر، عراق اور شمالی عراق میں اپنی قدیم عادات واخلاق پر قائم ہیں اور اپنی موروثی تقلید پر جمے ہوئے ہیں (۷)۔

☆ گوجروں کے عروج وزوال کا مختصر پس منظر پیش کر کے اب ہم گوجری زبان پر گفتگو کرتے ہیں:

زبانوں کے محققین نے لکھا ہے کہ برصغیر میں داخل ہونے سے پہلے آریا اقوام انڈک زبانیں بولتی تھیں۔ گوجری زبان چھٹی صدی عیسوی میں پراکرتوں کے ظہور کے نتیجے میں گجرات میں پیدا ہوئی۔ وسطی ہند کی شور سینی پراکرت سے برج بھاشا کے دھارے پھوٹے اور اس کی شاخ اب بھرنش سے گوجری نے جنم لیا۔

سید ظہیر الدین مدنی ''سخن وران گجرات'' میں لکھتے ہیں۔

''.....۱۳۰۰ء میں اسی علاقے کی گوجر اپ بھرنش سے گجراتی مارواڑی جودھپوری وغیرہ زبانیں وجود میں آئیں۔ چھٹی صدی عیسوی سے چودھویں صدی عیسوی تک اپ بھرنش زبانوں کا دور رہا۔ جب گوجری گجرات سے دکن میں آئی تو اس نے دکنی میں اس قدر تبدیلیاں کیں کہ وہ گوجری بن گئی''

چنانچہ اس نظریے کی تائید ڈاکٹر جمیل جالبی نے ان الفاظ میں کی ہے:

اگر اس دور کی گوجری ادب کو دکنی ادب سے ملا دیا جائے تو ایک دوسرے سے شناخت کرنا مشکل ہوگا۔ (۸)

اس میں شک نہیں کہ ولی (وفات ۱۷۲۰ء) پہلا گوجر شاعر ہے جو گجرات سے ہجرت کر کے دکن میں مقیم ہوا۔ ولی کا یہ شعر آج کی گوجری میں ہے۔

بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر

گوجری کے امریکی اسکالر وین لوسی کی تحقیق کے مطابق گوجری زبان انڈو ایرین کے

لے کشمیر کے اونچے پہاڑوں پر اگنے والی جڑی بوٹی جو سونگھنے والے کو مدہوش کر دیتی ہے۔

مرکزی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ جو انڈو یورپی زبانوں کی ایک شاخ ہے۔ کوہ آبو کے ہر چہار طرف میں پیدا ہونے کے حوالے سے گوجری شروع کی صدیوں میں صرف گوجروں کی زبان رہی اور انہی سے منسوب ہوئی لیکن آج برصغیر کی کئی قومیں اسے بولتی اور اپنے اپنے رسم الخط میں لکھتی ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ گوجری واحد زبان ہے جو کسی خاص علاقے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ بھارت، نیپال، پاکستان کشمیر اور افغانستان میں بولی جاتی ہے اس کے لہجوں میں اختلاف نہ ہونے کے برابر ہے۔ سید ظہیر الدین مدنی کہتے ہیں:

''گوجروں کی زبان ہر جگہ گوجری ہی ہے گوجری برصغیر کی واحد زبان ہے جو ہر جگہ سمجھی جاتی ہے۔ گجرات کے بعد گوجری کا لسانی اثر سب سے زیادہ دکنی پر ہوا۔ اس کے علاوہ میواڑی راجستھانی، پنجابی، سندھی اور نیپالی پر گوجری کا اثر مسلم ہے۔ امیر خسرو (۱۳۲۵ تا ۱۳۵۲ء) نے گوجری کو ایک مستقل اور معروف زبان قرار دیا اور خود بھی گوجری میں شاعری کی جسے ہم کلاسیکی اردو کہہ سکتے ہیں۔ امیر خسروؒ کا یہ شعر دیکھئے۔

گوری سووے سیج یہ مکھ پہ ڈارے کیس چل خسرو گھر آپنے سانج بھئی چوندیس

☆ آر آر کھجور یہ تحریر کرتے ہیں:۔

''جس علاقے میں جہاں جہاں بھی گوجر آباد ہیں خواہ وہ ہندو گوجر ہوں یا مسلمان سب کی بول چال اور طرز بیان تقریباً ایک طرح کا ہی ہے۔ اگرچہ زمانہ کے انقلاب کے مد و جزر کے زیر اثر وہ اپنے آبائی علاقوں سے ہجرت کر کے دوسری جگہوں میں آباد ہوئے اور وہاں کے اقتصادیات میں شامل ہوئے مگر انہوں نے اپنی بھاشا اور لباس کو نہیں چھوڑا وہ جہاں بھی گئے انہوں نے اپنی زبان کو نہیں چھوڑا''

ان کی آبادی کا سلسلہ گجرات (کاٹھیاواڑ) سے لے کر مدھیہ پردیش، راجستھان اور گنگا جمنا کے میدانوں سے ہوتا ہوا پنجاب، ہماچل اور جموں وکشمیر کے دور دراز پہاڑوں اور جنگلوں تک چلا گیا ہے۔ یوپی کے پہاڑی علاقے گڑھوال، ڈیرہ دون، چکروتہ اور نیپال کی ترائی تک ان کی بھرپور آبادی ہے اور دوسری طرف پاکستان کے ہزارہ، سوات، اور چترال کے علاقوں تک ان کی آبادی کا سلسلہ چلا گیا۔ ان سب علاقوں میں گوجر اپنی ایک جیسی بولی بولتے ہیں اپنی اس ایک جیسی زبان کی وجہ سے اپنی برادری کے بھائی چارے کو قائم رکھا ہوا ہے۔ اسی ایکتا کے ذریعے وہ دور دراز علاقے میں رہنے والے گوجروں، بھلے ہی انہوں نے کوئی دوسرا پیشہ اختیار کیا ہو، چاہے وہ چترال کے پہاڑی علاقے میں رہتا ہو یا گجرات کے میدانوں میں یا مدھیہ پردیش یا یوپی میں رہتا ہو یا جموں وکشمیر یا ہماچل میں ہوں انہوں نے اپنے برادری کا رشتہ قائم رکھا ہوا ہے۔ جو زبان یہ بولتے ہیں وہ راجستھان سے ملتی جلتی ہے ان کی زبان میں دوسری بدیشی زبان کے کچھ الفاظ کی بھی آمیزش ہے۔ اس کے علاوہ گجرات، مہاراشٹر، بھڑوچ، میواڑ اور میوات کی بھاشا کے الفاظ کی بھی ان کی بولی میں کچھ ملاوٹ ہے بھلے ہی انہوں نے اپنی زبان میں کچھ دوسرے الفاظ کو جذب کیا ہے، ان کی زبان کسی کی بھاشا سے اثر انداز نہیں ہوئی۔ انہوں نے اپنے اپنے ہمسایہ بھائیوں کی بولی کو نہیں اپنایا۔ کئی نسلوں سے مختلف علاقوں میں رہتے چلے آنے کے باوجود بھی انہوں نے اپنی زبان کو سنبھال کر رکھا ہوا ہے اور اسی اپنی گوجری بولی کو ہی استعمال کرتے چلے آرہے ہیں اگر چہ وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ ان کی بولی میں کافی حد تک بات کر سکتے ہیں مگر گھر اور اپنی برادری میں وہ اپنی گوجری بھاشا میں ہی بات چیت کرتے ہیں گویا کہ انہوں نے اپنی صدیوں پرانی زبان کو نہیں چھوڑا، جو کہ ان کے لئے قابل آفرین ہے بھلے ہی وہ پاکستان کے دور دراز کے علاقوں میں رہتے ہوں ان سب کی زبان ایک جیسی ہی ہے، جسے گوجری کہا جاتا ہے۔

☆ شری کے، ایم۔ منشی نے اپنی کتاب میں اس ضمن میں یوں روشنی ڈالی ہے:

''صدیوں تک کشمیر کی سرکاری زبان اردو رہی مگر اتنی لمبی مدت میں سنسکرت کے صرف چند الفاظ کی ملاوٹ ہی ہوسکی ہے، جو کہ راجستھان، مارواڑی اور گجراتی زبان کے تھے۔ مگر اس علاقے کے گوجروں کی زبان میں اس سرکاری زبان اردو کا اثر نہ ہوسکا کہ ان کی زبان باہری ملاوٹ سے محفوظ رہی اور اپنی راجستھانی، ملی جلی گوجری زبان کو انہوں نے بغیر کسی ملاوٹ کے محفوظ رکھا''

☆ مسٹر گرائرسن کا نکتہ نگاہ اس کے متعلق کچھ اپنا ہی ہے اس نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ یا گوجری زبان راجستھانی زبان کا بدل ہے یا راجستھانی گوجری زبان کا۔ گوجری اور مارواڑی آپس میں ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہیں۔ الور میں بول چال کی زبان راجستھان کی طرح ہے۔

☆ ابوریحان البیرونی کی تحقیق کے مطابق، میواتی زبان جو میوات میں بولی جاتی ہے گجرات کی بولی سے ملتی جلتی ہے اور گوجری مشرقی سنٹرل راجپوتانہ میں بھی بولی جاتی ہے جو کہ میواتی زبان کے نزدیک ترین ہے۔ کشمیر کے گوجر جو زبان بولتے ہیں، پاکستان کے سوات اور چترال میں رہنے والے گوجر بھی اسی طرح کی زبان کا استعمال کرتے ہیں۔ گویا کہ راجستھان کی میواتی زبان کا اثر گوجری زبان پر بہت زیادہ ہے۔ اسی طرح تھوڑی بہت تبدیلی کے ساتھ گوجری بھاشا بھی گوجروں کی زبان تھی جس کا انحصار راجستھان کی میواتی زبان پر تھا گو اس زبان میں کچھ دوسرے الفاظ کی آمیزش ہے مگر ان کی گرائمر میواتی بھاشا کی طرح ہی ہے جو کہ مارواڑی سے ملتی ہے۔ پاکستان کے سوات وغیرہ علاقوں میں ان کی زبان، جیسے کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے، میواتی زبان سے اثر پذیر ہونے پر اس دلیل کی تائید ہے کہ یہ زبان مشرقی راجستھان کے تلفظ کی اکائی سے ملتی ہے جو چمبہ (ہماچل کا ضلع) کے پہاڑوں سے ہوتی ہوئی گڑھوال اور کماؤں سے ہوکر مغربی نیپال کی ترائی تک ایک ہی طرح کی زبان کا استعمال ہوتا ہے۔

اس مطالعہ سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ جب ان کی تہذیب وتمدن، رسم ورواج روایات اور

بھاشا کے متعلق کھوج کی جاتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ آج جو گوجر راجستھان سے لے کر کشمیر اور وہاں سے ہوتے ہوئے ہماچل، یوپی کے پہاڑوں اور نیپال کی ترائی میں رہتے ہیں ان سب کی زبان ایک طرح کی ہی ہے جو میواتی اور راجستھانی وغیرہ سے متاثر ہے مگر جس زبان کی اپنی جگہ ہے، اپنا مقام ہے، اپنا وجود ہے جسے گوجری زبان کہتے ہیں (۹)۔

سولہویں اور سترھویں صدی عیسوی میں گوجری شاعری سادھو سنتوں کے ذریعے زندہ رہی جن میں بھگت کبیر، تلسی داس اور میرا بائی معروف ہیں۔ اور ان کے دوہے آج بھی زبان زد عام ہیں۔ تلسی داس کا یہ دوہا دیکھئے جو دو ایک الفاظ کو چھوڑ کر آج کی خالص گوجری کا شعر لگتا ہے۔

؎ چن چن ماٹی گھر بنایو مور کھ کہے گھر میرو ہے
نہ گھر میرو نہ گھر تیرو چڑیاں رہن بسیرو ہے

بھگت کبیر کہتا ہے:

؎ دین گمایو دنی سے دنی نہ آئی ہتھ پیر کو ہاڑو مار یو گا پھل اپنے ہتھ

میرا بائی نے کہا:

ع تمہاری ماری نہ مروں میرو راکھن آلو ہور

سترہویں صدی کے آواخر سے لے کر بیسویں صدی کے آغاز تک لوک ادب کے علاوہ گوجری کے تحریری ادب کا سراغ نہیں ملتا اس کی وجہ یہ سمجھ میں آتی ہے کہ اس دور میں زبان کی سرپرستی نہیں رہی تھی۔ گوجری بولنے والے لوگ زوال کی زد میں آ کر پہاڑی علاقوں میں پناہ گزیں ہوئے اور تعلیم سے محروم ہو گئے۔ غربت کے سبب قرطاس و قلم کا رشتہ ٹوٹ گیا تاہم وہ اپنے جذبات و احساسات کا اظہار لوک گیتوں میں کرتے رہے۔ اب گیت کاغذ پر لکھے جانے کے بجائے شنگروں اور ماہلیوں میں گائے جانے لگے۔ ان صدیوں کے دوران زندہ رہنے والے لوک گیتوں، لوک ادب اور لوک واروں کو کشمیر میں جمع کر کے کئی جلدوں میں

شائع کیا گیا ہے۔اور آئندہ بھی شائع کیا جائے گا۔کشمیراور پاکستان میں گوجری زبان فارسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اس کے حروف ہجا انچاس ہیں گوجری میں ہندی ''ل'' اور ''ن'' (Retroflex) کے لئے میں نے ۱۹۷۶ء میں ان دونوں حرفوں کے اوپر الٹی جزم ''ـٔ'' کی علامت تجویز کی تھی جو گوجراہل قلم نے قبول کرلی ہےاوراب گوجری انہی علامتوں کے ساتھ لکھی جاتی ہے۔

جدید شعر و ادب کا آغاز بیسویں صدی کے آغاز سے ہوتا ہے مگر اس کا احیاء پاکستان سے گوجری کی گہری محبت کا مرہون منت ہے۔پھر ہماری دیکھا دیکھی جموں وکشمیر کے گوجر بیدار ہوئے اور بعد میں بھارتی حکومت نے گوجری کو ذرائع ابلاغ کا حصہ بنایا۔

وین لوسی لکھتے ہیں:

> The movement to develop Gojri Literature began after the Pakistan-India war of 1965. Three well known Gujar Poets, Sabir Afaqi and both brothers Israil Mahjoor and M.Ismail Zabeeh, founded a literary circle in 1966. (10)

اس تحریک کے نتیجے میں کشمیراور پاکستان میں گوجری ادارے قائم ہوئے رسائل نکلنے لگےاور گوجری لٹریچر شائع ہونے لگا۔گذشتہ چالیس برسوں کے دوران پاکستانی کشمیر اور جموں وکشمیر میں جن گوجر اہل قلم نے مروجہ اصناف سخن کے علاوہ اصناف نثر، افسانہ، انشائیہ، تنقید، ڈرامہ لکھنے میں نام پیدا کیا ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔مگر ہم یہاں اپنی معلومات پر انحصار کرتے ہوئے چند قابل ذکر اہل قلم کا ذکر کریں گے۔

غزل: اسرائیل اثر، صابر آفاقی، اقبال عظیم، نسیم پونچھی، مخلص وجدانی، فضل حسین، سرور صحرائی، ڈاکٹر رفیق انجم، منشا خاکی، عبدالغنی عارف، صابر مرزا، عبدالرشید چوہدری، ابرار ظفر، گلاب الدین طاہر، انور حسین انور، قاسم بجران، ریاض صابر، طارق فہیم، وغیرہ۔

نظم:

میاں نظام الدین لاروی، اسرائیل مہجور، صابر آفاقی، اسماعیل ذبیح، مہرالدین قمر نسیم پونچھی، نور محمد نور، برکت علی باگڑی، ملکھی رام کشان۔

گیت:

اسرائیل اثر، صابر آفاقی، محمد اسماعیل ذبیح، مہجور راجوروی، فضل حسین، نسیم پونچھی، اقبال عظیم، فیض کسانہ، اشتیاق شوق، سروری کسانہ، تبسم، منیر چوہدری۔

افسانہ:

اقبال عظیم، نسیم پونچھی، امین قمر، محمد حسین سلیم، غلام رسول آزاد، سعید بانیاں، محمود رانا، ڈاکٹر رفیق انجم، فضل مشاق، مختار الدین تبسم، شریف شاہین، ڈاکٹر مرزا خان، زرینہ نغمی، گلاب دین طاہر، رفیق ظہور، عارف عرفان، خالد وفا۔

ناول: غلام رسول اصغر

ڈرامہ:

غلام احمد رضا، اے کے سہراب، اقبال عظیم، گلاب الدین طاہر، فضل حسین، اے کے سہراب کے گوجری ڈراموں کا مجموعہ 'چون' سرینگر میں شائع ہو چکا ہے۔

تحقیق:

ڈاکٹر رفیق انجم، ڈاکٹر غلام حسین اظہر، ڈاکٹر صابر آفاقی ، جاوید راہی، سروری کسانہ، محمد اشرف گوجر، عبدالباقی نسیم، مختار کھٹانہ، اقبال عظیم، اے کے سہراب، مہرالدین قمر، علی حسن چوہان، قیصرالدین قیصر، رام پرشاد کھٹانہ۔

ترجمہ:

مولانا عبدالرحیم ندیم، (قرآن کا گوجری ترجمہ غیر مطبوعہ) مولوی فقیر محمد چشتی (ترجمہ قرآن غیر مطبوعہ و سیرت محبوب مطبوعہ) نسیم پونچھی (رباعیات خیام)

ڈاکٹر نور محمد بھدرواہی (ترجمہ وتفسیر سورہ یوسف (مطبوعہ ۲۰۰۱ء) صابر آفاقی
(اقبال، غالب، ابوالکلام آزاد اور فیض کی چند غزلوں کا گوجری میں ترجمہ)
حسن پرواز (الفاروق اور شاہانِ گوجر کا گوجری ترجمہ)

جموں وکشمیر میں گوجری:

جموں وکشمیر کلچرل اکیڈیمی سرینگر میں میں گوجری کا شعبہ قائم ہے جس کی طرف سے گوجری، اردو لغت، چھ جلدوں میں شائع ہوگئی۔ وہاں درجنوں مجموعے شاعری اور افسانوں کے چھپ چکے ہیں۔ ''شیرازو''، ''شنگراں کا گیت''، ''مھاروادب، اور ''گوجر اور گوجری'' کے نام سے اہم مجلّے شائع ہوتے ہیں۔ جموں وکشمیر کی تین نشرگاہوں اور ایک ٹی وی چینل سے گوجری پروگرام پیش کیا جاتا ہے۔ وہاں گوجری کو سکولوں میں پڑھائے جانے کی منظوری مل گئی ہے۔ اور جموں یونیورسٹی میں بھی گوجری شعبہ کھولے جانے کے اقدام کئے جا رہے ہیں۔ کشمیر یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے تحت پروفیسر قدوس جاوید کی سرپرستی میں جدید گوجری ادب اردو گوجری غزل کے موضوع پر پی ایچ ڈی کروائی گئی ہے۔

جموں کشمیر میں نجی طور پر بھی گوجری کے ضمن میں خاطر خواہ پیش رفت ہو رہی ہے۔ مسعود چوہدری کی سرپرستی میں جموں میں، گوجر دیش ٹرسٹ قائم ہے جو ماہنامہ 'آواز گوجر' کے علاوہ پچھلے پندرہ سالوں سے کتابی سلسلے بھی شائع کرتا ہے۔ حال ہی میں ڈاکٹر رفیق انجم نے، گوجری گرائمر، گوجری ادب کی تاریخ (۷ جلدیں) اور گوجری کہاوت کوش کے علاوہ گوجری انگریزی ڈکشنری مرتب کر کے سری نگر میں شائع کر دی ہے۔ اسکے علاوہ بھی کئی کتابوں کے شائع ہونے کی اطلاعات ہیں۔

پاکستان میں گوجری کی موجودہ صورتِ حال:

گوجری کی موجودہ صورت حال پر روشنی ڈالتے ہوئے یہ بتا دینا مفید رہے گا کہ مظفر آباد میں ''گوجری ادبی بورڈ'' اور راولپنڈی میں ''حلقۂ گوجری ادب'' جیسے پرائیوٹ

ادارے گوجری کی ترقی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ گوجری کے شاعروں کا تذکرہ صابر آفاقی نے ''گوجری ادب'' کے نام سے لکھا جو پنجابی ادبی بورڈ لاہور نے ۱۹۷۵ء میں شائع کیا۔ گوجری ادبی بورڈ مظفر آباد نے شاعری کے بارہ مجموعے شائع کیے اور حال ہی میں سعید بانیاں کی کہانیاں ''دل کا تارا'' کے نام سے چھاپا ہے۔ امریکہ کے محقق وین لوسی، اسلم ٹھیکریہ اور صابر آفاقی کی کوششوں سے گوجری رسم الخط کا مسئلہ طے ہو گیا ہے۔ اب گوجری کے طرز املاء کے بارے میں رسالہ زیر طبع ہے۔

پاکستان میں ماہنامہ ''گوجر گونج'' لاہور میں ''گوجر گزٹ'' شائع ہوتا ہے۔ یہ بات نہایت خوش آیند ہے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا شعبہ ''پاکسانی زبانیں'' پاکستان میں اولین شعبہ ہے جس کے سربارہ ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے ایم فل کے کورس کے لئے گوجری زبان وادب پر میرا لکھا ہوا مقالہ شائع کر دیا ہے اس طرح یونیورسٹی نے پاکستان کی دیگر دانشگاہوں کے لے ایک قابل تقلید مثال قائم کر دی ہے۔ کشمیر اکیڈیمی مظفر آباد نے گوجری کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے۔

یاد رہے کہ مظفر آباد، تراڑ کھل اور میر پور کے علاوہ ایک ایف ایم ریڈیو سٹیشن، روزانہ گوجری پروگرام نشر کرتے ہیں۔ پی ٹی وی اسلام آباد اپنے ہفتہ وار پروگرام ''صدائے کشمیر'' میں گوجری گیت پیش کرتا ہے اور گوجری میں روزانہ خبریں دکھائی جاتی ہیں ۔حال ہی میں ہزارہ کی ایک این جی او ''بکروال موبائل سکول'' کی طرف سے گوجری قاعدہ کے علاوہ گوجری لوک کہانیوں کے دو مجموعے شائع ہو گئے ہیں ۔ پشاور کا فرنٹیئر لنگویج انسٹی ٹیوٹ گاہے بگائے لسانیات پر جو ورکشاب کرواتا ہے اس میں گوجر لکھاڑیوں کو شمولیت کی دعوت دی جاتی ہے۔ پاکستان کے بعض ادبی جرائد گوجری کلام کو اپنے صفحات میں جگہ دیتے ہیں۔ حال ہی میں پچاس کے قریب گوجری کتابیں لوک ورثہ اسلام آباد کی لائبریری میں رکھوائی گئی ہیں جن سے شائقین استفادہ کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ٹیلی ویژن

گوجری میں روازنہ پروگرام پیش کرے قومی اخبارات گوجری ادب و ثقافت کو متعارف کروائیں۔''مقتدرہ قومی زبان''اور''اکادمی ادبیات پاکستان'' کی طرف سے گوجری زبان و ادب کی تحقیق وفروغ کے لئے اس زبان کی کتابوں پر انعامات دیئے جائیں۔

فال نیک یہ ہے کہ کشمیر اور پونچھ کے راستے کھل جانے سے اب یہ امکان پیدا ہوگیا ہے کہ بچھڑے ہوئے گوجر لکھاڑی اِدھر اُدھر آجاسکیں گے اس افکار و کتب کے تبادل سے جہاں گوجری کی ترقی کی نئی راہیں کھلیں گی وہاں دونوں ملکوں میں اعتماد سازی کے عمل کو بھی مؤثر بنایا جاسکے گا۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے مطالبات جائز ہیں اور اگر اس قدیم قوم کو مزید عرصے کے لئے پسماندہ رکھا گیا تو دلوں کے رابطے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اور رابطے نہ رہے تو ہم خزاں کے خشک پتوں کی طرح بکھر جائیں گے اور یہ تاریخ کا ایک بڑا المیہ ہوگا۔

کتابیات:

نام کتاب	مصنف	سال طباعت		مقام طباعت
۱۔ سخنوران گجرات	سید ظہیرالدین مدنی	۱۹۸۱ء		نئی دہلی ترقی اردو بیورو
۲۔ تاریخ ادب اردو	ڈاکٹر جمیل جالبی	۱۹۸۱ء		کراچی
۳۔ تاریخ ہند	سید عبدالقادر	۱۹۵۰ء		لاہور
۴۔ قاموس الاعلام	علامہ فرید وجدی	۱۹۵۰ء		بیروت
۵۔ Wayne E. Losey Writing Gojri		۲۰۰۲ء	(Unpuslished)	
۶۔ جموں وکشمیر کے گوجر	ڈاکٹر آر۔آر کھجوریہ	۱۹۸۱ء		سرینگر

گوجری تحقیق کو تاریخی سفر

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

گوجری زبان کی تاریخ صدیاں پرانی ہے تے اس کا حوالہ ہندوستانی ادب ماں موجود ہیں۔ پر زمانہ کی بٹ مہری نے قوم کا سپوتاں نا اس پاسے دھیان دین کی مہلت نہیں دِتی تے اسطرح یوہ اک اہم فرض مدتاں توں قضاء ہوتو آیو ہے۔

گوجری ہندوستان کی قدیم زباناں بچوں اک ہے۔ تاریخی حوالا دیکھیا جائیں تاں گوجری کا کھُرا دسویں صدی عیسوی کا ادب مانھ صاف صاف دِسیں۔ ہندوستانی ادب مانھ گوجری دسویں توں لیکے اٹھارویں صدی کا شروع تک نمایاں سئی لگے۔ گُوجر قوم کی تاریخ نانھ نظر مانھ رکھ کے یاہ گل ثابت ہوئے کہ گُجرات مانھ گُجراں کی حکومت کے نال ہی گوجری کی ترقی ہوئی تے فِر جدیاہ قوم حکومت چھوڑ کے جنگلاں تے پہاڑاں آلے پاسے نسن پر مجبور ہوگئی تاں گوجری زبان تے ادب کو خزانو وی کھیروں کھیروں ہو گیو۔ تے یاہ قومی زبان نکا نکا حلقاں مانھ تقسیم ہو کے رہ گئی۔ نتیجہ کا طور پر اس قومی زبان نا محض اک علاقائی یا قبائلی زبان کا طور پر اپنی شناخت کرانی پوئے جہڑو سراسر ظُلم ہے۔ ذاتی طور پر میری ساری کوشش اسے واسطے ہیں تانجے گوجری کی قومی حیثیت تسلیم کروا کے اس کو وقار بحال کیو جا سکے۔ موجودہ دور کی زباناں بچوں اُردُو، ہندی، گُجراتی، راجستھانی، تے پنجابی زبان کی تاریخاں مانھ گوجری کا حوالا نمایاں طور پر درج ہیں۔ قدیم گوجری ادب کا مطالعہ توں معلوم ہوئے کہ یوہ سارا کو سارو ادب فارسی رسمُ الخط مانھ ہے تے موضوع کا اعتبار نال اس مانھ اسلامیات تے تصوف نمایاں ہے تے دُوجے گوجری قواعدتوں متعلق کِسے کِتاب کو حوالو قدیم ادب مانھ نہیں لبھتو۔

۱۱۵۱ھ مانھ شائع ہون آلی لُغاتِ گُجری جہڑی عربی، فارسی تے گوجری کی لُغت ہے، اس بچوں گُجھ گوجری قواعد کشید کیا جاسکیں تھا پر نجیب اشرف ندوی ہوراں نے ایسی کوشش نہیں کی بلکہ عربی تے فارسی کے نال گوجری لفظاں آلو خانو وی اُردُو کا کھاتہ مانھ باہن کی کوشش کی ہے۔ فِر وی خُدا کو شُکر ہے جے کِتاب کا عُنوان مانھ لُغاتِ گُجری برقرار رکھ کے اُنھاں نے حقیقت پسندی کو ثبُوت دِتو ہے۔ غالبًا اِس تحقیق کے وقت ندوی صاحب کا عِلم مانھ یاہ گل نہیں تھی جے گوجری اج وی اک زِندہ زُبان ہے۔ تے اپنی اصلی حالت مانھ ریاست جموں کشمیر مانھ موجُود ہے۔ اٹھارویں تے اُنیویں صدی مانھ گوجری زُبان پڑھائی لِکھائی تیں محروم رہن تے کوئے اک مرکز نہ ہون کی وجہ تیں تحقیق کرن آلاں تیں اوہلے رہی۔

اُنیویں صدی مُکتاں مُکتاں جد جموں کشمیر مانھ گوجراں کا موجود ہون تے اک الگ زبان بولن کی سُوہ انگریز کھوجیاں نا لگی تے اُنھاں نے اِس قوم تے زبان تیں متعلق اپنی تحقیق شروع کرلئی۔ قوم توں متعلق تے W. Lawrence سمیت تمام تاریخ داناں نے کشمیر کی تاریخ لِکھتاں گُوجراں کو حوالو ضرور دِتو ہے۔ پر جدید گوجری زبان توں متعلق تحقیق کرن آلا پہلا عالم T. Grahm Bailey ہیں جنھاں نے گوجری زُبان کا قواعد توں متعلق اپنو بنیادی نظریو (observations) ۱۹۰۸ء مانھ شائع کیو۔ جدید گوجری ادب بیہویں صدی کی پیداوار ہے جس کو مرکز بلاشُبہ جموں کشمیر کی ریاست ہے تے گوجری قواعد تیں متعلق پہلی کوشش کو سہرو گراہم بیلے کے سِر جائے۔ جِن کی بُنیادی تحقیق تیں متاثر ہو کے سر جارج گرائرسن (G. Grierson) نے اس زبان پر تفصیلی تحقیق کی جہڑی ۱۹۲۳ء مانھ اُنکی مشہور تصنیف (Linguistic Survey of India) مانھ شائع ہوئی۔ اِس تحقیق مانھ گوجری زبان کا کئی لہجاں (Dialects) تے گوجری قواعد (Grammatical rules) تیں علاوہ زبان کی خانہ

بندی (Classification) کی وی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تمام چیز حتمی تے نہیں کہی جا سکتیں پر سرگرائرسن کو یوہ کم گوجری توں متعلق پہلی سنجیدہ کوشش کو درجور کھے۔

۱۹۶۰ء ماں شائع ہون آلی مشہور کتاب ''تاریخ ادب اردو'' ماں ڈاکٹر جمیل جالبی ہوراں نے قدیم گوجری ادب تیں متعلق جہڑی سنجیدہ تحقیق کی ہے اس نا الگ توں شائع کرن تے اس سلسلہ ناں اگے بدھان نال گوجری کا کئی مسائل حل ہو سکیں۔

اس توں بعد گوجری تخلیق تے اشاعت کو سلسلو بلیں بلیں ٹھل پیو۔ ۷۳۔۱۹۷۲ء مانھ پروفیسر ڈاکٹر رام پرشاد کھٹانہ نے جموں کشمیر کا گوجراں بارے تحقیق شروع کی جس مانھ انھاں نے قوم کے نال نال گوجری زبان کی لسانیاتی حیثیت تے بنیادی قواعد بارے اپنا تجزیہ (Obervations) آلی اپنی کتاب ''گوجر، گوجری زبان و ادب'' ۱۹۷۴ء مانھ شائع کی۔ ۷۵۔۱۹۷۴ء مانھ ڈاکٹر جگدیش چندر شرما نے گوجری زبان مانھ صوتیات تے قواعد بارے جموں کشمیر مانھ پہلی جامع، سنجیدہ تے مستند تحقیق کی جہڑی بعد مانھ بھارتی لسانیات تیں متعلق مرکزی ادارہ (CIIL Mysore) نے ''گوجری صوتیات'' (Gojri Phonetic Reader-1979) تے (GojriGrammar-1982) ''گوجری گرائمر'' کی صورت مانھ شائع کی۔

امریکی محقق ران البرٹ (Ron Albrecht Jr.) نے بیہویں صدی کا آخری دھا کا مانھ اس میدان مانھ قدم رکھیو تے ریاست جموں کشمیر کو دورو کرن تیں بعد گوجری تیں متعلق اپنی تحقیق (Gojri Discourse Grammar) کی صُورت مانھ ۲۰۰۰ء مانھ شائع کی جس پر اُنھاں نانھ (Associated Canadian Theological School) نے لسانیات کی ماسٹر ڈِگری دِتی۔

گوجری قواعد تیں متعلق اک کوشش وائن ای لیوسے (Wyne E. Lusey) کی

ہے۔اس امریکی محقق نے پاکستان مانھ بولی جان آلی گوجری کا قواعد تے رسم اُلخط کا مسئلاں (Grammar and Standardization of Gojri script) تیں متعلق اپنی تحقیق ۲۰۰۲ء مانھ شائع کی ہے۔جہڑی اجھاں جموں کشمیر مانھ کتابی صورت مانھ دستیاب نہیں ہوسکی پر اِنٹرنیٹ (Internet) پر موجود اس کتاب کا سرسری مطالعہ توں ثابت ہوئے کہ اُنھاں نے اس تحقیق مانھ محنت، خلوص تے سنجیدگی نال کم کیو ہے۔ تے اسطرح آئیندہ اس موضوع پر کم کرن آلا ڈاکٹر جے سی شرماتے وائن لیوسے کا ہمیشاں احسان مندر ہیں گا۔

گوجری قواعد کا موضوع پر ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں گواک مضمون آوازِ گُرجر مانھ شائع ہویو تھو جس مانھ کُجھ بنیادی سطح کی گل تھیں۔ بعد مانھ ''گوجری قواعد'' کا ناں نال یاہ کتاب مظفرآباد (پاکستان) تیں ۲۰۰۲ء مانھ شائع ہون گو پتو لگو ہے پر اجاں تک یاہ کِتاب دستیاب نہیں ہوسکی جے اس گو جائزو لیو جاسکتو۔ اس سلسلہ کی تازہ ترین کوشش ڈاکٹر رفیق انجم تے منشاٗ خاکی ہوراں کی تحقیق ''بنیادی گوجری گرائمر'' کا ناں نال ۲۰۰۴ء ماں شائع ہوئی ہے جہڑی خالص قواعد کا موضوع پر پہلی کتاب ہے۔

صحیح معناں ماں گوجری زبان تے ادب ماں تحقیق تے اسکی شیرازہ بندی کو کم جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی ماں گوجری شعبو قائم ہون تیں بعد ہی شروع ہویو۔ اکیڈمی نے ان پنجی ۲۵ سالاں کا مختصر عرصہ ماں گوجری کا لوک ورثہ کی ترتیب تے اشاعت تیں علاوہ لغت سازی تے جدید ادب کی شیرازہ بندی ماں وی تسلی بخش کم کیو ہے تے اس سفر ماں غیر سرکاری تنظیم تے شخصیات نے وی پوری نیک نیتی نال سنگ نبھایو ہے۔

جدید گوجری کا نثری ادب کو سب توں زیادہ مواد تحقیقی مقالاں کی صورت مانھ ہے۔جن کی شروعات ریڈیو کے نال ہی ہوئی تے فر کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو قائم ہوتاں

ہی کانفرنس تے مجلساں کو جہڑو سلسلو شروع ہو یو اس مانھ تحقیقی مقالاں ناسب توں زیادہ اہمیت ہوئے تھی۔ گوجراں کی تاریخ تے گوجری ادب تیں متعلق تحقیقی مقالا لکھن ہون لگا۔ تاریخی پہلو پر لکھن آلاں مانھ سروری کسانہ، رام پرشاد کھٹانہ، غلام حسین ضیاء، کرم دین چوپڑہ، اسداللہ وانی، سکندر حیات طارق، تے کے ڈی بینی جیہا معتبر لوک شامل تھا۔ ان حضرات نے بڑی محنت تے جہدی نال تحقیق کیں تے تاریخی حوالاں نال اپنا مضمون تیار کیا۔ جہڑا اج وی شیرازہ گوجری تے مہارو ادب کا شماراں مانھ محفوظ ہیں۔ ان مقالاں نا ترتیب دیکے مستقل تاریخ مرتب کی جاسکے تھی پر پتو نہیں کیوں اس پاسے کسے مہربان نے دھیان نہیں کیو۔ فروی گجراں کا اصلی وطن، ہندوستان مانھ آمد، گوجر حکومتاں تے بیہویں صدی کا گوجر رہنماواں تے روحانی شخصیتاں بارے مچ سوہنی تحقیق ہوئی ہیں۔ گوجری لوک ادب پر تحقیقی مضمون چھاپن تیں علاوہ اکیڈمی نے لوک کہانی چھاپن کو سالانہ سلسلو جاری رکھیو وو ہے جہڑو قابل تعریف ہے۔

جموں کشمیر ماں گوجری زبان تے ادب تیں متعلق سب تیں پہلی تحقیق رام پرشاد کھٹانہ ہوراں نے ۱۹۷۲ء مانھ کی جہڑی ''گوجر گوجری زبان وادب'' کاناں نال شائع ہوئی تھی۔ تے اسکا کجھ اک حصا ترجمہ ہو کے شیرازہ گوجری مانھ شامل ہوتا رہیا ہیں۔ فر ۱۹۷۹ء ماں ڈاکٹر جے سی شرما نے ''گوجری صوتیات'' تے ۱۹۸۲ء ماں ''گوجری گرائمر'' لکھ کے سنجیدہ تحقیق کی بنیاد پکی کی۔ اس توں بعد پروفیسر پی این پشپ، ملکھی رام کشان، ڈاکٹر صابر آفاقی، پروفیسر یوسف حسن، فضل مشتاق، اقبال عظیم، غلام رسول آزاد، نسیم پونچھی، ڈاکٹر رفیق انجم، تے گلاب دین طاہر کا زبان تے ادب تیں متعلق چنگا تحقیقی مضمون شیرازہ مانھ شائع ہوتا رہیا ہیں پر اس میدان مانھ وی واہی کمی محسوس ہوئے جے یہ مضمون کسے ترتیب نال پڑھن یا تحقیق کرن آلاں نا میسر نہیں ہوسکتا۔

اسو یلے توڑی جدید گوجری ادب مانھ جن کتاباں کو حوالو لیھے ان مانھ ۱۹۶۶ء ماں شائع ہون آلی قمر راجوروی کی کتاب 'گوجری ادب' کو ناں آوے، جس مانھ گوجری زبان کے متعلق اک مضمون تیں علاوہ انکی اپنی شاعری موجود ہے۔ رام پرشاد کھٹانہ کی ''گوجر گوجری زبان وادب'' مانھ زبان کا لسانی پہلو پر گل ہوئی ہے جد کہ گوجری ادب بارے اس مانھ کجھ نہیں لکھن ہو یو۔ ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں نے گوجری ادب، لسانیات تے قواعد پر سنجیدہ تحقیق کی بنیاد گھلی تے چتگو خاصو کم کیو ہے پر ادب کی تاریخ مرتب نہیں ہو سکی۔ ۱۹۷۵ء ماں شائع ہون آلی انکی کتاب ''گوجری ادب'' ماں گوجری شاعراں کو تذکرو موجود ہے جہڑو پنجابی زبان ماں ہے۔ ڈاکٹر غلام حسین اظہر ہوراں نا کشمیر کا علاقائی لوک ادب نال گوڑھی دلچسپی ہے تے کئی تحقیقی تے تنقیدی مضموناں توں علاوہ 'انھاں نے اک تاب وی شائع کی ہے' گوجری پہاڑی لوک گیت''۔ پروفیسر یوسف حسن ہوراں نے قدیم گوجری ادب پر سروری کسانہ ہوراں کی طرز پر چنگا مضمون لکھیا ہیں تے قدیم گوجری شاعراں کو تذکرو اپنی کتاب ''قدیم گوجری ادب'' ماں کیو ہے۔ پر قدیم تے جدید گوجری ادب کے بشکار لوک ادب کے ذریعے اک تسلسل پیدا کر کے گوجری زبان تے ادب کو اک خاکو ڈاکٹر رفیق انجم نے 'گوجری ادب کی سنہری تاریخ' کی صورت مانھ ۱۹۹۶ء مانھ پہلی بار کیو تھو جہڑی اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔ اس کتاب نا ہُن ستاں جلداں ماں شائع کرن کی ذمے داری قبول کر لئی ہے۔ جن ماں شامل ہیں 'قدیم گوجری ادب'، جدید گوجری ادب' 'جدید گوجری شاعری' 'جدید گوجری غزل، گوجری گیت، گوجری افسانہ نگاری۔ اس تاریخ کو خلاصو تے نووں ایڈیشن وی ''جدید تاریخ'' کا ناں نال جلدی شائع کرن کی کوشش وی جاری ہیں۔ اس توں علاوہ وی ڈاکٹر انجم نے جدید گوجری ادب کا کئی پہلو لیکے الگ الگ کتاب وی لکھی ہیں مثلاً 'گوجری لکھاڑیاں بارے تبصرہ

آلی کتاب 'لعلاں کا بنجارا' تیں علاوہ گوجری گرائمر، گوجری کہاوت کوش، تے گوجری انگلش ڈکشنری' وغیرہ جہڑی اپنا اپنا موضوع پر پہلی تے سنجیدہ شعوری کوشش کہی جا سکیں۔ اسطرح کسے خاص موضوع نا لیکے گوجری تیں متعلق تحقیق کرن آلاں مانھ ڈاکٹر صابر آفاقی تے ڈاکٹر رفیق انجم کے سنگ ڈاکٹر جاوید راہی کو ناں ہی آوے جنھاں نے لوک ادب تیں متعلق 'لوک ورثو' ناں کی کتاب چھاپن تیں علاوہ گوجراں کی 'لوک وراثتی ڈکشنری' تے 'گوجر انسائیکلوپیڈیا' چھاپ کے گوجری کا تحقیقی میدان مانھ اہم اضافہ کیا ہیں۔

اپنی ڈاکٹریٹ کا موضوع کے طور ڈاکٹر صابر مرزا، ڈاکٹر مرزا خان وقار، تے ڈاکٹر جاوید راہی ہوراں نے وی گوجری زبان تے ادب کا موضوع نال چھیڑ چھاڑ کی ہے پر اس موضوع پر مستقل تے باقاعدہ مقامی پی ایچ ڈی کی شروعات کشمیر یونیورسٹی کا شعبہ اردو کا سربراہ پروفیسر قدوس جاوید ہوراں نے چوہدری پرویز احمد تے چوہدری محمد اسلم ہوراں کا تحقیقی مقالاں نال کروائی ہے۔ جن کا عنوان ہیں '' جدید گوجری ادب پر اردو کے اثرات'' اور '' گوجری غزل پر اردو غزل کے اثرات''۔ اس حقیقت پسندی تے گوجری ادب ماں سنجیدہ تحقیق کی شروعات واسطے پروفیسر صاحب مبارکباد کا مستحق ہیں تے امید ہے جے گوجری تحقیق کرن آلاں کی ویہہ اسے طرح رہنمائی تے سرپرستی کرتا رہیں گا۔ اسے طرح جموں یونیورسٹی، دہلی یونیورسٹی، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی تے لاہور یونیورسٹی تیں وی گوجری پر کئی تحقیقی کم ہوا ہیں۔ جن ما، اکرم بانٹھ، غلام مصطفےٰ تے عابدہ عابی کا کم اہم ہیں۔ پچھلا کجھ سالاں ماسنٹرل یونیورسٹی آف ہماچل پردیش، یونورسٹی آف جموں تے بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی راجوری ما خصوصی تحقیقی مرکز وی قائم ہویا ہیں تے گوجری کورس وی شروع کیا گیا ہیں۔ اللہ کرے یوہ سلسلو مناسب رفتار نال اگے بدھتو رہے!

باب ا

گوجری زبان تے ادب

زندگی ماں ادب کی ضرورت

تخلیق کار کی سب توں بڑی خواہش یاہ ہوئے کہ اُس کی تخلیق دیکھن ،سنن آلاں نا پسند آوے تے اُس پر داد ملے ۔کائینات کی سب توں پہلی تے سب توں بڑی تخلیقی قوت اللہ پاک کی اپنّی ذات ہے۔ تے یاہ ساری دنیا، یاہ ساری کائینات اس کی تخلیق۔اس کی تحریری تخلیق قرآن پاک کے مطابق یاہ ساری کائینات انسان واسطے ہے تے انسان خدا کی بندگی واسطے۔گویا خدا کی ذات وی یاہ چاہوے کہ شعور رکھن آلو انسان اس کی تخلیق پر غور کرے تے قدرتی طور پر اگر کوئے وی ذی شعور آدمی خدائی تخلیقات کا کسے وی پہلو پر غور کرے تاں اس کا منہ تیں بے ساختہ ''سبحان اللہ'' نکل جائے ۔پوری کائینات کی تخلیق کو مقصد وی انسان نا اُسے مقام پر پہو چاوے ۔مگر انسان اپنا آپ نا دنیا ماں اتنو اُلجھا لئے کہ وہ غور کرن آلے پاسے نہیں لگتو ۔اس واسطے انسان نا خدائی عرفان واسطے مختلف ذریعا اپنایا جاتا رہیا ہیں۔مثلاً فلسفہ تے منطق کو طریقو، تجربہ تے سائنس کو طریقو یا احساس تے محبت کو طریقو انھاں ہی ترو ہاں[۳] طریقاں نا پریم چند نے مصلحت مقصد تے مسرت کو ناں دتو ہے۔

تمام علوم کو سب توں بڑو مقصد بندہ نا خدا نالّ ملانّ کو رہیو ہے۔اک ابدی سچائی کی تلاش ہمیشاں توں انسانی ذہن ماں رہی ہے۔مگر اس حقیقت تک پہو چنّ واسطے جہڑا جہڑا طریقا وی استعمال کیا جاتا رہیا ہیں۔ ویہ اتنا سوکھاوی نہیں بلکہ بعض تے بندہ نا ہور اُلجھا چھوڑیں۔مثلاً فلسفہ کی تاریخ پڑھوتاں ثابت ہوئے کہ فلسفی عام انسان نا حقیقت کو عرفان کراتاں کراتاں خود اتنا اُلجھ جاتا رہیا ہیں کہ اپنّو سر پیر نہیں لبّھو اور پھر یوہ طریقو عام آدمی کی سمجھ ماں آنّ آلو وی نہیں دستو۔

دو جو طریقو سائنس کو طویقو ہے جہڑو بظاہر تے ٹھیک ہی سئی لگے۔ پر دو خامی اس ماں وی موجود ہیں۔ایک تے سائنس کی وسعت کسے وی انسان نا اس کی اجازت نہیں دیتی کہ وہ ہر چیز کی باریکی تک جا سکے۔اور فرِ ہر انسان واسطے سائنس کا رستہ پر چل کے حقیقت تک پہو چنو ناممکن سئی لگے۔دوسری بڑی وجہ یاہ کہ کدے کوئے سائنسی تحقیقات کی گہرائی ماں جائے تاں ثابت یاہ ہوے کہ سائنس جہڑی بظاہر تجربہ (Reasoning, Cause/effect) پر یقین رکھے اُس کی بنیاد مفروضاں پر قائم ہے۔مثلاً سائنس کے مطابق لہو، کو رنگ لال اس گلوں ہوے جے اِس ماں رتا رتا خلیہ (R.B.C) وھیں تے اِن کو رنگ لال وھے، ایک ہور مادہ ہیموگلوبن (Hemoglobin) کی وجہ تیں پر اُس کو رنگ لال کیوں ہوئے.....؟ پتو نہیں۔ بس خدا نے رکھیو وَو ہے، رتو رنگ۔لہٰذا اتنی باریکی ماں جا کے آخر پھر خدائی تو کل کرنی پوئے تے فِر کوئے جھلیو وی پُچھ سکے جے کدے ہوں کہوں کہ لہو کو رنگ خدا نے لال رکھیو ہے۔اس گلوں لال ہے تے تاں سائنس نا کے اعتراض ہے۔

اِن سب توں بڑی اک خامی یاہ کہ سائنس تے فلسفہ، دوئے رستا عام انسان کا بس کو روگ نہیں اور دو جی خامی یاہ کہ سائنس تے فلسفہ کا اصول وقت کے نالْ نالْ بدلتا رہیا ہیں تے بدلتا رہیں گا۔اس طرح ان دو ہاں پر مستقل بھروسو نہیں کیو جا سکتو۔

کسے کو قول ہے کہ ''انسان مصلحت کی نہیں بلکہ جذبات کی اولاد ہے''۔لہٰذا وہ فلسفہ توں زیادہ جذبات کی زبان سمجھے، بولے تے پسند کرے۔یہ سب گل ذہن ماں رکھ کے جدہم کسے آسان طریقہ یا رستہ کی تلاش شروع کراں جس پر عام انسان چل سکتو ہوئے۔تاں مھاری نظر اُس محبت یا مسرّت کا رستہ پر پوئے جس کو تعلق ادب نالْ ہے۔ادب کو دارومدار زندگی پر ہے اور زندگی کو مقصد مسرت ہے۔اس طریقہ نالْ زندگی ادب تے مسرت ایک ہی مقام پر پہنچ جائیں۔ادب زندگی کو ترجمان وی وھے۔تے زندگی کا تلخ تیں تلخ تجربات ناوی اس لطیف طریقہ سنگ بیان کرے جے پڑھن سنن آلا تلخی محسوس کرنْ بغیر سبق لے سکیں۔یا

ہی خاصیت ادب نا صحافت یا تبلیغ تیں الگ کرے۔

تاریخ گواہ ہے کہ جدتوں انسان وجود ماں آیو ہے۔ جتناوی لوک راہ راست پر آیا ہیں یا جن لوکاں نا عرفانِ الٰہی کی دولت نصیب ہوئی ہے وہ بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر خدائی تخلیقات کا حسن توں متاثر ہو کے۔ جد کہ سائنس تے فلسفہ نالں براہِ راست عرفانِ الٰہی حاصل کرنں آلاں کی تعداد پوری انسانی آبادی ماں نہ ہونں کے برابر ہے۔

تخلیق کو حسن دیکھنں آلاں کا دل ماں عشق پیدا کرے تے عشق اُس نا خالق دار دھیان دینں پر مجبور کرے تے اسے اصول کے تحت انسان خدائی تخلیقات کا حسن تیں متاثر ہو کے عشق الٰہی کے رستے اپنا محبوبِ حقیقی تک پہنچے۔ خدا کی تخلیق کردہ ہر ایک چیز اتنی خوبصورت ہے کہ عام انسان نا وی غور کرن کا موقعا میّسر ہیں تے وہ راہ راست پر لگ سکے۔ مثلاً انسان نا اپنے قریب کسے پھل کو احساس اُس نا دیکھ کے وِی ہو سکے۔ اُس نا چھو کے وی ہو سکے یا کدے کِسے نا بیٹھاں بیٹھاں اِک پاسوں خوشبو آوے تاں وی وہ سمجھ جائے کہ اس پاسے پھل ہویں گا۔ انسان نا خالق کائینات در متوجہ کرن کو یو ہی خوشبوئی انداز ادب ہے۔ سچو ادب کدے پرانو نہیں ہوتو، لہٰذا ہمیشاں انسان کی رہنمائی کر سکے۔

ادب کی وہ دو قسم ہیں۔ آفاقی ادب، جس کی اک مثال آسمانی کتاب خصوصاً قُران پاک ہے تے دوجو انسانی ادب۔ آفاقی ادب کیونکہ انسانی اصولاں تے ضابطاں کو پابند نہیں ہوتو لہٰذا عام آدمی کی سمجھ تیں اچو ہوئے۔ جد کہ انسانی ادب خاص ضابطاں کو پابند ہونں کی وجہ تیں تے عام انسانی زندگی کے قریب ہونں کی وجہ تیں انسانی ذہن ماں آسانی نالں آ جائے۔ اس طرح ادب کائینات کا مختلف پہلواں در انسان کی توجہ دوا کے اُس نا خالق کو احساس تے عرفان دواوے تے یو ہی زندگی کو مقصد وی ہے۔ اس طریقہ نالں ادب ہی انسان نا حصول مقصد کو سب تیں سوکھو رستو دسے۔

مثلاً قرآن پاک کی سورۃ النحل کی آیت ٦ مانھ چوکھراں نا چار کے گھر موڑن ک

تے چھیڑ لے جان کا منظر کو ذکر ہے۔(ولکم فیھا جمال حین تریحون و حین تسرحون ۃ)۔اس منظر کو تصوّر ہی کر کے کسے وی میر اجیہا گراں ماں رہن آلا آدمی کا منہ تیں ''سبحان اللہ'' نکل جائے تے انسان خدائی تخلیق کا حسن کو قائل ہو کے سجدہ ماں پے جانْ واسطے بے تاب ہوجائے۔ ایسی کیفیت انسان پر سمندر کی وسعت، تاراں کا شمار، قدرتی مناظر تے دیہنہ رات تے موسماں کا ادل بدل نالْ وِی پیدا ہوئے۔(تفسیل واسطے دیکھو:سورۃ النحل)اس سلسلہ ماں سائنسی ایجادات وی شامل کی جاسکیں۔جتھاں کو حسن انسان نا متاثر کرے نہ کہ فلسفو تے ریسرچ کی باریکی۔انسانی تحقیقات یا ادب وِی انسانی توجہ نا اِسے نقطہ پر مرکوز کرن کی کوشش کریں جِت انسان کا منہ تیں ''سبحان اللہ'' نکل جائے۔

تخلیق کار اگر اپنی کسے تحریر ماں کسے ڈراؤنا منظر کو ذکر کرے تاں وہ ڈراونو منظر وی بالواسطہ طور پر انسان نا خوبصورت منظر کی گل سوچنْ پر مجبور کرے۔مثلاً کسے ڈائن کو حلیو پڑھ کے انسان کو دھیان خوبصورت وجود (حور) آلے پاسے جائے.....ایک شخص جس کا وجود پر زخم ہی زخم ہوئیں، راہد (پیپ) بگتی وھے۔لت یا بانہہ ہے ہی نہیں۔اس منظر نا دیکھ یا پڑھ کے کوئے وی اپنا وجود پر غور کرے تاں شکر تے ذکر الٰہی ماں ڈُب جائے۔اسے طریقہ نالْ اگر تخلیق کار نے دنیا ماں لالچ، نفسو نفسی جھوٹ تے ظلم کو منظر بیان کیوو وہے تاں وہ وِی انسان نا ایسی دنیا کو تصوّر کرن واسطے مجبور کر چھوڑے جت یوہ سب کجھ نہیں ہوسیں، یعنی جنت۔ تے اِس نا اِس جگہ کی خواہش قدرتی طور پر دِل ماں پیدا ہوجائے۔یوہ انسان خدائی ذات کو قائل ہو کے سجدہ ماں پے جائے۔

دنیا ماں مثال موجود ہیں کہ ایسا ایسا ظالم لوک جہڑا کسے وِی فلسفہ، سائنس تے منطق تیں متاثر نہیں ہوا۔ویہ انسانی زندگی تیں متعلق ادب کی معمولی کوششاں نالْ خالق کائینات اگے سجدہ ریز ہونْ پر مجبور ہوگیا۔کیونکہ انسان بنیادی طور پر فرشتہ صفت ہے، حق پرست ہے تے وہ ہر دم حق کے اگے سر نیوؤں کرن واسطے تیار رہے بس:

ع شرط یہ ہے کہ سلیقے سے تراشا جائے

انسان معصوم بچہ کی مانند ہے تے اشرف المخلوقات ہونڑ کے ناطے اک ضدی بچو! بچو اگر انگارنا پکڑنڑ کی ضد کرتو ہوئے تاں مار کے یا سمجھا کے وی شاید موڑنڑ کی کوشش کی جاسکے۔لیکن ان نالّ وہ مطمئین نہیں کیو جاسکتو ہاں! اک طریقو یوہ ہے کہ اس کے آسیں پاسیں انگارتوں زیادہ دلچسپ چیز رکھی جائیں تا کہ وہ شعوری طور پر اس تیں ہٹ جائے تے یو ہی طریقو ادب کو طریقو ہے۔

یوں سچا ادب تے ادیب کی کوشش وِی یا ہی وھے کہ عام انسان نا ابدی سچائی کو عرفان حاصل ہو جائے۔لیکن محض کاغذ تے قلم پکڑلینّو ہی کسے نا ادیب نہیں بنا تو ایک ہی واقعہ نا اخبار نویس سیاست دان تے ادیب اپنا اپنا نظریہ نالّ دیکھیں تے بیان کریں۔ادب غیر محسوس طریقہ نالّ خدمت کرے نہ کہ واقعات نگاری یا تبلیغ نالّ ۔لکھاڑیاں نا اِن گلاں کے نالّ نالّ قلم چاتاں ہی ایک ذمہ داری کو احساس ہونّو لوڑیئے۔تاں ہی وہ ادب کا مقصد کا حصول ماں اپنّو حصو شامل کر سکے۔

گوجری زبان کی مختصر تاریخ

گوجری زبان پر بحث کرن توں پہلاں اس حقیقت کو اعتراف ضروری ہے جے گوجری کی تاریخ گُوجر قوم کی تاریخ توں الگ نہیں کی جاسکتی۔ گجراں کا اصل وطن بارے تاریخ داناں کا اختلافات توں بچتاں ہم اپنی بحث نا اُن دو نظریاں تک محدود رکھاں گا۔

۱۔ ایک نظریو یوہ ہے کہ گجر ہندوستان کا ہی قدیم باشندا ہیں تے وہ کدے باہروں نہیں آیا تے بیرونی حملہ آوراں نے صرف سیاسی تے سماجی زندگی ماں وقتاً فوقتاً تبدیلی کی ہیں۔

۲۔ دوجو نظریو وہ ہے کہ گجر گرجستان Georgia یا بحر جزر (Caspian Sea) کے آسیں پاسیں رہن آلا تھا۔ تے وہ ۵۰۰ء ق۔م تیں لے کے ۵۰۰ء تک مختلف قبیلاں کی صورت ماں ہندوستان آیا۔ تے جدات کی حکومت کمزور ہوگئی تے گجر حکمران بن گیا۔ فر ۶۰۰ء تیں لے کے ۱۳۰۰ء تک مختلف ریاستاں پر حکومت کی تے مسلمان حملہ آوراں کا آن توں بعد یہ حکومت بلیّں بلیّں ختم ہوگئیں۔

اس دو جا نظریہ کا حامی زیادہ ہیں تے یوہ نظریو زیادہ وزن داروی سئی لگے۔ کیونجے ہندوستان توں باہروی مثلاً پاکستان، افغانستان، ایران تے روس کی مختلف ریاستاں ماں وِی گجر موجود ہیں۔ جہڑا غالباً گرجستان توں ہی ہجرت کر کے مختلف علاقاں ماں بس گیا تھا۔ گجر بھانویں ہندوستان کا ہوئیں یا غیر ملکی، اس ماں کوئے شک نہیں جے چھیویں صدی عیسوی ماں ہندوستان ماں گجر موجود تھا۔ تے انھاں نے اپنّی سلطنت گجراٹھ، مہاراٹھ، سوراشٹھ ماں تقسیم کی وی تھیں تے گجرات نا مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ بھانویں گوجری زبان کا نشان نویں صدی عیسوی تک لبھیں، پر اس بیان ماں کسے شک کی گنجائش نہیں کہ بارھویں صدی ماں گوجری زبان کی اشاعت شروع ہوگئی وی تھی۔

گوجری زبان کی تاریخ بیان کی آسانی واسطے چار زمانہ ماں تقسیم کی جا سکے:

گوجری کو پہلو دور یا قدیم دور ۱۰۰۰ء سے ۱۷۰۰ء

گجر غالباً پہلی صدی عیسوی کے نیڑے تیڑے ہندوستان ماں داخل ہو یا تے چھیویں صدی توں لے کے تیرھویں صدی عیسوی تک ہندوستان پر گجراں کی حکومتاں کا ثبوت ملیں اِسے دور ماں گوجری زبان جمی پلی تے جوان ہوئی۔ بنیادی طور پر یا جدید ہند آریائی زباناں چوں اک ہے۔ جد سنسکرت زبان ناسرکاری سرپرستی حاصل ہوگئی۔ تاں عوام کی زبان نا اپ بھرنش (بگڑی وی بولی) کہن لگ گیا، گوجری کو تعلق اِسے اپ بھرنش نالں ہے جہڑی بلیں بلیں اک باوقار علمی تے ادبی زبان بن گئی، گجر حکومتاں کا دور ماں سرکاری سرپرستی نالں اس دور کا ادبیاں تے شاعراں نے کافی مقدار ماں گوجری ادب تخلیق کیو۔

اِس دور کا لکھاڑیاں ماں امیر خسرو ۱۲۵۳ء تا ۱۳۲۵ء، نورالدین ست گورو وفات ۱۰۹۴ء کا ست پنتھی رسائل شاہ میراں جی ۱۴۹۴ء کی ''خوش نامہ'' شاہ باجن ۱۳۸۸ء تا ۱۵۰۶ء کی ''خزائن رحمت اللہ'' شاہ علی جیو گامی دھنی وفات ۱۴۴۵ء کی ''جواہر اسرار اللہ'' برہان الدین جانم وفات ۱۵۰۲ء کی ''ارشاد نامہ'' خوب محمد چشتی وفات ۱۶۱۴ء کی ''یوسف زلیخا'' قابل ذکر ہیں۔ اس دور کی تحریر صدیاں پرانی ہونں کے باجود اَج کی گوجری تیں زیادہ مختلف نہیں۔ اس دور ماں اکثر مثنوی لکھی گئیں جنھاں کا مضمون تصوف تے عشق تھا اک ہور گل قابل ذکر ہے کہ سترھویں صدی توں پہلاں وِی تمام ہندوستانی زبان یا سنسکرت کے نیڑے تیڑے جائیں تھیں یا فارسی روایت آلے پاسے۔ واحد گوجری زبان تھی جس نے ہر دور ماں ہندوستانی روایت قائم رکھی ہے۔ چودھویں تے پندرھویں صدی توں بعد گجر حکومتاں کو زوال شروع ہو یو تاں گوجری کی ڈاہی وِی ختم ہوگئی تے اس کی جگہ فارسی نے سمھالں لئی، گوجری کیونکہ کسے علاقہ کی زبان نہیں تھی اِس گلوں اس عنایت تیں محروم رہ گئی، جس نے کجھ علاقائی بولیاں نا زبان کو

در جو دَوایو۔ مثلاً گجراتی، راجستھانی وغیرہ تے گوجری کو اپنو وجود وہی تقسیم ہو گیو۔ ہندی روایت آلاں نے ہندی زبان کی بنیاد رکھی تے فارسی زبان کا رلا نالں اردو کی ابتدا ہوئی تے اس طرح اصلی گوجری بے نام ہو کے رہ گئی۔

سنہ ۱۱۰۰ء تیں لے کے سنہ ۱۴۰۰ء تک کشمیر سمیت شمالی ہندوستانی ریاستاں ماں گجر حکومتاں کا ثبوت لبھیں، پر ویہ لوک گوجری بولیں تھا یا نہیں اس بارہ ماں وثوق نالں کجھ نہیں کہیو جا سکتو۔ ہاں موجودہ بیسویں صدی ماں ریاست جموں و کشمیر ماں گوجری زبان کا دوسرا جنم توں ثابت ہوئے کہ غالبًا یاہ زبان اِت پہلاں وی بولی جاتی رہی ہوئے گی۔

گوجری کو دوسرو دور ۱۷۰۰ء سے ۱۹۰۰ء [گوجری لوک ادب کو دور]

گجر حکومتاں کا زوال توں بعد یاہ قوم اُجڑ کے 'ہمالیہ' کا جنگلاں تے پہاڑاں ماں آ بسی۔ اس کی اک وجہ یاہ دسی جائے کہ گجراں نا اپنا مالں چوکھر واسطے نویں نویں مرگاں کی تلاش رہ تھی۔ اس گلوں وِی یاہ قوم شہراں توں پہاڑی علاقاں ماں ہجرت کر آئی۔ گجرات تیں ہجرت کرن آلا اکثر قبیلا پنجاب آنے رستے موجودہ ریاست جموں و کشمیر ماں داخل ہو یا۔ گجراں کی گمنام زندگی تے اپنا وجود تے زبان ناچھپا کے رکھنں کی عادت تیں نوں لگے کہ اس ہجرت کی بڑی وجہ سیاسی وھے گی۔ بہر حال گوجری زبان جس کا نمونہ ستارھویں صدی تک کا ادب کی تاریخ ماں لبھیں واہ اگلی دو صدیاں تک زمانہ کی نظراں تیں اوہلے ہو گئی۔ اس دور ماں گجراں نے بھانویں اپنی حکومتاں تک سب کجھ گمایو، پر اپنی زبان کی پوری حفاظت کی۔

اٹھارھویں تے اُنیویں صدی کا گوجری ادب کا جہڑا وی نموناں ہیں وہ زبانی ادب یا لوک ادب کی صورت ماں ہیں، بھانویں کسے وِی زبان کی لوک ادب کی صحیح تاریخ وثوق نالں نہیں دسی جا سکتی، پر بیاہ شادی تے خوشی غمی کا گوجری لوک گیتاں کو پنجابی لوک گیٹاں نالں میل، گجراں کا پنجاب کے رستے کشمیر ماں داخل ہونں کی گواہی دیئے، مزید گوجری لوک

گیتاں کی ایک مشہور صنف ''لوک بار'' ہیں جہڑی اپنا دور کا نوجوان گجر بہادراں کی داستان ہیں جن ماں اُن کا کارناماں کو ذکر ہے۔ جہڑا اُنھاں نے اپنا وقت کا ظالم حکمراناں کے خلاف کیا۔ مثلاً نورو، تاجو، شمس دین تے راجولی وغیرہ یہ تمام واقعات اُنیویں صدی کا ہیں۔ نانے انھاں ہی ہاروں دو جا گیت، منشی ڈھینڈی، درشی وغیرہ کو تعلق وِی ریاست کشمیر نالّ ہے تے کشمیر ماں گجراں کی آمد ہندوستان پر گجر حکومتاں کا زوال توں بعد کی ہے۔ اس لحاظ نالّ وِی یوہ ادب زیادہ پرانو نہیں سی لگتو۔ بھانویں لوک ادب کی بے شمار مثال لوک کہانیں۔ موسمی تے دو جا لوک گیت ہیں۔ اس تیں پراناں وِی ہوسکیں۔ پر لوک ادب کی زبان موجودہ گوجری زبان کے اتنی قریب ہے تے نانے لوک بار تے پنجابی لوک ادب نالّ میل توں یوہ نتیجو کڈھیو جا سکے جے جد گجر حکومتاں کو زوال ہو یوتاں گوجری ادب زبانی طور پر سینہ بسینہ اگے چلتو رہیو تے یوہ ادب غالبا اٹھارھویں تے اُنیویں صدی کو ادب ہے جد گوجری اشاعت تے سرکاری سرپرستی توں محروم تھی۔

گوجری ادب کو تیسرو دور [۱۹۰۱ء تیں ۱۹۵۰ء تک]:

بیسویں صدی کی ابتدا کے نالّ ہی ریاست جموں و کشمیر ماں گوجری زبان نے دوبارا سر چانوں شروع کیو۔ زمانہ کا انقلاب توں متاثر ہو کے اس دور ماں ریاست جموں کشمیر ماں وِی سرمایہ داری تے سماجی نابرابری کے خلاف مہم شروع ہو گئیں تھیں، سیاسی رہنماواں نے وِی قوم کی سماجی حالت سدھارون واسطے لک بدھیو جس نالّ گوجری زبان ناوِی بالواسطہ فائدو ملیو جن کو بنیادی مقصد گجراں کی سیاسی تے سماجی حالت سدھارن کو تھو، اِن سیاسی لوکاں ماں شامل تھا۔ چودھری سربُلند خان، چودھری غلام حسین لسانوی، میاں نظام الدین لاروی، برگیڈئیر خدا بخش، چودھری دیوان علی، حاجی محمد اسرائیل، مولوی مہر الدین قمر، چودھری عبداللہ، حیات محمد کسانہ تے چودھری وزیر محمد ہکلّہ۔ ان سب کی سیاسی کوششاں نالّ

گجراں کی حالت ماں سدھار آیو، گوجری بولتاں جہڑا لوک پہلاں شرمانویں تھا، وہ گوجری بولن لگا، گوجری واسطے تحریری کوشش وی ہون لگی، تحریری طور پر جن حضرات نے گوجری واسطے کم کیو، اُن ماں چودھری دیوان علی، مولوی مہرالدین قمر، حاجی اسرائیل کھٹانہ، غلام احمد رضا، وزیر محمد ہکلہ تے سروری کسانہ قابل ذکر ہیں۔

اس دور کی اہم ترین شخصیت بابا عبیداللہ لارویؒ المعروف باباجی صاحب لاروی ؒ تھا، جنھاں نے گجراں ماں علم تے ادب کی شمع ''گوجر جاٹ کانفرنس'' کی سیاسی کوششاں تیں مچ پہلاں بالی تھی، اِن کا دربار ماں شعروادب کی محفل اکثر وھیں تھیں تے اس طرح گوجری کا پرانا شاعر جہڑا پہلاں پنجابی، اردو تے فارسی ماں لکھتا رہیا تھا، انھاں نے وی گوجری ماں شاعری شروع کردتی تھی۔

بیہویں صدی کا شروع ماں جن شاعراں نے گوجری ماں لکھنو شروع کیو، ان ماں عبدل پُونچھی، نوں پونچھی، سائیں قادربخش، فتح محمد درہالوی، علم دین بن باسی، میاں نظام الدین لاروی، شمس الدین مہجور، خدابخش زار، مولانا اسماعیل ذبیح، اسرائیل مہجور، تے سروری کسانہ کاناں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

اس دور کی ایک ہور اہم گل یاہ ہے کہ بھانویں اس دور کا شروع ماں گجر اپنی زبان بولتاں، یا اس واسطے کم کرتاں اجان جوکیں تھا، پر ایک انگریز لکھاڑی گراہم بیل نے ۱۹۰۸ء ماں ایک شائع کی تھی (Grammar of Himalyan Languages) جس ماں گوجری کو باقاعدہ ذکر تھو، اس توں علاوہ جارج گرائرسن نے وِی اپنی کتاب (Linguistic Survey of India) ماں بیہویں صدی کا آغاز ماں گوجری کو تفصیلی ذکر کیو ہے۔

گوجری کو چوتھو دور یا آزادی توں بعد کا دور، ۱۹۵۰ء

تیسرا دور ماں جن لکھاڑیاں نے گوجری ماں لکھنو شروع کیو تھو، اُن کا حوصلہ بلند تھا تے اُن کا قافلہ ماں نواں لکھن آلاوی شامل ہوتا جائیں تھا۔ تیسرا دور کی گوجری تقریباً ساری شاعری کی شکل ماں تھی، تے شاعری ماں وِی سی حرفی، بیت، بارہ ماہ زیادہ لکھیا گیا تھا، آزادی توں بعد مولانا مہر الدین قمرؔ، اسمٰعیل ذبیحؔ، اسرائیل مہجورؔ، علم دین بن باسی، خدا بخش زارؔ، میاں نظام الدین لارویؒ تے سروریؔ کسانہ کی تحریری کوشش جاری رہیں۔ تے نواں آن آلاں ماں محمد اسرائل اثرؔ، ڈاکٹر صابر آفاقی، اقبال عظیم، نسیم پونچھی تے رانا فضل حسین کا ناں قابل ذکر ہیں۔

گوجری تحریراں نا پہلی بار اشاعت واسطے جگہ سروری کسانہ کا رسالہ ''گوجر دیش'' ماں ملی جہڑو ۱۹۶۴ء ماں شروع کیو گیو تے کجھ عرصو اقبال عظیمؔ، نسیمؔ پونچھی تے فرمنظور گلشنؔ ہوراں نے وِی اس کی ادارت کی۔ اس توں علاوہ ''الانسان'' تے ''نوائے قوم'' ماں وِی گوجری مضمون چھپتا رہیا۔ نجی طور پر اس دور کی تخلیق ماں سب توں زیادہ کم غالباً مولانا مہر الدین قمرؔ کو ہے، جنھاں نے نظم تے نثر ماں اپنی زندگی ماں ستائی (۲۷) کتابچہ لکھیا جن ماں انقلابی سماجی ادبی تے ہر قسم کا موضوع پر تحریر شامل ہیں پر یہ سب کا سب گوجری ماں نہیں تھا۔ جدید گوجری ادب کو اکثر حصو اِسے چوتھا دور کی تخلیق ہیں۔ اس واسطے مناسب رہ گو کہ آزادی تیں بعد جن جن اداراں نے گوجری کی ترقی واسطے کم کیو ہے۔ اُن کو بگھ بگھ ذکر کیو جائے۔

پاکستان ماں گوجری:

پاکستان ماجدید گوجری ادب کی ترقی واسطے جتنی نجی یا سانجھی کوشش ہوئیں انھاں ماسب توں اہم رول ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں کو ہے۔ وہ واحد مقامی ادیب تھا جنھاں نے اپنا بھراواں مولانا عبدالرحیم ندیمؔ تے مخلصؔ وجدانی سنگ مل کے گوجری ادبی بورڈ وی قائم کیو تے غلام حسین اظہرؔ تے پونچھ راجوری توں ہجرت کرن آلا نواں لکھاڑیاں نال تعاون کر کے سرکاری اداراں ماں

وی گوجری کو چلن کڈھیو۔ گوجری کی پہلی صف کا جن لکھاڑیاں کو پچھے ذکر ہوؤ ان وچوں مج سارا ۱۹۴۷ء تے ۱۹۶۵ء ماں پاکستان ہجرت کر گیا تھا۔ جن ماں مولانا اسمٰعیل ذبیح، مہرالدین قمر، احمد دین عنبر، اسرائیل مہجور، غلام احمد رضا، تے رانا فضل حسین کا ناں اہم ہیں۔ اِن حضرات نے الگ الگ جگہاں ماں رہائش کے باوجود اپنی ماں بولی واسطے ادبی کوشش جاری رکھیں۔ نواں لکھاڑیاں نا اِس پاسے راہ دَسیو تے مختلف ادبی بورڈ بنا کے لکھاڑیاں نا حوصلہ افزائی کا موقعا فراہم کیا، آزادی توں بعد پاکستان ماں جہڑو وی گوجری ادب تخلیق ہویا چھپ کے باندے آیو وہ خالص گوجری تے معیاری ہے۔ لاہور، کراچی، راولپنڈی تے مظفر آباد کا گوجری بورڈ کی طرفوں جہڑی کتاب پہلا پُور ماں سامنے آئیں، اُن ماں اسماعیل ذبیح کی ''انتظار''، مخلص وجدانی کی ''ریرا'' ڈاکٹر صابر آفاقی کی ''پھُل کھیلی''، رانا فضل کی ''بانہنھاں باہنھاں پانی'' اسرائیل مہجور کی ''نغمۂ کوہسار'' تے سرور صحرائی کی ''سجری سویل'' اہم سنگ میل ہیں۔

اس عرصہ ماں ان حضرات کی کوششاں نال تراڑکھل تے مظفر آباد ریڈیو ماں گوجری شعبو شروع ہویو، جس نال نال گوجری نثر وی لکھی جان لگی، نثر ماں ڈاکٹر صابر آفاقی، رانا فضل،، پروفیسر یُوسف حسن، چودھری محمد اشرف ایڈووکیٹ تے سرور صحرائی کی کوشش جاری ہیں۔ ان حضرات نے سی حرفی تیں ہٹ کے غزل، نظم، رباعی تے ڈراماں ماں وِی کامیاب تجربا کیا ہیں۔

گوجری کی ترقی ماں ریڈیو کو رول:

مظفر آباد، تراڑکھل، سری نگر تے جموں ریڈیو سٹیشن توں گوجری کی شروعات نال عام طور پر گوجری بولن آلاں تے خاص طور پر گوجری ادیباں تے شاعراں کی بے حد حوصلہ افزائی ہوئی۔

گجر جہڑا پہلاں اپنی مادری زبان بولتاں شرمانویں تھا۔ اُن کو خوف مکن لگ پیو تے گوجری ادیب جن نا پہلاں پڑھن پڑھن سنن آلاں کی کمی محسوس وھے تھی۔ اُن کا حوصلہ وی بلند ہو گیا۔ ریڈیائی ڈراماں تے نثری ادب کی ابتداء ریڈیو تیں بعد ہی شروع ہوئی تے امین قمر، غلام رسول آزاد، محمود رانا، محمد حسین سلیم بنیادی طور پر ریڈیو کی دریافت ہیں۔ اک ہورا اہم کم جہڑو ریڈیو

نے کیو ہے وہ گوجری لوک ادب کی ریکارڈنگ تے گوجری گیتاں، غزلاں تے بیتاں کی ریکارڈنگ کر کے عوام تک پہونچان کو کم ہے۔ گوجری زبان وادب کی ترقی واسطے ٹیلیویژن نا اپنی صلاحیت تے ایمانداری کو ثبوت دینو اجاں باقی ہے۔

جموں وکشمیر کلچرل اکیڈمی:

۱۹۷۵ء مانھ ہندوستانی وزیر اعظم محترمہ اندرا گاندھی تے شیخ عبداللہ مرحوم کے درمیان ہون آلو سمجھوتو گجراں کی طرح گوجری زبان تے ادب واسطے وی سکھ کو سنیہو لیکے آیو۔ گوجراں کی مجموعی طرقی واسطے 'گوجر ایڈوائزری بورڈ' قائم ہوؤ جس کی پہلی وائس چیر پرسن کے طور محترمہ بیگم اکبر جہان نے اپنی مادری زبان کو حق ادا کرتاں کھُل کے اس زبان کی ترقی تے ترویج واسطے کم شروع کروایا۔ اسے تیں بعد سرکاری طور پر گوجری تے گوجراں نال ہمدردی کے طور ریاستی سطح پر گوجری کلچرل کانفرنس ہون لگیں جنہاں مانھ کئی معیاری تحقیقی مقالا پیش ہوا جہڑا بعد مانھ اسداللہ وانی ہوراں نے جمع کر کے اکیڈمی توں 'گوجر اور گوجری ' کا ناں نال شائع کیا تھا۔ دراصل یہی کانفرنس سال ۱۹۷۸ئمانھ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھولن کی بنیاد بنی۔ گوجری واسطے ان بنیادی کوششاں ماں کلچرل اکیڈمی کا لائق تے باصلاحیت سیکریٹری خواجہ محمد یوسف ٹینگ ہوراں کو بڑو اہم حصو ہے جنھاں نے بعد کا دور ماں وی گوجری قافلہ کی رہنمائی جاری رکھی ہے۔

جموں کشمیر کلچرل اکادمی ماں گوجری شعبہ کو قیام ایک تاریخی حیثیت رکھے۔ کیونکہ اج تک گوجری واسطے جتنو کم ہو یو ہے اور جس جس تنظیم نے کم کیو ان ماں کلچرل اکیڈمی سب توں نمایاں ہے۔ اکیڈمی ماں گوجری شعبو ۱۹۷۸ء ماں قائم ہوؤ۔ قیام توں بعد اِس ادارہ نے گوجری زبان کی اشاعت تے ترقی واسطے جہڑو بے بہا تے قابل قدر کم کیو ہے اس نا اس طرح بیان کیو جا سکے:

۱۔ گوجری ادب کی جمعبندی تے اشاعت۔

۲۔ ہرسال شیرازہ گوجری کی اشاعت جس نال نواں لکھاڑیاں کی بے حد وحوصلہ افزائی ہوئی۔

۳۔ نثری ادب، خصوصی طور افساناں، ڈراماں، تحقیقی مقالات وغیرہ کی اشاعت۔

۴۔ گوجری کتاباں کی اشاعت تے لکھاڑیاں کی حوصلہ افزائی (جس ماں مالی مدد تے انعامی سلسلاوی شامل ہیں۔)

۵۔ گوجری شعبہ نے گوجری ڈکشنری کی اشاعت نال سب توں بڑو کم انجام دِتو ہے۔

۶۔ ہرسال مختلف جگہاں پر مشاعراں، مجلساں تے کانفرنساں کا اہتمام۔

۷۔ حال ہی ماں دس جلداں پر مشتمل مرتب ہون آلی 'گوجری ادب کی سنہری تاریخ''

☆(کلچرل اکیڈمی کی کارکردگی کو ذکر اگلا صفحاں ماں مناسب مقام پر جاجا ہوؤ ہے۔)

گوجری واسطے نجی تنظیماں کو رول:

گوجری زبان کی ترقی واسطے بنیادی کم انھاں ہی تنظیماں نے شروع کیو تھو۔ گجر جاٹ کانفرنس توں بعد انجمن ترقی گوجری زبان وادب کی مختلف شاخ، ادبی سنگت کشمیر، مختلف ڈرامہ کلب تے گوجری ادبی بورڈ (ادارۂ ادبیات)، 'گوجری ادبی سنگت' میر پور، تے 'جموں کشمیر انجمن ترقی گوجری ادب' کی کوشش قابل ذکر ہیں۔ اِن اِداراں نے اپنی کوششاں نال، گوجری ادب کی نجی اشاعت تیں علاوہ ریڈیو توں گوجری پروگرام شروع کروان تے جموں وکشمیر کلچرل اکیڈمی ماں گوجری شعبہ کا قیام واسطے کامیاب کوشش کرن تیں علاوہ اپنے طوروی گوجری ادب کی شیرازہ بندی تے ترتیب وتدوین واسطے کم کیا ہیں۔

گوجری ریسرچ انسٹی چیوٹ:

''گوجر دیش ٹرسٹ'' کی طرفوں گوجری کی ترقی واسطے جموں ماں اس ادارہ کو قیام پچھلا کجھ سالاں ماں ہویو اس ادارہ کی مکمل کوششاں پر تبصرہ کرنو بھانویں اجاں قبل از وقت

ہے۔ پر کجھ ہی سالاں ماں اس ادارہ کے تحت، سکول، کانفرنس ہال تے اک اعلیٰ قسم کی لائبریری کا قیام تے 'آواز گرجر' کی باقاعدہ اشاعت نالّ جناب مسعود چودھری ہوراں نے اپنّی صلاحیتاں کو ایک مثالی نمونو ضرور پیش کیو ہے، جس واسطے وَ یہ مبارک کا مستحق ہیں۔ اس ادارہ کا باقی مقاصد نا حالیں کجھ سال لگیں گا۔

دو جی ریاستاں ماں گوجری:

ہندوستان کی مختلف ریاستاں مثلاً راجستھان، گجرات، پنجاب، ہماچل، ہریانہ، یوپی تے دہلی ماں لکھاں لوک تھوڑا مچ فرق نالّ گوجری بولیں تے سمجھیں، بھانویں اِنھاں کی تحریری کوشش گھٹ ہیں تے جو کچھ لکھیں وہ وی ہندی رسم الخط ماں لکھیں اِن لو کاں وِچوں رام پرشاد کھٹانہ، تے ملکھی رام کشانؔ کی ادبی خدمات بھلائی نہیں جاسکتی۔ پروفیسر جے سی شرما کی کتاب گوجری گرائمر (Gojri Grammar) گوجری ادب کی تاریخ ماں اہم سنگ میل ہیں۔

گوجری زبان کو مستقبل

گوجری ادب کو کدے جائز ولیو جائے۔ تاں یاہ حقیقت باندے آوے جے ان تک گوجری زبان ماں تقریباً ساری کی ساری تخلیقات شعری صورت ماں ہیں۔ تے گوجری نثری ادب بہت گھٹ یانہ کے برابر ہے۔

گوجری ماں شائع ہون آلی اکثر کتاب شاعری کی ہیں تے گوجری نثر ماں غلام رسول اصغر کو ناول ''آخری سہارو'' تے اے، کے سہراب کا ریڈیائی ڈرامہ کا مجموعہ ''چونّ'' ڈاکٹر رفیق انجم کی 'کورا کاغذ' 'لعلاں کا بنجارا' تے 'گوجری ادب کی سنہری تاریخ'، سرور چوہان کی 'کھوٹا سِکا' تے امین قمر کی 'چاننی' سعید بانیاں کی 'دل کا تارا' تے صابر آفاقی کی 'بھلی بسریں

یاد تیں بغیر صرف گوجری کہانی ہیں۔ جہڑی گوجری ''شیرازہ'' ماں چھپتی رہی ہیں اس ماں شک نہیں کہ امین قمر، غلام رسول آزاد، چودھری قیصر الدین تے اقبال عظیم کی کہانیں معیاری ہیں۔ پر گوجری لکھن آلاں نا افسانا، ڈرامہ، تحقیقی کماں تے گوجری زبان کا تاریخی پہلو دروی دھیان دین کی ضرورت ہے۔ تے ان ساراں توں پہلاں ضرورت ہے۔ قوم ماں تعلیمی انقلاب لیان کی۔ اس سلسلہ ماں جہڑی کوشش کی جارہی ہیں، وہ نا کافی ضرور ہیں۔ پر حوصلہ شکن نہیں، تے اگر سنجیدہ گوجری ادیباں نے زبان کی ترقی کو بیڑو چالیو، تاں گوجری کو مستقبل انشاء اللہ روشن وھے گو، کیونکہ تمام خامیاں کے باوجود گوجری ادب کو معیار کسے وی دوجی زبان تیں گھٹ نہیں۔ اس نا گوجری زبان کی بدقسمتی ہی کہہ سکاں کہ اک ایسی زبان جہڑی علمی تے ادبی حیثیت رکھے تھی، زمانہ کی بے مروتی کو شکار ہوگئی تے دُوبارہ سر چا تاں صدیں گذر گئیں۔ پر یاہ اک دلچسپ حقیقت یا معجزو ہے یاہ دنیا کی پہلی زبان ہوئے گی، جہڑی صدیاں تک رلتی رہن کے باوجود اَج وی اپنی اصلی حالت ماں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ اَج وی برصغیر کی یاہ واحد زبان ہے جہڑی پورا نطہ ماں بولی تے سمجھی جاسکے، یاہ گوجری کی بدقسمتی ہے کہ اتنی شاندار تاریخ تے خاطر خواہ تاریخی مواد ہون کے باوجود اس زبان کو ذکر مرکزی آئین ماں نہ ہون کے نال نال اَج توڑی یاہ ساہتیہ اکیڈمی کی قبولیت تیں وی محروم ہے۔

.....

گوجری زبان تے ادب

(چھوہاتی نظر ماں)

۲۰۰۰ق۔م تا ۱۵۰۰ق۔م	آریاں کی ہندوستان ماں آمد
۵۰۰ق۔م تا ۵۰۰عیسوی	گوجراں کی ہندوستان ماں آمد
۶۰۰عیسوی تا ۱۳۰۰ء	مختلف ہندوستانی ریاستاں پر گجراں کی حکومت گوجری زبان کی جم پلن، جوانی
۱۰۰۰ء تا ۱۷۰۰ء	قدیم گوجری ادب کو دور
۱۴۰۰ء تا ۱۷۰۰ء	گجر حکومتاں کو زوال، گجراں کی ہمالیاتی پہاڑاں در ہجرت، گوجری سرکاری سرپرستی توں محروم
۱۷۰۰ء تا ۱۹۰۰ء	گوجری اشاعت تیں محروم گوجری لوک ادب (گوجری ادب کی واحد شکل)
۱۹۰۰ء تا ۱۹۵۰ء	جموں کشمیر ماں گجراں کی سیاسی بیداری جدید گوجری ادب کی چڑھت
۱۹۵۰ء توں اگے	گوجری نشر و اشاعت کی بحالی سجرا گوجری ادب کی تخلیق

گوجری لسانیات تے قواعد

گوجری ہندوستان کی قدیم زباناں بچوں اک ہے۔ تاریخی حوالا دیکھیا جائیں تاں گوجری کا کھُرا دسویں صدی عیسوی کا ادب مانھ صاف صاف دِسیں۔ ہِندوستانی ادب مانھ گوجری دسویں توں لیکے اٹھارویں صدی کا شروع تک نمایاں سئی لگے۔

گُوجر قوم کی تاریخ نانھ نظر مانھ رکھ کے یاہ گل ثابت ہوئے کہ گُجرات مانھ گُجراں کی حکومت کے نال ہی گوجری کی ترقی ہوئی تے فِر جدیاہ قوم حکومت چھوڑ کے جنگلاں تے پہاڑاں آلے پاسے نسن پر مجبور ہوگئی تاں گوجری زبان تے ادب کو خزانو وی کھیروں کھیروں ہو گیو۔ موجودہ دور کی زباناں بچوں اُردُو، ہِندی، گُجراتی، راجستھانی، تے پنجابی زبان کی تاریخاں مانھ گوجری کا حوالا نمایاں طور پر درج ہیں۔

قدیم گوجری ادب کا مطالعہ توں کُجھ اک گل باندے آویں۔ اک تے یوہ سارا کو سارو ادب فارسی رسمُ الخط مانھ ہے تے موضوع کا اعتبار نال اس مانھ اسلامیات تے تصوف نمایاں ہے۔ تے دُوجے گوجری قواعد توں متعلق جس واحد کِتاب کو حوالو قدیم ادب مانھ لیھے واہ ہے قبل مسیح کا بادشاہ بکرماجیت کا درباری شاعر کالی داس کا سنگی پنڈت دوروچی کی برج بھاشا کا صرف ونحو کا قواعد تیں متعلق کتاب جہڑی ''پراکرت برکاش'' کا ناں نال بعد مانھ ۱۸۶۸ء مانھ لندن تیں شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب مانھ بے شمار گوجر الفظ موجود ہیں تے اسکا قواعد وی گوجری نال میل کھائیں۔

۱۱۵۱ھ مانھ شائع ہون آلی لُغاتِ گُجری جہڑی عربی، فارسی تے گوجری کی لُغت ہے، اس بچوں کُجھ گوجری قواعد کشید کِیا جا سکیں تھا پر نجیب اشرف ندوی ہوراں نے ایسی کوشش نہیں کی بلکہ عربی تے فارسی کے نال گوجری لفظاں آلو خانو وی اُردُو کا کھاتہ مانھ باہن کی کوشش کی ہے۔ فِر وی خُدا کو شُکر ہے جے کِتاب کا عُنوان مانھ لُغاتِ گُجری برقرار رکھ کے

اُنھاں نے حقیقت پسندی کو ثبوت دِتو ہے۔ غالباً اِس تحقیق کے وقت ندوی صاحب کا علم مانھ یاہ گل نہیں تھی جے گوجری اج وی اک زِندہ زُبان ہے۔ تے اپنی اصلی حالت مانھ ریاست جموں کشمیر مانھ موجُود ہے۔ اٹھارویں تے اُنیویں صدی مانھ گوجری زُبان پڑھائی لِکھائی تیں محروم رہن تے کوئے اک مرکز نہ ہون کی وجہ تیں تحقیق کرن آلاں تیں اوہلے رہی۔

اُنیویں صدی مُکتاں مُکتاں جد جموں کشمیر مانھ گوجراں کا موجود ہون تے اک الگ زبان بولن کی سُوہ انگریز کھوجیاں نا لگی تے اُنھاں نے اِس قوم تے زبان تیں متعلق اپنی تحقیق شروع کرلئی۔ قوم توں متعلق تے W. Lawrence سمیت تمام تاریخ داناں نے کشمیر کی تاریخ لِکھتاں گُوجراں کو حوالو ضرور دِتو ہے۔ پر جدید گوجری زبان توں متعلق تحقیق کرن آلا پہلا عالم T. Grahm Bailey ہیں جِنھاں نے گوجری زُبان کا قواعد توں متعلق اپنو بنیادی نظریو (observations) ۱۹۰۸ء مانھ شائع کیو۔ جدید گوجری ادب بیہویں صدی کی پیداوار ہے جِس کو مرکز بلاشُبہ جموں کشمیر کی ریاست ہے تے گوجری قواعد تیں متعلق پہلی کوشش کو سہرو گراہم بیلے کے سِر جائے۔ جِن کی بُنیادی تحقیق تیں متاثر ہو کے سر جارج گرائرسن (G. Grierson) نے اس زبان پر تفصیلی تحقیق کی جہڑی ۱۹۲۳ء مانھ اُنکی مشہور تصنیف (Linguistic Survey of India) مانھ شائع ہوئی۔ اِس تحقیق مانھ گوجری زبان کا کئی لہجاں (Dialects) تے گوجری قواعد (Grammatical rules) تیں علاوہ زبان کی خانہ بندی (Classification) کی وی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تمام چیز حتمی تے نہیں کہی جاسکتیں پر گرائرسن کو یوہ کم گوجری توں متعلق پہلی سنجیدہ کوشش کو درجو رکھے۔

اس توں بعد گوجری تخلیق تے اشاعت کو سلسلو تے بلیں بلیں ٹِھل پیو پر گوجری قواعد تیں متعلق تحقیق مانھ مزید کم ہوتاں ہور پنجاہ سال لگ گیا۔ ۷۳۔۱۹۷۲ء مانھ پروفیسر ڈاکٹر رام پرشاد کھٹانہ نے جموں کشمیر کا گوجراں بارے تحقیق شروع کی جس مانھ انھاں نے قوم کے نال نال گوجری زبان کی لسانیاتی حیثیت تے بنیادی قواعد بارے اپنا تجزیہ (Obervations) آلی اپنی کتاب گوجر، گوجری زبان وادب ۱۹۷۴ء مانھ شائع کی۔ ۷۵۔

۱۹۷۴ مانھ ڈاکٹر جگدیش چندر شرمانے گوجری زبان مانھ صوتیات تے قواعد بارے جموں کشمیر مانھ پہلی جامع، سنجیدہ تے مستند تحقیق کی جہڑی بعد مانھ بھارتی لسانیات تیں متعلق مرکزی ادارہ (CIIL Mysore) نے گوجری صوتیات (Gojri Phonetic Reader-1979) تے (Gojri Grammar-1982) گوجری گرائمر کی صورت مانھ شائع کی۔

اسے دور مانھ جموں کشمیر مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھلن نال (1978) زبان مانھ تخلیق تے اشاعت شروع ہوگئی پر گوجری قواعد کا موضوع پر کوئے کم نہ ہوسکیو۔ امریکی محقق ران البرٹ (Ron Albrecht Jr.) نے بیہویں صدی کا آخری دھا کا مانھ اس میدان مانھ قدم رکھیو تے ریاست جموں کشمیر کو دورو کرن تیں بعد گوجری تیں متعلق اپنی تحقیق (Gojri Discourse Grammar) کی صُورت مانھ ۲۰۰۰ء مانھ شائع کی جس پر اُنھاں نانھ (Associated Canadian Theological School) نے لسانیات کی ماسٹر ڈِگری دِتی۔

گوجری ادیباں کو ادھو قافلو ۱۹۴۷ء کی مُلکی تقسیم مانھ پاکستان چلے گیو تھو تے اسطرح ریاست کا اُس حِصہ مانھ وی گوجری کا ادبی کم جوش جذبہ نال ہوتا رہیا ہیں۔ پر گوجری قواعد کا کم مانھ اُت وی خاصی دیر لگی۔ اِس موضوع پر ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں گواک مضمون آوازِ گُرجر مانھ شائع ہو یو تھو جس مانھ کُجھ بنیادی سطح کی گل تھیں۔ بعد مانھ گوجری قواعد کا ناں نال یاہ کتاب مظفرآباد (پاکستان) تیں ۲۰۰۲ مانھ شائع ہون گو پتو لگو ہے پر اجاں تک یاہ کِتاب دستیاب نہیں ہوسکی جے اس گو جائزو لیو جاسکتو۔

گوجری قواعد تیں متعلق چھیویں کوشش وائن ای لیوسے (Wyne E. Lusey) کی ہے۔ اس امریکی محقق نے پاکستان مانھ بولی جان آلی گوجری کا قواعد تے رسم اُلخط کا مسئلاں (Grammar and Standardization of Gojri script) تیں متعلق اپنی تحقیق ۲۰۰۲ مانھ شائع کی ہے۔ جہڑی اجھاں جموں کشمیر مانھ کتابی صورت مانھ دستیاب نہیں ہوسکی پر اِنٹرنیٹ (Internet) پر موجود اس کتاب کا سرسری مطالعہ توں ثابت ہوئے کہ اُنھاں نے اس

تحقیق مانھ محنت، خلوص تے سنجیدگی نال کم کیو ہے۔ تے اسطرح آئیندہ اس موضوع پر کم کرن آلا ڈاکٹر جے سی شرماتے وائن لیوسے کا ہمیشاں احسان مندر ہیں گا۔

گوجری گرائمر تیں متعلق کتاب لِکھن گو میرو اک چرو کنو خواب (Dream Project) تھو۔ پر گوجری ادب کی تاریخ تے گوجری اِنگلش ڈِکشنری جیہا کماں نے اِس مانھ متی دیر کروائی۔ گوجری اپنی مادری زُبان ہون کی وجہ تیں میں محسوس کیو ہے تمام تحقیق کرن آلاں نے پُوری جانکاری نہ ہون کی وجہ تیں اِس موضوع مانھ کُجھ نہ کُجھ خامی چھوڑی وی تھی جِس کے بارے قلم چلان کی ضرورت تھی تے دُوجی وجہ یاہ تھی جے گوجری گرائمرتوں متعلق پہلی ساریں کوشش انگریزی زُبان کا کلبُوت پر کی گئیں تھیں۔ جہڑی عام گوجری طالب علم یا لکھاڑی کی سمجھ توں اُپر ہیں۔ تے اُردو فارسی Format مانھ اک گرائمر کی سخت ضرورت تھی۔ تحقیق کرن آلاں نے پُونچھ مانھ بولی جان آلی گوجری نانھ مرکزی حیثیت سونپی ہے تے پُونچھ گو جم پل ہون کی وجہ تیں وی اِس موضوع پر اپنی جانکاری نا کاغذ قلم کے حوالے کرنو ہوں اپنو حق تے فرض سمجھوں تھو۔

اِس سلسلہ مانھ جد گوجری گرائمر کی گل اک مُلاقات مانھ سنجیدہ لِکھاڑی تے کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری کا ایڈیٹر منشاء خاکی ہوراں نال ہوئی تاں اُنھاں نے خوشی کے نال یوہ راز وی دسیو جے اِس موضوع پر اُنھاں نے وی کافی بُنیادی کم کیو ہے۔ تے اسطرح ہم نے اپنا اپنا کم نانھ دیکھ سُن تے چھٹ اچھیر کے سانجھا طور پر شائع کرن کو فیصلو کیو۔ جموں کشمیر مانھ سارا گوجری لِکھن پڑھن آلا اُردو رسم الخط گو ہی استعمال کریں اس واسطے اسے طرز پر گوجری قواعد لِکھنا وقت کی اک ضرورت وی تھی۔ دُوجی اک وجہ یاہ وی تھی جے ریاست مانھ گوجری زبان نانھ سکول تے یُونیورسٹی کی تعلیم مانھ شامل کرن بارے وی کوشش جاری ہیں۔ لہذا اک معیاری گرائمر کی اہمیت ہور ہی بدھ جائے۔ اپنا طور پر باریکی، سنجیدگی تے پُورا خلوص نال گوجری قواعد لِکھن کی کوشش کی ہے۔ اس اُمید کے نال جے یاہ تحقیق گوجری لِکھن پڑھن آلاں واسطے فائدے مند ثابت ہوئے گی۔

گوجری پٹی (حروف تہجی)

ا ب پ ت ٹ ث

بھ(بھ) پھ تھ ٹھ

ج چ ح خ

جھ(جھ) چھ

د،دھ(دھ) ڈ ،ڈھ(ڈھ) ذ

ر ڑ ز

س ش ص ض ط ظ

ع غ ف ق ک کھ گ گھ(گھ)

ل ل م ن ن

و ہ ء ی ے

☆ نوٹ:

اُردو کی طرح گوجری اِملا کی بُنیاد وی فارسی پر تے فارسی کی عربی زُبان پر ہے جد کہ عربی نے سامی زبان کا حروف تہجی اپنایا تھا۔ اُپلی ابجد آلی ترتیب جے غور نال دیکھی جائے تاں ابجد آلی پہلی چھ سطر سامی زبان کی ہیں۔ عرب آلاں نے عربی رسم الخط ترتیب دیتاں اس مانھ آخری دو سطر آلا حرفاں کو اضافو کر کے نویں سر عربی املا تیار کیو۔ فارسی رسم الخط تیار کرتاں فارسی آلاں نے اس عربی املا مانھ کُجھ حرفاں کو اضافو کر لیو تے یہ حرف تھا: پ، چ، گ، تے ژ ۔ اسے طرح اُردو حروف تہجی بناتاں فارسی آلی پُوری پٹی لیکے اس مانھ کُجھ خالص ہندوستانی حرفاں کو اضافو کیو تے یہ حرف تھا: ٹ، ڈ، تے ڑ۔ گوجری املا مانھ فارسی کا حرف ژ تیں بغیر

باقی عربی فارسی تے ہندوستانی سب حرف شامل ہیں پر نال ہی اسکی کُجھ اپنی اواز ہیں جنھاں نا ادا کرن واسطے کُجھ حرفاں مانھ تبدیلی یا اضافی نشانی لانی پئی ہیں۔ مثال کے طور، معکوسی[Retroflex] ن، ل، تے[Low Tone] بھ، جھ، دھ، ڈھ، گھ، جیسی اواز جن کو رواج گوجری توں علاوہ پنجابی زُبان مانھ وی ہوئے۔ جد کہ اُردو مانھ یہ اواز نہیں ہوتیں۔

اسطرح گوجری پٹی کی اصل کُجھ اس طرح بنے:

خالص سامی حرف: ا،ب،ج،د، ہ، و ، ز ح ،ط، ی

ک ،ل ،م،ن، س،ع،ف،ص ق ،ر،ش،ت

خالص عربی حرف: ث ،خ ،ذ ض،ظ،غ

خالص فارسی حرف: پ،چ،ژ،گ۔

خالص ہندوستانی حرف: ٹ،ڈ،ڑ

خالص گوجری اواز: معکوسی ل،معکوسی ن، تے Low tone بھ، جھ،دھ،ڈھ،گھ۔

اِن حرفاں کی پچھان ہوتاں گوجری کا کسے وی لفظ کی اصل یا Etymology جانن مانھ بڑی اسانی ہو سکے۔

فارسی حرف ژ کو استعمال گوجری مانھ بِالکُل نہیں ہوتو۔ جد کہ عربی کا حرف ح،ص،ض،ط،ظ، ع،ق،ث وغیرہ وی اسے صورت مانھ ہوئیں جد کہ عربی اصل آلو کوئے لفظ ہی گوجری مانھ اپنائے جائے۔

☆نوٹ: ریاست جموں کشمیر ماں اُردو کی طرح گوجری وی عربی فارسی رسم الخط ماں لکھی پڑھی جائے اِس واسطے اُردو کی طرح گوجری گرائمر واسطے وی فارسی گرائمر کا اصُول ہی قبولیا گیا ہیں۔

گوجری مصوتا Gojri vowels

اواز		نشان	مثال
آ	مد	(~یا)	آدمی۔آنو،آنجنو،باجو،باپ وغیرہ۔
اَ	زبر	(ً)	اَدب،عَرب،چَکر،سَل وغیرہ۔
اِ	زیر	(ِ)	عِلم،دِل،بکری،سِل وغیرہ۔
اُ	پیش	(ُ)	اُکو،پُل،بُن،سُکو وغیرہ۔
اے	یائے مجہول	(pai)	پیر،سیل،بیر
اے	یائے مجہول	(pe)	دیر،دلیر،شیر،ڈھیر وغیرہ۔
ای	یائے معروف	ی	کھیر،امیر،وکیل وغیرہ۔
اُو	واومعروف		چُور،کُوڑ،کھجُور،کُوچی وغیرہ۔
او	واومجہول		کوٹ،چور،ہوش،لوڑ وغیرہ۔

گوجری مصمتا (Consonants)

		لبی Labials	نوکیلی Dentals	Retroflex	تالوی Palatal	غشائی Velar	حلق Uv/Glot.
(بندشی) Stops& Affricates	vl unasp	پ (بھ)	ت (دھ)	ٹ (ڈھ)	چ (جھ)	ک (گھ)	(ق)
	vl asp	پھ	تھ	ٹھ	چھ	کھ	
	vd unasp	ب	د	ڈ	ج	گ	
صغیری Fricatives	vl.	ف	س		ش	خ	ہ،ح
	vd		ز(z)			غ	
انفی	Nasals	م	ن	ںٓ			
پہلوئی	Laterals		ل	لٓ			
تھپکدار	Trill		ر				
	Flap			ڑ			
Frictionless	و				ی		
continuants							

☆ان توں علاوہ گوجری مانھ Nasalisation تے ترے قسم کی Tone یعنی low high, تے Mid tone وی موجود ہیں۔

☆نوٹ: بے شک گوجری اُردو آلا رسم الخط ماں ہی لکھی جائے پر کُجھ مسئلا گوجری کا خالص اپنا ہیں جت اُردو رسم الخط عاجز نظر آوے۔

۱ :معکُوسی اواز: Retroflex sounds

اُردُو زبان ماں ایک ہی معکوسی اواز ہے (Voiced retroflex) (ڑ) کی جد کہ گوجری ماں ڑ کے نال نال ل تے ن کی (unvoiced retroflex) معکوسی اواز وی ہیں جن واسطے اُردو فارسی رسم الخط ماں الگ حرف نہیں۔ لہذا گوجری ماں ل تے ن کی معکوسی اواز اں ناظاہر کرن واسطے اپُٹھا اٹھ کی نشانی (ٗ) ن تے ل کے اُپر لائی جائے۔ مثلاً بالْ، پالْ، پانْی ،کانْو وغیرہ۔

۲: Low tone sounds

گوجری ماں کُجھ لفظاں کی ابتدائی حالت ماں حرفاں کی آواز بدل جائیں: مثال کے طور: پھ، ف ماں بدل جائے جس راہ پھرتیں فِر۔ بھ، پ ماں بدل جائے جس راہ بھیڈتیں پھیڈ، جھ کی اواز چ ماں بدل جائے جس راہ جھکھڑتیں چکھڑ، ڈھ ٹیہ ماں بدل جائے جس طرح ڈھاروتیں ٹ ٹھاروتے گھ کی اواز ک ماں بدل جائے مثلاً گھوڑو تیں کھوڑو یا گھی تیں کھی وغیرہ۔ گویا پنجابی زبان ہاروں گوجری ماں کُجھ ایسی اواز ہیں جہڑی اُردو ماں نہیں مثلاً پیہ، چیہ، تیہ، ٹیہ تے کیہ۔ (یہ ہمیشہ لفظ کا شروع ماں ہی آویں یعنی حرف کی صرف ابتدائی حالت ماں۔) اس طرح انھاں نا لِکھن یا ظاہر کرن واسطے گوجری ماں پنجابی کو اصول ہی قبول کِیو گیو ہے۔ یعنی پہلا حرف کے نال (ھ) جوڑ کے مثلاً:

بھ (پیہ) یعنی ب تے پ کے درمیانی اواز مثال: بھار، بھیڈ، بھیڑو، بھاروں۔

جھ (چیہ) یعنی ج تے چ کے درمیانی اواز جھگ، جھلی، جھکھڑ، جھڑ

دھ (تیہ) یعنی ت تے د کے درمیانی اواز دھار، دھیان، دھونو، دھاگو

ڈھ (ٹیہ) یعنی ٹ تے ڈ کے درمیانی اواز ڈھارو، ڈھاکو، ڈھیری

گھ (کیہ) یعنی ک تے گ کے درمیانی اواز گھوڑو، گھاء، گھُن، گھر، گھڑی

وغیرہ۔

☆ نوٹ (۱) یہ لفظ اُردو مانھ وی ہیں اور اسے طرحیا لکھیا جائیں پر گوجری ماں پڑھتاں انھاں کا تلفظ ماں فرق آجائے۔ یوہ فرق تاں ہی آوے کدے یہ حرف کسے لفظ کا شروع مانھ استعمال ہوئیں درمیان یا اخیر مانھ استعمال ہوتاں یہ اُردو کی طرح ہی اواز دئیں۔ پٹی مانھ یہ حرف Brackets مانھ ظاہر کیا واہیں۔

(۲) گوجری زبان کو الاہیوال لہجو بالکل اُردو کی طرز پر ہے یعنی الاہیوال قبیلہ کا لوک کہر، پہیڈ، تے کہوڑو کی جگہ گھر، بھیڈ تے گھوڑو ہی بولیں۔

(۳) گوجری کی یاہ خصوصی اواز تاں ہی پیدا ہوئے کدے لفظ اِن اضافی مصوتاں یا Consonants نال شروع ہوئے۔ مثلاً ڈھاری، گھڑی، دھیاڑی وغیرہ تے کدے یہی بھ، گھ، دھ وغیرہ کسے لفظ کے درمیان یا اخیر ماں آویں تاں تلفظ وہی رہ جہڑو اُردو ماں ہوئے مثلاً گھن، جنگھ، ادھو، ادھیڑنو، بڈھی وغیرہ۔

عملی گرائمر Practical Grammar

جِنس Gender

جِنس کا لحاظ نال اسم کی دو قسم ہیں:ا۔مادہ (مونث) تے ۲۔ نر (مذکر)

ا۔ مادہ یا مونث Femininie noun اس اسم کو تعلق مادہ نال ہوئے۔ مثلاً گیری، رانی، بلی، گھوڑی وغیرہ۔

۲۔نر یا مذکر۔Masculine noun۔اس اسم کو تعلق نر نال ہوئے۔مثلاً گیرو، راجو، بلو، گھوڑو وغیرہ۔

۳۔مشترک: کُجھ اسم ایسا ہوئیں جِن کو تعلق نر تے مادہ دوہاں نال ہوئے مثلاً یتیم، للوٹ، بچھڑوٹ، کٹڑوٹ وغیرہ۔

اصول:

ا۔گوجری ماں عام طور پر جہڑا ناں ی پر مُکیں وہ یہ مونث ہوئیں۔مثلاً گولی، لاری، ڈالی، گیری، کُکڑی، کُہاڑی وغیرہ۔

۲۔جہڑا لفظ واؤ مجہول پر مُکیں وہ یہ مذکر ہوئیں مثلاً گیری تے گیرو۔اسطرح اگر و پر مُکن آلا مذکر ناں اگے وکی جگہ ی لائی جائے تاں مذکر ناں مونث ماں بدل جائے مثلاً گیراتوں گیری، دادو توں دادی، نِکوتوں نِکی وغیرہ۔

۳۔ واؤ معرُوف پر مُکن آلا لفظ وی مذکر ہوئیں مثلاً چاقُو، اتھرو، تلُو، پکھوُ، دارُو وغیرہ مگر اِنھاں نال ی لا کے اِنکا مونث نہیں بنتا تے نہ انھاں نال الف لا کے اِنکا جمع بن سکیں۔

۴۔الف تے ہ۔ پر مُکن آلا لفظ وی مذکر ہوئیں مثلاً گاہ، گھا، بساہ وغیرہ۔

۵۔ کُجھ واؤ پر نہ مُکن آلا لفظ وی ی لا کے مونث بن جائیں۔مثلاً گُجر تیں گُجری، تے اسیطرح ککُڑی، کلبوتری، لوہاری، وغیرہ۔

۶۔ کُجھ مذکر لفظاں نال نی لاکے وی مونث بن جائیں۔ مثلاً کُڑمنی، سپنی، ڈُومنی، بھُوتنی، سُورنی، مورنی، چورنی وغیرہ

۷۔ مذکر ناں کے نال آنی تے یانی لان نال وی مونث بن جائے مثلاً جیٹھانی، موچی تیں موچیانی، نائی تے نائیانی، چودھری تیں چودھریانی، پنڈت تیں پنڈتیانی، درزی تیں درزیانی تے مولوی تیں مولویانی وغیرہ۔

۸۔ یائے معروف (ی) پر مُکن آلا ناں عام طور پر مونث ہوئیں البتہ کُجھ بے جان چیزاں کا ناں مثلاً دہی، پانی، گھی وغیرہ مذکر ہیں۔

۹۔ یائے معرُوف پر مُکن آلا وی کئی لفظ مذکر ہوئیں۔ مثلاً آدمی، آجڑی، آڑی، آہری وغیرہ۔

۱۰۔ ت پر مکُن آلا لفظ عام طور مونث ہوئیں مثلاً عادت، مُدت، حالت، طاقت، آفت، مُصیبت وغیرہ۔

۱۱۔ کُجھ مذکر لفظاں کے نال ن لگ کے مونث بن جائیں۔ مثلاً ہانن، سنگن۔

۱۲۔ تمام زباناں، نمازاں، تاریخاں، کتاباں تے اوازاں کا ناں مونث ہوئیں۔

۱۳۔ اِسم تصغیر عام طور پر مونث استعمال ہوئیں۔ مثلاً پیالی، کٹوری۔

☆ حقیقت کا لحاظ نال وی جنس کی دو قسم ہوئیں یعنی حقیقی تے غیر حقیقی۔

۱۔ حقیقی جنس: جاندار چیزاں کی جنس ناحقیقی کہیو جائے کیوں جے اِت ہر مونث کے مقابلے مذکر تے ہر مذکر کے مقابلے کائے مونث ہوئے۔ مثلاً بندو تے بندی، دادو تے دادی۔

۲۔ غیر حقیقی: بے جان چیزاں کی جنس ناغیر حقیقی کہیں۔ کیوں جے ات ہر مونث کا مقابلہ ماں مذکر یا مذکر کا مقابلہ ماں مونث ضروری نہیں ہوتو۔ مثلاً کتاب مونث ہے پر اسکو کوئے مذکر نہیں ہوتو اسے طرح گھر مذکر ہے پر اسکے مقابلے کوئے مونث لفظ نہیں۔

نر، مادہ Gender

نر	مادہ	نر	مادہ
اُونٹھ	اُونٹھنی	بِلو	بِلی
بکرو	بکری	کھوتو	کھوتی
گھوڑو	گھوڑی	کُتو	کُتی
مور	مورنی	رِچھ	رِچھنی
باندر	باندری	شیر	شیرنی
گِدڑ	گِدڑی	ککڑ	ککڑی
گُجر	گُجری	کبُوتر	کبُوتری
چودھری	چودھریانی	مولوی	مولویانی
درزی	درزیانی	موچی	موچیانی
سپ	سپنی	کُرڈم	کُرڈمنی
جیٹھ	جیٹھانی	دیور	دیورانی، درانی
سنگی	سنگن	ہانی	ہانن

تعداد Number

گِنتی (تعداد) کالحاظ سنگ اِسم کیں دو قسم ہوئیں ا۔واحد تے ۲۔جمع۔

ا۔واحد: ص، رف اک چیز واسطے استعمال ہون آلا ناں واحد ہوئیں۔مثلاً گھوڑو، لکڑی، کاپی، بچو وغیرہ۔

۲۔جمع: اک توں زیادہ چیزاں واسطے استعمال ہون آلا ناں جمع ہوئیں۔مثلاً گھوڑا، کاپیں، گیریں، بچاو غیرہ۔

۳۔مشترک: گوجری زبان مانھ مُج سارا ناں واحد تے جمع دوہاں صورتاں مانھ استعمال ہوئیں تے اِن کا واحد تے جمع ہون کو فرق جملا مانھ استعمال ہون تیں بعد ہی پتو لگ سکے، خاص کر مفعولی حالت مانھ۔مثلاً کِتاب، کِتاباں کی قیمت، کِتاب کا ورقا وغیرہ۔

واحد تیں جمع بنان کا اصُول:

ا۔جِس واحد ناں کا آخر ماں واؤ مجہول یاہ ہوئے اُس کی جگہ الف لان نال جمع بن جائے۔ مثلاً گیرو، گھوڑو، جگہ، ڈوڈو، بُوٹو، توں گیرا، گھوڑا تے جگا، ڈوڈا، بُوٹا وغیرہ۔

۲۔واؤ معروف پر مُنکن آلا واحد (مذکر) لفظاں کا اخیر ماں الف لان نال اِنکا جمع نہیں بنتا۔ مثلاً چاقُو، تکُو، اتھرو، دارُو وغیرہ۔

۳۔جِن واحد لفظاں کا اخیر ماں ی ہوئے (مونث یا تصغیر کا لفظ) اُنہاں کے اگے یں لان نال جمع بن جائیں۔مثلاً گیری توں گیریں، کاپی توں کاپیں، بلی توں بلیں، موسی تیں موسیں وغیرہ۔

۴۔جِن واحد لفظاں کا اخیر پر الف ہوئے (جِسطرح گیرا نا بلاؤ) اِت ں لان نال جمع بن جائے مثلاً گیراں نا بلاؤ۔(مفعولی حالت)

☆عبرانی تے کئی دوجی زباناں کی طرح گوجری مانھ دی جمع کی دو قسم وہیں۔یعنی اک تعداد واسطے تے دوجے عزت احترام واسطے۔مثال تم دوئے آؤ۔تم بیسو (احتراماً)۔

واحد جمع Number

اوپرو	اوپرا	اوکھو	اوکھا
کلو	کلا	گیرو	گیرا
آنڑو	آنڑا	پاسو	پاسا
جھوٹو	جھوٹا	چھالو	چھالا
گیری	گیریں	بوری	بوریں
بستی	بستیں	کھاری	کھاریں
بکری	بکریں	روٹی	روٹیں
توری	توریں	کاپی	کاپیں
پلی	پلیں	ڈبی	ڈبیں

Noun	Direct فاعل	Oblique مفعول	Vocative تخاطب
واحد مذکر	گیرو	گیرانائلا ؤ	اوگیریا
جمع مذکر	گیرا	گیراں نائلا ؤ	اوگیریو
واحد مونث	گیری	گیری نائلا ؤ	اوگیریئے
جمع مونث	گیریں	گیریاں نائلا ؤ	اوگیریئو

ضمیر شخصی: Personal pronoun

یوہ اسم ضمیر کو وہ کلمو ہے جہڑو کسے شخص کا ناں کی جگہ استعمال ہوئے۔ مثلاً ہوں، میں ،ہم ،توں تھارو، اُسکو وغیرہ۔ ضمیر شخصی کی ترے صُورت ہوئیں۔ متکلم، حاضر تے غاعب۔

(الف) متکلم یاFirst Person: متکلم گل کرن آلا نا کہیو جائے تے جہڑو ضمیر کو کلموو وہ اپنے واسطے استعمال کرے اس نا ضمیر متکلم کہیں۔ مثال کے طور: واحد واسطے ہوں، میں، میرو، مِنا تے جمع واسطے ہم، مھارو، ہم نا وغیرہ۔

(ب) حاضر یا مخاطبSecond Person: جِس شخص نال گل کی جائے اس نا حاضر یا مخاطب کہیں تے اس واسطے استعمال ہون آلا کلمہ نا ضمیر حاظر یا ضمیر مخاطب کہیو جائے مثلاً توں، تیرو، تیری، تم، تم نا، تھارو وغیرہ۔

(ج) غائب:Third Person: جہڑو شخص گل بات کے موقعے موجود نہ ہوئے پر اُس کے بارے گل کی جائے، اُس نا غائب کہیں تے اُس شخص دا اشارو کرن واسطے جہڑو کلمو استعمال ہوئے اُس نا ضمیر غائب کہیو جائے۔ مثلاً

واحد: وہ، واہ، اُسکو، اُس نا تے جمع: وہیہ، اُنہاں نا، اُنھاں واسطے وغیرہ۔

ضمیر کی ترے حالت وی ہوئیں، یعنی فاعلی، مفعولی تے اضافی۔

فاعلی حالت: جِس تیں کسے کم کرن آلا دا اشارو لبھتو ہوئے۔ مثلاً: میں، تیں، تم نے، اُس نے، اُنھاں نے، میرے تیں وغیرہ۔

مفعولی حالت: واہ حالت جِس ماں ضمیر کسے فاعل کو مفعول ہوئے یعنی اُس نال کائے کاروائی یا حرکت ہوئی ہوئے۔ مثلاً: تِناں، مِناں، اُس نا وغیرہ۔

اضافی حالت: ضمیر کی وہ حالت جِس نال کِسے چیز کو تعلق ظاہر ہو تو ہوئے۔ مثلاً: میرو، مھارو، تھارو، اُس کو، تیرو وغیرہ۔

ضمیر	واحد متکلم	جمع متکلم	واحد حاظر	جمع حاظر	واحد غائب	جمع غائب
شخصی	ہوں	ہم	تُوں	تم	وہ،واہ	وہ
فاعل	میں	ہم نے	تیں	تم نے	اُس نے	اُنھاں نے
مفعول	مِناں	ہم نا	تِناں	تم نا	اُس نا	اُنھاں نا
اِضافی	میرو	مھارو	تیرو	تھارو	اُس گو	اُنھاں گو

صِفت Adjective

وہ اسم جہڑو کسے کی اچھائی، بُرائی کیفیت یا مقدار نا ظاہر کرے۔ مثلاً سبز بُوٹو، چٹی ٹوپی، نیک آدمی، زہریلو سپ، چار بندا وغیرہ اِن ماں سبز، چٹی، نیک، زہریلو تے چار اسم صِفت ہیں۔

صِفت بنان کا کئی طریقا ہیں۔ ان بچوں کُجھ اک اس طرح ہیں:

۱۔ اسم کے نال (و) لان نال صِفت بن جائے۔ مثلاً بھکھ توں بھکھو، پیار توں پیارو، کُوڑ تیں کُوڑو تے سچ تیں سچو وغیرہ۔

۲۔ اسم کے نال، لو، جوڑن نال مثلاً پار توں پار لو تے بشکار لو، لاڑ لو وغیرہ۔

۳۔ اسم نال مند جوڑن نال مثلاً عقل مند، فائدے مند، غرض مند وغیرہ۔

۴۔ کُجھ لفظاں کے نال دار لا کے صِفت بن جائے۔ مثلاً مال دار تے زِمی دار۔

۵۔ مرکب صِفت: گوجری ماں کُجھ لفظاں نا دوہرا کر کے صِفت کی اہمیت بدھائی جائے۔

مثلاً رتو لال، ٹھنڈو ٹھار، کوڑو زہر، چٹو شبیت وغیرہ۔

گوجری قاعدا:

۱۔لفظاں (اسم) کے نال واؤلا کے صِفت بن جائے۔

پیار	پیارو	بھُکھ	بھُکھو
سچ	سچو	کُوڑ	کُوڑو

۲۔اسم کے نال لو، لا کے:

لاڑ	لاڑلو	پار	پارلو
بِشکار	بِشکارلو	باہر	باہرلو

۳۔لفظ (مصدر) کے نال وَ لا کے وی صِفت بن جائے۔

لفظ	صِفت	لفظ	صِفت
کمانو	کماوَ	کھانو	کھاوَ
گمانو	گماوَ	ٹرکانو	ٹرکاوَ
گھُسانو	گھساوَ	پچانو	پچاوَ

۴۔کُجھ لفظاں کے نال مند لا کے صِفت بن جائے۔

درد	دردمند	عقل	عقلمند

۵۔ کُجھ لفظاں نال ورلا کے صِفت بنے۔

طاقت	طاقتور	نام	نامور
جان	جانور	زور	زورور(زوراور)

کُجھ مرکب صِفت

ٹھنڈوٹھار	تتوتار(تتوتیل)	کالوشاہ(سیاہ)	چِٹوشبیت(سفید)
نِیلوسرب (سبز)	رتولال	پِیلوزرد	چنگو بھلو
ڈِنگ پڑِنگو	ادھوڑبو	انھوں نمینو،	کوڑوزہر

گوجری کا کُجھ مخصوص اسم صِفت (مذکر)

اسم	اسم صِفت	اسم	صِفت
منجھ(مہیس)	مانجھو	مہیس	مہیسی
گاں	گاوو	بکری	باکرو
بھیڑ	بھیڑو	ڈنگر	ڈانگرو

متضاد لفظ Antonyms

سبلو	ابلو	سپُٹھو	اپُٹھو
سوکھو	اوکھو	سوتر	اوتر
سُلجھنو	اُلجھنو	سُلجھانو	الجھانو
سپُوت	کپُوت	سوہائی	کوہائی
اِنگا	اُنگا	اِت	اُت
اِس	اُس	اِن	اُن
امیر	غریب	اقرار	انکار
اباد	اُجاڑ	اُچو	مندہرو
اُفراں	بُناں	اُرار	پار
اُٹھنو	بیسنو	اُٹھالنو	بسالنو
اُجاڑنو	بسانو	اوپرو	واقف
باہر	اندر	بادھو	گھاٹو
بڑو	نِکو	بُرو	بھلو
بُڈھو	جوان	بھارو	ہولو
پورو	ادھو	پیارو	دُپیارو
پاڑنو	سیڑنو	جَھڑ	نِمل
توڑنو	جوڑنو	تارنو	روھڑنو
جنت	دوزخ	حلال	حرام

دُکھ	سُکھ	دوہرو	ہگرو
دھرتی	اشمان	دیس	پردیس
ڈاھڈو	لِسو	دھیاڑی	رات
جدید	قدیم	سزا	جزا
سیال	برھیا	نقد	اُدھار
سختی	نرمی	سردی	گرمی
گھنو	پتلو	جنگلی	باغی
نظم	نثر	چنگی	مندی
شرد	بھاند	مہنگو	سستو
ہولو	بھارو	سرس	نِرس
اپنو	پرایو	نفعو	نُقصان
سُکی	سِنی	خشکی	آبی
سِدھو	ڈِنگو	پیر	مرید
اگلو	پچھلو	سکو	متریرو
باٹو	چانجو	جِت	ہار
نمیکلو	سانجھو	مٹو	مکرنو
موٹو	پتلو	لموں	چھوٹو
لائق	نالائق	اصلی	نقلی
سپتی	کپتی	سلونو	الونو

متشابہ لفظ Pairs Of Words

ادو	باپ	ادھو	نِصف
اَٹ	باڑ،دیوار	اِٹ	اِٹBrick
پیر	کھُر	پِیر	سید،مُرشد
تول	اتاول،جلدی	تول	وزن
چُپ	خموش	چپ	نِکو دھو
چِر	دیر	چَر	عارضی چُلھو
چور	چوری کرن آلو	چُور	ریزہ ریزہ
چوک	چورستو	چُوک	کونو،نوک
حال	حالت	ہال	ہل
داڑو	رُعب	داڑُو	انار،دڑُنو
رت	لہُو،خُون	رُت	موسم
رکھ	کاپ	رُکھ	بُوٹو
سونو	نیندکرنی	سونو	زرGold
آئو	سِکو.Coin	عائو	ڈھلو Eyeball
گلی	رستو،Pass	گُلی	زردی،Yolk
گلّی	کھاکھ،رُخسار	گِلّی	سِنی Wet
لال	رتو،رتی	لعل	موتی
میل	دھُوڑ،گند	میل	ملاپ،جوڑ

کُجھ اسم مصدر تے مشتق

چیرنو	چِرانو	چِروانو	چِروائی	چیر
چرنو	چارنو	چروانو	چرائی	چراند
بیسو	بیٹھو	بسالنو	بسالیو	بیٹھک، بٹھاک
رونو	رُنّو ،رویو	روانو	روایو	رواس
لانو	لایو	لوانو	لوایو	لِباس
کھانو	کھاھدو	کھوالنو	کھوالیو	کھاھد،کھائبو
منگنو	منگیو	منگوانو	منگوایو	منگ، مانگ
تھکنو	تھکو	تھکانو	تھکایو	تھکیموں
رُسنو	رُٹھو	رُسانو	رُسایو	رُسیموں
نچنو	نچیو	نچانو	نچایو	ناچ

2

کرنو	کار	کھرنو	کھار	تپنو	تاپ	سڑنو	ساڑ
کپنو	کاپ	تکنو	تاک	کٹنو	کاٹ		

3

دڑکنو	دڑکانو	پھرکنو	پھرکانو	تڑکنو	تڑکانو	ہسنو	ہسانو
رُسنو	رسانو	بسنو	بسانو	کھسنو	کھسانو		

کُجھ جانور تے اُنکا بچا

جانورمونث	بچو	بچی	بچو یا بچی	جوان	مذکر
مہیس	کٹو	کٹی	کٹڑُ وٹ	جھوٹی	جھوٹو
گاں	بچھو	بچھی	بچھڑوٹ	بہڑی، بہڑو	داند
بھیڈ	لیلو	لیلی	للُوٹ	چھتری	ہنڈُ و
بکری	بکروٹو	بکروٹی	بکروٹ	پٹھ	بکرو
کچھر	کچھرو	کچھری	کچھروٹ (کچھرونڈ)		گھوڑو
ہرن			ہرنٹ		

جانوراں کی اواز

جانور	اواز	بلان کی اواز	جانور	اواز	بلان کی اواز
مہیس	رِینگے	تِت	گاں	راہمے	بُجھ
بھیڈ	میانکے	اشہ	بکری	ٹانکے	کِچھ
گھوڑی	ہنکے	تھر	کھوتو	ڈانکے	کِک کِک
بلی	میانکے	بشہ	کُتو	بھونکے	توہ، دِر
شیر	گجے، گُونجے		گِدڑ	پھانکرے	شوا
کُکڑ	بانگے	اِش	چڑی	چُونکے	اِش
کٹڑُ وٹ	ٹڑینکے		کُکڑی	کڑانکے	اِش

باب۲

قدیم گوجری ادب

گجراں کو اصلی وطن تے ہجرت

گجراں کا اصلی وطن بارے تاریخ داناں ماں اختلاف ہیں۔اس موضوع پر کدے کوئے تاریخاں کا ورقا پر تے تاں مورخاں کی دورائے باندے آویں۔اِک تے ویہ ہیں جہڑا انھاں نا ہندوستان کا قدیم باشندہ تسلیم کریں مثلاً کے،ایم منشی "The Glory that was Garjara Desha" تے جی،ایم اوجھاد(تاریخ راجپوتانہ) تے دوجا اکثر تاریخ دان جہڑا گجراں نا باہروں ہی آیا وادسیں۔

مُج تاریخ دان اس نظریہ نالں متفق سئی لگیں جے گجراں کو اصلی وطن وسط ایشیا تھو،ویہہ گرجستان(Georgia) یا بحر جزر(Caspian Sea) کے آس پاس کا رہن آلا تھا تے جزر کی وجہ تیں ہی ویہہ گجر کہوایا۔ ویہ آریاں ہاروں یا اُنہاں کے نالں ہی ہندوستان ماں داخل ہویا گجراں کا ہندوستان ماں داخلہ بارے وِی دورائے ہیں،عام خیال کے مطابق ویہہ ۵۰۰ق۔م تیں لے کے ۵۰۰ء تک مختلف قافلاں تے کارواناں کی صورت ماں ہندوستان ماں داخل ہویا تے کجھ یوہ عقیدووی رکھیں جے گجر ہندوستان ماں دو قافلاں ماں داخل ہویا، اِک ۵۰۰ق۔م توں پہلاں آریاں کے نالں تے دوجے پہلی صدی عیسوی تے ۵۰۰ء کے درمیان۔

وسطی ایشیا ماں گجراں کا اصلی وطن بارے عام رائے یا ہی جے ویہ گرجستان یا (Geargia) کا رہن آلا تھا،جنھاں نا زمانہ کا بدلیا وا حالات کی وجہ تیں ہجرت کرنی پئی۔اَج وِی روس کی مختلف ریاستاں ماں گجر گوتاں کی موجودگی اس خیال کی تائید کرے۔

اس ہجرت کی وی کئی وجہ ہوسکیں،اِک تے گجراں کو پیشو شروع تیں ہی بھیڈ بکری تے مالں چوکھر پالنو تھو،لہٰذا ہوسکے گجر نویں جوہاں،تے مرگاں کی تلاش ماں اپنا وطن تے نکلیا وھیں،دوجے سیاسی وجوہات وی ممکن ہیں۔ہوسکے مختلف قبیلاں کا آپسی ٹکراؤ کی وجہ تیں گجر

اپنی بقا واسطے اپنو وطن چھوڑن پر مجبور ہو گیا وھیں، یا ہو سکے جے طاقتور ہون تے ملک گیری کی شوق نالں گجر وسطی ایشیا توں باہر نکلیا وھیں۔

گجراں کا فاتح کی حیثیت نالں ہندوستان ماں داخل ہون کا تاریخی ثبوت موجود ہیں۔ یا دو جی صورت ماں آتاں ہی حکمران بن جان توں وِی اِس گل کی تصدیق وھے جے گجر ملک گیری کی شوق نالں وسطی ایشیا توں ہندستان آیا وھیں گا، کیوں جے محض مال چوکھر پالن آلو قبیلو جاتاں ہی کسے دور دراز ملک یا علاقہ کو حکمران نہیں بن سکتو، زیادہ شہادت یہی لبھیں جے گجر وسطی ایشیا توں پہلی صدی عیسوی کے نیڑے تیڑے درّہ خیبر کے رستے ہندوستان ماں داخل ہو یا، اور سب تیں پہلاں کوہِ اراولی تے کوہِ آبو کے نیڑے بس گیا تے فِر وقت کے نالں نالں اُن کی آبادی بدھن نالں یہ مختلف علاقاں ماں پھیلتا گیا۔

گجراں کی ہجرت بارے صحیح تاریخ دسن تے مشکل ہے، بہر حال تاریخ توں اس طرح کی شہادت ضرور لبھیں جے پنجمی چھیویں صدی عیسوی ماں ہندوستان ماں گجر موجود تھا، اس سلسلہ ماں مورخاں کا کجھ ایک بیان بڑا اہم ہیں۔

۱۔ مشہور سنسکرت کتاب ''پنچ تنتر'' کاں گجراں کا علاقہ یا گوجر دیش کی نشاندہی موجود ہے۔ ریت تے اونٹھاں کا حوالہ سنگ گلیں گلیں یاہ کتاب موجودہ گجرات تے راجستھان در اشارو کرے۔

۲۔ مشہور چینی سیاح ''ہیون سانگ'' نے ۶۴۰ء ماں ہندوستان کو دورو کیو، وہ راجستھان کے نیڑے تیڑے کا علاقہ پر گجراں کی حکومت دسے۔

۳۔ البیرونی ''میوات کے چوفیری کا علاقاں نا گجراں کا علاقہ قرار دیئے۔

۴۔ عرب مصنف ''بلاذری'' اپنی کتاب 'فتوح' ماں لکھے کہ حجاج بن یوسف کا مرن توں بعد محمد بن قاسم نے اپنو لشکر بھنمال آلے پاسے روانہ کیو جہڑی گجراں کی راجدھانی تھی۔

۵۔ مشہور مؤرخ سید ابوظفر ندوی اپنی کتاب ''مختصر تاریخ ہند'' ماں لکھیں:

''ہرش کے بعد اُس کی سلطنت کمزور ہو کر مختلف حاکموں میں بٹ گئی۔ اور آخر گوجروں نے اس پر قبضہ کر یا۔ یہ گوجر گرجستان کے رہنے والے تھے۔ پانچویں صدی میں جب ہنوں تے ہندوستان پر حملہ کیا تو گجران میں شامل تھے، یہ ہنوں کے ماتحت ملک کے حکمران رہے، جب ہنوں کو زوال ہوا تو یہ خود مختار ہو گئے۔ ان کی سلطنت پنجاب راجپوتانہ اور کاٹھیا وار میں قائم ہوئی۔ ان کا شمالی پایہ تخت پھنمال تھا، اور جنوبی ولبھی پور، جب یہ گوجر زیادہ طاقتور ہو گئے تو مالوہ پر بھی قابض ہو کر اجین کو بھی پایہ تخت بنایا''۔

ندوی کو یوہ بیان بڑو وزن دار ہے تے قدیم ہندوستان ماں گجراں کی موجودگی کی وضاحت کرے۔

تاریخ توں ایسا وِی ثبوت لبھیں جے ہندوستان ماں فاتح کی حیثیت نالں داخل ہوں تیں بعد گجراں نے اپنّی حکومت چار حصاں ماں تقسیم کر چھوڑی۔

۱۔ گوجراٹھ (گجرات) ۲۔ مہاراٹھ (مہاراشٹر)

۳۔ سوراٹھ (سولاشٹر) ۴۔ مدھیہ راشٹھ (مدھیہ پردیش)

۶۔ سید ظہیر الدین مدنی لکھیں:۔

'گوجروں کی پہلی سلطنت گجرات کاٹھیاواڑ میں قائم ہوئی پھر انہوں نے دکن کو اپنی قلمرو میں شامل کیا'۔ سید ظہیر الدین مدنی مزید لکھیں:

''...گجرات، ہندوستان میں گوجر قوم کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ چھٹی صدی تک لفظ گرجر نہ تو قوم کیلئے استعمال ہوا ہے اور نہ کسی علاقہ کا نام پایا جاتا ہے۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ یہ لوگ گرجستان (جارجیا) کے باشندے تھے۔

اس طرح گجراں کی ہندوستان پر حکومت ۶۰۰ء تیں لے کے ۱۳۰۰ء تک قائم رہیں۔ گجراں کی پہلی حکومت گجرات توں شروع ہوئی پر دسمی صدی توں بعد گجر ہندوستان کا

باقی علاقاں ماں وی پھیل گیا اس کی وِی کئی وجہ ہوسکیں۔

۱۔ زیادہ غالب خیال یوہی ہے جے محمود غزنوں کا بار بار ہندوستان پر حملاں کا نتیجہ ماں گجراں نا گجرات توں ہجرت کرنی پئی۔ زیادہ پنجاب ماں بس گیا۔ کجھ دہلی کے نیڑے تیڑے کا علاقاں ماں پھیل گیا۔ کجھ کشمیر در آ گیا تے کجھ دکن آلے پاسے بس گیا۔

۲۔ دوجے یاہ گل وِی ہوسکے جے سیاسی اعتبار نال بہتر علاقاں کی تلاش ماں وہ گجرات نا چھوڑ کے پنجاب تے کشمیر سمیت ہندوستان کا دوجاں علاقاں ماں آیا وہیں۔

۳۔ ایک خیال یوہ وی ہے کہ گجرات کا علاقہ ماں قحط پین کی وجہ تین گجر روزی کی تلاش ماں دوجا علاقاں ماں چلے گیا وھیں۔

۴۔ لیکن غزنوی توں بعد گجراں تے دوجاں حکمراناں کی آپسی لڑائیاں کا مچ ثبوت لبھیں اِس گلوں ہجرت کی بڑی وجہ سیاسی ہوسکے۔ محمود غزنوی نے ۱۰۰۰ عیسوی ماں ھ اقتدار سمھالیو۔ اس زمانہ ماں ھ لاہور، قنوج، کالنجر، اڑیسہ وغیرہ گوجراں کی اہم ریاست تھیں جہڑیں غزنوی کا حملاں نال ختم ہوگئیں۔ پر کشمیر ماں ھ اس نا کامیابی نہ لبھ سکی۔ اس گلوں گوجر کشمیر آلے پاسے آ گیا۔

سید عبدالقادر 'تاریخ ہند' میں رقم طراز ہیں:

''اٹک سے لے کر قنوج اور کالنجر تک تمام ملک کو زیروزبر کر دیا۔ پنجاب، قنوج، کالنجر، سومناتھ پر اس کے حملے خاص طور پر مشہور ہیں۔ اس زمانے میں پشاور سے قنوج اور قنوج سے بھڑوچ تک تمام علاقوں پر گوجر حکمران تھے اور یہ وسیع مملکت 'گوجر دیش' کہلاتی تھی''(۶)۔

کشمیر کے گوجر وزیر اعظم نے محمود کے حملوں کو پسپا کر کے اس ریاست کو تباہی سے بچالیا تو شکست خوردہ ریاستوں کے گوجر اپنے اپنے علاقوں سے نقل مکانی کر کے کوہ ہمالیہ کی ترائیوں میں پناہ گزیں ہوئے چنانچہ آج پنجاب کے علاوہ نیپال، کشمیر، شمالی پاکستان، گلگت، چترال اور بالائی افغانستان میں

لاکھوں کی تعداد میں گوجروں کی آبادیاں ہیں جن کے سیاسی احیاء کا نیا دور شروع ہوا ہے۔''

گجرات توں گجراں کی ہجرت کو پہلو ثبوت ۹۵۰ء کی ہجرت ہے جس ماں تقریبا اٹھاراں ہزار گجراں کو قافلو راجستھان تے میوات آنے پاسے چلے آیو تھو۔ محمود غزنوی کا حملہ سمیت کئی وجوہات نالّ گجراں کی ہجرت پنجاب دہلی تے کشمیر آنے پاسے مدتاں توڑی چلتی رہی ہے۔

راج ترنگنی ماں نویں تے دسویں صدی عیسوی ماں وِی کشمیر ماں گجراں کی موجودگی کو ذکر ہے۔ رانا علی حسن چوہان اپنّی تاریخ ماں لکھّیں جے غزنوی کا حملاں کے دوران گجر پنجاب ماں تے کشمیر کا پہاڑاں ماں نَس کے آ گیا تھا۔ جہڑا پچھے بلیّں بلیّں وادی کا بسنیک ہو گیا۔ کشمیر ماں ۱۹۴۱ء کی مردم شماری رپورٹ ماں درج ہے کہ گجراں کا مچ سارا قبیلا قحط کا دور ماں راجپوتانہ، گوجراٹھ تے کاٹھیاواڑ توں ہجرت کر کے کشمیر آیا تھا۔ اِس رپورٹ ماں ہجرت کی خاص تاریخ کو ذکر نہیں، پر یاہ گل ہے کہ یاہ ہجرت پنجاب کے رستے ہوئی تھی تے بعد ماں یہ لوک کشمیر، ہزارہ، سوات کا علاقاں ماں پھیلیا۔ اس رپورٹ کے مطابق کجھ قبیلا راجستھان تے کاٹھیاواڑ یتیں سدھا کشمیر کا علاقاں ماں پھیلیا تھا۔

رام پرشاد کھٹانہ اپنّی کتاب ''گوجری زبان وادب'' ماں لکھیں کہ پنجاب اور کشمیر ماں گجر گجرات توں ہی ہجرت کر کے آیا تھا، مچ تاریخدان اس گل پر متفق سئی لگیں کہ پندرھویں تے سولھویں صدی عیسوی ماں وی جموں و کشمیر ماں گجر موجود تھا۔

ان شہادتاں توں یوہ نتیجو باندے آوے کہ گجر مختلف قبیلاں کی صورت ماں بارھویں صدی توں لیکے اٹھارہویں صدی عیسوی تک علاقہ گجرات تیں ہجرت کر کے کشمیر آتا رہیا۔

۱۔ کجھ پنجاب کے رستے آیا جس طرح ہوشیار پور تیں آیا واپونچھ تے راجوری کا گجر،

۲۔ کجھ راجستھان تیں سدّھا جموں کشمیر ماں آیا، جس طرح جموں تے ریاسی کا گجر

۳۔ کجھ اک ہزارہ تیں کشمیر ماں آیا، جس طرح صوبہ کشمیر کا اکثر گجر۔

گجرات تیں ہجرت کر جاںٕ تے پھیل جان تیں بعد راجستھان، پنجاب، میوات تے دہلی کا علاقاں ماں وِی گجراں کی موجودگی تاریخ توں ثابت ہوئے۔

اس طرح گجر غالبًا پہلی صدی عیسوی کے نیڑے تیڑے گرجستان توں ہجرت کر کے ہندوستان آیا تے صدیاں توڑی ہندوستان پر حکمرانی کرتا رہیا، جس کو پہلو مرکز گجرات تھو، مختلف سیاسی وجوہات پر یہ پورا ہندوستان ماں پھیل گیا۔

گجرات توں گوجراں کی ہجرت کی ترے وجہ دسی جائیں: اک نظریو ہے کہ گوجر مال چوکھر چاریں تھا لہذا گھاء پانی تے نویں مرگاں کی تلاش ما ہمالیہ کا پہاڑاں ما آ کے بس گیا۔ دوجو خیال ہے کہ ویہہ علاقہ گجرات تے راجستھان ما خشک سالی تے قحط کی وجہ تیں اتوں نکل آیا۔ لیکن سب توں بڑی وجہ محمود غزنوی تے مغلاں کا حملاں کی وجہ تیں گوجراں کو سیاسی زوال تھو۔ ہو سکے ترے ہی وجہ درست ہویں پر تیجی گل زیادہ صحیح لگے۔

گجرات توں بے دخل ہون تیں بعد وی ویہ اکٹھا نہیں رہیا بلکہ مختلف قافلاں کی صورت ما بکھ بکھ رستا استعمالکر کے شمالی ہندوستان بلکہ خاص کر جموں کشمیر ما داخل ہویا۔ کجھ گوجر ہوشیار پور پنجاب کے رستے بسہونی کرتا کرتا جموں کشمیر ما داخل ہویا تے پیر پنجال کے نیڑے تیڑے بس گیا۔ مثال کے طور پونچھ راجوری تے ریاسی کا گوجر۔ کجھ لوک پنجاب ما گھٹ ٹھہریا تے کٹھوعہ، جموں تے ہماچل ما آ کے بس گیا۔ جس راہ بنیہارا گوجر۔ لیکن گوجراں کو اک قافلو پاکستانی پنجاب، ہزارہ تے سوات آلے پاسوں کشمیر ما داخل ہویا جسطرح کشمیر کا اکثر گوجر تے بکروال۔

اسطرحگجرات توں گجراں کا زوال کی کہانیٔ محمود غزنوی نانٕ شروع ہوئے تے اکبر کی فتح گجرات ۱۵۸۲ء نانٕ مکمل وھے، لسانی اعتبار نانٕ ہجرت کرن آلاٗ گجراں کو ساراں توں بڑو قبیلو پنجاب آنے رستے کشمیر ماں داخل ہو کے پیر پنجالٕ کے نیڑے تیڑے بس گیو۔

.....

گوجری کی شروعات

قدیم گوجری ادب

گجراں کی ہندوستان ماں پہلی حکومت گجرات پروں شروع ہوئی جد بھنمال اُن کی راجدھانی تھی۔ زبان کا حوالہ سنگ وِی گجرات کو ذکر ضروری ہے، جہڑو قدیم گوجری واسطے مکہ کی حیثیت رکھے۔ گجرات مدتاں توڑی گوجری کو ادبی تے علمی مرکز رہیو ہے۔ گجراں کی آمد توں لے کے دسویں صدی توڑی گوجری معیاری تے علمی زبان بن گئی تھی۔ اور اس ماں کتاباں کی اشاعت وِی شروع ہوگئی تھی۔

اِت یوہ ذکر وی ضروری ہے کہ جد آریا ہندوستان آیا تاں انھاں کی زبان انڈک یا ویدک تھی۔ اور چارے ویدا سے زبان ماں لکھیا گیا۔ یا ہی زبان بعد ماں ترقی یافتہ ہو کے سنسکرت بن گئی، جہڑی خالص علمی زبان بلکہ خاص لوکاں کی زبان بن گئی۔ زباناں کو اک اصول ہوے کہ نویں بولیں تے زبان ہمیشہ عوامی زبان توں نکلیں۔ لہٰذا سنسکرت جد خاص لوکاں کی زبان ٹھہری تاں عام بول چال کی زبان وچوں مختلف بولیں نکلیں۔ جنھاں نا جدید ہند آریائی زباناں کو ناں دِتو جائے۔ گوجری وِی اِنھاں ہی جدید ہند آریائی زباناں (Indo-Aryan Languages) وِچوں ایک ہے، جنھاں نا پراکرت (Prakarit) وی کہیو جائے۔

ایک خیال یوہ وی ہے کہ گوجری اس تیں وی قدیم زبان ہے، جہڑی گجر ہندوستان ماں داخل ہونْ تیں پہلاں وِی بولیں تھا تے اس کی کجھ اِک کمزور شہادت تے مثال وی پیش کی جائیں۔ لیکن اکثر تاریخ داناں کے نزدیک گوجری جدید ہند آریائی زباناں وچوں ہی ایک ہے جس کو جنم ہندوستان کی دھرتی پر ہویو، پراکرت یا ہند آریائی زباناں وچوں وِی اگے چل کے تقسیم ہوتی گئی جن وچوں گوجری کو تعلق ''شورسینی اپ بھرنش'' شاخ نالْ ہے۔

مسلماناں کا ہندوستان ماں داخلہ توں بعد زبان کا اعتبار نالں ہندوستان ماں عام طور پر دو روایت تھیں۔ اک سنسکرت کی روایت تے دوجے پاسے عربی فارسی کی روایت بلکہ تاریخ دسے کہ ان دوہاں کی موجودگی ماں ایک ہور زبان عام لوکاں کا بول چال کی زبان تھی جہڑی اپنّی ادبی حیثیت منّاں ماں کامیاب ہوگئی تھی اور یاہ زبان تھی 'گوجری' جس کی شروعات تے بچپن بے شک گجرات ماں گذریو۔ لیکن بعد ماں گجراں کی حکومت پھیلن کے نالں نالں یاہ زبان وی پھیلتی پھیلتی دکن، مدھیہ پردیش، پنجاب، دہلی، میوات وغیرہ کا علاقہ بلکہ کشمیر تک وی پہنچی۔

گوجری کی شروعات اک جدید ہند آریائی زبان کی صورت ماں گجرات ماں ہوئی۔ پہلاں گوجری عام بول چال کی زبان تھی جہڑی بلیں بلیں گجر راجاں کی سرپرستی ماں ادبی زبان بنّ گئی۔ چھیویں صدی عیسوی توں پہلاں گوجری کا نشان زیادہ واضح نہیں لبھتا، اٹھویں صدی ماں گجر حکومتاں کی حد کابل توں لے کے دکن توڑی وی دسی جائے اس عرصہ ماں گوجری زبان نکھر کے باندے آوے، کجھ نموناں:

تھارو سپس بگڑیا ناریل
تھاری آنکھ لمبو کی پھانک
تھاری ناک سواں کی چونچ
دانت داڑہیم کا بیج
تھارا ہتھ چمپا کی ڈال

اِن شعراں ماں شاعر اپنا محبوب کو حلیو خالص گوجری لہجہ ماں بیان کرے، پھر دسویں صدی عیسوی کے درمیان گوجری زبان ہور ہی نکھار کے نالں ادبی حیثیت ماں باندے آوے:

اَو گوجر مھارو مندر دیکھنّ آویو!
اودیوی جی تھارا مندر کو کائیں دیکھنّو

یاہ زبان ذری وِی اوپری نہیں لگتی، بلکہ ہو بہو یو ہی لہجو ستارھویں تے اٹھارھویں صدی کی گوجری زبان ماں وی موجود ہے، جہڑی دِلّی کے آس پاس بولی جائے تھی۔ یا جس کا کجھ نموناں

اُس ویلا کا شاعراں کا کلام ماں وی لیکھیں بھانویں اُس نا گوجری نہیں کہیو جائے تھو۔

گجرات ماں قدیم گوجری کا جہڑا نمونا لبھیں اُن وچوں صوفیاء کرام کا ملفوظات قابل ذکر ہیں۔ مثلاً شاہ احمد کھٹو، شاہ باجن، قاضی محمود دریائی، شاہ جیو گام دھنی، خوب محمد چشتی وغیرہ گجرات کا پرانا نثر لکھن آلا صوفی تے شاعر لوک اِس زبان ماں لکھتا رہیا ہیں اور انھاں نا اِس گل کو احساس تھو جے یاہ زبان گوجری ہے۔ بلکہ اپنی تصنیفات ماں اس کو ذکر وی کرتا رہیا ہیں۔

قاضی محمود دریائی ۱۴۱۹ء، ۱۵۴۵ء زبردست صوفی اور عشق پرست شاعر تھا وہ لکھیں۔

جاگ پیاری اب کیا سو وے
رین گئی پتوں دِن کیا کھو وے
جس کے شاہ کوں اونگ نہ آوے
سود ہسن کیوں رین گنوا وے
جاگ جاگ نیند نہ لاوے
سوتے بیٹھے کیوں شرما دے
محمود نہ جاگے نہ شہ کو راوے
سو کر مست پچھن پچھتاوے!

اگے اک جگہ لکھیں:

آج سر بجن گھر آیا
کیوں نہ کروں مہمانی

اک ہور جگہ لکھیں:

نین رنگیلوں کے قربان
نین چھبیلوں کے قربان
نین جنجالوں کے قربان

نین سلونوں کے قربان

شاہ علی جیو گام دھنّی وفات ۱۵۰۵ء سولھویں صدی کا مشہور صوفی شاعر تھا تو حید وحدت الوجود کا تصور نا بڑی خوبصورتی تے پیار نالّ بیان کریں۔ اپنی کتاب ''جواہر اسرار اللہ'' ماں لکھیں۔

کہیں سوں مجنون ہو بسر لاوے
کہیں سون لیلیٰ ہوئے دیکھا وے
کہیں سوں خسر و شاہ کہوا وے
ہو کر دیورا راتیں ساری
لا کر جوت دکھاوے ساری

اس کتاب کا دیباچہ ماں شیخ احمد اس زبان نا گوجری قرار دیں، شیخ شاہ باجن ۱۳۸۸ء، ۱۵۰۶ء فارسی تے گوجری کا قادر الکلام شاعر تھا۔ جنھاں نا ہندوستانی موسیقی نالّ دلچسپی تھی۔ تے اسے نسبت نالّ اپنو تخلص باجن رکھیو۔ ان کی کتاب ''خزائنِ رحمت اللہ'' وحدت الوجود نالّ رنگی وی ہے۔ ایک جگہ لکھیں۔

مسجد، مسجد بانگا دیویں، بت خانہ تیرا روز
میخانہ بھیتر رنگ کرے ایسا تیرا شور

اک ہور جگہ لکھیں:

یوں باجن باجے رے اسرار چھا جے رے
صندل چمن میں دھمکے رباب رنگ میں جھمکے
صوفی اُن پر ٹھمکے

وہ قاضی محمود دریائی تے جیو گام دھنی کا پیش رو تھا، شیخ خوب محمد چشتی ۱۵۳۹ء تا ۱۶۱۴ء گجرات کا سیاسی انتشار کا دور کا شاعر ہیں۔ انھاں نے گجرات کی تباہی تے اکبر کی فتح اپنی اکھیں دیکھی۔ اُن کی کتاب ''خوب ترنگ'' گوجرا رنگ ماں رنگی وی ہے۔

سید نور الدین عرف ست گرو ۱۷۹۷ء ماں چھین آلی کتاب ''ست پنتھی'' رسائل بحر و وزن وغیر کا لحاظ نالّ گوجری ہے تے یہ نمونا اتنا غیر وی نہیں لگتا کہ پچھانیاں نہ جاسکتا ہویں۔

دکن ماں گوجری

محمود غزنوی کا حملاں توں بعد گجراں کی گجرات توں ہجرت کا برابر ثبوت ملیں۔ بلکہ تاریخ توں ثابت ہوئے کہ تقریباً اٹھاراں ہزار گجراں کو پہلو قافلو تقریباً ۱۹۵۷ء ماں گجرات تیں ہجرت کر کے راجستھان تے میوات آئے پاسے آیو، راجستھان ماں اُن کا آن توں بعد اک نویں بولی وجود ماں آئی جہڑی اَج راجستھانی کہوائے تے گوجری نال کافی حد تک ملے حقیقت یاہ ہے کہ ہجرت کو یوہ سلسلو بارہویں صدی توں لے کے اٹھارھویں صدی توڑی چلتو رہیو۔ بلکہ ممکن ہے اُس توں بعد وہی گجراں کی ہجرت کے نال نال اُن کو کلچر تے زبان وی پھیلتی گئی گوجری لکھن آلاں ناوی ہجرت کرنی پئی بلکہ اُس دور کا زیادہ لکھاڑی دکن کا شاعراں ماں شاہ باجن ۱۳۸۸ء تا ۱۵۰۳ء شمس العشاق شاہ میراں جی ۱۴۶۸ء، برہان الدین جانم وفات ۱۵۸۲ء، ابراہیم عادل شاہ، عرف جگت گرو، وفات ۱۴۲۶ء تے امین گجراتی شامل ہیں۔ان کا کلام کا کجھ اک نمونا پیش ہیں۔

جے ہوویں گیان پجاری
نہ دیکھیں بھاکا گجری
یہ سب گجری کیا زبان
کہ یہ امینہ دیا نما

جانم اک ہور جگہ لکھیں:

ع نہ چلے تجھ پر منتر ٹونارے

شاہ میراں جی کی شاعری نا اردو کا مستند تاریخ دان ڈاکٹر محی الدین زورؔ گوجری شاعری کہیں، جد کہ برہان الدین جانم (شاہ میراں جی کا صاحبزادہ) اپنی شاعری نا خود گوجری کہیں، اک جگہ لکھیں:

ع کیا ہے گوہ ہے کہ لکڑ ہے یا پتھر ہے

ع چشتیوں نے پکائی تے بخاریوں نے کھائی

سید برہان الدین ۱۷۵۳ء ''مراۃ سکندری'' ماں سلطان سکندر کا دو مکالماں اِس طرح نقل کریں۔

ع نیچی بیری سب کوئی جھوڑے

ع پیر جوموا، مرید جوگی ہوا

شیخ احمد اپنی مثنوی ''یوسف زلیخا'' ماں لکھیں۔

ے عربی الفاظ اس قصے میں کم لیاؤں
نہ عربی فارسی بھوتیک ملاؤں

قصہ ماں اگے اک جگہ لکھیں۔

ے زلیخا جل بل یوسف کنا آوے
وَے یوسف نہ اگ اس کی بجھاوے

سولھویں صدی ماں تے مزاراں پر کتبا بھی گوجری ماں لکھیا جائیں تھا شاہ باجن کی تاریخ وفات اس طرح کڈھی وی ہے۔

ے باجن، باجن، باجن تیرا
تجھ باجیں نہ جیون میرا

خوب محمد چشتی کی تاریخ وفات

''خوب تھے''

شاہ عبد الطیف بھٹائی ۱۹۵۲ء بھی اپنا صوفی خیالات واسطے گوجری ناوی اظہار کو ذریعو بناوے۔ امین گجراتی ۱۱۹۳ھ اپنی مثنوی ''یوسف زلیخا'' نا فخر کے نال گوجری کہیں۔

؎ سنو مطلب رہے اب یوہ امین کا
لکھی گجری منے یوسف زلیخا
ہر ایک جگہ ہے قصہ فارسی میں
امین اِس کی اوتاری گوجری میں
کہ بوجھے ہر کدام اس کی حقیقت
بڑی ہے گوجری جگ بیچ نعمت

اسے مثنوی ''یوسف زلیخا'' کا آخر ماں امین گجراتی لکھیں۔

؎ امین نے گوجری کی سو یوں کر
کہ آپس رہے دنیا کے بھیتر
الٰہی تیں منجھے توفیق جو دی
تو میں بھی فارسی سیں گوجری کی
میرا مطلب ہے یوہ سب کوئے جانے
حقیقت اس کی سب کو پچھانے

اک ہور جگہ لکھیں

؎ ارے ساقی وے شیشہ لے آرے
کہ جس اگے خجل ہو ویں ستارے

دکن کا شاعراں ماں قلی قطب شاہ، ملا وجہی کی ''سب رس''، نصرتی کی ''گلشن عشق''، نظامی کی ''کدم راؤ پدم راؤ'' تے ولی دکنی شامل ہیں، بھانویں ولی کی دکنی زبان نا اَج قدیم اردو کوناں دِتو جائے پر گوجری کا پس منظر ماں دیکھیو جائے تاں وہ گوجری کو ہی اک بدلیو وَروپ تھو۔

؎ بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر
جگ ہنسائی نہ کر خدا سوں ڈر! (ولی دکنی)

گجرات ماں گجراں کی حکومت کا زوال کی کہانی محمود غزنوی نالں شروع ہوئے تے اکبر کی فتح گجرات ۱۵۸۲ء نالں مکمل ہوئے گوجری کی شاہی سرپرستی ختم ہوجائے۔اس دوران عام گجراں کے نالں نالں عالم لوک تے لکھاڑی وی ہجرت پر مجبور ہو جائیں۔اور اکثر دکنں آنے پاسے چلیا جائیں۔جت دکنی زبان کو گوجری لہجو بعد ماں دکنی زبان بلکہ قدیم اردو یا دکنی اردو ہوںں کو مدعی ہے۔حقیقتاً واہ گوجری زبان تھی جس نا مدت توڑی گوجری لکھتا تے تسلیم کرتا رہیا ہیں۔ملا وجہی کی ''سب رس'' اس کی آئینہ دار اور ایک واضح مثال ہے جس نا دوئے اردو تے ہندی آلا اپنی زبان کی بنیاد تصور کریں۔

شمالی ہندوستان ماں گُجر تے گوجری

گجرات توں گُجراں کی ہجرت کو پہلو ثبوت ۹۵۸ء کی ہجرت ہے جس ماں تقریباً اٹھاراں ہزار گجراں کو قافلو راجستھان تے میوات آنے پاسے چلے آیو تھو، محمود غزنوی کا حملہ سمیت کئی وجوہات نالں گجراں کی ہجرت پنجاب، دلی اور کشمیر آنے پاسے مدت توڑی چلتی رہی ہے۔

راج ترنگنی ماں نویں دسویں صدی ماں وی کشمیر ماں گجراں کی موجودگی کو ذکر ہے۔ رانا علی حسن چوہان تاریخ ماں لکھیں ''جے غزنوی کا حملاں کے دوران گجر پنجاب ماں تے کشمیر کا پہاڑاں ماں نس کے آ گیا تھا۔جہڑا پچھے بلیں بلیں وادی کا بسنیک ہوگیا۔کشمیر ماں ۱۹۴۱ء کی مردم شماری رپورٹ ماں درج ہے کہ گجراں کا مچ سارا قبیلا قحط کا دور ماں راجپوتانہ، گجراٹھ، کاٹھیا واڑ توں ہجرت کر کے کشمیر آیا تھا۔اس مردم شماری رپورٹ ماں ہجرت کی خاص تاریخ کو کوئے ذکر نہیں۔

لیکن یاہ گل ہے کہ یاہ ہجرت پنجاب کے رستے ہوئی تھی تے بعد ماں یہ لوک ہزارہ سوات، کاغان کا علاقاں ماں پچیا۔اس رپورٹ کے مطابق کجھ قبیلا راجستھان تے کاٹھیا

واڑ تیں سدھا کشمیر کا علاقاں ماں وی پہچیا تھا، رام پرشاد کھٹانہ اپنی کتاب ''گوجری زبان و ادب'' ماں لکھیں کہ پنجاب اور کشمیر ماں گجر گجرات توں ہی ہجرت کر کے آیا تھا۔

مُج تاریخدان اس حقیقت نالْ متفق ہیں کہ پندرھویں تے سولھویں صدی ماں وی جموں و کشمیر ماں گجر موجود تھا۔ ان شہادتاں توں یوہ نتیجو باندے آوے کہ گجر مختلف قبیلاں کی صورت ماں بارھویں صدی توں لے کے اٹھارھویں صدی توڑی علاقہ گجرات تیں ہجرت کر کے کشمیر آتا رہیا۔ کجھ پنجاب کے رستے آیا (جس طرح ہوشیار پور تیں آیا وا راجوری تے پونچھ کا گجر) کجھ راجستھان تیں سدھا جموں کشمیر ماں آیا۔ جس طرح جموں ریاسی تے راجوری کا کجھ گجر تے کجھ لوک ہزارہ تیں کشمیر ماں آیا۔ جس طرح صوبہ کشمیر کا اکثر گجر۔

گجرات توں ہجرت کرن تے پھیل جانْ توں بعد راجستھان، پنجاب، میوات تے دلی کا علاقہ ماں وِی گجراں کی موجودگی تاریخ توں ثابت ہے۔

گجراں کا پھیل جانْ اور زبان کا حوالہ سنگ گجرات کی مرکزی حیثیت ختم ہو جانْ کے نالْ زبان کی حیثیت برقرار نہ رہ سکی۔ لہٰذا گوجری زبان جتنی پھیلتی گئی اتنو جگہ جگہ مقامی اثر وی قبول کرتی گئی تے لہجو بدل جانْ کی وجہ تیں کدے دکنْی کہوائی، کدے گجراتی، راجستھانی، کدے برج بھاشا کدے کھڑی بولی، مغربی، ہندوی تے دہلوی لہجو اختیار کیو، لیکن تاریخ کا بغور مطالعہ توں پتو لگے کہ معمولی تبدیلی کے نالْ عوام کا بول چال کی زبان شمالی ہندوستان ماں وی مدت توڑی گوجری رہی ہے بھانویں تاریخدان اِن نا گوجری کوناں دیتاں کنجوسی برتتا رہیا ہیں۔

گوجری زبان نا مسلمان حکمراناں کا دورتوں نقصان پہچنْ کی اک وجہ یاہ وی تھی کہ یہ حاکم اپنے نالْ فارسی لے کے آیا وا تھا اور مسلمان حکمراناں کا دربار ماں گوجری کی سرپرستی نہیں ہوئی۔ لیکن تیرھویں صدی توں لے کے ستارھویں صدی توڑی شمالی ہندوستان ماں وِی گوجری زبان کی موجودگی کا ثبوت ملیں اس دور ماں یاہ عوام کی زبان تھی لکھاڑیاں نے بھانویں اس نا گوجری نہ کہیو ہوے، بلکہ کلام کا نمونا دیکھیا جائیں۔ گوجری نالْ ملتا جلتا ہیں۔

اِن ماں زیادہ تر کلام صوفی شاعراں تے بھگتی تحریک آلاں کو ہے دنیا کی شاید ہی کائے زبان ہوئے جیہڑی خالص ہونں کو دعوو کر سکے۔ لہٰذا گوجری ماں وِی تھوڑو مچ قابل قبول ہے۔ بلکہ لفظاں کو آپسی لین دین تے زباناں ماں ازل توڑی رہیو ہے اور یاہ ترقی کی نشانی ہے۔

گجراں کی گجرات تیں کشمیر تک کی ہجرت مدنظر رکھ کے یاہ گل زیادہ حیرانگی کی نہیں رہتی کہ گوجری اَج وی گجرات تیں لے کے کشمیر تک پورا علاقہ ماں آسانی نالں سمجھ ماں آنں آلّی زبان ہے۔ آؤ اِس دور کا کجھ شاعراں کو گوجری کلام دیکھاں۔

امیر خسرو ۱۳۲۵ء ۔ ۱۲۵۳ء پنجاں زباناں کا مستند شاعر تھا۔ انھاں نے کئی بادشاہی دور وی دیکھیا۔ انھاں نے جن باراں بولیاں کو ذکر کیو ہے ان ماں گوجری وی موجود ہے۔

؎ کا گا سب تن کھائیو چُن چُن کھائیو ماس
دو نیناں مت کھائیو، انھاں پیا ملن کی آس

؎ گوری سووے سیج پہ اور مُکھ پہ ڈارے کیس
چل خسرو گھر و اپنے سانج بھئی چوں دیس

؎ خسرو رین سہاگ کی جاگی ولی کے سنگ
تن میر و من پیئو کو دو بھئے اک رنگ

بلکہ امیر خسروؒ اپناں فارسی کلام ماں وی گجراں کی خوبصورت منظر کشی کریں۔

؎ گجری کہ تو در حسن و لطافت چوں مہئی
آن دیگ دیہی برسرِ تو چتر شاہی

؎ از ہر دو لبت قند و شکری ریزد
ہر گاہ بگوئی کہ ''دیہی لیو دہی''

گجری کا حسن و لطافت چال ڈھال تے مٹھا لہجہ کے نالں نالں امیر خسروؒ نے 'دہی لیو دہی' خالص گوجر و لفظ تے لہجو استعمال کیو ہے۔ اس توں ہور کجھ وِی نتیجا اخذ کرو لیکن اک گل

صاف واضح ہوجائے کہ امیر خسروؒ کا زمانہ ماں گجروی موجود تھا اور گوجری اصلی روپ ماں بولی جائے تھی اور یاہ زبان بدستور ستارھویں صدی توڑی بولی جاتی رہی ہے۔

علاقائی لہجا الگ الگ ہوسکیں لیکن حقیقت یاہ ہے کہ مغلاں کا دور ماں وی شمالی ہندوستان ماں دو زباناں کو زور تھو، سرکاری سطح پر فارسی تے عوامی سطح پر گوجری، جہڑی کاروبار کی زبان وی تھی۔ فوج کی زبان وی تے عوام کی زبان وی بلکہ اکبر شہنشاہ کا دور ماں وی گوجری نوں بولی جائے تھی۔

مھاری بیٹی تھاراں محلاں کی باندی ہم گلام رے
تھاری بیٹی مھاراں محلاں کی رانی تم صاحب سردار رے

؎ چن چن ماٹی گھر بنایو مورکھ کہہ گھر میرو ہے
نہ گھر تیرو نہ گھر میرو چڑھیاں رہن بسیرو ہے (بھگت تلسی داس)

ع میں نہیں ماکھن کھایو، میا موری (بھگت سورداس)

؎ چلتی چاکی دیکھ کے خوب کبیرا روئے
دوئی پٹ بھیتر آئی کے ثابت گیا نہ کوئے (بھگت کبیر) وفات ۱۵۱۸ء

؎ دین گمایو دنی پچھے دنی نہ آئی ہتھ
پیر کو ہاڑو ماریو گا پھل اپنے ہتھ (بھگت کبیر)

؎ ماٹی کہے کمہار سے تو کیا روندے موہے
اِک دِن ایسا ہوئے گا میں روندوں کی تو ہے (بھگت کبیر)

؎ تھاری ماری نہ مروں
مھارو رکھن آلو ہور (میرابائی)

یہ تھا کجھ نمونا جن ماں گوجری کو رنگ صاف صاف دِسے ورنہ اُس دور کا سب صوفی شاعراں کا کلام بلکہ گورو گرنتھ صاحب ''ماں گوجرو نظر آوے.....، ستارھویں صدی توں بعد،

جد مغلاں کو زور گھٹیو تاں فارسی کو زور گھٹ گیو تے مختلف بولیں زبان بن بیٹھیں۔ برج بھاشا نے ہندی کو روپ اختیار کیو تے ہندوی، مغربی ہندی کھڑی بولی، اردو بن گئی، اِن کو بنیادی فرق یو ہی تھو کہ ہندوستانی زبان کا دو روپ تھا، اک ماں فارسی عربی لفظ تے گرائمر استعمال ہوے تھی تے دوجے پاسے سنسکرت، لیکن اردو کو آغاز ہون کے باوجود اس نا اردو کو ناں اٹھارھویں صدی تیں وی بعد ماں لیھو۔ گوجری نہ ہی کسے اک علاقہ کی زبان تھی تے نہ ہی سرکاری سہارو تھو، لہٰذا اس کی ترقی معطل ہو کے رہ گئی۔

گوجری تے ہندی کو رشتو

جدید ہند آریائی زبان وچوں گوجری پہلی زبان تھی جس نا ادبی درجو ملیو، مسلمانوں کا ہندوستان ماں داخل ہون کے نالّ نالّ ہندوستان ماں یا تے سنسکرت کی روایت تھی تے دوجے عربی فارسی کی روایت، لیکن عوام کے بشکار مقبول ہون آلّی زبان جس کو لہجو خالص ہندوستانی تھو، لفظ وی دیسی تھا تے جہڑی زبان اپنا وقار کے نالّ ہندوستانی روایت لے کے اُٹھی واہ تھی گوجری۔

گوجری کی گجرات توں ہجرت کے بعد زبان کی سرکاری سرپرستی ختم ہوگئی تے یاہ زبان راجستھان، مدھیہ پردیش، دہلی، میوات تے دکن توڑی عوامی بول چال کی زبان رہی ہے۔ اس ماں مچ سارا صوفی شاعراں نے اپنو کلام لکھیو، مختلف علاقاں ماں اس وچوں ہور ہور بولیں نکلتی رہیں۔ جہڑی زبان بن گئیں۔ پندرھویں توں اٹھارھویں صدی کے درمیان جہڑو لہجو برج بھاشا کا ناں نالّ شروع ہو یو۔ اُس نے فارسی تے مغلاں کا زوال توں بعد ہندی کو روپ اختیار کر لیو۔ جس نے اپنو رشتو رسم الخط سمیت سنسکرت نالّ جوڑ لیو تے گوجری تیں کنّی ہوگئی۔ گویا اِس لحاظ نالّ گوجری تے ہندی کو ماں دھی کو رشتو بنے۔ اس گلوں ہندی تے گوجری کا مچ سارا لفظ تے لہجو تے وارثت سانجھی تے ہندوستانی ہیں۔

اس دور ماں مغربی ہندی، ہندوی تے دہلوی لہجو فارسی رسم الخط تے گرائمر نا لیکے اردو وجود ماں آئی جہڑی براہ راست گوجری کی دھی ہے۔ تے ہندی کی بہن ہے۔

گوجری تے پنجابی کو رشتو

گجرات توں ہجرت کر کے گجر ہور ڈیڈھ سو سال تک پنجاب ماں مقیم رہیا تے اس توں بعد کشمیر ماں پنجاب کے نیڑے تیڑے آ گے بس گیا۔ اس لحاظ نالْ لگ بھگ ڈیڈھ دو سو سال تو ڑی ایک ماحول ماں رہنْ نالْ گجراں تے پنجابیاں کا کلچر زبان تے لوک ادب کی سنجھیالی وی صاف نظر آوے، گجراں کا رسم ورواج زبان کا لفظ صنف تے خصوصاً لوک ادب کافی حد تک پنجاب نالْ ملیں۔ مثال کا طور پر ماہیا۔ لوک گیت تے سی حرفی پنجابی توں ہی گوجری ماں آئی ہیں۔ تے اِسے رشتہ نالْ مدت تو ڑی گوجری شاعروی پنجابی ماں شاعری کرتا رہیا ہیں۔

گوجری تے اردو کو رشتو

عوامی زبان ہونْ کی وجہ تیں گجراں کے نالْ نالْ گوجری زبان وی گجرات تیں باہر پھیل گئی۔ جہڑی مدت تو ڑی گوجری کہوانْ تے بعد دلی کے ہتھوں اردو کی جھولی ماں جا پئی عام بول چال کی گوجری پنجاب تیں لے کے دہلی، میوات، مدھیہ پردیش تے راجستھان کا علاقہ ماں صدیاں تو ڑی بولی جاتی رہی۔

لہجہ کا علاقائی فرق کے نالْ مچ ساریں بولیں وی بنتی گئیں۔ جن ماں برج بھاشا، راجستھانی کھڑی بولی، ہندی، ہندوی، دہلوی یا مغربی ہندی کا ناں باندے آویں۔ اردو کا آغاز کا بارہ ماں تاریخ داناں ماں جتنو وی اختلاف ہے، وہ اِس گل پر ہے یہ اردو زبان کتوں شروع ہوئی۔ دکنْ توں، پنجاب، دہلی توں یا مدھیہ پردیش توں تے نانْے دہلوی کھڑی بولی تیں بنی۔ یا مغربی ہندی یا دکنی توں۔ لیکن ان سب تاریخدانا کا بیان غور نالْ دیکھنْ ہویں تاں اس ماں کوئے شک نہیں رہتو جے دکن تیں ہوئے، یا دہلی توں پنجاب تے ہوئے یا

مدھیہ پردیش تیں۔لیکن اردو کی بنیاد گوجری ہے۔ بلکہ ستارھویں صدی تک کی گوجری نا قدیم اردو یا گوجری نا اردو کوناں دِتو جائے، گوجری کی صدیاں کی تاریخ نا پس منظر ماں رکھ کے یاہ گل بڑی عجیت لگے کہ گوجری نا گوجری اردو کیوں لکھیو جائے۔صرف ''گوجری'' تسلیم کرن ماں کے دِقت آوے۔نویں گوجری کی چڑھت نانْ یاہ گل ثابت ہوجائے کہ گوجری اپنا ادبی سفر ماں پچھڑ ضرور گئی تھی لیکن واہ اتنی فنا نہیں ہوئی کہ اٹھارھویں صدی تیں بعد گوجری کوناں ہی نہ لیو جائے۔

گجراں کی بستی تے اُجڑتی زندگی کی کہانی یاد رکھ کے اگر کوئے زبان کی گل سوچنْ لگے تاں بڑو سوکھو اس نتیجہ پر پہنچے کہ سیاسی بنیاداں پر کھنڈ پھٹ جانْ کی وجہ تیں گجر اپنْی زبان کی حفاظت نہیں کرسکیا۔ کہ گوجری با قاعدہ نہیں لکھی جاسکتی، لیکن اس کو یوہ مطلب نہیں کہ موجودہ صدی توں پہلاں گوجری کو کوئے وجود نہیں تھو، ستارھویں صدی توں موجودہ صدی کا شروع تک گوجری ادب زبانی تے لوکاں کا سینہ ماں موجود رہیو ہے جس نا کدے جمع کیو جائے تے قدیم تے جدید کے بشکار ٹٹی وی تند (Missing Links) جڑتی سئی لگیں۔ان کے علاوہ معمولی فرق کے نانْ اردو تے گوجری کی اک ترقی یافتہ قسم ہے جس نے حدتوں زیادہ عربی فارسی لفظاں کا ذخیرہ جمع کیا ہیں۔ فارسی کا اصول اپنایا تے سرکاری پشت پناہی کی وجہ تیں ترقی کرگئی جد کہ گوجری نا یاہ سہولت نہ ہون کی وجہ تیں نانْے گجراں کا شہراں توں پہاڑاں تے جنگلاں در ہجرت کر جانْ نانْ کجھ عرصہ واسطے گوجری کی ترقی رُک گئی۔

حاصل

قدیم تاریخ داناں کا بیان کے مطابق چھیویں صدی عیسوی ماں ہندوستان ماں گجر موجود تھا۔اس توں یوہ نتیجو کڈھیو جاسکے کہ گجر آریاں کے نانْ یا کنْی ،مگر پنجویں صدی عیسوی توں پہلاں پہلاں ہی گرجستان توں ہندوستان ماں داخل ہو گیا تھا، آریاں کی تے ہندوستانی

تہذیب کا آپسی میل نالں جہڑیں زبان وجود ماں آئیں، انھاں ناجدید ہندآریائی (Modern Indo Aryan Language) زباناں کوناں دتو جائے، گجروی کیونکہ اسے دور ماں ہندوستان آیا تھا، لہٰذا گوجری کا جدید ہندآریائی زباناں نالں تعلق کو دعوٰ درست سئی لگے، گوجری کو جنم تے ابتدائی پالں پوس گجرات ماں پنجویں توں دسویں صدی عیسوی کے درمیان ہوئی۔ اس دور کا گوجری کا جہڑا نمونا لبھیں، بھانویں زیادہ نہیں، پران ماں موجود گوجری سنگ ملتو جلتو لہجو ضرور موجود ہے۔ دسویں صدی تک گوجری ادبی زبان تے ضرور بن گئی تھی۔ براس کے نالں ہی گجر تے گوجری سیاسی انتشار کا شکار ہو کے شمالی ہندوستان تے دکن تک کھنڈ پھٹ گیا اِس دوران اس زبان وچوں کئی بولیں وجود ماں آئیں۔ جہڑیں بلیّں بلیّں زبان بن گئیں کجھ علاقائی بنیاد پر تے کجھ سیاسی تے سرکاری حمایت نالں۔ مگر یہ دوئے سہارا نہ ہون کے وجہ توں گوجری صدیاں توڑی زمانہ کا جھڑ ماں چھپ گئی تے جموں وکشمیر ماں موجودہ صدی کا شروع ماں گوجری کا دوسرا جنم نابلاشک اک معجزو کہیو جاسکے۔

یاہ شاید دنیا کی واحد زبان ہوئے گی جہڑی دس صدیاں توں وی زیادہ توڑی زماناں کی لاپرواہی کے باوجود اَج اپنی اصلی حالت ماں موجود ہے بلکہ دوجی ہندوستانی زباناں کے نالں نظر ملا سکے۔ بھانویں اتنی وسیع نہ ہوئے، پرادبی معیار کا لحاظ نالں گوجری کسے توں پچھے نہیں۔ ان دس صدیاں ماں گوجری نالں کے کے بیتی اس ساری روداد کو ذکر مشکل وی ہے تے غیر ضروری وی، ہاں اس عرصہ ماں کسے نہ کسے صورت ماں گجر تے گوجری کی موجودگی تاریخ توں ثابت ہے تے اس لماں سفر ماں اٹھارھویں تے انیویں صدی کی مختصر خاموشی لوک ادب نالں پوری ہوسکے۔ کیونکہ گوجری لوک ادب کی مشہور صنف ''لوک وار'' اِسے دور کی پیداوار ہیں۔ اس طرح قدیم گوجری کی موجودگی کو سلسلو کدے لوک ادب کا تند واں نالں جدید گوجری نالں جوڑیو جائے تاں گوجری ادب کی شاندار تے سنہری داستان مکمل ہوسکے۔ بھانویں ''گرائرسن'' جیسا تاریخدان نے اپنی کتاب (Linguistic Survey of

(India ماں شامل ہندوستانی زباناں کا نقشہ ماں ظاہر نہیں کی، مگر دو جی جگہاں پر ویہ گوجری کو بھرپور ذکر کریں، کسے نا یاہ گل نہیں بھلنی لوڑتی جس جے حقیقت کدے اقرار کی محتاج نہیں ہوتی، تے نہ ہی گرائرسن سمیت کسے اِک فرد کی گل ''قول فیصل'' یا حرف آخر کو درجور کھے۔

اس ماں کائے سیاسی زبردستی یا تعصب شامل نہیں۔ اگر قدیم گوجری ادب کو مطالعو کیو جائے (جس نا اردو کا حامی قدیم اردو یا گوجری اردو کہیں) تاں کجھ حیرت انگیز قسم کی گل سامنے آویں۔

۱۔ گوجری کو جنم ہندوستان ماں ہوؤ، اس گلوں قدیم تے جدید گوجری ماں ہندوستانی روایت یکسان طور پر غالب ہیں۔

۲۔ جدید گوجری کی طرح قدیم گوجری ماں وِی اکثر شاعر تے ادیب مسلمان تھا۔ سوائے چند ایکن شاعراں کے۔

۳۔ گوجری کی شاعری پر شروع تیں ہی عشق تے تصوف کو غلبور ہیو ہے، جہڑو اَج تک وِی موجود ہے۔

۴۔ گوجری اَج وِی پیر پنجال تیں لے کے گجرات تک آسانی نال سمجھ آنں آلّی واحد زبان ہے۔ جدید تے قدیم گوجری ماں یہ تے اس طرح کا مچ سارا یکسانیت آلّا الفاظ محض اتفاقیہ نہیں ہوسکتا بلکہ اک قدیم تے وسیع زبان زبان کی شاندار تاریخ کو ثبوت ہیں۔ جس ماں اَجاں توڑی تحقیق کی خاصی گنجائش تے ضرورت ہے۔

قدیم گوجری شاعر

شمار	ناں	دور	تصنیف
1	نورالدین محمد (ست گرو)	م:۱۰۹۴ء	ست پنتھی رسائل
2	امیر خسرو (رح)	۱۲۵۳ء--۱۳۲۵ء	جواہرِ خسروی
3	شاہ میراں جی	م: ۱۴۹۶ء	خوش نامہ
4	فخرالدین نظامی	م: ۱۴۲۰ء	کدم راؤ پدم راؤ
5	شیخ احمد کھٹوؒ	۱۳۵۹ء تا ۱۴۷۱ء	مرقاۃ الوصول، تحفۃ المجالس
6	سید محمد جونپوری	۱۴۴۳ء تا ۱۵۰۴ء	اسرارِ عشق
7	شاہ باجن	۱۳۸۸ء--۱۵۰۶ء	خزائن اسرار اللہ
8	سید اشرف بیابانی	۱۱۴۵۹--۱۵۲۸ء	واحد باری، نوسرہار
9	قاضی محمود دریائی	۱۴۱۹ء--۱۵۳۴ء	دیوان محمود دریائی
10	امیر کبیر (بھگت کبیر)	۱۴۴۰ء-۱۵۱۸ء	بیجک
11	علی جیو گام دھنی	م:۱۵۶۵ء	جواہر اسرار اللہ
12	میاں محمد مصطفےٰ	م:۱۵۷۶ء	مکتوبات میاں مصطفےٰ
13	برہان الدین جانمؔ	م:۱۵۸۲ء	ارشاد نامہ، کلمۃ الحقائق
14	سید اسحاق سرمستؔ	م:۱۶۰۵ء	
15	خوب محمد چشتی	1539- 1614	خوب ترنگ
16	میرابائی	۱۵۵۵ء	
17	محمد قلی قطب شاہ	۱۵۵۶ء--۱۶۱۱ء	کُلیات قلی قطب شہ

18	عادل شاہ ثانی (جگت گُرو)	۱۵۸۰ء--۱۶۱۱ء	نورس
19	مولانا محمد افضل پانی پتی	م:۱۶۲۵ء	بکٹ کہانی
20	امین گُجراتی	۱۶۵۷ء	یوسف زلیخا
21	ملا وجہی	م:۱۶۵۹	سب رس
22	میاں نصرتی	م:۱۶۷۴ء	گُلشنِ عشق
23	میراں جی ہاشمی	م:۱۶۸۸ء	یوسف زلیخا
24	ولی دکنی	م:۱۷۲۰ء	کلیات ولی
25	شاہ غلام حسین چشتی (براری)	۱۷۱۷ء تا ۱۷۹۵ء	سکھی نامہ، لگن نامہ

☆ اس مضمون مانھ تمام قدیم شاعراں کو شمار مُمکن وی نہیں تے ضروری وی۔ مقصد یوہ تھو جے ۱۰۰۰ء تیں لیکے ۱۷۰۰ء تک کا نمایاں شاعراں کا ذکر تے کلام نال قدیم گوجری روایت نا اج کا گوجری طالب علم کے سامنے پیش کیو جائے۔ یاہ اس سلسلہ کی اک کوشش تھی جس کی کامیابی بارے آپ وقت دسے گو۔ لیکن اس کو یوہ مطلب ہر گز نہیں جے جن شاعراں کا ناں اس مانھ نہیں آیا و یہ غیر اہم ہیں۔ تحقیق کا خواہش مند واسطے ضروری ہے جے وہ قدیم گوجری ادب کو مکمل مطالعو کرے۔

ہن پیش ہے کجھ مشہور قدیم گوجری شاعراں کو تذکرو تے انکا کلام کا نمونا:

سید نورالدین عرف ست گرو

وفات:1094ء

ویہہ یارھویں صدی کا اک بزرگ شاعر تھا جن کو سِندھی تے گوجری کلام مشہور ہے۔ اُنکا کلام مانھ وزن تے بحر بلگل ہندوی ہیں۔ ان کو کلام ست پنتھی رسائل کی صورت مانھ ہے۔ جس مانھ تصوف تے وحدت الوجود کو تصور موجود ہے۔ اُن کی گوجری شاعری مانھ اللہ تے رسُول ﷺ کی محبت، لوک پیار تے معرفت کی گل ہیں۔ ویہ غالباً گوجری کا پہلا شاعر تھا جن کا تاریخی حوالا لبھیں۔

کلام کا نمونا:

ست گرو کہے رے پیو پیو کرے
بن پیو پیو نہ پاوے کوئے
مُکھ چین تاں جو پیو مِلے
تو شر ساٹا نہ ہوئے رے

ست گرو کہے رے، جُوٹھا مرنا تو سب جگ مرے
انے ساچا نہ مرے کوئے، اگر گنان جے مرے

امیر خسروؒ

پیدائش: 1253ء مومن آباد وفات: دہلی 1325ء

اُن کو اصل ناں، ابوالحسن یمین الدین تھو۔ وہ مومن آباد (یوپی) مانھ ۱۲۵۳ء مانھ پیدا ہویا۔ اُنکا والد سیف الدین سلطان التمش کا دور مانھ بلخ تیں ہندوستان آیا تھا۔ تے ان کو بیاہ ات کا اک راجپوت کی دھی نال ہؤ وتھو۔ اسطرح جد اٹھ سال کی عمر مانھ والد کی وفات ہو گئی تاں امیر خسرو ہوراں کی پال پاس ننہال مانھ ہوئی۔ جت شعر تے موسیقی کی محفل اکثر ہوتی رہیں تھیں۔ انھاں ہی محفلاں تیں اثر لیکے انھاں نے لوہکی عمر توں ہی شاعری شروع کر لئی تھی۔ پہلے سلطانی تے فرخسرو تخلص رکھیو۔ بعد مانھ جلال الدین خلجی نے امیر کو خطاب دِتو تے تے نوں وہ اج توڑی امیر خسرو کا ناں تیں جانیا جائیں۔

۱۲۷۳ء مانھ نانا کی وفات تیں بعد وہ خواجہ نظام الدین اولیاؒ کا مرید بنیا تے نوکری کا سلسلہ مانھ کئی امیراں تے بادشاہاں کا دربار مانھ رہیا۔ کہیو جائے کہ اُنھاں نے دہلی پر یاراں بادشاہی دیکھیں۔ وہ نوکری کا سلسلہ مانھ دہلی تیں باہروی رہیا تے انکا ملتان تے بنگال تک جان کا حوالا وی موجود ہیں۔ بنگال مانھ ہی اپنا مرشد کی وفات کی خبر سُنی تے سب کُجھ چھوڑ کے دِلی واپس آ گیا۔ آخر چھ مہیناں تیں بعد ۱۳۲۵ء مانھ انھاں کی وی وفات ہوگئی تے اُن کو مقبرہ اپنا مُرشد حضرت نظامالدین اولیاء کا پہلو مانھ دہلی کی بستی حضرت نظام الدین مانھ اج وی موجود ہے۔

امیر خسروؒ نے دہلی کی بستی اُجڑتی کہانی کے نال نال ہندوستانی زُبان تے کلچر کی تبدیلی وی اپنی اکھیں دیکھی۔ اُنھاں نے دہلی کی زُبان نا، دہلوی تے ہندوی وی کہیو ہے۔

اُنھاں کو جہڑو وی کلام ہِند وستانی زباناں مانھ ہے اُس نا انھاں نے اپنی زبانی کائے اہمیت نہیں دِتی۔ امیر خسرو اک بڑا سچا تے سُچا صوفی شاعر تے مورخ ہون کے نال نال موسیقی کا وی باکمال اُستاد تھا۔ اُنھاں نے فارسی تے گوجری سمیت پنج زباناں مانھ شاعری کی ہے۔ ویہ اک جگہ لکھیں: ع: دھور سمندری تلنگی وگُجر

اس مصرع مانھ گُجر تیں مراد گوجری زبان ہے۔

امیر خسروؒ فارسی کا مستند تے مشہُور فارسی شاعر تھا۔ ''جواہرِ خسروی'' قصہ لیلیٰ مجنوں تے 'خسرو نامہ' سمیت انھاں کی سو کے قریب کتاباں کو حوالو تاریخ توں لبھے۔ فارسی تے ہندوی زبان مانھ منظوم لغت 'خالقِ باری' تے بہت سارا گیت دوہا، بجھارت کہ مکرنیں تے دوسخنا آپ نال منسُوب ہیں۔ ان کی منظوم لغت 'خالق باری' مانھ گوجری لفظاں کی بہتات ہے جہڑا اج کی گوجری مانھ وی ہو بہو برتیا جائیں۔ ان کی اسے لغت کی طرز پر بعد مانھ سلیم شاہ سوری کا دور مانھ اجے چند بھٹناگر نے 'مثل خالق باری' ۱۵۵۱ء، اشرف بیابانی نے 'واحد باری' تے فرعبدالواسع نے 'صد باری' وی لکھی ہیں۔

امیر خسرو نے فارسی تے گوجری نا رلا کے جہڑا ریختہ لکھیا ہیں انھاں مانھ وی گوجری کو خوب صورت استعمال موجود ہے۔ بے شک یاہ شاعری لوک شاعری کے پُنج نیڑے ہے تے نالے بڑی سوہنی سُچی تے دردیلی ہے۔ امیر خسرو کی شاعری مانھ کئی ایسی مثال ملیں جت آپ نے یا تے گوجری زبان برتی ہے یا اس پر گوجری کو کجھ نہ کجھ اثر صاف دِسے۔

(بشکریہ پروفیسر یوسف حسن)

کلام کا نمونا: دوہا:

کاگا سب تن کھئیو، چُن چُن کھائیو ماس
دو نیناں مت کھائیو، انھاں پیا مِلن کی آس

خسرو رین سہاگ کی جاگی پی کے سنگ
تن میرو من پیو کو، دیہو بھئی اک رنگ
گوری سووے سیج پر مُکھ پر ڈارے کیس
چل خسرو گھر آپنے، رین بھئی جیوں دیس

ریختہ

زحالِ مسکیں مکُن تغافل، ورائے نیناں بتائے بتیاں
کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں، نہ کاہے لیہو لگائے چھتیاں
شبانِ ہجراں دراز چوں زُلف، و روزِ وصلت چوں عُمرِ کوتہ
سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں
یکا یک از دل دو چشم جادو، بصد فریبم بُرد تسکیں
کسے پڑی ہے کہ جا سناوے، پیارے پی کو ہماری بتیاں
چوں شمع سوزاں چوں ذرہ حیراں زمہر آں مہ بگشتم آخر
نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آوے نہ بھیجے پتیاں
بحق روز وصال دلبر کہ داد مارا فراق خسرو
پسیت من کہ درائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کی کھتیاں

ق: گُجری کہ تُو درحُسن ولطافت چوں مہی — اے گُجری توں حسن مانھ چن ہار ہے، تیرا
آں دیگِ دہی بر سرِ تو چترِ شہی — سر پر دُدھ کی گاگر چتر شاہی ہے۔ جدتوں
از ہر دو لبت قندو شکر می ریزد — کہے دیہی لیہو دیہی تے گویا تیرا ہوٹھاں
ہر گاہ بگوئی کہ'' دیہی لیہو دیہی'' — تیں مشری ٹپکے۔

بجھارت:

ایک نار ترور سے اُتری ماسو جنم نہ پایو
باپ کا ناؤں جو اسے پوچھو آدھو نام بتایو
آدھو نام بتایو خسرو کون دیس کی بولی،
واکا نام جو پوچھا میں نے اپنے ناؤں نبولی
(نیم کی نمبولی)

کہ مکرنی:

اونچی اٹاری پلنگ بچھایو
میں سوئی میرے سر پر آیو
کھُل گئی آنکھ بھئی انند
اے سکھی ساجن نہ سکھی چند

شمس العشاق شاہ میراں جی

وفات:1496ء

میراں جی بہمنی دور کا مشہُور صوفی شاعر ہیں۔اُن کی پیدائش مکہ مکرمہ مانھ ہوئی۔ باراں سال تک مدینہ منورہ مانھ رہیا۔خواب مانھ ہندوستان آن کو اشارو ملیو۔ تے وہ یہ ات آ کے اباد ہو گیا۔اُنکا دور مانھ دکنی تہذیب ترقی پر تھی۔

شاہ میراں جی کی تخلیقات خوش نامہ،خوش نغز،مغز مرغوب تے شہادت التحقیق جیہی مختلف طویل نظماں کی صورت مانھ ہیں۔جنھاں وِچوں 'خوش نامہ' زیادہ مشہور ہے۔وہ اپنا تمام کلام مانھ ہندوی روایت کی پیروی کرتا سئی لگیں۔انھاں کی زبان بارے ڈاکٹر جمیل جالبی وی ایک جگہ لکھیں کہ ''شاہ میراں جی کی زبان گُجری زبان ہی کا ارتقاء معلوم ہوتی ہے''۔

میراں جی کی شاعری کو موضوع تصوف، اخلاق تے عوام کی تلکین ہے۔اُن کی باقی تصنیفات مانھ ''شہادت الحقیقت'' تے ''خوش مغز'' شامل ہیں۔

کلام کا نمونا:

توں رحمان رحیماں میرا مہر محبت بھریا
میں تو باندی بردا تیری، نہیں مُجھ ہاتھوں پھریا
میں بھی تیرا لاڈ چلایا، کبھو نہ ہوا اُداس
آپ سندیسا ٹور گسائیں، تیری مُجھ کو آس
خوش خوش حالوں خوشیاں، خوشی رہے بھرپُور
یہ خوش خوشیاں اللہ اکبر، نوراً علی نور

فخرالدین نظامی

وفات: 1420ء

نظامی بہمنی دور کا مثنوی نگار تھا۔اُن کی مشہور مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ'' مانھ گوجری اثر نمایاں ہے۔اُنہاں نے ایسا لفظ استعمال کیا ہیں جہڑا اج کی گوجری مانھ وی موجود ہیں۔مثال کے طور: چت (دِل)، باس (بو)، ویل (وقت)، ہوں (میں)، کجات (کم ذات)، ڈیٹھا (دیکھا) تے دوس (قصور) وغیرہ۔اُن کی اک ہور مثنوی ''خوف نامہ'' کووی تاریخ مانھ ذِکر آوے پر یاہ مُن نایاب ہے۔اُن کی زبان ناوی مشہور تاریخ دان جمیل جالبی گوجری تسلیم کریں۔

کلام:

بڑے ساچ کہ کر گئے بول اچوک
ڈرہا دُود کا چھاچھ پیوے پھُوک
سُنیا تھا کہ ناری، دھرے بہت چھند
سو میں آج ڈیٹھا نری چھند پند
مُجھے مارنا مار کے گھال دے
ولے اج اکھر مار کے نکال دے
کیہا کدم راؤ، ہوں پھُول توں باس
نہ ہووے پھُول پیارا کدے بِن باس
بھلا بھی تُہیں منجھ، بُرا بھی تُہیں
ترے پائے ہوں چھوڑ جاسوں کہیں
جو کج کال کرنا سو توں آج کر
نہ گھال آج کا کام توں کال پر

شیخ احمد کھٹوؒ

پیدائش: ۱۳۵۹ء دہلی وفات: ۱۴۷۱ء

شیخ احمد کھٹوؒ گجرات کا بڑا صوفی بزرگ گزریا ہیں۔ انکو اصلی ناں نصیرالدین بن عبداللہ تے تخلص احمد تھو۔ انکی پیدائش دہلی مانھ ۷۳۷ھ مانھ ہوئی۔ بچپن مانھ ہی انکی ملاقات شیخ اسحاق مغربی نال ہوئی جہڑا انھاں ناگراں کھٹو ضلع ناگور مانھ لے گیا تے اتے ہی روحانی تعلیم دتی تے اپنو خلیفو بنایو۔ ویہہ اپنا مرشد نا بابا جیو کہیں تھا۔ ۷۶۳ھ مانھ اپنا مرشد کی وفات تیں بعد شیخ احمد کھٹو واپس دلی آ گیا تے کجھ دنیاوی تعلیم تیں بعد مسجد خان جہان مانھ مقیم ہو کے عبات تے ریاضت شروع کی ۸۰۱ ہجری مانھ جدا میر تیمور نے دہلی پر حملو کیا تاں شیخ احمد وی اُت موجود تھا تے کئی دو جالوکاں کے نال وہہ وی گرفتار ہو گیا پر انکی اصلیت معلوم ہون تیں بعد ویہہ رہا ہو گیا۔ گجرات کا سلطان مظفر شاہ، تے انکا پوتر اسلطان احمد شاہ شیخ احمد ہوراں کا مرید تھا۔ تے انکاناں پر ہی احمد آباد کو شہر بسایو تھو۔ شیخ احمد ہوراں بارے کہیو جائے کہ انھاں نے باراں سال پیدل سفر کر کے حج کو فریضو ادا کیو تھو۔ تے ویہہ سلطان احمد شاہ تیں بعد سلطان محمد شاہ کا دور مانھ ۱۴ شوال ۸۴۹ھ مانھ سرکھیج مانھ اپنا مالک حقیقی نال جا ملیا۔ سلطان محمد شاہ تے قطب الدین احمد شاہ کا دور مانھ انکی قبر پر اک شاندار مقبرو تعمیر ہوؤ۔

شیخ احمد کھٹو ہوراں نے سلطان احمد شاہ واسطے اک رسالو لکھیو تھو جس کی شرع ابو حامد اسماعیل بن ابراہیم نے لکھی تھی۔ آپ کا حالات بارے دو کتاب لکھن ہوئیں ''مرقاۃ الوصول'' تے ''تحفۃ المجالس''۔ مولوی عبدالحق اپنی کتاب 'اُردو کی ابتدائی نشو نما میں صوفیائے کرام کا کام' مانھ لکھیں: (ترجمہ)

'مرقاہ الوصول' مانھ گوجری کا بعض اشعار ملیں جن کے متعلق قیاس ہے جے شیخ احمد کھٹو کا ہیں۔ان بچوں اک دوہو اسطرح ہے:

توں جانت کرتار جی، منجہ سائیں بے پرواہ
سائیں کی ہی سار منجہ ، جو من بسنہ

اک بار اک کنیز اکھ مانھ سُرمو پا کے شیخ احمد کھٹو کے سامنے آئی ۔ انھاں نے غضب مانھ آ کے کہیو :

دوکھا کا جل جی کروں ، تو سوکن دکھ دینہہ
نہ پیو دیکھن دینہہ مجھے نہ آپ ہی دیکھ سکینہہ

کہیو جائے کہ اک شخص نے یوہ مصرعو کہیو :

' بھولی بوجھوں بندتا دوراں کی ماس'

تے شیخ ہوراں ناعرض کی اس مناسبت نال کجھ فرمائیں ! شیخ احمد کھٹو ہوراں نے فوراً یوہ دوہو کہیو :

دیتی بجھتیں ایک پل جانو برس پچاس
جی کن دیکھ دیس کی برسنہ انت نہ ماس

سید محمد مہدی، جونپوری

پیدائش: ۱۴۴۳ء جونپور وفات: ۱۵۰۴ء فرات

سید محمد بن عبداللہ اپنا سماں کا بڑا صوفی، عالم تے مہدوی فرقہ کا بانی منیا جائیں۔ ویہہ جونپور مانھ ۱۴۴۳ء مانھ پیدا ہویا۔ انکا والد کوناں سید عبداللہ تے والدہ کوناں آمنہ بی بی تھو۔ انھاں نے چار سال کی عمر مانھ مشہور صوفی شیخ دانیال چشتی تے تعلیم کو سلسلو شروع کیو۔ کہیو جائے کہ انھاں نے ست سال کی عمر مانھ قران پاک حفظ کر لیو تے فرباراں سال کی عمر مانھ سارا درسی علوم پڑھ لیا تھا۔ انھاں نے شیخ دانیال کا ہتھ پر بیعت کی تے انکا خلیفہ بن گیا۔ اسطرح نوجوانی مانھ ہی انکی انکی درویشی تے پرہیزگاری کو چرچو ہو گیو تے مچ لوک انھاں کا عقیدتمند بن گیا۔ ہندوستان کا کئی شہراں تے روحانی مرکزاں کا دورہ تیں بعد انھاں نے ۱۴۹۵ء مانھ حج کی سعادت وی حاصلی کی۔ واپس آ کے احمد آباد تے بڑلی مانھ رہیا تے بعد مانھ قندھار تے سکندری چلے گیا۔ فرات کے قریب ۱۵۰۴ء مانھ انکی وفات ہوئی۔

سید محمد مہدی جونپوری عربی تے فارسی کا عالم تھا پر ویہہ اکثر گوجری مانھ ہی گل کتھ کریں تھا۔ 'زدالفقراء' مانھ وی انکی زبان گوجری دسی گئی ہے۔ گوجری زبان مانھ کئی جملہ تے دوہا مہدوی کتاباں مانھ ملیں۔ آپ نے شیخ احمد کھٹوہوراں بارے فرمایو: ''روپٹنے خدا کوں پہنچے''

سلطان حسین کا سفیر نا کہیو: 'شہ کی چوٹ، شکر کی پوٹ'

تاریخ سلیمانی مان آپ کو یو فقرق بھی ہے: 'بھیا بسر جو جو کی' تے ''اچھو جی اچھو''

مکتوباتِ مصطفیٰ مانھ یہ فقرہ ملیں: ''ہموں تموں میا نے خدا بھیتر کی محبت ہے جیو''

اک مہدوی شاعر مومن بیجاپوری نے سید محمد مہدی ہوراں بارے کتاب لکھی 'اسرارِ عشق' ویہہ لکھیں: 'ہمارے ملا نے دو گوجری دیوان ہیں' انکا کئی گوجری شعر تے دوہا ہیں۔ اک اسطرح ہے: ہوں بلہاری سجناں ہوں بلہار، ہوں سر جن سہرا، ساجن مجھ گل ہار۔

شاہ باجنؔ

پیدائش:1388ء وفات:1506ء

ان کو پورو ناں بہاؤالدین تے تخلص باجنؔ تھو۔ وہ فارسی تے گوجری کا قادرالکلام شاعر تھا جنھاں نا ہندوستانی موسیقی نال وی دِلچسپی تھی تے غالبًا اسے نسبت نال باجنؔ تخلص رکھیو۔ اُنکا کلام مانھ دوصنف عام ملیں: اک خاص صِنف ''چکری'' ہے۔ تے دوجی دوہاں کی صورت مانھ۔ چکری اصل مانھ ذِکری ہے تے یاہ اصطلاح ذِکر تیں بنی وی سئی لگے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی لکھیں شاعری کی یہ صنف گُجری کے ساتھ مخصوص ہے اور گُجری روائت کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے جد کہ حقیقت یاہ ہے جے گوجری لوک ادب مانھ اج وی ذکر کی صنف موجود ہے جہڑو بیاہ شادیاں مانھ گایو جائے تے جس مانھ اج وی قدیم چکری کی طرح اللہ تے اسکا رسول ﷺ کو ذِکر کیو جائے۔

باجن کی شاعری مانھ مذہبی تبلیغ زیادہ سئی لگے۔ اکثر کلام عشقِ حقیقی تے تصوف مانھ رنگیو ووسئی لگے۔ اُنھاں نے موسیقی کو استعمال وی وجدان واسطے کیو ہے۔ وہ وحدت الوجُود کا قائل سئی لگیں۔ وہ قاضی محمود دریائی تے جیو گام دھنی کا پیش رو تھا۔ ان کو کلام ''خزائنِ رحمت اللہ'' کی صورت مانھ موجود ہے۔

کلام کا نمونا:

باجن، باجن باجن تیرا تُجھ باجھیں نہ جیون میرا
مسجد مسجد بانگاں دیوے ایسا تیرا زور
میخانہ بھیتر رنگ کرے ایسا تیرا شور

یوں باجن باجے رے، اسرار چھاجے رے
سندل من میں دھمکے، رباب رنگ میں جھمکے
صوفی ان پہ ٹھمکے
عشق را چوکڑہ برتن من آگ لگاوے رے
جلوں بلوں ہور بل بل جاؤں
تُجھ بن پل نہ ہوجاوے رے
شراب محبت بھر بھر پیالے
آتش عشق نقل نوالے
یہ رُوئے رسُول مالا مالی
نبی رسُول ﷺ کی چُموں جالی
محمد سرور پرم کا رحمت اللہ بھریا
باجنؔ جیوڑا وار کر سِر آگیں دھریا

دوہا:

بھنورا لیوے پھُول رس، رسیا لیوے باس
مالی سینچے آس کر، بھنورا کھڑا اُداس
سب رس پانی نیچے، جیوں جانے سب کوئے
جس رس نیچے پانی، وہ رس کیسا ہوئے
گور اندھیاری ڈاہڈا، باجن کھڑا مفلس
ہیڑا کانپے، جیو ڈرے یہ دُکھ آکھوں کِس
اللہ بیتیں جے کوئی ہووے اللہ اور جگ اسکا ہووے
من مراد گھر بیٹھے پاوے اسکو مار نہ سکھے کوئے

باجنؔ نے قران پاک کو جزوی ترجموی گوجری زبان مانھ کیو تھو اس بارے بابائے اُردو مولوی عبدالحق اپنی کتاب قدیم اُردو مانھ لکھیں:

شیخ بہاؤ الدین الملقب بہ باجن حاجی معزالدین (۷۹۰ھ تا ۹۱۲ھ مطابق ۱۳۸۸ء) برہان پُور میں پیدا ہوئے۔ کامل اولیاء اللہ میں سے تھے، اکیس سال حرمین شریفین میں رہے۔ آپ نے قران مجید کی ایک منظوم تفسیر لکھی جو موجودہ تحقیق کے مطابق قدیم ترین جزوی ترجمہ و تفسیر گُجری زبان میں ہے۔ سورۃ اخلاص کی منظوم تفسیر بطور نمونہ بزبان گوجری:

نہ ان جنیا نہ وہ جایا نہ ان مائی باپ کلایا
نہ ان کوئی گود چڑھایا باجنؔ سب ان آپ بتایا

ترجمہ اُردو: ''نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ اس سے کوئی جنا۔ نہ اسکا کوئی ماں باپ ہے اور نہ ہی اس نے کسی کو اپنا بیٹا قرار دیا۔ باجن یہ سب کچھ اسی نے خود بتایا ہے۔ وہ اکیلا ہے اور بے نیاز ہے اسکا کوئی شریک نہیں۔'' قدیم اردو (مولوی عبدالحق)

سید اشرف بیابانی

پیدائش: ۱۴۵۹ء وفات: ۱۵۲۸ء

اشرف بیابانی شاہ میرانجی کا ہمعصر شاعراں وچوں تھا۔ وہ شاہ سید ضیا الدین رفاعی بیابانی کا فرزند تے خلیفہ تھا۔ ان کی ترے کتاب، لازم المبتدی، واحد باری تے نوسر ہار مشہور ہیں۔ نوسر ہار مانھ کربلاء تے شہادت امام حسینؓ کو تفصیلی ذکر ہے۔ لازم المبتدی ان کی اک لمی نظم ہے جس مانھ ہر وقت کم آن آلا اسلامی مسائل بیان ہوا ہیں۔ مثلاً اسلام مانھ غسل کو طریقو اسطرح منظوم بیان کریں۔

سنت غسل کی بوجھیں پانچ
ہات اور فُرج کوں دھونا سانچ
پلیتی دور کر کپڑے سیں
وضو کرنا پہل غسل میں
تین بار سر میں پاؤں لگ دھونا
پچھوں نماز پر طیار ہونا

واحد باری امیر خسرو کی خالق باری کی طرز پر لکھی وی ان کی منظوم لغت ہے۔ مثال

بحر ہے دریا آب فراغ — کلام موزوں ہے ڈالی شاخ
نیم بیت کو تبصرہ بول — دو مصرع کی بیت ہے کھول
چند بیت کو قطعہ تو جان — از شعر و غزل سے کاٹ کے آن
ردیف بعد از قافیہ آر — ایک گھوڑے پر دو سوار

قاضی محمود دریائی

پیدائش: ۱۴۶۹ء وفات: ۱۵۳۴ء

محمود دریائی زبردست صوفی شاعر گذریا ہیں۔ویہہ گُجرات کا علاقہ بیر پور کا رہن آلا تھا۔اُنکا کلام توں ثابت ہوئے جے ویہ عشق کی لذت تے عذاب تیں بچپن مانھ ہی واقف ہو گیا تھا۔ان کو سارو کلام عشق تے محبت مانھ رنگیو وو ہے۔موسیقی کو خاص شوق رکھیں تھا،اسے گلوں اُن کی ساری شاعری سُر تال کے مطابق ہے۔ہِندوی روائت پرمنی ان کو سارو کلام تصوف تے وجدان آلو ہے۔قاضی محمود دریائی ہوراں نے عشق حقیقی تے مجازی یکجا کیا ہیں۔اُنکے نزدیک عشق تیں بغیر زِندگی بیکار ہے۔قاضی صاحب گُجرات کا اُن بزرگ صوفیاں وِچوں ہیں۔جِن کو فیض اج وی جاری ہے۔اُنھاں نا گُجرات کا خواجہ خِضر وی کہیو جائے۔ اُنھاں نے اپنو کلام مختلف راگ راگنیاں کے مطابق ترتیب دِتو تے مختلف عنوان وی رکھیا۔

آج سریجن گھر آیا کیوں نہ کروں مہمانی
نین رنگیلوں کے قربان نین چھبیلوں کے قربان
نین جنجالوں کے قربان نین سلونوں کے قُربان
جاگ پیاری اب کیا سووے رین کیسی، تیوں رون کیا کھووے
جس کے شہ کو اونگ نہ آوے سو دھن کیوں سو رین گنواوے
جاگ جاگ نینا نہ لاوے سوتے بیٹھے کیوں شاہ پاوے
محمود نہ جاگ نہ شاہ کو راوے سو کر مِیت پچھن پچھتاوے

اک ہور جگہ لکھیں:

جن دیکھے سورہ کر دھولے آپس کرے ندھان
دیکھت نیں مرک میں موئی جھیل ہوئی نسوان
پنکھی پنتھی دیکھت موئی کالی کیتی جان

بھگت کبیر

پیدائش: 1419ء وفات:1518ء

وہ بنارس کا رہن آلا تھا، اک غریب جولاہا خاندان نال تعلق تھو۔ شروع توں ہی ذات پات کے خلاف تھا۔ وہ بھگتی تحریک کا اہم رُکن ہیں۔ توحید، عشق حقیقی تے تصوف نا بھگتی رس مانھ پیش کرن آلا شاعر تھا جنھاں نے آسان عوامی زبان مانھ شاعری کی جہڑی سُنن آلاں کا سینہ مانھ اُتر جان آلی تھی۔ اج تک اُنھاں کا دوہا ہر اک کی زبان پر ہیں۔ اُنکا کلام کا مجموعہ ''بیجک'' تے ''بانی'' ہیں۔

ان کی زبان اس دور کا عام آدمی کی زبان تھی جہڑی پورا شمالی ہندوستان مانھ بولی جائے تھی۔ انھاں نے اپنی زبان مانھ بھارا سنسکرت یا عربی فارسی لفظاں تیں احتراز کیو تے عام لفظ وی لغت کا اعتبار نال نہیں بلکہ عام بول چال کی صورت ہی لکھیا ہیں۔ مثلاً تکھت، کاگت، وجو، گریب نواج انداجا، وغیرہ۔ انھاں نا احساس تھو جے زبان واہی زندہ رہے جہڑی عوام کی ہوئے نہ کہ مشکل ادبی زبان۔ وہ آپ اس بڑی سچائی کو اعتراف کرتاں کہیں۔

ع: سنسکرت ہے کوپ جل، بھاشا بہتا نیر۔

کلام:

دین گمایو دُنی پچھے، دُنی نہ آئی ہتھ
پیر کوہاڑو ماریو گا پھل اپنے ہتھ
چلتی چاکی دیکھ کے دِیا کبیرا روئے
دوئے پٹ بھیتر آئے کے، ثابت گیا نہ کوئے

ماٹی کہے کمہار سے توں کیا روندے موئے
اک دن ایسا ہوئے گا، میں روندوں گی توئے
پاہن پُوجے ہری ملیں تو میں پُوجوں پہاڑ
تانے یہ چاکی بھلی، پیس کھائے سنسار
جیوں تِل ماہیں تیل ہے، جیوں چقمک میں آگ
تیرا سائیں تُجھ میں بسے، جاگ سکے تو جاگ
جو بچھڑے ہیں پیارے سے بھٹکتے در بدر پھرتے
ہمارا یار ہے ہم میں ،ہمن کو انتظاری کیا
صاحب میرا ایک ہے دوجا کہا نہ جائے
دوجا صاحب جو کہوں صاحب کھرا رسائے
ست نام کڑوا لگے میٹھا لاگے دام
دبدھا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام
ہاڑ جلے جیوں لاکڑی کیس جلے جیوں گھاس
سب تن جلتا دیکھ بھیا ہوا کبیر اداس
مالی آوت دیکھ کے کلیاں کریں پکار
پھولی پھولی چن لئے کال ہماری بار
کبیر سریر سرائے ہے، کیا سوئے سُکھ چین
سوانس نگارا باج کا باجت ہے دن رین

شاہ علی جیوگام دھنی

وفات:1565ء

جیوگام دھنی گُجرات مانھ سولہویں صدی کا مشہور صوفی شاعر گذریا ہیں۔عشق مانھ وہ اُسے روایت کی پیروی کریں جس کی ابتدا امیر خسرو تے شاہ باجن ہوراں نے کی تھی۔ توحید تے وحدتالوجود اُنکا کلام مانھ جگہ جگہ دِسیں۔جِن نا انھاں نے بڑا پیار تے خوب صورتی نال بیان کیو ہے۔اُن کو سارو کلام ہِندوی طرز کو ہے۔لیکن اُن کا دور مانھ گوجری مانھ وُسعت آ گئی تھی تے فارسی قِصا تے اصطلاح استعمال ہون لگ گئی تھیں۔

جواہر اسرار اللہ کا دیباچہ مانھ شیخ الاحمدی تے سید ابراہیم اُنکا کلام نا گوجری تسلیم کریں۔[جواہر نشار بطریق نظم بہ الفاظِ گوجری بزبان حق وگاہے حق] اور [در بیان توحید و اسرار بالفاظ گوجری بطریق نظم فرمودہ بود دریں مختصر آوردہ وجمع کردہ'

جیوگام دھنی ہور جدید تے قدیم شاعری کے بشکار لڑی کو کم کریں۔روایتی اعتبار نال ان کو کلام ہِندوی ہے مگر اُس مانھ فارسی کا چھاملا موجود ہیں۔اُن کا دور مانھ گُجرات سیاسی انتشار کو شکار تھو۔فارسی بلیں بلیں زور پکڑتی جائے تھی تے گوجری جہڑی اسو یلے توڑی عوام کی زبان تھی ہُن کمزور ہونی شروع ہوگئی تھی۔

ان کو کلام ''جواہر اسرار اللہ'' سارا کو سارو عشق الاہی مانھ رنگی وی نظماں کو مجموعو ہے۔جس مانھ وہ اپنا محبوب حقیقی نا رنگ بدل بدل کے پچھانن کی کوشش کرتا سئی لگیں۔

چاؤ ہوا اس میرے ساتھی کی جگ کی بھیس ہو آؤں

کہیں سو راجا کہیں سو پرجا کہیں سو بندا آپ کہاؤں
کہیں سو عاشق ہو کر روؤں کہیں عارف ہوئے بچھانوں
کہیں موحد کہیں محقق کہیں سو جانوں کہیں نجانوں
بھیس بندو کے کروں سو بندگی اور بہا ہوہو نماز گزاروں
ہوں حاجی ہوں کعبا آہوں آپیں آپس اوپر واروں
ہوئے بندے ہور ہوئے لیتاں ایویں آپیں آپ کہاسوں
فرض کیاں ایہ باتاں تم پر پیار کروں گا کرسی تاسوں
اتنی بات نہ بوجھی لوگاں آپ نبھاتا کری سو کوئے
علم قدرت جس تھورا ہووے کی مجبور بچارا ہووے
دوئی وجود کوں موجود ہونا یہ تو بات محال ہے لوگا
ایک حقیقت ہے گی آہے جان نمانوں کاہے بھوگا
چھوڑو لوکا چہ لڑائی لڑائی کان کروں یہ پرم کہانیں
تمہوں تمہاری شیریں بھاوے مجکوں میری لیلیٰ سہانیں
جے تم لیلیٰ جویا لوڑو منجہ مجنوں کی نیسوں دیکھو
تمہوں تمہاری شیریں جوؤ لیلیٰ کوں کیوں پیکھو

کلام کا کجھ ہورنمونا:

جیوں پھُول کلی رنگ رلی وہی
جیوں نبی محمدﷺ علی وہی
کہیں سوں مجنوں ہو بر لاوے

کہیں سوں لیلی ہوئے دکھاوے
کہیں سوں خسرو شاہ کہواوے
کہیں سوں شیریں ہو کر آوے
کہیں سوں عاشق ہو کر لاؤں
کہیں عارف ہوئے پچھانوں

ہاجت گاجت سہیلی گاویں رے تجھ روپ اُجاگل کرے
آج ہماری عید یہی ہے نین سلونے دیکھے تیرے
جے تُم لیلیٰ جویا لوڑو مِنجہ مجنوں کے نینوں دیکھو
تُمہیں تمہاری شیریں جُوؤ لیلیٰ کو کیوں پیکھو
مکھ پر بال بکھیر سو ساتھی جھب کر ہووے رات سنگھاتی
دل سنبھال سو بکھرے کیسا دن ہو آوے سورج بھیسا
میرا ناؤں منجھات بھاوے میرا جیو منجھے پرچاوے
میرا نیہ منجھے سوں مائے رہری اینیں روپ لبھائے

آدم آدمی ہور جن سارے، نُور نبی تھے کہتے
بھیس بھرا کر آپ دکھایا ہم تم اوپر بول سود یتے
ڈونگر حیوان ہور نباتات، اے سب نور نبی کا جانوں
احمد، محمد نانوں احمد کے دُو جامن منہ کوئے نہ آنوں
تورات چلا خدا ایں کہیا مہتر مُوسیٰ ہاتھ
محمد ﷺ رسول حبیب خدا کا ساروں کہ یہ بات

میاں محمد مصطفیٰ

وفات:1576ء دکن

میاں محمد مصطفے کو تعلق وی گُجرات کا اک بوہرہ طبقہ نال تھو۔ ویہہ گُجرات کا اُن گوجری شاعراں وِچوں ہیں جہڑا اتوں ہجرت کر کے دکن مانھ گیا تھا۔ گوجری توں علاوہ اُنھاں نے فارسی مانھ وی شاعری کی ہے تے نال نال ریختہ مانھ وی جذبات کو اظہار کیو ہے۔ ''بقول جمیل جالبی'' اُن کا وہ ریختہ جب وہ خانِ اعظم کی قیدو بند میں تھے، اُن کے جذبات واحساسات کا موثر اظہار ہے۔''

ولے چوکیں جو کہیں بُرا ہُوا
ہور ولیوں سوں بھی آئے اڑے
کیا ہوا جو ہم بہرنگ ہوئے
کیا ہوا جو بائے بہت بلے
جو پیو جی ہم سوں نہیں جُوا
اِت دھل جو بنوں سیسا ہُوا
ہم اس پنتھ چالیں کھڑا ہُوا
کوئی تر واراں کوئی بھُوکھ موئے
کیا ہوا جو ساتھی چھوڑ چلے
ولے چوکیں جو کہیں بُرا ہُوا

مثنوی ''فیضِ عام'' مانھ وی میاں مصطفے کی زبان نا گُجری لکھیو گیو ہے۔

''دِیا کھول کر جواب گُجری زُبان۔''

میاں مصطفے کی لکھتاں مانھ ایسا ریختہ وی لبھیں جنھاں مانھ، فارسی تے گوجری رلا کے استعمال ہوئی ہے۔ یاہ روایت امیر خسرؔو سمیت ہوروی کئی شاعراں نے استعمال کی ہے۔

اس لٹکے اُپر واری رے اس غمزے کے بلہاری رے

یا اک دو جی جگہ اس طرح لکھیں:

روئے آں مہوش بر نا سو کدھیں بھی نہ بِسرتا
جان ز ہجرِ رُخِ زیبائش، نس دن ڈھکی بھرتا
جم جم شادیاں روزی سہیلیاں سازواری گاؤ
نت نت خوبیاں اوکیاں، خوشی کے تھال بھراؤ

جمیل جالبی اک ہور جگہ لکھیں: ''گُجرات میں سید مہدؔی اور اُنکے پیرووں کی عِلمی زبان تو فارسی تھی لیکن اُن کی روزمرہ کی زبان گُجری اُردو تھی جِس میں وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے تھے، جسے ہِندی اور ہِندوی بھی لِکھا ہے۔ قُرآن کا مطلب بھی اس زُبان میں بیان کِیا جاتا ہے''۔

میاں مُصطفے ہی لِکھیں:

ہِندی پر نہ مارو طعنا سب بتاویں ہِندی معنا
یہ جو ہے قرآن خُدا کا ہِندی کریں بیان سدا کا
لوگوں کوں جب کھول بتادیں ہِندی میں کہ کر سمجھا دیں
میاں مصطفؔے نے بھی کہا اور کسی کی پھِر کیا رہی

شاہ برہان الدین جانمؔ

وفات: 1582ء

جانمؔ ہور میراں جیؔ کا فرزند تے خلیفہ تھا۔ اُنھاں نے ہندوی روایت برقرار رکھ کے تصوف کا موضوع پر شاعری کی ہے۔ اُنھاں نے دوہاتے غزل وی لکھی ہیں پر ہر جا اُنھاں نے عشق نا اُچو مقام دِتو ہے۔ میراں جی کی طرح انھاں نے وی دکنی زبان تے ہندوی روایت کی ترقی مانھ بڑو کم کیو ہے۔ وہ خود وی بار بار اپنی زبان نا ''گُجری'' کہتار ہیا ہیں۔

اُن کی نظماں مانھ'' ارشاد نامہ''، ''جُحتہ البقاء''، ''کلمۃ الحقائق''، ''بشارت الذکر''، ''سکہ سہیلا''، ''وصیت الہادی'' تے ''منفعت الایمان'' شامل ہیں۔ اُنھاں نے اپنی عُمر کو زیادہ حصو بیجاپُور مانھ گذاریو تے ۱۵۰۲ء مانھ اُن کی وفات ہوئی۔

وہ اپنی نظم بارے آپ لکھیں: سبب یوں زبان گُجری نام ایں کتاب ''کلمۃ الحقائق''۔

بن عشق تُجھ کو سوچ نہیں
اور بِن بُدھ عشق کی گوج نہیں
جے آپ کو کھوجیں پیو کو پاویں
پیو کو کھوجیں آپ گنواویں
یہ سب'' گُجری ''زبان
کر یہ آئینہ دیا نہان
جے ہوویں گیان پُجاری
نہ دیکھیں بھاگا'' گُجری''

حجتہ البقاء مانھ وہ یہہ لکھیں:

یوں کہہ کر پکڑیا پانو

مجہ تیری ہونا چاہوں
اُن چھوڑیا جہل حرام
اور ملحد کیرا کام
پس جس کوں ایسا پیر
اس روشن سب زمیر
اس فہم بھر ادراک
و راہِ حقیقت پاک

چلو ری چال تو میں شہو کیری دھال
کھیلیاں باتاں بولیں اپنے رے خیال
بولے جانؔم نیں کس کا مجال
شعر چڑیا بات میرے کیوں لے جائیں کہا اتال

ڈاکٹر جمیل جالبی لکھیں: ''جانؔم کا سارا کلام دیکھ کر گجرات کے شیخ باجن، محمود دریائی، اور جیو گام دھنی یاد آجاتے ہیں۔ روایت کے اعتبار سے جانم کا خمیر گُجری کی ادبی روایت و معیار سے اُٹھتا ہے جس کا اعتراف جانم نے بار بار اپنی نظم و نثر میں کیا ہے۔''

سید اسحاق سرمستؔ

وفات:1605بُرہان پُور

سرمستؔ ہور، سید محمد مہدی کی نسل وِچوں تھا۔ ویہ وی اُس دور کا اکثر گوجری لکھاڑیاں ہاروں گُجرات تیں ہجرت کر کے بُرہان پُور مانھ اباد ہو گیا تھا تے باقی عُمر اُتے گذار کے ۱۶۰۵ء مانھ فوت ہویا۔

سید اسحاق سرمست کا کلام توں ظاہر وہے جے اُس دور مانھ ہندوی روایت کمزور ہو کے فارسی روایت نے زور پکڑنو شروع کر لیو تھو۔ تے اس طرح قدیم گوجری شاعری بلیں بلیں اُردو کا دائرہ مانھ داخل ہونو شروع ہو گئی تھی۔ اُردو تاریخ داناں نے سرمست ناوی گُجری اُردو کا شاعر لِکھیو ہے۔ نمانہِ کلام:

میرے جِیو کوں پیو باج آرام نئیں
بجُز عشق بازی مُجھے کام نئیں
کلیجہ کے کیوں کھا سکے او کباب
کہ جے عشق کا لیا جام نئیں
کرے کیوں محبت کے کعبہ کا حج
بندھیا جے محبت کا احرام نئیں
ہوا گھر جُدائی کی کُلفت سوں گور
ولے کہیں بھی وصلت کا بِسرام نئیں
بچاروں کو ہے عقل سرمست سوں
بجز عبد ہی کُجھ اوسے کام نئیں

شیخ خوب محمد چشتی

(1539ء 1614ء)

خوب محمد گُجرات کا سیاسی انتشار کا شاعر ہیں۔اُنھاں نے گُجرات کی تباہی تے اکبر کی فتح اپنی اکھیں دیکھی۔ ویہ وی بھاویں صوفی شاعر تھا، مگر اُنکا کلام مانھ وہ سواد نہیں جہڑو جیوگام دھنی کی شاعری مانھ لبھے۔اُن کی شاعری خُشک سئی لگے۔غالبًا ویہ زمانہ کا حالات کی وجہ تیں انکی زبان عربی تے فارسی آمیز ہے جس ناویہہ 'بولی گُجرات' کہیں لیکن مولوی عبدالحق تے ڈاکٹر جمیل جالبی خوب ترنگ مانھ استعمال ہون آلی زبان نا گُجرات مانھ بولی جان آلی گوجری ہی قرار دئیں۔۔اُن کی مشہور تصنیف ''خوب ترنگ'' اک طویل مثنوی ہے جہڑی چھوٹی ہندی بحر تے وزن مانھ لِکھی وی ہے۔جِس مانھ تصوف کو مضمون نمایاں طور پر بیان ہوؤ ہے۔

جتناں طالب کوں بس ہووے میں اس مانہ کہیا ہے سوئے
جیوں دل عرب عجم کی بات سُن بولے بولی گُجرات
میں مُرشد تھیں سُنیا بیان وے مُرشد صاحب عرفان
جِنھوں مُنجھے سکھایا دین جِنہ تھیں مُنجہ دل آیا یقین

ہیلا تانبے کی تھی تب تانبا کھاتے تھے ویہ سب

اُن کی اک ہور تصنیف ''چھند چھنداں'' تھی جہڑی ہُن نایاب ہے۔ وہ یہ شیخ چلی کا اک قِصہ مانھ لِکھیں۔

شیخ چلی کے تھے گھر چار
چڑھے پھرانے ایکسر بار
اُونچے چڑھ کر لِکھیا کین
گِنتی چھیرے ہوئے سو تین
جس پر بیٹھے آپ پھرائیں
تِسکو گِنتی ماں نہ لیائیں

میرابائی

پیدائش: کُڑکی، مارواڑ (راجستھان) (1547ء 1614ء)

گجراتی، راجستھانی، برج بھاشا تے ہندی مانھ اُچو مقام رکھن آلی صوفی شاعرہ میرابائی کا کلام کو جائز ولیو جائے تاں ثابت ہوئے جے ان کی اس دور کی گھگتی رس مانھ رچی بسی شاعری کسے دو جی زبان توں زیادہ گوجری کے قریب ہے جس کو اس زمانہ مانھ چلن تھو۔ تے اس طرح حق گل یاہ ہے جے وہ قدیم گوجری کی معتبر شاعرہ ہیں۔ جنہاں نا ہندی ادب مانھ وی بڑی اہمیت دتی جائے۔

میرابائی کی پیدائش ۱۵۴۷ء مانھ، مارواڑ راجستھان کا گراں کُڑکی مانھ رأورتن سنگھ ہوراں کے گھر ہوئی۔ ان کی طبیعت نکی عمر توں ہی باقی بچاں تے بکھ تھی تے اسکو انداز وان کی مانھ ناچی میرا کی عادتاں توں ہو گیو تھو۔ اک بار کو اک واقعو بڑو مشہور ہے جے پنچ سال کی میرا نے اپنا محل کی باری بچوں ڈولی لے کے جاتی اک جنج دیکھی تے مہراج نا دیکھ کے اپنی ماں کو لوں پچھیو میرو مہراج کِت ہے۔ ماں اس سوال تیں پریشان تے ہوئی پر نکی میرا نا بھلان واسطے بھگوان کرشن کی مورتی دار اشارو کر چھوڑیو۔ کہیو جائے جے اُسے وقت توں میرا کرشن بھگوان کا عشق مانھ ڈُب گئی تے ساری عمر اسے موضوع پر شاعری کی۔

اُس دور کا رواج کے مطابق نکی عمر مانھ ہی ۱۵۵۵ء مانھ میرا کی شادی چتوڑ کا شہزادہ تے رانا سانگا کا بڑا پُوت بھوج راج نال ہوئی پر میرا کی بھگتی چلہ کشی کی وجہ تیں یوہ سنگ زیادہ خوشحال نہ ثابت ہوسکیو تے اس شادی شدہ زندگی مانھ کئی تلخ واقعات ہویا جنکی مثال کشمیر کی مشہور شاعرہ لل دید کی زندگی نال میل کھائیں۔ ۱۵۶۵ء مانھ بھوج راج کی وفات تیں بعد میرا بائی نے سنیاس شروع کر لیو تے ساری عمر برندابن تے دوارکا مانھ گذارن تیں بعد وہ ۱۶۱۴ء مانھ کہیو جائے کی بھگوان کی مورتی مانھ ہی سمیا گئیں۔

میرا بائی کا مشہور بھجن زباناں کی قید تیں بغیر قدیم ہندوستانی ادب کو اہم سرمایو ہیں۔ جہڑا موضوع کی نسبت نال صوفی شاعری کو حصو ہیں۔ ان کی زندگی تے کلام کو مقابلو بجا طور پر کشمیر کی مشہور شاعرہ لل دید نال کیو جا سکے۔ میرا بائی کی اس دور کی ہندوی شاعری مانھ گوجری کو روپ صاف باندے دِسے۔

کلام:

بسیو میرے نین مانھ نند لال
موہنی مورتی سانولی صورتی نینا ہے بھال
میں تو گردھر کے گھر جاؤں
گردھر مہارو سانچو پریتم، دیکھت روپ رچھاؤں

ق:

مہارو جنم مرن کو ساتھی، تھائے نئیں بسیرو دن راتی
تم دیکھیو بن کل نہ پرت ہے جانت میری چھاتی
اُچی چڑھ چڑھ پنتھ نہاروں، روئے روئے اکھیاں لاتی
یو سنسار سکل جگ جھوٹھو، جھوٹھو کلر انیاتی

نظم: مائے میں تو لیو ہے سانوریو مول

جاکے سر مور مکھٹ میرو پتی سوئے
جاکے سر مور مُکھٹ میرو پتی سوئے

کوئے کہے چھانی، کوئے کہے چھوڑ لے
مائی رے میں تو لیو گوبند مول

کوئے کہہ ہلکو کوئے کہہ بھارو
میں تو لیو ہے ترازو تول

کوئی کہہ سوگو کوئی کہہ مینگو
میں تو لیو ہے امولکھ مول

کائی کہہ کارو کوئی کہہ گورو
میں تو لیو ہے اکھیاں کھول

میرؔا کے پربھو گردھر ناگر
مھارے پورب جنم کو قول

محمد قلی قطب شاہ

(1556ء 1611ء)

وہ یہ قطب شاہی دور کا سب تیں زیادہ مشہور، علم دوست تے شاعر بادشاہ تھا۔ اسے دور مانھ بیجاپُور رمانھ عادل شاہ ثانی کی حکومت تھی۔ اُنھاں نے سلطنت مضبوط بنان کے نال نال محمد نگر تے حیدر آباد جیہا شہر آباد کیا۔ مُج سارا تر قیاتی کم کیا تے علم وادب کی ہمیشاں خدمت کی۔ وہ یہ اُردو کا پہلا صاحبِ کتاب شاعر منیا جائیں۔ جن کو کلام کُلیاتِ قلی قطب شاہ ادب کی دُنیا مانھ بڑوا ہم تے سنگِ میل سمجھیو جائے۔ ان کو اسلوب سادہ تے عبارت سلیس ہے۔ اُن کی غزلاں مانھ لطافت تے عاشقانہ عنصر کافی ہے۔ انھاں نے مثنوی، قصیدا تے مرثیہ وی لکھیا ہیں۔ قلی قطب شاہ تے عادل شاہ ثانی کی ایک جیسی دِلچسپی، امن پسندی تے علم دوستی کی وجہ تیں اُن کا دورِ حکومت مانھ علم دوست حضرات کی خوب خدمت ہوئی۔

کلام:

تمہارا حسن سو قدرت تھی روشنی پایا
ہوراں کا حسن تیرے حسن اگے جیسے چراغ

معانی شُکر خدا کر، نہ کر توں غم ہر گز
نبی کے نانوؤں تھیں آتا تو مجھے خوشی مراغ

پیا باہج پیالہ پیا جائے نہ
پیا باہج اک پل جیا جائے نہ

اِبراہیم عادل شاہ ثانی عُرف جگت گُرو

(1580ء 1611ء)

جگت گُرو بیجاپُور کا بادشاہ، عِلم دوست، ہندوستانی روایت کا شیدا تے عشق پرست شاعر تھا۔ اُن کا زمانہ مانھ ہندوستان پر اکبر کی حکومت تے گولکنڈہ مانھ اک ہور شاعر تے عادل بادشاہ قلی قطب شاہ کی حکومت تھی۔ موسیقی مانھ خوب مہارت کی وجہ تیں اُن کو ناں جگت گُرو مشہور ہو گیو تھو۔

اُنکا دربار مانھ علم و ادب تے موسیقی کی محفل ہوتی رہیں تھیں جِن مانھ عام لوک دوروں دوروں آویں تھا۔ وِیہ عشق بغیر زندگی نا بیکار جانیں تھا۔ اُن کی شاعری مانھ اکثر گیت شامل ہیں جہڑا راگ راگنیاں کے مطابق لکھیا وا ہیں۔ اُن کی طرز وی شاہ باجَن، جیو گام دھنی، محمود دریائی تے جانَم نال رلے صرف اتنو فرق ہے جے باقی شاعراں کو موضوع تصوف تھو جد کہ جگت گُرو کا گیتاں مانھ عشقیہ رنگ غالب سئی لگے۔

جگت گُرو کی کی مشہور کتاب نو رس مانھ ایسا ہی گیت شامل ہیں جِن مانھ حُسن و جمال، عشق کی رنگینی تے ہجر و وصال کی کیفیات کو خوب اظہار ہے۔ اُن کی زبان قدرے مُشکل ہے پر سُر تال مانھ ہون کی وجہ تیں گیتاں کو یوہ عیب چھپ جائے۔ اُن کو تخیل بے حد خوب صورت ہے تے انھاں کا گیت انھاں کا روح کی ترجمانی کرتا دِسیں۔

پیارے چاند آکھوں کنتھ دین و دئی دُکھ
من چاہے سونس بھئی، ہم تم کہ ہیں اب سُکھی
بجھانوں دیپک کوں ترا سوں دینکر آوے گا
گھر گھر چھپ رہ جاسوں، سب سُدھ پہنچاوے گا

مولانا افضل پانی پتی

وفات:1625ء

وہ عہدِ اکبری تے عہدِ جہانگیری کا مشہور شاعر تھا۔ وہ اُردو مانھ بارہ ماہ کی روایت کا مؤجد سمجھیا جائیں۔ ان کی مشہور تصنیف ''بکٹ کہانی'' ہے۔ جس مانھ ہِندی تے فارسی اسلوب رلیا مِلیا واسئ لگیں۔ اُن کی شاعری مانھ قدیم گوجری کے نال نال برج بھاشا، کھڑی بولی، تے ہِندوی کو رنگ لبھے۔ اُن کی زبان اُردو کے قریب تر ہے۔

''بکٹ کہانی'' در اصل ہندوستانی موسماں سیال، برہیا، گرمی، سردی کا باراں مہیناں کی کیفیت کو بیان ہے جہڑو اک جُدائی کی ماری وی عورت، اپنا محبوب کا فراق مانھ سُناوے۔ واہ ہر مہینہ کا حوالہ سنگ اپنا اندرونی جذبات تے احساس نا نہایت درد کے نال بیان کرے۔ غور قابل گل یاہ ہے جے ''بارہ ماہ'' خالص ہندوستانی روایت ہے جس پر فارسی کو کوئے اثر نہیں تے دُوجی گل یاہ وی جے باراں مانہ اج کی گوجری زبان مانھ وی اُسے روح تے روایت سنگ بڑا خوب صورت انداز مانھ لکھیا تے گایا جائیں۔

کلام:

اری آساں نہ جانو عشق کرنا تمن اس اگ ما ہر گز نہ پڑنا
ہماری بات کو ہانسی نہ جانو محبت خانہ ماسی نہ جانو
سُنو سکھیو بکٹ میری کہانی تھی ہوں عشق کے غم سوں دِوانی
اندھیر رات جگنو جگمگاتا اری جلتی کے اوپر پھوس لاتا
چلا ساون مگر ساجن نہ آئیی اری کن دیتوں نے ٹُونے چلائے

امین گُجراتی

وفات: 1697ء

امین گودھرہ گُجرات کا رہن آلا، تے مغل بادشاہ اورنگ زیب کا زمانہ کا گوجری شاعر تھا۔اس دور مانھ دکن کی فتح نال زبان مانھ ہورنکھار، معیار تے وسعت آ گئی تھی۔اُن کی مشہور مثنوی یُوسف زلیخا اسکی مثال ہے۔اس دور مانھ فارسی روائت شروع ہوگئی تھی تے اس کا آثار گوجری مانھ وی شامل ہون لگ پیا تھا۔امین گُجراتی کی زبان، ولی دکنی کا ریختہ کے نیڑے تیڑے سئی لگے۔اُن کی مثنوی یوسف زلیخا مانھ چار ہزار شعر ہیں۔اسے مثنوی ''یوسف زلیخا'' کا آخر ماں امین گجراتی لکھیں:

بیتاں ہیں چار ہزاراں اوپر ایک سو دیکر چار وہ بیت گُجری سنو

امین نے گوجری کی سو یوں کر
کہ آپیں تئیں رہے دنیا کے بھیتر
وجود اے ہے سو ہو جائے گا خاک
نہیں پاوے سو دھونڈا جیو اے پاک
نشانی تب رہے گی اے سُخن رے
جو کچھ بولا امین میٹھے سُخن رے

الٰہی تیں مجھے توفیق جو دی
تو میں بھی فارسی سیں گوجری کی

میرا مطلب ہے یوہ سب کوئے جانے
حقیقت اس کی سب کو پچھانے
پڑا ہووے جو کوئی فارسی کوں
وہی جانے حقیقت ای سو دلموں
انے جو نہ پڑا ہووے بچارا
سو کیا بوجھے انوں کا عشق سارا
امین اسواسطے کیتی سو گُجری
حقیقت سب عیاں ہووے انوں کی
کہ عشق اول انوں نے کیوں نپایا
انے آخر اسے کیوں کر نبھایا

زمانہ شاہ اورنگ زیب کے میں لکھی یوسف زلیخا امیں نے
تاریخ گیارہ سواوپر جب نوسال گذرے برس ہجرت محمد ﷺ کے
الٰہی توں ایسا عادل شہنشاہ رکھیں جب لگ رہے قائم مہر ماہ

ے سنو مطلب رہے اب یوہ امین کا
لکھی گجری منے یوسف زلیخا
ہر ایک جگہ ہے قصہ فارسی میں
امین اِس کی اوتاری گوجری میں
کہ بوجھے ہر کدام اس کی حقیقت
بڑی ہے گوجری جگ بچہ نعمت

اک ہور جگہ لکھیں:

ے ارے ساقی وے شیشہ لے آرے
کہ جس اگے خجل ہو ویں ستارے

آنکھوں آگے خجل سارے ہرن تھے، کجل سُرمہ سوں پُرا سکے نین تھے۔
کہ اے موتی توں کہ کس کان کا ہے، کہ توں بے مثل اور بے شان کا ہے۔

ع: برہ میں تن جلایا ہے تیں میرا

اُن کی اک ہور مثنوی 'تولد نامہ، معراج نامہ، وفات نامہ' ہے جس مانھ ڈھائی ہزار شعر ہیں۔ اس مثنوی مانھ امین گُجراتی ہوراں نے آنحضرت ﷺ کا حالاتِ زندگی بیان کیا ہیں۔ اس طرح یاہ کتاب سیرت کا موضوع پر گوجری کی پہلی منظوم کتاب ہے۔

اور بھی خُدا نے تُم اوپر بھیجے درود اں سلام،
نبیوں کے سب تُم سردھنی ہو کے محمد نیک نام (ﷺ)

امین گُجراتی ہوراں نے قران پاک کا گوجری ترجمہ کی کوشش وی کی تھی اس بارے مولوی عبدالحق اپنی کتاب 'قدیم اُردو' مانھ لکھیں:

'سب سے پرانی کتاب جو مُجھے مِلی ہے وہ امین کی 'یوسف زلیخا' ہے جو کہ گُجری زبان میں ۱۱۰۹ھ میں گُجراتی اُردو میں لکھی گئی'' نمونہ: [قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه] گوجری ترجمہ: ''یوسف نے کہا بار خدا ہوں بھا کسی کو دوس دھرتا ہوں اس کام تھیں کہ جسے کام مُنجھے اے فرماتی ہے'' قدیم اُردو (مولوی عبدالحق)

مُلا وجہی (مولانا وجیہ الدین)

وفات:1659ء

وہ قطب شاہی دور کا شاعر تھا جنھاں نا بچپن توں شاعری کی شونق تھی۔ وہ محمد قلی قطب شاہ کا درباری شاعر تھا تے انھاں نے اپنا دور کی دکنی گوجری کے نال نال فارسی شاعری تے نثر وی لکھی ہے۔ اُن کی مشہور تصنیف مثنوی قطب مشتری ۱۶۰۹ء نثر کی کتاب ''سب رس ۱۶۳۵'' تے دیوان وجہی ہیں۔ سب رس مانھ انسانی جذبات تے تصوف کا مسائل قِصہ کی صورت مانھ بیان کیا گیا ہیں۔ دوسری تصنیف ''قطب مشتری'' مانھ مشتری (بھاگ متی) نال بادشاہِ وقت حمد قلی قطب شاہ کا عشق کی داستان بیان کی گئی ہے۔

جداں تیں جو پیدا ہوا ہے یو جگ
پرت کوئی چھپا نیں سکیا اج لگ
محبت لگیا ہے جسے پیوکا
نیں کوچ پروا اسے جیوکا
یہاں بادشاہی غلامی اہے
یو بدنامی نیں نیک نامی اہے
سوہاتی ہے رسوائی یاری منے
کہ عاشق کوں عزت ہے خواری منے

محبت میں ہوتا جہاں جگ اسیر
برابر ہے واں بادشاہ ہور فقیر

اس قصہ مانھ برتیاوا گوجری لفظ اج وی اسے طرح استعمال ہوئیں مثال کے طور:
جد تیں، یو جگ، جیو، اہے، ہور، وغیرہ۔ اسے طرح اس قصہ مانھ اگے اک جگہ بادشاہ جد مشتری کی محفل مانھ مست ہو جائے تے کسے کا لفظ نصیحت کے طور درج ہیں کہ: تیرا مال ہے توں اتاول نہ کر۔

اسے مثنوی ماوجہی نے مہتاب پری کا حسن کو نقشوان لفظاں ما بنایو ہے۔

اچھین نین اس کیس کالے منے
کہ مچھلیاں دو سنپڑ یاں ہیں جالے منے

اچھلتیاں ہیں بجلیاں ابھالاں تلیں
کہ نیناں جھمکتے ہیں بالاں تلیں

سٹے لال ڈوریاں سوں پتلی کجل
کہ مریخ کے گھر میں آیا زحل

دسے یوں تل اس مکھ میدان میں
کہ حبشی بچے ہے گلستان میں

نُصرتی

(محمد نصرت نصرتی) وفات:1674ء

نُصرتی عادل شاہی دور کا عظیم شاعر ہویا ہیں۔ان کو ابائی پیشو مرزا غالب ہاروں سپہ گری تھو پر بچپن توں علم تے ادب کی تعلیم نے ویہ شاعری آلے پاسے آن لایا تے انھاں نے اس دور کی شاعری ماوہی کمال دسیو جہڑو بعد کا دور ما غالب کی پہچان ہے۔اُن کی زیادہ مشہور تصنیف ان کی پہلی مثنوی ''گلشن عشق ۱۶۵۷ء'' ہے۔جس ما نصرت نے منوہر تے مدمالتی کا عشق کی داستان بیان کی ہے۔اُنھاں کی دوجیں کتاب 'تاریخ سکندری' ۱۶۷۲ء، 'علی نامہ ۱۶۶۶ء تے 'دیوان نصرتی' ہیں۔علی نامہ اک طویل رزمیہ مثنوی ہے جس مانھ انھاں نے علی عادل شاہ کی حکومت کا پہلا دس سالاں کی کرکردگی بیان کی ہے۔اک جنگ کا میدان کی منظر کشی کرتاں ویہ لکھیں:

کھنا کھن تے کھڑکاں کے یوں شور اٹھے جیوں تن میں پہاڑوں کے لرزا چھوٹیا
بلا نیند میں تھی سو ہشیار ہوئی اجل خواب غفلت تے بیدار ہوئی
سلاحاں میں کھڑکاں جو دھسنے لگے اگن ہور رکت مل برسنے لگے
فرنگاں پہ لہو کے کھلائے دسیں ایناں پر تے دھاراں نپالے دسیں

اسے جنگ مانھ اک منافق کو حلیو بیان کرتاں لکھیں:

جو کوئی کار بد کا جو پاپی ہے بد ہوا ناؤں تس لعنتی تا ابد
خدا پاس نہ اس کو بہبود ہے خلائق کنے تو وہ مردود ہے
انا بات کوں کاڑ موذی کا نام کہ قائم ہوا فتنہ جس تھی تمام

میراں جی ہاشمی

وفات:1697ء

سید میراں میاں خان ہاشمی علی عادل شاہ ثانی کا دور کا مشہور شاعر گذریا ہیں۔ان کی اکھاں کی لونکا ہوتاں ہی ختم ہوگئی تھی فروی ان کی شاعری معیاری تے فنی پکئیت آلی ہے۔ انھاں نے مثنوی، قصیدہ تے غزل لکھی ہیں۔ان کی تصنیفات مانھ دیوان غزلیات، معراج نامہ، مثنوی عشقیہ، مخمس در مدح جونپوری، مثنوی یوسف زلیخا تے دیوان ہاشمی شامل ہیں۔

اُن کی مشہور مثنوی ''یوسف زلیخا'' ہے۔جس مانھ انھاں نے سلیس زبان مانھ عشق کی ابدی خاصیت بیان کی ہے۔ان کو یقین ہے جے عشق نہ ہوئے تیرش فرش پریشان ہو کے بکھر جائیں۔اگر عشق نیں ہے تے شبنم یو روئے، گگن نت کے پھرتا پریشان ہوئے۔اک ہور جگہ لکھیں:

کہ جس عشق کا سب یو بستار ہے
وہی عشق معمور سب ٹھار ہے
نہیں عشق پیدا کیا آج کل
ہوا ہے یو پیدا ازل توں اول
تدھاں عشق تھا جو نہ تھا کچھ منداں
زمیں ہور زماں کا نتھا کچھ نشاں
اوسی عشق سوں یو سو آدم حوا
اوسی عشق سوں سب یو عالم ہوا
اوسی عشق سوں یو ملائک تمام
کھڑے رہے ہیں بندگی میں ہر صبح شام

ولی دکنی

وفات: 1720ء

ولی اورنگ آباد کا رہن آلا تھا۔ بچپن دکن مانھ گذاریو۔ احمداباد تے سُورت کو سفر وی کیو۔ شروع مانھ گُجراتی تے ہندوی روائت پر قائم رہیا تے فر دہلی کا سفرتوں بعد اس نا دکنی اُردو کا معیار تک لے گیا تے اپنوناں وی اُردو کے نال نال ہمیشاں واسطے امر کر گیا۔

گوجری کا حوالہ سنگ دیکھیو جائے تاں اُنھاں کو اُردو کلام گوجری توں زیادہ مُختلف وی نہیں تے یاہ حقیقت وی سب جانیں جے اُردو گوجری کی ہی ترقی یافتہ یا بدلی وی صورت ہے۔

ولی دکنی نے غزل توں علاوہ، قصیدا، مثنوی تے رباعی وی لکھی ہیں۔ ان کو کلام ''کُلیاتِ ولی'' اُردو کو اہم سرمایو سمجھیو جائے۔ اُن کی غزلاں مانھ تغزل تیں علاوہ اخلاقی مضمون تے تصوف اس انداز مانھ بیان ہویا ہیں جے غزل مانھ جان آ گئی ہے۔ انھاں نا تشبیہات مانھ خاص مہارت تھی۔ وہ اک جگہ اپنا محبوب نا ''بانکے پٹھان'' نال تشبیہ دئیں۔

نمونہ کلام:

تُجھ چال کی قیمت سوں نیں دل ہے میرا واقف
اے ناز بھری چنچل، ٹک بھاؤ بتاتی جا
مُجھ دل کے کبوتر کوں پکڑا ہے تیری لٹ نے
یہ کام دھرم کا ہے، ٹک اسکو چھڑاتی جا
تُجھ مُکھ کی پرستش میں گئی عُمر میری ساری
اے بُت کی پجن ہاری اس بُت کو پُجاتی جا

شاہ غلام حسین چشتی

پیدائش: ایلچپور ۱۷۱۷ء وفات: ۱۷۹۵ء

شاہ غلام حسین چشتی ہور علاقہ برار کا قدیم شاعراں مانھ سب توں معتبر شاعر منیا جائیں۔ ان کو دور، ولی دکنی توں بعد کو ہے جد وَلی ہوراں نے قدیم گوجری پر فارسی کو گوڑھو رنگ چاڑھنو شروع کر لیو تھو پر کمال یوہ ہے جے انھاں تے مدت بعد توڑی وی شاہ غلام حسین نے اپنا کلام مانھ قدیم ہندوی رنگ برقرار رکھیو ہے تے انکی شاعری تے اسلوب مانھ گوجری رنگ نمایاں دِسے۔ شاہ غلام حسین کو کلام تصوف مانھ رنگیوو وہے تے ان کی شاعری پر مکمل تحقیق کرن تیں بعد ڈاکٹر سید نعیم الدین ہوراں نے انھاں کو جہڑو کلام دریافت کیو ہے اس مانھ ہندی، فارسی تے قدیم اردو کی تقریباً چھ ست کتاب شامل ہیں۔ اس دور مانھ انکی کجھ طویل نظم مچ مشہور ہوئیں جنھاں مانھ، 'لگن نامہ' تے 'سکھی نامہ' وی شامل ہیں جنھاں مانھ تشبیہات کے ذریعے زندگی کی بے ثباتی تے نیک عملاں کی بقا بارے نصیحت شام ہیں۔ محقق نے انھاں کا کلام پر براری اردو کے تحت تحقیق کی ہے پر ویہہ اسکے باوجود تسلیم کریں کہ 'شاعر کا اسلوبِ سخن ہندی گویوں کا سا ہے' پر غور نال جائزو لی جائے تان انکی زبان، اسلوب تے اس قدیم زبان کا قواعد گوجری تے بکھرا نہیں۔'

[انجمن اسلام ریسرچ انسٹی چیوٹ ممبئی کی طرفوں 'نوائے ادب' رسالہ کا جنوری ۲۰۰۷ء کا شمارہ مانھ علاقہ برار کا ادب پر مکمل بحث موجود ہے۔ شاہ غلام حسین سمیت کئی قدیم شاعراں کو کلام وی شامل ہے۔ تعجب کی بات ہے جے اس زبان کا قواعد تے اسلوب گوجری نال مچ ملیں۔ تے نوں لگے جے یوہ گوجری کا ہی کسے گمیا وا قافلہ کو نیب ہے۔ اس مانھ مزید تحقیق کی سخت ضرورت ہے۔]

نمونہِ کلام:

سکھی نامہ:

پیو کو گھٹ گھٹ میں معمور دیکھا اوسی نو رسوں سب کو پُرنور دیکھا
کہوں کس وجہ پاس یا دور دیکھا حسینؔ پھول میں باس بھر پُور دیکھا

سکھی ری سمجھ تجھ میں یو کون بولے کہے اور سنے اور نین موند کھولے
چلے اور پھِرے اور ہلے اور ڈولے حسینؔ پیوا پیں سب جگت میں کلولے

سکھی ری پیا ڈھونڈتے ہو تو آوو پیا ڈھونڈتے میں اپس کوں گنواوو
سمندر میں(تم) بوند ہو کر ساوو حسینؔ اس سمانے کوں پھر مت گنواوو

سکھی نیست اپنی خودی تم کرو رے
اسی جگ میں مرنے کے آنگے مرو رے

غزل:

عشق میں جیو دیا، سو دیا، مرکے میں پھر جیا،جیا سو جیا،
تھا پیاسا پیا کے وصل کا میں، پھر پیالہ پیا پیا سو پیا
سلطنت سوں جگت کے ہو آزاد، اب فقیری،لیالیا سو لیا،
دشمنوں سوں نہ کہہ غلام حسین، دوست نے جو کیا کیا، سو کیا،

[تاریخی پس منظر]

گوجری زبان: ابتدا تے ارتقاء

ڈاکٹر رفیق انجم

گوجراں کی ہندوستان ماں آمد بارے تاریخ داناں کا مختلف نظریا ہیں۔ غالب خیال یو ہی ہے جے گجر آریاں کے نالؔ ۵۰۰ ق۔م تیں لے کے پہلی صدی عیسوی کے درمیان مختلف قبیلاں کی صورت ماں ہندوستان ماں داخل ہویا۔ ویہ حکمران بن کے ملک ماں آیا یا نہیں؟ اس بارے وِی اختلاف ہیں۔ پر اس گل ماں کوئے شک نہیں جے ۵۰۰ء تیں لے کے ۱۳۰۰ء تک ہندوستان ماں گجراں کی حکومت رہی۔ لہٰذا اس دور نا گجراں کو سنہری دور کہیو جا سکے۔ اس دور ماں ان حکومتاں کی راجدھانیں وی بدلتی رہیں۔ ور گجراں کا ہر دور ماں ہی گجرات کی مرکزی حیثیت قائم رہی ہے۔

ہندوستان ماں آنؔ تیں پہلاں گجر گوجری زبان بولیں تھا یا نہیں، اس بارہ ماں کافی تحقیق کی گنجائش تے ضرورت ہے۔ تاریخ توں ثابت ہوے کہ آریا ہندوستان ماں آنؔ کے وقت، انڈک زبان بولیں تھا، تے باقی زبان ہندوستانی تہذیب کا میل نالؔ وجود ماں آئیں۔ جھاں ناپر اکرت کو ناں دتو جائے، تے ان کی اِک شاخ اَپ بھرنش وی ہے۔ اَج تک غالب خیال یو ہی ہے جے گوجری کو تعلق اسے آپ بھرنش شاخ نالؔ ہے۔

گجر حکومتاں کا سنہری دور ماں گوجری نے وی ترقی کی تے یاہ سرکاری تے عام بول چال کی زبان بنؔ گئی اس دور کا گوجری ادب کا حوالہ اَج وِی کثیر تعداد ماں ملیں اس دور ماں گجر حکومت گجرات توں شمال مشرق تے دکنؔ آلے پاسے پھیلتی گئی، تے اس کے نالؔ ہی گوجری زبان ماں وی وسعت آتی گئی، تے قدرتی عمل کے تحت مختلف علاقاں ماں گوجری کا لہجہ وی علاقائی رنگ ماں آتا گیا۔

گجراں کا زوال کو آغاز محمود غزنوی کا حملاں نالں شروع ہو گیو تھو، چودھویں صدی توں بعد گجر حکومتاں کو جہڑو واضح زوال ہویو۔ اُس کی کئی وجوہات وچوں اِک بڑی وجہ مغل حکومت کا حملاں تھا۔ اس طرح گجر حکومتاں کے نالں نالں گجر قوم تے گوجری زبان بکھر کے رہ گئی۔ گوجری کا اکثر ادیب گجرات توں دکنں آنے پاسے ہجرت کر گیا جت دکنی زبان یا دکنی گوجری کی نیں رکھی گئی، جہڑی مدت توڑی گوجری کہواںں توں بعد ولّی کے ہتھوں اردو کی جھولّی ماں جا پئی۔ پھروی عام بول چال کی گوجری پنجاب تیں لے کے دہلی، میوات، مدھیہ پردیش تے راجستھان کا علاقاں ماں صدیاں تک بولی جاتی رہی ہے۔ علاقہ تے لہجہ کا فرق نالں گوجری وچوں مچ ساری بولیں وی بنتی گئیں جن ماں برج بھاشا، راجستھانی، کھڑی بولی، ہندوی، دہلوی یا مغربی ہندی کا ناں آنویں۔ اِن وچوں اکثر نا علاقائی تے سرکاری سرپرستی کی وجہ تیں زباناں کو درجو مل گیو جد کہ گوجری وسعت، تقسیم تے سرکاری طور یتیم ہو جانں کی وجہ تیں زمانہ کی نظر ماں بے نام ہو کے رہ گئی۔

اردو زبان کا آغاز بارے تاریخداناں ماں جس قدر وِی اختلاف ہے، وہ اِس گل پر ہے، جے اردو زبان کتوں شروع ہوئی، دکنں توں، پنجاب توں، دہلی توں، یا مدھیہ پردیش توں، تے نانے دہلوی یا کھڑی بولی تیں بنّی، یا مغربی ہندی یا دکنی توں لیکن ان سب تاریخداناں کا بیان غور نالں دیکھنں ہوئیں۔ تاں اس ماں کوے شک نہیں رہتو جے دکن تیں ہوئے، یا دہلی تیں، پنجاب تیں ہوئے یا مدھیہ پردیش تیں، لیکن اردو کی بنیاد گوجری زبان پر ہے، بلکہ ستارھویں صدی تک کی گوجری نا قدیم اردو یا گوجری اردو کو ناں دِتو جائے۔ گوجری کی صدیاں کی تاریخ نا پس منظر ماں رکھ کے یاہ گل بڑی اوپری لگے جے گوجری نا گوجری اردو کیوں لکھیو جائے۔ آخر صرف گوجری زبان تسلیم کرلینں ماں کے دِقت آوے۔

اُردو تاریخ داناں کا کُجھ بیان دیکھو:

(ا) اردو زبان کا مستند تاریخدان ڈاکٹر جمیل جالبی اپنی ''تاریخ اردو ادب'' ماں لکھیں

کہ دسویں صدی کے نیٹر تیڑے زبان کا لحاظ نالں ہندوستان ماں دو روایت مشہور تھیں۔ ایک سنسکرت کی روایت۔ دوجے پاسے عربی فارسی کی روایت، لیکن اُسے دور ماں اک ہور زبان جہڑی خالص ہندوستانی لہجہ تے روایت نالے کے ادبی تے علمی حیثیت نالں باندے آئی۔ واہ گوجری تھی، جس نا وہ ستارھویں صدی تک کا دور ماں وی تسلیم کریں۔ اِس نا دو جا مؤرخاں نے گوجری اردو لکھیو ہے۔ وہ یہ ''تاریخ اردو ادب'' ماں اک جگہ خود اس طرح لکھیں۔

''گجرات سارے برّے اعظم میں اردو زبان کا پہلا واحد مرکز تھا، اسی لئے جب دکن میں اردو کے نئے مراکز ابھرے تو وہاں کے اہل علم وادب نے قدرتی طور پر گجری ادب کی روایت کو اپنایا۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب انسان کوئی کام شروع کرتا ہے۔ تو اس کی نظر اُن لوگوں پر جاتی ہے جو اس سے پہلے یہ کام کر چکے ہیں۔ دکن میں جب اردو کا چرچہ ہوا اور اسے سرکاری دربار کی سرپرستی حاصل ہوئی تو یہاں کے ادیبوں اور شاعروں کی نظر گجری ادب ہی پر گئی۔ اس ادب کو معیار تسلیم کر کے انہوں نے اس ادب کے تمام عناصر کو اپنے ادب میں جذب کر لیا''۔

جناب جمیل جالبی نے واضح لفظاں ماں اس گل کو اظہار کیو ہے جے جدد کنی ادب کی ابتداء ہوئی تاں گجرات کو گوجری ادب معیار تسلیم کیو جائے تھو، اور دکنّی اردو گوجری ادب نا دکنی ماں جذب کر کے ہی وجود ماں آیو۔

(۲) ''اردو لسانیات'' کا مصنف ڈاکٹر محی الدین زورؔ، اردو کو آغاز پنجاب تیں دسیں۔ وہ یہ لکھیں:۔

''اگر یہ کہا جائے تو صحیح ہوگا کہ اردو اُس زبان پر مبنی ہے جو بارہویں صدی میں پنجاب اور دوآبہ، گنگ وجمن کے آس پاس بولی جاتی تھی، پھر ان دو زبانوں میں فرق پیدا ہوتا گیا۔ اک پنجابی بن گئی اور دوسری کھڑی بولی لیکن اردو نہ تو پنجابی سے بنّی ہے اور نہ کھڑی بولی سے مگر اُس زبان سے جو ان دونوں کا سرچشمہ تھی''۔

اردو کا آغاز بارے مچ لوکاں کی مچ روایت ہیں۔لیکن ڈاکٹر زورؔ کا بیان ناکدے گجراں کی ہجرت تے گوجری کا ماضی کا پس منظر ماں رکھ کے دیکھیو جائے تاں ثابت ہوئے کہ جس زبان در ڈاکٹر محی الدین زورؔ سینی کریں۔ واہ گوجری تھی، بھانویں وہ یہ اس کو واضح اظہار نہیں کرتا۔

(۳) مسعود حسن خان اردو کا آغاز بارے ''مقدمہ تاریخ زبان اردو'' ماں لکھیں۔

''مسلمانوں کی فتح دہلی سے قبل اس علاقے کی نئی بولیوں (برج، کھڑی، ہریانوی) نے ابھی سر نہیں اٹھایا تھا، بلکہ اَپ بھرنش ایک جدید شکل میں یکساں طور پر ان علاقوں میں ادبی اور معیاری زبان کی حیثیت سے رائج تھی، جس پر راجستھانی کا گہرا اثر نظر آتا ہے''۔

یاہ بے نام زبان وِی گوجری سئی لگے کیونجے اپ بھرنش ہونؔ سمیت اس ماں وہ ساریں خصوصیت موجود ہیں۔جہڑی مسعود حسین خان بیان کریں۔مزید اس دور ماں گوجری کا ادبی تے علمی زبان ہونؔ بارے وی کوئے شک نہیں۔

(۴) حافظ محمود شیرانی ''اورینٹل کالج میگزین لاہور ۱۹۳۱ء :

مشہور قدیم گوجری شاعر شاہ علی جیو گام دھنی کی مشہور تصنیف ''جواہر اسرار اللہ'' کی دو اشاعت وجود ماں آئیں۔اک کو دیباچو شیخ الاحمد تے دوجی کو سید ابراہیم نے لکھیو۔دوئے ول اُن کا کلام نا گوجری کہیں۔اس دیباچہ کا بارہ ماں حافظ شیرانی اپنا مضمون ماں لکھیں۔

''ایک دلچسپ امر یہ ہے کہ دونوں دیباچہ نگار ''جواہر اسرار اللہ'' کی زبان کو گوجری کے نام سے یاد کرتے ہیں (جس سے غالباً گجراتی اردو مراد ہے اور یہ اصطلاح غالباً پہلی مرتبہ استعمال ہوئی ہے) مولوی عبدالحق تسلیم کرتے ہیں کہ شیخ برہان الدین جانم وفات ۹۹۰ھ جو اولیائے دکن سے تعلق رکھتے تھے اپنی زبان کو گجری کہتے ہیں۔ جناب شیرانی تعجب کا اظہار کرتے ہیں کہ جانم جو دکنی ہیں وہ اپنی زبان کو گجری کیوں کہتے ہیں۔ان کی رائے میں

خصوصیت سے گجری کہنے سے ان کا مقصد ہندی تھا''۔

شیرانی نا تعجب ہو سکے مگر ہم نا دیباچہ نگاراں کا اعتراف حق پر کوئے تعجب نہیں۔ تعجبّ کی گل یاہ ضرور ہے کہ جس نا دیباچہ نگار واضح لفظاں ماں گوجری لکھیں اس توں محمود شیرانی غالبًا کہہ کے کیوں گجراتی یا مراد لیں۔ جانم کی گوجری نا و یہ بے جا گجری ہندی کو لیبل لاویں۔

اس مضمون ماں جناب شیرانی، ڈاکٹر محی الدین زورؔ کو حوالو دیتاں لکھیں۔

''ڈاکٹر زورؔ کا خیال ہے کہ سلطنت گجرات کے زوال کے بعد ابراہیم عادل شاہ نے وہاں کے ادیبوں کو اپنے ہاں بلا لیا، مگر گجرات کے یہ ادیب اپنّی زبان کو گجری لکھتے ہیں اور جو ادیب وہاں پہلے سے موجود تھے وہ اپنّی زبان کو دکنی کہتے تھے''۔

شیرانی کی اپنّی رائے ہے کہ جہڑا لوک اپنّی زبان نا گوجری یا گجری کہیں اور یہ گجرات نالّ تعلق رکھیں تے و یہ گوجری تیں گجرات کا مسلماناں کی اردو مراد لیں۔ ان کو یوہ خیال اس واسطے وِی قابل اعتراض ہے کہ ایک تے گوجری ایک علاقہ کی نہیں بلکہ وسیع زبان تھی تے دوجے و یہ واضح لفظ گوجری نا خواہ مخواہ گوجری اردو تے کدے گجری ہندی کو ناں لاویں۔

شیرانی اک ہور جگہ لکھیں۔

''گجرات پر انقلاب (اکبر کی فتح گجرات کا واقعہ ۹۸۰ھ کے بعد عام رجحان فارسی کا ہو جاتا ہے، یہ ماننا نا قابل فہم ہو جاتا ہے کہ یکسر فارسی کا رجحان شروع ہوا اور سیاسی تبدیلی نے گوجری ادب و تالیفات کے سلسلہ کو یک قلم ختم کر دیا۔ ایسی مقبول تحریکات یکا یک مفقود نہیں ہو جایا کرتیں ممکن ہے گوجری دبستان، دکنّی دبستان میں شمار ہونے لگا ہو، گوجری اور دکنی اس قدر ملتی جلتی ہیں کہ امتیاز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نیز گوجری نے بحیثیت زبان کے دکنّی پر بہت اثر ڈالا ہے۔ خوب محمد چشتی جو ہمیشہ گجرات میں رہے اپنّی زبان کو گجراتی کہتے ہیں مگران کا شمار دکن میں ہوتا ہے، نہ جانے کیوں ایسا ہی امین گجراتی کے ساتھ ہوا''۔

شیرانی کی یاہ تحریر اتنی واضح ہے کہ قاری نا صحیح نتیجہ تک پہنچتاں کائے دقت نہیں آتی۔

(۵) ڈاکٹر شوکت سبزواری ''نگارشاتِ اردو'' کا اک مضمون ماں گوجری کو ناں لین بغیر جس زبان در اشارو کریں۔ واہ عین گوجری ہے اگر باقی تاریخی حوالا وی مدنظر رکھیا جائیں۔ وہ یہ لکھیں۔

''گیارہویں صدی عیسوی میں یا اس سے کجھ پہلے اردو کے خدوخال ابھرے یا یوں کہیے اردو نے قدیم مغربی ہندی سے ترقی پا کر موجودہ روپ اختیار کیا۔ قدیم مغربی ہندی کیا ہے؟ اور اس کی خصوصیت کیا ہیں۔ اس کا جواب آسان نہیں، اُردو، برج، ہریانوی، قنوجی، بندیلی، آج جہاں بولی جاتی ہیں۔ دسویں صدی عیسوی میں یہ پورا علاقہ کسی ایک زبان کے تصرّف میں تھا۔ وہ یکساں اور واحد زبان تھی جو ایک سرے سے دوسرے تک بولی جاتی تھی۔ اور جو وقت کے ساتھ ساتھ مختلف بولیوں میں بٹ گئی''۔

اُن کو یوہ بیان بالکل درست سئی لگے اور اس پر اَج مزید یوہ ستم ہوؤ کہ دہی بولیں جہڑیں گوجری توں وجود ماں آئیں تھیں اَج دستورِ ہند ماں (Constitution of India) ماں تسلیم شدہ زباناں کو درجور کھیں جد کہ گوجری خود اَج تک اس جائز حق توں محروم ہے۔

(۶) ڈاکٹر ستیش کمار چٹرجی اپنی کتاب ''ہند آریائی اور ہندی'' (ترجمہ از عتیق احمد صدیقی) ماں لکھیں۔

''امیر خسرو کا شمار ہندوستانی ادب اور تحقیق کے بڑے ناموں میں ہوتا ہے۔ وہ ہندوی زبان کے پہلے مصنف مشہور ہیں۔ خسرو نے اسے دہلوی کا نام بھی دیا ہے''۔

لیکن ان کا کلام توں ظاہر ہوئے کہ وہ یہ گوجری تیں وی واقف تھا، ممکن ہے جہڑی ہمہ گیر زبان مختلف علاقائی بولیاں کے نالّ نالّ بولی جائے تھی واہ گوجری ہوئے۔ انہاں نے اپنا منظوم کلام ماں اس دور ماں بولی جان آلی جن زباناں کو ذکر کیو ہو اس ماں گوجری شامل ہے۔

(۷) نجیب اشرف ندوی جد قدیم اردو کی لغات مرتب کرن کو کم شروع کریں۔ تاں اُن پر یاہ حقیقت واضح ہو جائے کہ جس زبان کی وہ یہ تحقیق کریں لگاوا، واہ گوجری ہے۔ لہٰذا وہ یہ اس

لغات کو ناں ''لغات گجری'' لکھیں اور عملاً یاہ وِی تسلیم کریں کہ اردو گوجری تیں بنی وِی ہے۔ ''لغات گجری'' کا دیباچہ ماں وہ یہ خود لکھیں۔

''اگر چہ ہندوستان کی مشترک زبان جس کا آخری نام اردو ہے، اور جو زبان دہلی، ہندی اور ہندوی، ہندوستانی، زبان ہندوستانی، ریختہ، مورس وغیرہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے، اپنی ابتدائی شکل میں، دہلی اور اطراف دہلی میں ملتی ہے، لیکن اس کی ادبی ابتداء ترقی و توسیع گجرات اور دکن میں ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زبان کے دو اور نام گجری اور گوجری یا بولئ گجرات اور دکنی، زبان دکن وغیرہ بھی ہیں، یہ دو نام عام طور سے اس دو علاقوں کی اردو تصانیف میں ملتے ہیں، گجری اور گرجری کا لفظ تو نہ صرف گجرات کے مصنفین استعمال کرتے ہیں بلکہ سلطنت عادل شاہی زمانہ کے مقتدر صوفیاء نے بھی اپنی تصانیف میں اس کو گجری کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور گوجری زبان کے نام کی حیثیت سے بارھویں صدی ہجری کے آخر تک استعمال ہوتا رہا ہے''۔

ندوی صاحب لغات گجری کا دیباچہ ماں میرا پورا مقصد کی ترجمانی کرتا دسیں کہ گوجری گجرات توں اٹھی، دکن تک ادبی حیثیت نالں گئی اور دہلی تک وِی اٹھارھویں صدی عیسوی تک گوجری کو ناں رہیو ہے۔ لیکن مِناں انھاں کا اس بیان نالں اتفاق نہیں کہ گوجری کو آخری ناں اردو ہے، بچی نا جنم دین توں بعد ماں کو ناں مٹ نہیں جاتو۔ نویں گوجری کی چڑھت توں یاہ گل ثابت ہو جائے کہ گوجری اپنا ادبی سفر ماں پچھڑ ضرور گئی تھی، لیکن واہ اتنی فناہ نہیں ہوئی کہ اٹھارھویں صدی تیں بعد اس کو ناں ہی نہ لیو جا سکے۔

(۸) ڈاکٹر گرائیرسن لنگوسٹک سروے آف انڈیا (Linguistic Survey of India) ماں گوجری تے گجراں بارے تفصیلی طور پر لکھیں، لیکن وہ یہ ہند آریائی زباناں کی جہڑی اندرونی تے بیرونی تقسیم کریں۔ اس ماں واضح طور پر گوجری کو ذکر نہیں کرتا۔ یاہ تعجب کی گل ضرور ہے لیکن حقیقت تے یاہی ہے کہ گرائرسن یا کسے وی اک محقق کو کوئے وی بیان قول فصیل نہیں

ہوسکتو۔ حقیقت اعتراف کی محتاج نہیں ہوتی۔

گجراں کی بستی تے اجڑتی زندگی کی کہانی یاد رکھ کے اگر کوئے زبان کی گل سوچن لگے تاں بڑو سوکھو اس نتیجہ تک پہوچے کہ سیاسی بنیاداں پر کھنڈ پھٹ جانْ کی وجہ تیں گجر اپنّی زبان کی حفاظت نہیں کر سکیا۔ تے گوجری با قاعدہ نہیں لکھی جا سکی۔ لیکن اس کو یوہ مطلب نہیں کہ موجودہ صدی توں پہلاں گوجری کو وجود نہیں تھو۔ ستارھویں صدی تک گوجری (گوجری اردو) کا ثبوت تاریخ توں ملیں تے اٹھارھویں صدی توں موجودہ صدی کا آغاز تک گوجری ادب زبانی لوک ادب کی صورت ماں لوکاں کا سینہ ماں موجود رہیو ہے، جس نا کدے جمع کیو جائے تے قدیم تا جدید کے شکارٹی وی تند (Missing links) جُڑتی سئ لگیں (یاہ گل قابل غور ہے جے گوجری لوک ادب کو تاریخی منظر دیکھیو جائے تاں ثابت یاہ ہوئے کہ یوہ اٹھارھویں تے انیویں صدی کو گوجری ادب ہے)۔

اِن تاریخی حوالاں توں علاوہ معمولی فرق کے نالْ اردو تے گوجری کی اک جہی لغت تے گرائمر کا اصول اس گل کی نشاندہی کریں جے اردو گوجری کی ایک ترقی یافتہ قسم ہے جس نے حدتوں زیادہ عربی فارسی لفظاں کا ذخیرا جمع کیا۔ فارسی کا اصول اپنایا تے سرکاری پشت پناہی کی وجہ تیں ترقی کر گئی۔ جد کہ گوجری نا یہ سہولت نہ ہونْ کی وجہ تیں نانے گجراں کا شہراں توں دور جنگلاّں تے پہاڑاں آنے پاسے ہجرت کر جانْ نالْ کجھ عرصہ واسطے گوجری کی ترقی رک گئی۔

موجودہ صدی کا جدید گوجری ادب کو بہر وا گر لوک ادب کے ذریعے قدیم گوجری ادب نالْ جوڑیو جائے تاں گوجری کی مکمل سنہری تاریخ باندے آوے جہڑی عوام واسطے بھانویں اوپری گل ہوے گی، پر محقق لوکاں واسطے نویں گل نہیں۔

باب۳

گوجری لوک ادب

گوجری لوک ادب

گوجری ادب کا تاریخی پہلو پر گل کرنْ توں پہلاں کجھ حقیقتاں دراشارو ضروری ہے۔

۱۔ لوک ادب کسے وِی زبان کا ادب کو وہ غیر تحریر شدہ حصوو ھے، جہڑو صدیاں توڑی سینہ بسینہ اگلی نسلاں تک پہنچتو رہے۔

۲۔ خوشی، غمی، ظلم، محبت گویا سماج کا جس جس قسم کا حالات کو سامنْو ہوتو رہیو اس کا ردعمل کا طور پر عوامی جذبات کا اظہار کو ناں ہی لوک ادب ہے۔ لہٰذا جدید اصطلاحات کو کدے حوالو دِتو جا سکتو ہوئے ناں لوک ادب، ادب برائے زندگی کی جاندار مثال ہوئے۔

۳۔ لوک ادب کا کسے تخلیق کار کو ناں اس واسطے لبھنْو مشکل ہے جے یوہ ادب کسے اک تخلیق کار کا ذہن کی پیداوار نہیں ہوتو بلکہ عوامی جذبات کو اظہار و ھے۔

۴۔ لوک ادب، شاعری یا ادب کا موجودہ ضابطاں کو پابند نہیں ہوتو۔

۵۔ لوک ادب کی صحیح عمر کو اندازو لانْو تے مشکل ہے، پر لوک ادب ماں بیان ہونْ آلاّ حالات تے واقعات بالواسطہ طور پر کسے زمانہ کی نشاندہی ضرور کریں۔ اس واسطے کسے وی زمانہ کا لوک ادب نا، تاریخی، ماخذ کا طور پر وی استعمال کیو جائے۔

۶۔ لوک ادب مختلف زماناں ماں سانجھو وِی و ھے یا ہی وجہ ہے جے گوجری لوک ادب مثلاً گوجری کی اکثر لوک کہانیں، ماہیا، ککو، چن وغیرہ جیسا لوک گیت پنجابی پوٹھوہاری ڈوگری تے پہاڑی زباناں ماں وِی اسے صورت ماں موجود ہیں جے یاہ ایک سانجھی وارثت سئ لگے۔

۷۔ لوک ادب اک وسیع سمندر ہے، جس کی صدیاں پرانْی روایت کو جائزو لینْو مشکل کم ہے۔

گوجری لوک ادب کی دو بڑی قسم ہیں:

۱۔نثری لوک ادب ۲۔شعری لوک ادب

گوجری نثری لوک ادب ماں لوک کہانیں تے داستان، محاورا تے بجھارات، اکھان، کہت وغیرہ شامل ہیں۔ جس طرح پہلاں وِی میں اعتراف کیو ہے کہ گوجری لوک ادب کی روایت صدیاں پرانی ہے اور اس کی کسے وی صنف یا کسے واقعہ کی صحیح عمر بیروے دسنی مشکل ہے۔ گوجری لوک کہانیں جہڑی کجھ باقی گوا ہنڈی زباناں نالں سانجھی سئی لگیں۔ اُن ماں بادشاہواں کا جاہ وجلال کا جہڑا اقصا شامل ہیں، اُن توں نوں لگے کہ یوہ ادب صدیاں پرانو ہے۔ اِسے طرح کی سنجھیالی گوجری اکھان تے بجھارتاں کی راجستھانی، میواتی تے ہریانوی بجھارتاں نالں ہے، جس توں قدیم گوجری دور دراشاروسئی لگے۔

گوجری لوک شاعری، ماں شامل ہیں ا۔ بیاہ شادیاں کا گیت مثلاً، مہندی بٹنا، کھارا مہراجا، ۲۔موسمی گیت، مثلاً بیساکھ، کُلو، لیتریاں ماں گایا جانں آلا گیت جنھاں نا ''بولی'' وی کہیو جائے۔ ۳۔عشق محبت تے فراق جدائیاں کا گیت، بہادری تے جنگ کی منظوم داستان جنھاں نالوک باروی کہیو جائے مثلاً نورو، تاجو، تنگباز، برسیو، شمس تے راجولی۔

اس ادب کا مختصر جائزہ توں بعد ہوں اپنا پڑھنں سننں آلاں نا اک وار پھر پچھیڑے لے جانوں ضروری سمجھوں، تانجے ان گیتاں کو پس منظر سمجھنں ماں آسانی ہو سکے۔ اِس ماں گجراں کی ہجرت کے متعلق مضمون تے گجر حکومتاں کا زاول کو ذکر کدے پورو نہ کیو جائے تاں وِی کجھ اک گل ضروری ہیں۔ات ہم اسے پر اکتفا کراں گا۔

گجر پہلی صدی عیسوی کے نیڑے تیڑے ہندوستان ماں داخل ہو یا تے چھیویں صدی ماں وہ یہ حکمرانی کی پوزیشن ماں پہنچ گیا تھا۔ تے گجراں کی پہلی حکومت گجرات پروں شروع ہوئی۔ جس کی راجدھانی بھنمال تھی۔ اس کے نالں ہی جن ہند آریائی زباناں نا ترقی

لبھی ان وچوں گوجری وی ایک تھی، جہڑی گجر حکومتاں کی مدد نالّ دسویں، بارھویں صدی ماں اک عام فہم علمی تے ادبی زبان بنّ گئی تھی۔ تے اس کی یاہ حیثیت بقول جالبی ستارہویں صدی تک قائم رہی۔

تاریخ گواہ ہے جے گجر حکومتاں نا سیاسی مشکلات بھانویں محمود غزنوی کا حملاں نالّ ہی شروع ہوگئی تھی۔ پر اکبر کی فتح گجرات توں بعد ان حکومتاں پر زوال آ گیو، تے گجر مختلف قبیلاں کی صورت، ماں گجرات تے دیگر شہراں توں ہمالیہ کا پہاڑاں آنے پاسے نسنّ پر مجبور ہوگیا۔ اس طرح پندرھویں صدی توں بعد گجرات توں ہجرت کرن آلاں گجر قبیلاں مان سب توں زیادہ قبیلا پنجاب آنے رستے موجودہ جموں وکشمیر ماں خصوصاً پیر پنجال کے نیڑے تیڑے آ کے بس گیا۔ اس ہجرت ماں کل کتنو وقت لگو۔ اس بارے وثوق نالّ نہیں کہیو جا سکتو پر گوجری تے پنجابی کلچر کی گوہڑھی سنجھیالّی توں نوں لگے جے اکثر قبیلا کشمیر ماں داخل ہونّ توں پہلاں کافی عرصو پنجاب ماں رہیا وھیں گا۔ کیونجے کسے وِی نستا بھیجتا قبیلہ نالّ کوئے وِی رسم رسوم تے اٹھنّ بیسنّ سا نجھو نہیں کرتو۔

دوجی گل یاہ ہے جموں کشمیر ماں آ کے گجراں تے اِت کی موجود گیر گجر خصوصاً ڈوگرہ حکمران کے درمیان سیاسی لڑائیاں کو ذکر اٹھارہویں صدی ماں لبھے مثلاً وزیر روح اللہ خان نے پونچھ کا ڈوگرہ راجہ نا ۱۷۹۷ء ماں شکست دتی، اس توں یوہ انداز ولایو جا سکے کہ کوئے وِی قبیلو جہڑو آپ سیاسی قوت نہیں حاصل کولیتو، جے وہ لڑائی یا جنگ کر سکے۔ اس توں ثابت وھے کہ گجر جموں کشمیر ماں ستارہویں یا اٹھارہویں صدی کا شروع توں ہی موجود تھا۔ لوک گیتاں کا اس تاریخی پہلو دران توں پہلا مناسب رہے گو کہ پڑھنّ آلا نا اس حقیقت دروی اشارو کیو جائے کہ گوجری ماں جہڑی لوک بار ہیں اُن سے کو تعلق سیاسی تے سماجی نابرابری کے خلاف جدوجہد تے سودی تے مہاجنی نظام کے خلاف احتجاج نالّ ہے جہڑو ڈوگرہ حکمراناں کا دور ماں کسے وی غریب قوم خصوصاً گجراں نالّ عام تھو۔

آو کجھ گوجری لوگ گیتاں پر غور کراں جنھاں تیں یوہ اندازو لگے کہ یہ اُسے دور کی پیداوار ہیں۔ جد گجر، گجراتوں ہجرت پر مجبور ہوئن تیں بعد کجھ دیر پنجاب ماں رہیا تے پھر جموں وکشمیر کے نیڑے آبسیا۔

بیاہ شادیاں کا گوجری لوک گیت جس طرح پہلاں وی ذکر ہویو۔ پنجابی پوٹھواری، ڈوگری تے پہاڑی ماں اس قدر سانجھا ہیں کہ معمولی لفظاں کو ہیر پھیر سئی لگے بٹنا، مہندی، مہراجا کا گیت، اِک ادھ لفظ کی تبدیلی کے نالّ گوجری توں پوٹھوہاری یا پنجابی بنّ جائیں۔ یو ہی حال ماہیا چن تے ککو جسا موسمی گیتاں کو ہے۔

نوں لگے جے یہ گیت اُس دور کی پیداوار ہیں جد گجر پنجاب ماں کجھ دیر قیام کر کے کشمیر آنّے پاسے آیا ہیں اِس گل کو ثبوت گوجری پہاڑی تے پنجابی کی سانجھی کبت تے اکھانّ توں وِی لبھّے مثلاً۔

ملاّں بیٹھو بچ مسیت کر کے آس پرائی
ککھ ہلے تے ملاّں تکے مت کوئی ٹکی آئی گوجری
ملاّں بیٹھا وچہ مستی کر کے آس پرائی
ککھ ہلے تے ملاّں تکے مت کوئی ٹکی آئی پنجابی

دراصل اس مضمون کو مطلب اک اک لوک گیت کو تفصیلی ذکر یا شمار نہیں بلکہ اصل مقصد یاہ ظاہر کرنو ہے جے ترقی توں بعد گجر حکومتاں کے نالّ گوجری کو وی زوال ہویو تاں یاہ زبان تحریر تے اشاعت توں محروم ہوگئی تھی۔ پر لوک ادب کی صورت ماں اس دور ماں وِی موجود رہی ہے، جد اٹھارہویں، انیویں صدی ماں گوجری کا تحریری نمونا نہیں لبھتا، تے اس طرح گوجری ادب کی عمر واہ نہیں جہڑی شریک لوک بیسویں صدی توں اُراں گنیں بلکہ گوجری کو لوک ادب قدیم تے جدید گوجری ادب کے بشکار واہ رسی ہے۔ جس نالّ گوجری ادب کی پوری تے مکمل تاریخ باندے آوے۔

عشقیہ فراقیہ گوجری لوک گیت

۱. ککو، آتی بہار کی نشانی ہے خاص کر گوجرا ماحول ماں تے نوں بہار کی آمد نالّ جد اپنا کوئے نہ وھیں تے جدائی کو دکھ دوٗو تے زخم ڈنگیرا ہوتا جائیں۔ انھاں قراقیا جذباں کو اظہار گوجری ماں محبوب کی یاد ماں یا دنیا توں گذر جانّ آلّاں کی یاد ماں کیو جائے۔

ککو تیرا اگل ماں پٹ کی ڈور ہیں
جیتاں کا جھگڑا تے مُوآں کی گور ہیں
پردیسیا ککوا بول
چن میرو چڑھیو نہیں چانّنی نا ترسوں
اُچے چڑھ راہ دیکھوں گنّوں کل پرسوں
گِنوں کل پرسوں

گوجری لوک ادب اس طرح کا وچھوڑاں کا گیتاں نالّ بھریو وہے۔

۲۔ قینچی یا درشی کو گیت۔ مُنشی علاقہ منڈی (پونچھ) کو رہن آلّو ایک خوبرو تے بانکو جوان ہے۔ جہڑو شہتیری کنڈھن کا کم واسطے درشی کا بنّ (واقعہ کرناہ) ماں آ کے ٹھیکے دار نالّ کم شروع کرے۔ منشی جس کو اصلی ناں غالبًا عبدالحمید تھو، ایک خوبصورت گجری حلیمہ نالّ عشق ماں مبتلاء ہو جائے۔ جدا اس کو علم جنگل کا ٹھیکیدار نا ہوئے۔ تاں وہ منشی نا اپنا آدمیاں کے ہتھوں غائب یا قتل کروا چھڑے۔ پر حلیمہ تمام عمر منشی کی یاد ماں نوں دِل کا روہڑیا کرتی رہے جہڑا وقت کے نالّ نالّ گوجری ادب کی جان وِی بنّ جائیں تے مُنشی نا وی ہمیشاں واسطے مر کر جائیں۔

لگی قینچی دل کی رے دل میرو تنگ ہے
منشی کی نشانی میری بینّی نالّ بنگ ہے
لگی قینچی دل کی رے دل میرو تنگ ہے

درشی کا بنّان وچ دل میرو جانے
گیو میرو منشی تے اللہ نیّ آنے
لگی قینچی دل کی رے دل میرو تنگ ہے
درشی کا بنّاں وِچ سوہنّی سوہنّی ڈھوک
گیو میرو منشی تے رووے سارو لوک
لگی قینچی دل کی رے دل میرو تنگ ہے

اس لوک طرز پر موجودہ شاعراں نے وِی کئی گیت لکھیا ہیں۔ جہڑا لوک گیتاں نالوں نکھیڑنا مشکل سئی لگیں۔ پر درشی کا اس حوالہ سنگ ہوں صرف اِتنی گل واضح کرنی چاہوں تھوجے یاہ عشقیہ داستان پونچھ تے کرناہ کا ماحول کی ہے۔ جِت گجر ستارھویں صدی ماں موجود سئی لگیں۔ زبان وی موجودہ گوجری تیں مختلف نہیں۔ لہٰذا توں لگے جے یوہ قصو پچھلی دو صدیاں کو ہووے گو۔ جد گوجری ادب تحریری صورت مان نہیں تھو۔

۳۔ ڈھینڈی کو لوک گیت دراصل راجوری کا اک گجر نوجوان نتھیا دہڈرتے مریاں ڈھینڈی کا گوڑھا عشق کی داستان ہے۔ جس کی تاریخ روایت ماں 1864ء دسی جائے ۔گھر آلا مریاں ڈھینڈی کو بیاہ نتھیا کے بجائے ''حسنیا'' ناں کا ایک شخص نالّ پہاڑی بیلہ (بھالی بیلہ) کشمیر ماں کر چھوڑیں تے نتھیو مایوس ہو کے واپس راجوری چلیو جائے۔ جتوں وہ برھیا ماں مالّ لے کے ہر سال پیر کی گلی کے نیڑے تیڑے کی مرگاں ماں آوے یا ہی واہ جگہ ہے جت مریاں تے نتھیا نا یاد کرتی رہ۔ فر جد صبر نہیں ہوسکتو، جدائی برداشت نہیں ہوتی، تاں مریاں حسینا کو گھر بار چھوڑ کے نتھیا کی تلاش ماں مرگاں ماں نکل جائے۔ تے اَت نتھیا نالّ مل کے نویں زندگی کی شروعات کرے، تے یہ مدتاں کا بچھڑیا وادو دل فرمل جائیں لوک گیت کا کجھ اک بند دیکھو۔

پیراں کے بیلے ڈھینڈی چرخو پھیرے تھی
اُٹھ پھریو تنھیا دیدڑ کو فراق
ہتھ کی پونی ہتھ وِچ رہی
تے تندو رہیو تر کلاّ کے نال
پہاڑی جے بیلے ڈھینڈی ٹوپی رے سیڑے
کرے نتھیا دیدڑ نا یاد

ہورناں کی ٹوپیں سادھ مرادیں تے نتھیا کی ٹوپی ہے نخرے دار
ہورناں کی باسکٹ سادھ مرادیں تے نتھیا کی باسکٹ پھمنے دار
ہورناں کی سوٹیں سادھ مرادیں تے نتھیا کی سوٹی کو کے دار
پنجاں روپیاں کی مریاں پاس کٹادے تھی تے لنگھن نہیں دیتا کھڑا چوک دار
ہورنا کی ٹوپیں کچھ کلاوے نتھیا کی رکھے سینہ کے نالّ

شوپیاں توں لنگھتاں مریاں کہے۔

جات میری ڈھینڈی کھوجیو، ناں میرو مریاں ہے
اَج چلی ہاں نتھیا دبڈر کے دیس
پیر پنجال توں لنگھتاں ہے ڈھینڈی بکروجے منے تھی۔

یارب رکھیے میری محبتاں کی لاج!
اللہ ملادے وے منا نتھیا کے نالّ !!

گوجری لوک بار

ظلم کی کائے تاریخ نہیں ہوئی، یوہ انسان کوازلی (تے غالبًا ابدی) سنگی ہے۔ پر اٹھارھویں تے انیویں صدی ماں جموں کشمیر کا گجر قبیلاں ناجن سیاسی، سماجی تے معاشی ظلماں نالں واسطو پیو، ان کو ذکر لوک ادب ماں لوک بار جیسا لوک گیتاں ماں ظاہر وھے۔ کیونکہ اس دور ماں گوجری زبان سیاسی سہارا تے اشاعت توں محروم تھی تے احتجاج کو واحد طریقو زبانی اظہار تھو۔ جہڑو عوامی جذبات تے زبان کا رل مل جانں تے وقت کا گذرنں نالں یوہ لوک گیتاں کی صورت ماں اَج وی موجود ہے۔

لوک بار لوک گیتاں کو وہ حصو ہیں جن ماں بہادر گجر نوجواناں کا سیاسی سماجی تے معاشی ظلم کے خلاف احتجاج تے جہاد کی داستان عوامی زبان ماں بیان ہوئی ہیں۔ کجھ اک مثال پیش ہیں جن توں اِن گیتاں کا پس منظر تے عمر کو اندازو ہو سکے۔

نورو

نوروچیچی گورسائی مہنڈر کورہن آلو تھو، وہ اُس ویلے اپنی قوم کو سردار تھو تے نہایت ہمدرد اخلاقی تے انصاف پسند انسان تھو۔ وہ ہمیشاں توں مقامی زمیندار راٹھیاں کی نظراں ماں اڑکے تھو، تے وہ اس ناقتل کرنں کی سازش کرتا رہیں تھا۔ آخر ایک بار نورا کو مانجھی تے اس کو بھانجو مٹھو اس سازش ماں شامل ہو جائیں تے راٹھی نورا ناقتل کرنں ماں کامیاب ہو جائیں۔ نورا کونکو بھائی کشال اس قتل کو بدلو لیے تے اس طرح نورا کو گیت وجود ماں آیو۔

ایک بار صوفی فیروزال نورا کے گھر آوے تے حقو تے لستی منگے مہریں نوں کہیں:

ہٹ بھیڑا راٹھی دندنہ پلیر
سونا گو ہے چھنّو میر چاندی کو سرپوش
پیئے سو ہنّو نورو نانّے بھائی کشال

نورو سنے تے کہہ:

اماں پرو کیو میرا سر کو کال
منگی تھی جے لسی ددھ دینو تھو کاڑھ
منگیو تھو حقو چلم دینی تھی چاڑھ
آیا ہیں رے راٹھی، آیا بانڈھی کے بشکار
بنھیو ہے نورنہ بٹھیو سیلیاں کے نالں

نورا کا قتل توں بعد بھائی کشال بدلو لیے

اٹھیئے بھائی کشال سرلگو گا ندھا نالں
نکو مارئیے بڑو مارئیے ڈیڈھ ہزار
اَجاں نہیں مکو میرا نورا گو ادھار
پنج ست ماریا راٹھی مٹھا کا کیا ٹوٹا چار
راٹھیاں کی روئیں رنڈیں نورا گو لے لیوادھار

نورا کو یوہ واقعو اٹھارھویں صدی کی پیداوار ہے۔ جد مہاراجہ رنجیت سنگ نے پنجاب کی حکومت سمھالن تیں بعد پونچھ کو راج گلاب سنگھ کا بھائی نا سونپ دتو تھو جت روح اللہ سانگونال لڑائی ہوئی۔ اُس تیں بعد پونچھ کا مقامی لوکاں ماں ان ڈوگرہ حکومتاں کے خلاف نوبت آ گئی تھی۔ پران حکومتاں نے پونچھ کا لوکاں ماں گجر راجپوت کو سوال جگا کے اُن ماں آپسی پھوٹ بھر چھوڑی تھی جس کو اک ثبوت نورا کو قتل تھو۔

اِسے طرح چنگا تے سمجھدار لوک جہڑا ان ظالم حکومتاں کے خلاف اٹھیا تھا، اُن نا قتل کروادِتو جائے تھوا سے طرح کی مثال ہے شمس تے راجولی کی، یہ دونو جوان وی ڈوگرہ راجاں کا ظلم کے خلاف عوام ماں بیداری کی کوشش کریں تھا کہ دونو جواناں کے ہتھوں اِن کو قتل کروا کے سدھرون کا سردار نے ان کا سر راجہ کے سامنے پیش کیا۔ تے انکی کھلاں ماں بھو

بھروایو گیو۔ تے اس واقعہ توں بعد شمس تے راجولی کو لوک گیت وجود ماں آیو۔

لوک ریاست ماں وی ہو یا بھانویں رنگ برنگا
جرأت عزّت ماں وِی ہو یا ایک دوجا تیں چنگا
رنگ برنگی دنیا ہوئی رنگ برنگ لوکائی
شمس تے راجولی جیو کد جنّے گی مائی
انگریزاں نے مہاراج نادِتی لکھ ریاست
دوہاں بلاں کو سودو ہویو، تھی یاہ بڑی سیاست
امرت سرماں دوہاں بلاں نے پکی لکھت کرائی
شمس تے راجولی جیو کد جنّے گی مائی
بولیو شمس مہاراج نا قبضو نہیں آسان
ہتھ اپنا تیں پونچھ نہ دیاں جد تک مھاری جان
ہم اتِ ہاں تے قیمت مھاری امرتسر چکائی
شمس تے راجولی جیو کد جنّے گی مائی

۳۔ سپاہی کو گیت وِی اِسے دور کی پیداوار ہے جس کا بارہ ماں تحقیق کرن آلاں ماں بھانویں اختلاف ہے پر سچی گل یاہ سئی لگے کہ اس ظلم کا دور ماں جہڑا نوجوان احتجاجی فوجاں ناں شامل ہوجائیں تھا۔ اِن وِچوں اکثر قتل یا قید ہوجان کی وجہ تیں گھر نہیں مڑسکیں تھا۔ تے اس طرح گھر کا بہن یا بڈھا ماں باپ ہمیشاں ''شپاہی'' نا یاد کرتا رہیں تھا۔

اُچے چڑھ بیس کے ہر پاسے دیکھے تھو
ہن کس گل توں آوے جیّد و وِیر یاد
صدقے ماں وِی شوپیّا کی منّت منّے
تتّی بہن رے منّے گھر بار شوپیّا جی

تاجو

تاجا کو اصلی ناں تاج تھو تے وہ چھانجلن (اُوڑی) کو رہن آلو تھو، یوہ علاقو درّہ حاجی پیر کے پار لے پاسے ہے۔ اُس کی پیدائش ۱۸۴۰ء کے نیڑے تیڑے ہوئی جد مقامی تے ملکی سطح پر بے شمار ظلم ہور ہیا تھا، تاجو جوان ہو کے اس نظام کے خلاف احتجاج کرے تے بالواسطہ طور جنگ آزادی ماں حصولین آلو ریاست کو نمائندہ گجر نوجوان تھو۔

اُوڑی کا راجہ تاجا کی سخت پریشانی تھی، تے اُس نا قابو کرن واسطے حیلا سوچتو رہ تھو، آخر راجو تاجا کا ماماں ہادی پوسوال نا اپنی سازش ماں شریک کر کے تاجا نا زہر کھوالن کے مروا چھوڑے تے اس طرح اس علاقہ ماں غریباں کی امید کی آخری لووی بجھ جائے گیت کا کجھ بند پیش ہیں۔

اُوڑی جمیو تاجو وچھن لگی ہے لاٹ
پونچھ پکیں روٹی سرن تڑکیا ہیں ساگ
اِت نہیں تاجو پلٹو، تاجو پلے گونہاں
نانی کُٹے چوری ، نانو کھوالے اپنے نالن
ماموں چاوے موہنڈے مامی لاوے سینہ نالن
سر پر بدھی لنگی تے لک بدھی تلوار
ہن ہے تاجو گبرو کرے کچہری گو دربار
رتی تیری اُکھ رے تاجا سوہنی تیری چال
ملی ہے تیری گانی تاجا ماریئے شیراں آلی چال

ماموں جد تاجا نا روٹی ماں زہر کھوالے تاں کھاتاں ماں تاجا نا اس کو احساس ہو جائے تے وہ کہہ: ع: مندو کیورے ماماں تیں منا چھوڑیو ہے زہر کھوالن

صوبو جنگ باز

گجر حکومتاں تیں بعد جد ڈوگراں نے پونچھ کی حکومت سمھالی تاں لوکاں پر قسم قسم کا ظلم شروع کیا۔ لوکاں کوٗں بیگار کو کم لیو جائے تھو جس تیں تنگ آ کے کجھ لوک پونچھ تیں ہجرت پر مجبور ہو گیا۔ اس دور ماں اک نوجوان صوبو جنگباز ڈوگراں کے خلاف بغاوت شروع کرے تے عوام ماں آزادی کی روح جگاوے۔ آخر حکومتاں نے اُس نا پونچھ چھوڑن پر مجبور کیو تے وہ کشمیر ماں بے وطنی مان کسے بیماری کو شکار ہو جائے اس کی ماں بچہ کی جدائی ماں اس طرح روہڑیا کرے۔

جنگباز کی بدلی شہباز نادیوں گی
اللہ رکھئے میرا جنگ باز نا
نستاں بھجتاں مائے لگے لاج
کون کرے گو میرا پونچھ گو راج
اللہ رکھئے میرا جنگ باز نا

لوک بار ''برسیو''

برسیو گجر ڈنگ بٹلؔ (ریاسی) کو رہنؔ آلو اِک گجر سردار تھو۔ جہڑو اپنؔی ایمانداری، بہادری، انصاف، سخاوت تے غریب پروری واسطے منیو پڑ منیو جائے تھو۔ عوام ماں اس کی مقبولیت کو انداز وجد جموں کا ڈوگرہ راجہ نا ہوئے تاں وہ پریشان ہو جائے۔ تے اُس نا قابو ماں لیانؔ واسطے بہاناں سوچنؔ لگے۔ آخری ڈنگ بٹلؔ کو اک کھتری ''سربو'' برسیا کے خلاف جھوٹھا الزام لا کے برسیا نا راجہ کوٗں قید کرا چھوڑے۔ جت وہ قیدی کی حالت ماں شہید ہو جائے۔ اس کی قیدی تے موت تیں بعد جد ڈنگ بٹلؔ پر راجہ کا ظلم شروع ہویں تاں لوکاں نا برسیو ڈاہڈو یاد آوے تے وہ سارا لوک برسیانا اس طرح یاد کریں۔

ڈنگ بٹل کی گجری منّت جے منّے تھی
یا ربّا پھیریئے برسیا گجر کو راج
ربّا پھیریئے برسیا گجر کوراج
راجو گنڈھے منصوبو، گجر ہویو سرکڈھنّو
راجو بیری ہے برسیانا نّے سرنو دھو کے باز
ربّا پھیریئے برسیا گجر کی راج
ہتھ ماں ترکھڑی، سر سجو ہے صافو
برسیو کرے ڈنگ بٹل گو راج
ربّا پھیرئے برسیّا گجر کو راج
سر مہری کے گٹھڑی، ہتھ بکرا کی ہے باگ
منّی وِی ہے اُس نے پنجاں پیراں کی نیاز
ربّا پھیریئے برسیّا گجر کو راج

اسے طرح عالمی جنگ کے دوران جہڑا گُو جرنو جوان انگریزاں نال جاکے جرمن نال لڑائی مانھ شامل ہویا تھا انھاں بارے جہڑا گوجری لوک گیت مشہور ہیں ان توں وی اس دور کو اندازو لایو جاسکے تے انکی تخلیق کو دور سمجھیو جاسکے۔ مثال کے طور ماہیا کی طرز کو یوہ گیت دیکھو:

راہاں بچ ٹویا مائے اوہ بچڑا ماواں کا
بصرہ بچ مویا مائے
بہڑے لگ گئیں جھنڈی ہیں بس وی کر جرمن او،
گھر گھر بچ رنڈی ہیں
اِل پے گئی باجاں بچ اماں گو اک بچڑو،
اوہ بھی بیس گیو جہاجاں بچ

میں پہلاں وِی ذکر کیو ہے جے اس مضمون توں مراد سارا لوک ادب یا گیتاں کو شمار کرنو نہیں۔ یاہ گل ثابت شدہ ہے کہ بارھویں تیں لے کے ستارھویں صدی تک ہندوستان ماں گوجری کو وجود رہیو اور عوامی، علمی تے ادبی زبان رہی ہے۔

موجودہ صدی کا شروع تیں لے کے گوجری زبان تے ادب نے جہڑی ترقی کی ہے واہ کسے تے اوپری نہیں، پر عام لوک اس زبان نا محض بیسویں صدی ماں جنم لینؑ آلی اک علاقائی بولی سمجھیں۔ اس غلط فہمی نا دور کرنؑ واسطے اس مضمون ماں میں یاہ حقیقت ثابت کرنؑ کی کوشش کی ہے، جے گوجری کائے علاقائی یا اج کی بولی نہیں بلکہ واہی قدیم تے عظیم زبان ہے۔ جہڑی صدیاں تک ہندوستان ماں بولی لکھی تے سمجھی جاتی رہی ہے اور یاہ واحد زبان ہے جہڑی اَج وِی پورا برصغیر سمجھی تے بولی جائے۔

ہاں پچھلی دو صدیاں ماں گجراں کا سیاسی انتشار کا شکار ہو جانؑ کی وجہ تیں یاہ زبان، اشاعت نہ ہونؑ کی وجہ تیں وہلے رہی، پر گوجری لوک ادب خاص کر لوک گیتاں لوک واراں کا حوالہ سنگ میں یا ثابت کرنؑ کی کوشش کی ہے کہ اِن دو صدیاں ماں وی گوجری زبان موجود تھی جس کان نمونا ں میں درج کیا ہیں۔

بھانویں لوک گیتاں ماں وقت کے نالؑ نالؑ زبان کی معمولی تبدیلی آتی رہی حالات واقعات (Circumstantial evidences) توں علاوہ اِن لوک باراں کی زبان توں وِی یا ہی گل ثابت وھے کہ یوہ ادب اَج کی گوجری زبان تیں زیادہ مختلف نہیں۔ گویا یوہ اتنو زیادہ پرانو وی نہیں ہوسکتو۔ لہٰذا سنجیدہ تے گوجری ادب کی تاریخ نالؑ دلچسپی رکھنؑ آلاں واسطے گوجری لوک ادب (ایک حصہ) کو تاریخی پسِ منظر باندے آجانؑ نالؑ کم از کم قدیم تے جدید گوجری ادب کے بشکار کڑیاں (Missing links) کی دریافت خوشی کو باعث ہوئے گی۔ تے آنؑ آلا دور کو تاریخدان اِن دریافتاں نا بہتر طور پر پیش کر کے گوجری کی عظمت منوا سکے گو۔

ادب برائے زندگی

گوجری محاورا تے اکھان

گوجری، ہندوستان کی اک قدیم زُبان ہے، جِس نے تاریخ کا لماں سفر مانھ، گُوجر قوم کے نال نال تخت وی دیکھیا تے بخت وی۔ گُجرات کی صدیاں کی حُکمرانی توں بعد، گوجری زبان کی کشمیر کا پہاڑاں آلے پاسے ہجرت کی داستان وی بڑی دردناک ہے۔ اِس سفر مانھ گوجری زبان کا خزانہ بچوں کِتنا قیمتی موتی کِس کِس جا کِر یا، اِن کو حساب کرن واسطے وی صدیاں کی ضرورت ہے۔ پر افسوس آلی گل یاہ ہے جے اِس پاسے اجاں توڑی کِسے گودھیان وی نہیں گیو! کوشش تے خیر بعد کی گل ہے۔ صدیاں کا اِس سفر مانھ گُوجر قوم نے کئیں قیمتی لعل کھڑایا پر تعجب کی گل ہیکہ کِسے نہ کسے طرح وہ اپنی زُبان آلی پنڈ وکلی ناسمہال کے رکھن مانھ کامیاب رہیا۔ ورنہ تاریخ کو یوہ جھکھڑ جھولو اِتنو سخت تھو جے اِس قوم کیں مقدس کتاب وی اُڈ پڈ گئیں۔ اِن حالات مانھ زبان کو اپنی اصلی حالت مانھ محفُوظ رہنو کِسے مُعجزہ تیں گھٹ نہیں۔

گُوجراں کی اس بے کسی کا عالم مانھ غیراں نے اِس قومی زبان نال کے کے سلُوک کِی تے اِس کو حُلیو کِتو بگاڑ چھوڑیو، وُہ اک الگ ہی قِصو ہے، جِس کی رُوداد اِت چھیڑنی مناسب نہیں لگتی۔ بس اِتنو اشارو ہی کافی سئی لگے جے اِس لماں سفر کے دوران جِت جِت اس خزانہ کو کُجھ کِھو کِر یو، وہ یہ علاقہ زبان تے کلچر کا حساب نال مالا مال ہوتا گیا۔

بھانویں اِن حالات مانھ گوجری ادب کو مُچ سرمایو ضائع ہی ہو گیو پر زُبان تے لوک ادب کسے حد تک زبانی طور پر محفوظ رہیا ہیں۔ اِسکی اک وجہ یاہ وی سئی لگے جے گُجرات

کی بادشاہی توں محروم ہوکے گُوجر قوم کِدے زیادہ دیر بسہُونی کرن تیں بغیر ہی نستی بھجتی سِدھی ہمالیہ کا پہاڑاں مانھ آبسی جِت مہذب ابادی نہ کے برابر تھی تے اِسطرح اِنھاں کی زبان تے لوک ادب کو وِرثو انھاں کولوں کوئے نہ کھس سکیو۔

؎ مقام فیضؔ کوئی راہ میں جچا ہی نہیں، جو کُوئے یار سے نِکلے تو سُوئے دار چلے

لوک ادب کِسے وی قوم تے زُبان کی پچھان کو درجو رکھیں۔ یوہ اِتنو قیمتی سرمایو ہوئے کہ اس کی بُنیاد پر Anthropology جیسی جدید سائینس اپنی تحقیق کی عمارت کھلی کرے۔ تانجے کسے قدیم قوم کی تہذیب کی شکل باندے آنی جا سکے۔ لوک ادب کا تخلیق کار زمانہ کا حالات ہوئیں، نہ کہ کوئے شخص، تے اِسطرح قوم جِس جِس دور توں گُزرے، اُسکی نشانیں، اکھان، محاوراں، کہانیاں تے لوک گیتاں کی صُورت مانھ اِن کا سمیان کو حِصو بنتی جائیں۔ اِس لحاظ نال لوک ادب صدیاں تے نسلاں کا تجرباں کو عرق ہوئے جِس نا ادب برائے زِندگی کی بہترین مثال کہیو جا سکے۔ جدید ترقی پزیر دور مانھ لِسانیات تے سائینس کا ماہراں نے قوماں کا لوک ادب مانھ، مُج دِلچسپی شروع کرلئی ہے تے اِس مقصد واسطے دُوجی کئی زُباناں نے کروڑاں کا حِساب نال سرمایو وی لایو ہے تانجے اُنھاں نا پُرانی تہذیب بارے لوک ادب کو کُجھ وِرثو ہتھ لگ سکے۔ پر گوجری زُبان جہڑی اِس قومی سرمایہ نال مالا مال ہے، اِسکا لوک ادب کی شیرازہ بندی واسطے کوئے خاطر خواہ کوشش نہیں ہوسکیں تے جہڑی ریاستی یا اِنفرادی طور پر کُجھ اک کوشش ہوئی ہیں وہ سرسری تے نا کافی ہیں۔

لوک ادب موضوع کا حساب نال وی اک وسیع سمندر ہے تے اس سارا کو احاطو کرنو کِسے اک شخص کا بس کو کم نہیں۔ کیونجے اس مانھ لوک کہانیں تے داستان، لوک گیت، لوک بار، رسم رواج، محاورا، اکھان، بجھارت، کہِت تے ہور متو کُجھ شامل ہوئے۔

سرکاری یا اِنفرادی کِسے قِسم کی حوصلہ افزائی توں بغیر اِس میدان مانھ قدم رکھنو دیوانگی تیں گھٹ نہیں پر یہ لاڑلا تے مہنگا شوق پالنا اپنو دستُور رہیو ہے ۔ گوجری اِنگلش ڈِکشنری بنان کے دوران مِناں خیال آیو جے کدے گوجری کا اکھان، محاورا، بجھارت تے کہت وغیرہ الگ کتابی صُورت مانھ محفُوظ کرلیا جائیں تے عین مناسب ہے۔ ورنہ خدشو یوہ ہے جے جہڑی دولت اسمتر اں نے صدیاں توڑی ہر قیمت پر سمہال کے رکھی تھی واہ کِدے نویں تہذیب کے ہتھوں ضائع نہ ہوجائے۔ کیوں جے پہاڑاں کی تے خانہ بدوشی کی زِندگی کا لکھ نُقصان سہی پر اک فائدو وی تھو جے گوجری لوک ادب دُنیاوی سوداگراں یا بیقدراں کے ہتھیں نہیں لگو تے محفُوظ رہیو۔ پر ہُن جد کہ تہذیب تے ترقی کا ناں پر دُنیا لباس ناوی بھار ہی سمجھے لگی وی، اِن حالات مانھ یوہ قومی سرمایو وی شاید زیادہ دیر محفوظ نہ رہ سکے۔ تے نویں تہذیب اک ایسی کھاہی سئی لگے جِس مانھ جھڑی وی کائے چیز دوبارہ ہتھ لگن کی اُمید نہیں کی جا سکتی۔ اِن حالات مانھ گوجری لوک ادب کا اکھان، محاورا تے بجھارت آلا حِصہ نا کِتابی صورت مانھ محفوظ کرن کی ضرورت نا ذاتی طور پر محسُوس کرتاں میں اک بنیادی کوشش کی جہڑی بھاویں حتمی نہیں کہی جا سکتی پر اِس موضوع پر آئیندہ تحقیق کرن آلاں واسطے آسانی ضرور پیدا کرے گی۔ اک اعتراف وی کرتو چلوں جے ہر محاورا تے اکھان کے پچھے اِتنی تفصیل ہے جے اس نا بیان کرن واسطے ہور کئی کِتاباں کو مواد جمع ہو سکے تھو پر یوہ کم میں اینتھر و پولوجی کا کِسے نویں نسل کا کھوجی واسطے بچا کے رکھ چھوڑیو ہے۔

(الف) چُتام گوجری محاورا

آبیس کرنی۔	خاطر داری کرنی، مہمان نوازی کرنی۔
آپنی قبر آپ کھُنی۔	اپنے واسطے مصیبت سہیڑنی۔
آٹے لُون سا تو کھانو:	اُتنو کھانو چتنو پچ سکے۔
اپُٹھی چھال مارنی:	مُج خوش ہونو۔
اپنی گوگی سیکنی:	اپنو مطلب پورو کرنو۔ خودغرضی کرنی۔
اُج پان مرنی :	شونق مٹھی ہونی، مایوسی ہونی۔
ادھو ربٹہ ڈھونا:	بیکار محنت کرنی، گھاٹا کو سودو کرنو۔
اک سپ تے دو جے اُڈنو۔	حدوں بدھ چلاک تے بیری ہونو۔
اوپری لانی:	جان کے انجان بنو۔
او کھے چرنو:	کھبے بولنو، ناراض بولنو۔
اوہ جانو کرنو:	نُقصان برداشت کر لینو، تلخی بھُلانی۔
باڑی ساوی ہونی:	خاندان مانھ بادھو ہونو۔
بتری دھار:	ماں کو دُدھ۔
بڑھاں ناجُو جو دسنا:	سیانا نا بے وقوف بنان کی کوشش کرنی۔
بولی مارنی:	طعنو یا معنو مارنو۔
بھاں بھاں کرنو:	لُگو تے ویران ہونو۔ اُجاڑ ہونو۔
بھانڈو بکھ ہونو:	کوڑھیو ہونو۔

بھلاوو چھنڈے جانو: پُھوک نکل جانی، راز کھُل جانو۔

بھو پرتھم ہونو: بے بُنیاد، کمزورتے بے اعتبارو ہونو۔

بیگانی چھاہ ور مُچھ مُنانی: پرائی آس تے گھر کی ناس۔

پاچھو پیو: غریب ہونو، دولت مُک جانی، مالی طور کمزور ہونو۔

پاسو پکڑنو: کنارا کشی کرنی، دست بردار ہونو۔

پتر پرتریل: عارضی تے بے حیثیت ہونو۔

پتر پیلا ہونا: دینہ دیگر ہونو، موت قریب ہونی، بڈھیموں آنو۔

پتنگاں آلی یاری : سچی پکی تے بے لوث محبت۔ (Platonic love.)

پتوکرنو: بیمار پُرسی کرنی،

پرسیو پرسے ہونو: تھک جانو، شرمسار ہونو۔ پرسیو پرسے ہونو

پریں پانی نہ لگن دینو: مُچ چلاکی تے ہوشیاری کرنی۔

پڑیٹ دھر کے اُچا ہونو: جھوٹھی شان تے بڈیار دسنا۔

پگ بٹانی: دوستی لانی۔

پلو پکڑنو: لڑلگنو، کسے نال تعلق جوڑنو۔

پنو پھرنو: صحت مند ہونو، خوشحال ہونو۔

پُل پتاوا کرنا: کسے کم کی تیاری کرنی، کمر کسنی۔

پوہ کا بھکانا : بے موسم کو پھل۔ بے وقت کی راگنی۔

پھٹکڑی پھُل ہونی: بھلاوو چُک جانو،

پیر پکڑنا: کسے کی مِنت محتاجی کرنی۔

پیر چھِکنو: کنارا کشی کرنی، پاسو پکڑنو۔

پیر دھو کے پینا: مُچ خدمت کرنی۔

پیریں پیر دھرنا:	نقل کرنی، رِیس کرنی۔
پیریں پینو:	معافی منگنی، مِنت مجتاجی کرنی۔
تتے توے:	لگے ہتھ، نالونال۔
تختوں بخت:	شان، شوکت تے حکومت ختم ہونی۔
تڑکالانا:	کسے ناپھُوک دینی، گل بدھانی۔
تِل پھُل:	تھوڑو مُچ سرمایو، جوگھر مانھ سرے۔
تلی ملنی:	افسوس کرنو، پچھتانو۔
تلیاں پر چک کے پھیرنو:	مُچ عزت یا خدمت کرنی۔
تمی چاڑھنی:	کسے کی مار کُٹائی کرنی۔
تُوتاں ناسلام:	مطلب واسطے سلام کرنو، خودغرضی تے خوشامد کرنی۔
تھُک لانو:	دھوکھودینو۔
تھوم چِھل ہونو:	مُچ کنجوسی کرنی۔
تیلی لانی:	اگ لانی، لگولائی کرنی، دُشمنی کی اگ ناہوادینی۔
ٹاکی لانی:	پردا سٹنا، کسے کا عیب چھُپانا۔To cover;hush up.
ٹِکی ٹورنی:	روزی کمانی To make both ends meet
ٹھنڈاناپھُوکنو:	ناشُکری کرنی، بےصبری کرنی۔
جفر جالنو:	مُچ محنت کرنی، چلو کرنو۔
جندر بیسو:	کاروبار ٹھپ ہونو۔
جنڈیں بوٹیں لانو:	ٹال مٹول کرنی، ڈھاکا بھڑانا، ارار پار کی مارنی۔
جنواں بھار ہونو:	ہار جانو۔
جنوں ڈاہنا:	جم کے بیسو، ڈٹھو۔

جوجودسنا: ڈران کی کوشش کرنی۔

جھوک دینی: پُوند کرنی، تنگ کرنو۔

جھوک لانی: لمی اواز کڈھنی، گل لمی کرنی۔

جھولوجھلنو: ظُلم ہونو، مصیبت پینی۔

جئوں دانو: ذرااک، معمولی، تھوڑوجیہو۔

جی ہارنو: دِل سٹنو، ہارمنی، ہمت ہارنی۔

چارچُشمو: چُج ہوشیار تے چالاک۔

چارے بناں ، چارے قضا: خدانخواسطہ۔

چٹو چورو آخر ڈھے جائے: جوانی سدانہیں رہتی۔

چڑ ندوں چڑ ند: اک دوجاتوں بدھ۔

چم لاہنو: ظُلم کرنو، زیادتی کرنی۔

چُوچی چھڑکانی: دُدھ چھڑانو، دُدھ پین کی عادت چھڑکانی۔
لاڑ گھٹ کرنو۔

چھانئیں پانی ڈھونو: چُج خِدمت کرنی۔

حداں پر ہونو: موت کے قریب ہونو۔

حدوں بدھ: بہت زیادہ۔

داتی پھِرنی: سب کُجھ ضائع ہوجانو، تباہ برباد ہونو۔

دانامُکنا: دیوالیہ ہونو، بُرادِن آنا۔ پاچھوپینو۔

دُکھتی رگ پر ہتھ رکھنو: کمزوری پکڑنی۔

دِل پھرنو: اُلٹی آنی۔

دل رکھنو: جھوٹھی تسلی دینی۔

دل ہلنو :	روح آنو، خواہش جاگنی۔
دِلی سادھنی:	کوئے بڑو کم کرنو۔
دندکھٹا ہونا:	روح مُڑنو۔
دندی پروں مُڑنو:	موت کا مُنہ بچوں مُڑنو۔
دھواں دھکھانو:	بیاہ کروانو۔
دھواں دینو:	کسے نا تنگ کرنو۔
دھویودھایووو:	بے مروت، بے لحاظ۔
ڈاک ٹورنی:	پُغلی مارنی۔ اکن کی گل دوجی جگہ کرنی۔
ڈنڈا کو یار:	جہڑو شرافت کی زبان نہ سمجھتو وہے۔لاتوں کے بھُوت۔
ڈنڈا کے زور:	زوریں، زبردستی۔
ڈین ناموسی کہ کے بلانو:	اپنا مطلب واسطے، ظالم کی کشامت کرنی۔
رات اکھاں بچوں نکلنی:	جگراتو کرنو۔
رات کی رات:	بس اک ہی رات۔
راتو رات:	رات کا وقت مانھ ہی۔
راماروم:	محروم، نامراد، بھکھو تسایو۔
.رِچھ آلا بُجا :	مرتاں آلا ہاڑا کرنا
رسا توڑنا:	سخت خواہش رکھنی۔
رنگ لانو:	چمکانو، ترقی بادھو کرنو۔
روح آنو:	خواہش پیدا ہونی، دِل ہلنو۔
روح مُڑنو:	جذبو ٹھنڈو ہونو، بدمزگی ہونی۔
ریت کا رسا بٹنا:	اندھیرا مانھ ہتھ گھمانا۔ بے فایدا کم کرنا۔

ریت مانھ مُوتنو: بے فائدو کم کرنو۔احسان فراموش نال نیکی لانی۔

رینگ کے مِلنو: بُلا کے دوجانا فائدو دینو،سمندر کوتسایا کول جانو۔

زبان پینی: بیماری نال زبان بند ہونی،گل نہ نکلنی۔

زبان دینی: وعدو کرنو، رِشتو دینو۔

زہر کوڑو: مُچ کوڑو یا تلخ۔

ساہ کی راکھی کرنی۔ سخت تیمارداری کرنی۔

سایہ ہیٹھ آنو،سایو پینو کِسے کا رعب مانھ آجانو۔

سُتو ووسپ: عارضی طور خاموش رہن آلو دُشمن۔

سر پیر: اتو پتو،مُنہ سِر،تھوہ ٹھکانو۔

سر دینو: جان کی قربانی دینی۔

سر سٹنو: مایوس ہونو،نمو جھان ہونو۔

سر کو صدقو: جان کو صدقو، جان بچی تے مال کو کُجھ نہیں۔

سر لگنو: کسے کے متھے لگنو،سِر چڑھنو، کسے ناذمہ دار بنانو۔

سروں لاہنو: ٹالنو، جان چھڑکانی،خلاصی کروانی۔

سرگی کو دِئیو: ڈھاکا کو دینہ،آخری عمر آلو،

سرو پکڑانو: راز دینو۔اندر کی گل دسنی۔

سروں مُلوں: پوری طرح،مکمل طور پر۔

سوکن پینی: متبادل پیدا ہونو۔

شیر کی مُچھ: بہادر آدمی

شیطان کی بیگار: بے فائدی مصروفیت۔

عید کو چن: کدے کدائیں آن آلو مزمان۔

قبر کے دندے: مرن کے نیڑے، قریب المرگ۔

قران چانو: قسم کرنی، سچائی کو ثبوت دینو۔

کاری کرانی: علاج کروانو۔

کاری گی: چنگی، سوہنی، مفید۔

کاگ بولنا: اُجاڑ ہونو، بستی اُجڑنی۔

کاگ سجے بولنو: خوشخبری ہونی۔

کاگ کھبے بولنو: بھیڑو شگون۔

کپڑا لوانا: مل کرنی، کُڑمائی کرانی۔

کپی وی انگلی پر نہ موتنو: کسے کی ذرا مدد نہ کرنی۔

ککھوں ہولو ہونو: بے عزت ہونو،

کن پٹنا: تنگ کرنو، اڑی کرنی، بار بار کائے گل پُچھنی۔

کنوں کڈھنو اطلاع دینی، خبر پوہچانی

کندھ ٹورنی : معجزو دسنو،

کنڈ بھار ہونو: مُکر جانو، اِنکار کرنو۔

کنڈلانی: کسے ناہرانو،

کنڈ لگنی: ہار جانُو، بُرو وقت آنو۔

کنڈ ننگی ہونی: قریبی رشتے دار یا دوست کی موت ہونی۔

کھرک لگنی: بے چینی پیدا ہونی۔ شوق جاگنی۔

کھرک مٹھی ہونی: شوق مٹھی ہونی۔

کھرو کڈھنو: پتولانو، سراغ کڈھنو۔

کھل بھرنی: مُج کھانو

کھل پھوکنی: ساہ پھوکی لگنی، ساہ چڑھنو:

کھل لاہنی: ظلم زیادتی کرنی، سختی کرنی

کھوتی لوں ہونی: ہار جانو، شوق مرنی ، ترکھی مٹھی ہونی

کھوہ کھبل ہونو: ضائع ہونو، کُجھ حاصل نہ ہونو۔

کیمری کو پھُل : کدے کدائیں آن آلو مزمان، عید کو چن، نایاب چیز

گڑ مانھ رمبو ہونو: مزامانھ ہونو: خوشحال ہونو۔

گل چاڑھنی: دوجا کے سر الزام لانو۔

گنجا بوٹا کی چھاں: کمزور سہارو۔

گھاٹی بادھی: نفعونقصان۔

گھروں چوہا رُسنا: مُچ غریب ہونو:

لال چاڑھنا: اک دوجا پر الزام تے جوابی الزام لانا۔

لحاظ پالنو: مُنہ نہ گمانو، کھری گل نہ کہنی۔

لدیاوا کی لت لگنی: تجربو یا سبق حاصل ہونو۔

لُغت کڈھنی: عیب پھلورنا، نُکتہ چینی کرنی۔

لگولائی کرنی: کسے نا بھڑکانو، تیلی لانی۔

لُگیاں کو سینہ: چھپ کے وار کرن آلو۔

لوہا کو تھن: بے فائدو آدمی۔

ماس کی راکھی بلا : مشہور خیانتی کی امانتداری ور بھروسو کرنو۔

مانجو پھیرنو: سب کُجھ صاف کرنو

متھو میلو کرنو: ناراض ہونو۔

متھے لگنو: ذمے داری سر پینی۔

متھے مارنو: کسے نالہر نال چیز واپس موڑنی۔

متھے مڑھنو: زوریں کسے کے سر چاڑھنو۔

مج پھیرنو: تباہی بربادی کرنی۔صفایو کرنو۔

مرمر کے: بڑی مُشکل نال۔

مکھی مرنی: چس مرنی،شونق مٹھی ہونی۔

مُنہ گمانو: لحاظ نہ پالنو۔بےلحاظی کرنی

مُنہ لانو: جھگڑو کرنو۔

مُنہ لگنو: پیش آنو،مِلنو،ملاقات کرنی۔

مونہوں مونہہ: روبرو،آمنے سامنے۔یا پوروبھریوو۔

نک کو بال: خاص آدمی۔

ولی ناولی پچھانے: قدر جانن آلو ہی کسے کی قدر کر سکے۔

ہتھ چڑھنو: تھہانو لبھنو،مِلنو۔

ہتھ چھِکنو: مدد واپس لینی۔

ہتھ دھرنو: مجبور کرنو،تنگ کرنو۔

ہر دیگی چمچو: چاپلُوس یا خوشامدی آدمی واسطے کہیں۔دوباجرو۔

ہوا سُننی: خبر سُننی،افواہ سُننی۔

ہوا نکلنی: بھلاوو مُکنو،پھٹکڑی پھُل ہونی۔

ہوا ہونو: نس جانو،غائب ہوجانو۔

ہوٹھ نیلا ہونا: جوانی آنی،بالغ ہونو۔

یاجُوج ماجُوج۔ عجیب مخلوق،عجیب قسم کی خلقت جسکو ذِکر قُران پاک مانھ ہے۔

☆☆☆

(ب) گوجری اکھان

آبلائے گل لگ، نہیں لگتی تے تاں وی لگ: اپنے واسطے آپ مصیبت سہیڑنی۔

آپ ہارے بہونا مارے: اپنی غلطی کی لہر دوجاں پر کڈھنی۔

آپنو پُوت پرایو پڑکٹ: اپنا سب نا پیارا لگیں۔

آپنو گھر نیلوسر: اپنو گھر اپنو ہی وہے،

آپنی پئی پرائی بِسری: مصیبت مانھ اپنو آپ ہی یاد رہے۔

آپنی عقل تے پرائی دولت متی دِسے: اپنی عقل ہر کوئے دسے پر دولت سب چھپاویں۔

آتاں کو مُنہ تے جاتاں کی کنڈ: جاتاں وہ رویو نہیں رہتو جہڑو آتاں وہے۔

آتاں کے اگے تے جاتاں کے پچھے: ہر کوئے بنتی کو بھیال وہے۔

اپنا مار کے چھاں سٹیں: اپنا سو کر کے اپنا ہی ہوئیں۔

اپنی عزت اپنے ہتھ: دوجاں کی عزت کیاں مانھ ہی اپنی عزت وہے۔

اِدی مال نال، ہوں نال نال: بے مقصد اپنو وقت ضائع کرنو۔

اک نہ تے سو سُکھ: صاف جواب دین آلو آپ وی فائدا مانھ رہے۔

اکھ کانی چنگی، راہ کانو مندو: اپنو نُقصان برداشت کرنو بہتر پر دوجا کو نُقصان کر کے اپنو راہ نہیں گمانو تانجے دوجی بار مُنہ نہ لگ سکیں۔

اگے دوڑ، پچھے چوڑ: اک کم خراب کر کے، دوجا نا ہتھ پالینو۔

اُن ور (پر) سوت باپ پر پُوت دُدھ پر گھی ماں پر دھی

اُنالی تے پاچھی نہیں جُوتی: ناجنساں کو جوڑ نہیں پیتو۔

انت ناتے خُدا نا بیر ہے: اللہ ناوی درمیانہ روی چنگی لگے۔

اوپر وتے انھوں برابر: دوئے برابر انجان وہیں۔

باپ کباپ نہیں ہوتو، پُوت کپُوت ہو جائے: پُوت واسطے باپ اپنو حق ہمیشاں ادا کرے، پر پوتاں توں کوتاہی ہوتی رہیں۔

باہ پیاں یا راہ پیاں: لین دین یا سنگت نال ہی کسے کی اصلیت کو پتو چلے۔

بدھیں کُتیں شکار نہیں ہوتا: موقعو دین توں بغیر اگلا کی پرکھ نہیں ہوتی

برتان آلی بھکھی رہ: سمندر کی ماں سدو تسائی۔

بڑو وی سپ نکو وی سپ: دُشمن نا کدے گھٹ نہیں سمجھنو۔

بلی وی خدا واسطے چوہو نہیں مارتی: گھروں کھا کے کوئے سِکھ نہیں دیتو۔

بکرا نا جان کی، قصائی نا ماس کی۔ سب نا اپنی اپنی لالچ وہے، نفسو نفسی

پتلی چھاہ کنارے: غریب نا کوئے نیڑے نہیں لگن دیتو۔

پٹھ پچھے پردیس: اکھاں تے اوہلے ہو یو تے پردیسی۔

پٹیو پہاڑ، تے نکلیو چُوہو: ناں بڑو تے گراں اُجاڑ۔

پرائی آس تے گھر کی ناس: پرائی آس پر، اگلو حال وی گمانو۔

پرائی گاں کو اوڑھو بڑو لگے: دو جاں کی تھوڑی دولت وی متی سئی وہے۔

پرائیں دردیں ہائے نہیں ہوتی: اپنو اپنو ہی وہے۔

پڑھیو نہیں پاء، بن بیٹھو علماء: کم عقل آپ بڑو بن کے بیسے۔

پگ بڈیری شملو میلو: ناں بڑو گراں اُجاڑ۔

پیر آلی عزت تے چور آلی راکھی: احترام مانھ وی احتیاط ضروری وہے۔

پیر بڑو وے یقین بڑو: یقین کو بیڑو پار ہے:

پیر مُوا مرید جوگی ہوا: سجنا بغیر جینوں بے سوادو۔

پیر نہیں اُڈتا مرید اُڈاویں: بے جا تعریف اگلا نا بگاڑے۔

تاولو سووارے گے: اتاول مانھ کم خراب وہے:

تاہنگ نالڑ کاندھ ہے : جِس چیز کی جلدی ضرورت وہے، اُسے مانھ دیر لگے۔

تُخموں تاثیر تے صحبتوں اثر: سنگت کو اثر ہو کے رہ۔

ترکھان وی تیسو اپنے دار مارے: ہر آدمی خودغرض وہے۔

تِلیں تِلیں تلا بنے: تندتند (تندُ وتندُ و) جوڑ کے تانی بنے۔

تندی بجی راگ پایو: گل کا لہجہ تیں ہی آدمی کی پچھان ہو جائے۔

توا کی تیری، ہتھ کی میری: خودغرضی کرنی۔

تھوڑا نا روڑو: غریب ناخدا کی مار، صرفو کر کے سُتی، آٹا نا کھا گئی کُتی۔

ٹانگلا تیں جیبھلو بدھ جئے: چاپلُوس ہر جا اپنی اہمیت بنا ہی لئے۔

ٹُٹی بانہہ گل نا آوے: مُصیبت مانھ اپنا ہی یاد آویں۔

ٹھنڈو لوہ، گرم ناں کپے: صبر آلا ہی کی جِت ہوئے۔

جاگتاں گی کٹیں، سُتاں گا کٹا: ہوشیار آدمی فائدا مانھ ہی رہے۔

جان ہاری بندوق بھاری: جان ہاری تے بہڑو پردیس۔

جسکو کھایئے اسکو گایئے: جِت بسیئے، اُت گھسیئے۔

جسکی تیغ اسکی دیگ: جِس کی سوٹی اُس کی مہیس۔

جِسی ٹُٹے اُسی جُڑتی نہیں: نُقصان کدے پُورو نہیں ہوتو۔

جہڑا اِت کوڑھیا وہ یہ مکے وی کوڑھیا: دیس بدلن نال خاصیت نہیں بدلتی۔

جہڑو جرے وہ راج کرے: صبر کرن آلو فائدا مانھ رہے۔

جہڑو ڈرے وہی مرے: ڈروکل ہی مصیبت مانھ پھسے۔

جہڑی چھانے واہی جانے: جِس تن لگے وہی جانے،

جھڑی مُچ اُڈکے واہ جلدی دھار سٹے: مُچ آکڑ آلو جلدی نرم ہو جائے۔

جی کہتاں نا کوئے درنہیں کہتو: اپنی عزت اپنے ہی ہتھ ہوئے۔

جیتاں نا آس تے مُواں نا مٹی: جدتک آس تدتک ساس۔

جیسا روح ویسا فرشتا: جیسی نیت اُسی مراد۔

چاہ کو سڑیو چھاہ وی پھُو کے : جس ناٹھوکر لگے وہ احتیاط کرے۔

چرھو کِدے تے مینگن کِدے: پلنو کِدے تے فائدو کسے ہور نا پہچانو۔

چورتوں پنڈا تاولی: مدعی سست گواہ چست۔

چور کی ماں او ہلے روئے: بھیڑاں کا رشتے داروی شرمندہ رہیں۔

چور نہ مرے چور کی ماں مرے: بُرائی کی جڑ نہ مُکے تے بُرائی نہیں مُکتی

چوری کا کپڑا تے ڈانگاں کا گز: مُفت ہتھ آن آلی چیز کی قدر نہیں ہوتی۔

چھانی کو زہ نا دو موریو کہے: دوجاں کا عیب ہر کسے نا دِسیں، اپنا نہیں۔

چھاہ کو تے کاہ کو بدھانو سہل: لسی تے لڑائی نا جتنو بدھاؤ بدھ سکے۔

حاکم گوہا کو، سامی لوہا کی: حاکم گوہا کو وہے، ماتحت لوہا کو تاں وی برابر نہیں۔

خصماں باہج ساون ترہیائیں: بے خصمی چیز رُل ہی جائیں،

داج گیاں کا دند نہیں گِنتا: مُفت ہتھ آن آلی چیز کا عیب ڈھونڈنا مناسب نہیں۔

دُدھلی کی لت وی واہ واہ : :فائدو دین آلاں کا نخراوی برداشت ہو جائیں۔

درد نہیں جر یور ہتو: اپنا درد کو اظہار کسے صورت ہو ہی جائے۔

دساں کی سوٹیں، اکن کو بھار: تلیں تلا بنے۔

دُکھ تے سکھ بہن بھائی ہیں: دُکھ تے سُکھ کی کنڈ جُڑی وی ہے۔

دند کو درد تے فرزند کو درد: دوئے سہنا مُشکل وہیں۔

دُنیا کچر کی مثال: دُنیا نہ اگے تیں لنگھن دئے نہ پچھے تیں۔

دیس کو کو ہاڑو، پردیس کو بھائی: پردیس مانھ جا کے دیس کی قدر آوے۔

ڈھٹھا وادا ندنا خصی کرنو: کِسے کی مجبوری کو ناجائز فائدو لینو۔

راہمن آلی گھٹ دُدھ دئے: بڑا بول بولن آلا بچوں تھوتھا وہیں۔

رتیاں نال سونو تلے: نِکی چیزوی ناوی کدے حقیر نہیں سمجھنو۔

رنڈیاں کولوں خصم (مُنس) اُدھارا: اِل کے آہلنے ماس لوڑنو۔

سانجھی ہنڈی، ٹھیکریں بنڈیں: سانجھی چیز اکثر رُل ہی جائے۔

سانڈھو ساک نہیں، پھپھر ماس نہیں، کُتو پاک نہیں: خون کا رشتہ بغیر ہمدردی نہیں ہوتی۔

سپ نا موت راہ ماں سوالے: سختی آوے تے آپے زوال کا اسباب بنے۔

ستمیں سُوتے تِت کیئے: زوریں جوان بھو۔

سُتو تے مُو وَبرابر ہیں: نیندوی عارضی موت ہے۔

سر ہوتاں دھڑ پر نہیں پیتی: بڑا، نِکاں گی ڈھال وہیں۔

سراں نال ستارا: بڑاں نال برادریاں کی شان وہے۔

سنئے جگ کی کرئے من کی: سُنو ساراں کی پر کرنی واہی جہڑی اپنو دِل کہے۔

سوار نا گھوڑ وسیان لئے: حاکم کی پرکھ عوام نا جلدی ہو جائے۔

سو داندیووی اک داندیا کول جائے: غرض کسے ناوی پے سکے۔

صبر کی دیگ ٹھنڈی : صبر کی ٹیک ڈاھڈی، صبر کرن آلو فائدا مانھ رہے۔

قبر ناتے مُردا نا حساب: اپنا عملاں کو نمیڑو آپ کرنو پوئے۔

صرفو کر کے سُتی، آٹا نا کھا گئی کُتی: تھوڑا نا روڑو۔

کا گاں کی بولی، کاگ ہی سمجھیں: سیانا کا اشارا سیانا ہی سمجھیں۔

کال سکال کی کنڈ جُڑی وی ہوے: دُکھ سُکھ آتا جاتا ہیں۔

کتا ناگھی نہیں چپتو : کمینہ ناعزت نہیں دھارتی۔

کٹی تاہنگے کلا کے زور: کسے سہارا توں بغیر کوئے مان نہیں کرسکتو۔

کُجھاں ناماں نہیں، کُجھ موسیاں نا روئیں: کُجھ بھکھاتے کُجھ پلاءلوڑیں۔

کُکڑ کُٹھو گوا ہنڈی رُٹھو: مطلب کی دوستی زیادہ دیر نہیں چلتی۔

کم اُسریو، ترکھان بسریو: مطلب نکل جائے تے کوئے نہیں یاد رکھتو۔

کندھ پٹی بو ہو تھایو: تھوڑا فائدا واسطے متو نُقصان کرنو۔

کنڈا جمتا ہی کو مُنہ ترکھو ہوئے: لائق آدمی مانھ جامنوں ہی چنگی نشانی وہیں۔

کُوڑ کی دوڑ تھوڑی: سچ باندے آنو نہیں رہتو۔

کھانو زہر تے سونو دھُپ: اک چوری تے دوجے سینہ زوری۔

کھوٹو مال خصماں گو: ماں نا بدصورت بچو وی پیارو وہے۔

گوانڈھ پرسنڈھ نہیں پکتی: راز داراں نال دھوکھو نہیں ہوسکتو۔

گھائی گھوڑو تے ٹِکیو نوکر: اُجرت توں بغیر کیا واکم کو بھروسو نہیں ہوتو۔

گھراٹی کے گھر آٹو نہیں ہوتو: سمندر کی ماں سدو تِسائی۔

لاڑلو پُوت کنالے مُوت : مُچ لاڑ پیار نال بچا بگڑ جائیں۔

لحاط تے بیاج نہیں اُٹھن دیتو : لحاظ تے قرض کے سامنے نمو پوئے۔

لُگو موہڑو تے موچی مقدم: باغاں کا مالی نہ رہیں تے طوطا موج کریں

لیلا وراُن کوئے نہیں چھوڑتو: کمزورنا ہر کوئے لُٹے۔

مارے گُونی، بدناں سِنگاں آلی گو: بدنام شخص بے گُناہ وی پکڑے جائے۔

ماس کی راکھی بلا : مشہور خیانتی کی امانتداری ور بھروسو کرنو۔

مُنہ مُنہ تے کنڈ کنڈ: جہڑو جذبو سامنے وہے وہ پچھو کنڈ نہیں رہتو۔

مُوت بچوں مچھی پکڑنی۔ گھٹیا سوچ رکھنی، ذلالت یا لالچ کرنی۔

موئی گاں دُدھلی: جہڑی گاں مرجائے کہیں، بہت دُدھ دئے تھی۔

نالے چوپڑی وی نال چار چار: دوہرا دوہرا فائدا لوڑنا، مُچ لالچ کرنی۔

ناں بڑوتے گراں اُجاڑ: جِس کو مُچ ناں وہے، اُسکے اندر کُجھ نہیں ہوتو۔

نِرس چُنے مورکھ: گھاٹا کو سودو عقل آلا نہیں کرتا۔

نہ تتے سِکھ نہ ٹھنڈے: ناشُکرو آدمی کسے حال راضی نہیں رہتو۔

نہ تھن ماں نہ کوری ماں: کسے مُجرا مانھ نہ آنو، ضائع ہونو۔

نہ چور مریا نہ رات مُکیں: کدے نہ کدے تے بدلو لین کو موقعو آہی جائے۔

ولی ناولی پچھانے: قدر جانن آلو ہی کسے کی قدر کر سکے۔

ہتھ نہ اپڑے تھوہ کوڑی: پسند کی چیز ہتھ نہ آوے تے گوڑ سوٹھو کرنو پوئے۔

ہتھ سِکو تے مِتر چکو: سب کھاتاں کا سنگی وہیں۔

ہنڈی اُبلے تے اپنا پاسا ساڑے: غُصہ تے جوش نال اپنو ہی نُقصان وہے۔

ہوں دیکھوں یار دار تے، یار ڈنی دھار دار: ضرورت کے وقت ہو چھوآدمی زیادہ بھار کرے۔

یا گیاں قدر آوے یا مواں: انسان کی قدر اسکا چلے جان یا مرن توں بعد آوے۔

یقین کو بیڑو پار ہے: پیر نہیں اُڈتا مرید اُڈاویں۔

☆☆☆

باب۴

جدید گوجری ادب

جدید گوجری شاعری

جدید گوجری ادب کی ابتداء بیہویں صدی کے نالں ہی ہوے۔اس دور ماں سیاسی سماجی معاشی تے علمی پسماندگی کے نالں نالں سرکاری ڈاہی نہ ہونں کی وجہ تیں گوجری بولنں آلاں مہذّب دنیا کے سامنے آتاں یا گوجری بولتاں شرمانویں تھا۔اس طرح قوم کی ترقی کے نالں ہی زبان ناوِی بڑوخسارو دیکھنّو پیو،لہٰذا اس دور ماں سب توں اہم تے ضروری عمل یوہ تھو، جے اس قوم ماں سیاسی تے تعلیمی بیداری پیدا کی جائے۔ یا ہی ضرورت محسوس کرتاں مخلص گجر رہنماواں کوایک قافلو باندے آیو۔جس نے سماجی تے تعلیمی بیداری پر زور دے کے بالواسطہ طور پر گوجری زبان تے ادب کی ترقی واسطے راہ پدھری کی۔اس قافلہ ماں پونچھ کا مرحوم چودھری غلام حسین لسانوی، راجوری کا چودھری دیوان علی تے مولانا مہرالدین قمر، ریاسی کا حاجی اسرائیل کھٹانہ،، جموں کا چودھری عبداللہ، بریگیڈیئر خدا بخش تے سروری کسانہ تے کشمیر تیں میاں نظام الدین لاروی کی قربانی کدے نہیں بھلائی جاسکتیں۔

اس طرح بیسویں صدی کا آغاز توں ہی گجر لکھاڑیاں نے اردو تے پنجابی کے نالں نالں اپنّی ماں بولی گوجری ماں وِی لکھنّو شروع کر لیو تھو، دیہاتی بسیبا تے علمی پسماندگی کی وجہ تیں مچ شاعران کو کلام یا تے لکھنں ہی نہیں ہو یو یا ضائع ہو تو گیو تے انھاں بچوں اکثر کی تاریخ پیدائش یا وفات تیں وی دنیا ناواقف ہے تے محض حالات و واقعات کی بنیاد پر انداز لایا جاسکیں۔

اک اہم گل یاد رکھنں کی یاہ ہے جے قدیم گوجری ادب کی طرح بیہوں صدی کا گوجری ادب کو وی تقریباً سارا کو سارو مواد شاعری کی صورت ماں ہے تے نثر آنے پاسے

بڑی گھٹ توجہ ہوئی ہے گوجری نثر غالباً جموں کشمیر کلچرل اکیڈیمی ماں گوجری شعبہ کا قیام توں بعد ہی لکھی جانؔ لگی ہے۔

اس طرح بیہویں صدی کا آغاز ماں جن گوجری شاعراں کو کلام لبھّے، اُن ماں نوںؔ پونچھی، عبدل پونچھی، سائیں قادر بخش، میاں فتح محمد درہالوی، خدا بخش زارؔ تے علم دین بن باسی موہرے سئی لگیں۔ بلکہ سروری کسانہ کی تحقیق کے مطابق گوجری کی سب تیں پہلی نظم جہڑی شائع ہوئی واہ عم دین بنباسی کی نظم تھی 'لِکھوں خط تمنا کشمیر تیں' جہڑی ۱۹۴۴ء مانھ جموں تیں شائع ہون آلا مولانا برنالوی کا اخبار 'الاحسان' مانھ شائع ہوئی تھی۔

باقی شاعراں کو اکثر کلام سی حرفی تے باراں مانہہ کی صورت ماں ہے۔ تے تصوّف تے عشق کا مضمون نمایاں ہیں جدکہ بن باسی تے مولانا مہرالدین قمر کی شاعری ماں نظم تے انقلابی شاعری وی شامل ہے۔ اِن کے نالؔ نالؔ ہی دو جو قافلو جہڑو شامل ہو یو اس ماں میاں نظام الدین لاروی، مولانا محمد اسماعیل ذبیح، ڈاکٹر صابر آفاقی، سوز ہزاروی، مولانا اسرائیل مہجور، سروری کسانہ، شمس الدین مہجور پونچھی، حاجی حسن دین حسن گورسی، اسرائیل اثر، سید حاکم شاہ قمر تے سائیں فقرالدین جیہا ناں آنویں۔ ان حضرات کی شاعری ماں وِی سی حرفی تے باراں مانہہ نمایاں ہیں۔ پر اسے دور ماں انقلابی نظم تے نعت وی تصوّف تے عشق کی کیفیات نالؔ شامل ہوتی گئی ہیں۔

اس دور ماں نثر لکھنؔ کی جہڑی کوشش ہوئی ہیں۔ اُن ماں غلام احمد رضاؔ کا ڈرامہ ''مھارو پیر'' توں علاوہ مولانا مہرالدین قمر، چودھری دیوان علی، سروری کسانہ تے وزیر محمد ہکلّہ کی تحریری کوشش شامل ہیں۔ جہڑیں بھانویں زیادہ نہیں پر بنیادی حیثیت ضرور رکھیں۔ یہ کوشش اجاں جاری تھیں کہ تقسیم ملک کو حادثو پیش آیو تے یوہ سنجیدہ تے مخلص گجر رہنماواں کو قافلو کھنڈ پھٹ گیو، سیاسی تے سماجی طور پر قوم نا نقصان ضرور ہو یو۔ پر گوجری لکھنؔ آلاں نے ہار نہ منی تے وہ جت جت تھا اپنّی صلاحیتاں تے توفیق کے مطابق گوجری ادب کی خدمت کرتا رہیا۔

اَجاں قوم نے ساہ وِی پوری طرح نہیں پھنڈ یو تھو کہ ۱۹۶۵ء کی ہند پاک جنگ نے دو جوسوٹو ماریو تے گوجری لکھنّ آلّاں کا دو پھاڑ کر چھوڑیا۔ اس عرصہ ماں کجھ نواں لکھنّ آلّا وِی بانہہ کنج کے ادب کا میدان ماں آ گیا تھا۔ جن ماں رانا فضل حسین راجوروی، اقبال عظیم تے نسیم پونچھی کا ناں نمایاں ہیں۔

اس طرح نواں تے پرانا لکھاڑیاں بچوں جہڑا لوک پاکستان ہجرت کر گیا۔ اُن ماں ذبیح صاحب، قمر راجوری، رضا صاحب موہرے تھا جد کہ جموں وکشمیر ماں رہ جانّ آلّاں ماں میاں نظام الدین لاوری، خدا بخش زار، اسرائیل اثر، شمس دین مہجور پونچھی، سروری کسانہ حسن دین حسن گورسی، اقبال عظیم تے نسیم پونچھی کا ناں قابل ذکر ہیں۔

پاکستان جانّ آلّاں نے اپنّی علمی تے ادبی کوششاں کے نالّ نالّ سیاسی کوشش جاری رکھیں، تے ریڈیو مظفر آباد توں گوجری پروگرام شروع کرانّ کے سنگ گوجری ادب کی ترقی واسطے کئی تنظیم تے بورڈ وی بنایا۔ جن ماں گوجری ادبی بورڈ تے ادارہ ادبیات کا ناں نمایاں ہیں۔ اس طرح اپنا علاقہ ماں گوجری بولنّ آلّاں کے نالّ ہی گوجری لکھنّ آلّاں کی وی حوصلہ افزائی کو سلسلو شروع ہو یو تے اِن ادبی تنظیماں کے ذریعے مچ سارا شاعراں کو کلام وی کتابی صورت ماں چھپیو اس عرصہ ماں ڈاکٹر صابر آفاقی، احمد دین عنبر، قمرؔ، ذبیحؔ، مہجورؔ تے رانا فضلؔ کے سنگ جن دو جا لکھاڑیاں کو قافلو شامل ہو یو اُن ماں، پروفیسر یوسف حسن، رفیق بھٹی، مخلص وجدانی، سرور حسین طارقؔ تے سرور صحرائیؔ قابل ذکر ہیں۔ جن لوکاں نے روایت کے نالّ نالّ گوجری ادب ماں نواں تجربا وی کیا ہیں۔ اَج تو ڑی اس موتیاں کا ہار وچوں کئی منکا کریا تے کئی موتی پرونّ ہو یا ہیں۔

پاکستان کا گوجری ادیباں وچوں اہم ترین ناں صابر آفاقی، قمرؔ، ذبیحؔ، مہجورؔ تے رانا فضلؔ حسین کا ہیں جنھاں نے گوجری ادب کی نیہہ مضبوط کی ہیں۔ اس دور ماں سی حرفی کے نالّ نالّ گوجری غزل، نظم گیت، نعت، تے دوہاوِی لکھنّ ہو یا ہیں۔ ان ماں مہجورؔ کی نظم، مخلصؔ

کی غزل تے آفاقؔی کی رباعی تے مسدس، قمرؔ کا منظوم خط تے رانا فضلؔ کا ڈراماں سمیت ہر صنف ماں کمال انھاں ہی کا بس کو کم ہے۔ اک وار پھر اس پاسے توجہ دوان کی ضرورت ہے جے اس دور ماں وی رضاؔ مرحوم تے رانا فضل کا ڈرامہ تے چٹھیاں توں علاوہ گوجری ادب کو زیادہ حصّو شاعری کی صورت ماں ہی ہے۔ پاکستان کا گوجری ادب کی جہڑی کتاب اَج توڑی شائع ہوئی ہیں۔ اُن ماں قمرؔ راجوروی کی 'گوجری ادب' تیں علاوہ ذبیحؔ کی 'انتظار'، رانا فضل کی 'پانچھل باپھل پانی'، مہجورؔ کی 'نغمۂ کہسار'، مخلصؔ کی 'ریہرا' تے 'ابھکارا'، صابر آفاقی کی 'پھل کھیلی'، 'کیسر کیاری' 'پیغامِ انقلاب' تے بھُلیں بسریں یاد'، احمد دین عنبر کی 'گوجری گیان' تے سرور صحرائی کو شعری مجموعو 'سجری سویل' تے 'رُت نروئی' منیر حسین چودھری کی 'سانجھ' تے سعید بانیاں کی 'دِل کا تارا' شامل ہیں۔

جموں و کشمیر ماں آزادی توں بعد گوجری ادب کی ترقی واسطے جہڑی منظّم کوشش ہوئیں اُن ماں پہلو رواں اخبارات تے رسالاں کو ہے۔ جن مانْ ''الاحسان''، ''الانسان''، ''نوائے قوم'' تے ''گوجر دیش'' کا ناں نمایاں ہیں۔ یہ اخبار تے رسالا اُردو زبان ماں گجراں کا سیاسی تے سماجی مسائل کی پیروی کریں تھا، پر کجھ صفحا گوجری تحریراں واسطے مخصوص تھا۔ اس طرح اِن رسالاں کے ذریعے گوجری لکھاڑیاں کی خاطر خواہ ہمت افزائی ہوئی۔

سیاسی، سماجی تے ادبی تنظیماں ماں اس پاسا کی کوششاں ماں ''گجر اصلاحی کمیٹی تے انجمن ترقی گوجری ادب'' کا ناں نمایاں ہیں۔ ان تنظیماں نے پاکستان آلاں کی دیکھو دیکھی سیاسی کوشش شروع کیں تے اِن تمام کا مجموعی نتیجہ کا طور پر ریڈیو کشمیر سرینگر ۱۹۶۹ء تیں گوجری پروگرام شروع ہویا تے ۱۹۷۸ء ماں ریاستی کلچرا اکیڈیمی ماں گوجری شعبو وِی کھول دتو گیو۔

اِن اداراں کے نالْ ہی گجر قوم کا گجر لکھاڑیاں کی حوصلہ افزائی شروع ہوگئی۔ نواں نواں لکھاڑی باندے آیا۔ گوجری لوک ادب کی شیرازہ بندی کے نالْ نالْ اکیڈیمی کی طرفوں سہ ماہی شیرازہ کی اشاعت کے نالْ ادب کا میدان ماں نواں نواں تجربا ہونْ لگا۔ سرکاری تے

نجی طور پر کتاباں کی اشاعت شروع ہوئی قابل ذکر گل یاہ ہے جے اس عرصہ ماں وِی گوجری ادب کو زیادہ حصو شاعری ماں تخلیق ہویو، تے گوجری نثر تقریباً سارہ کلچرل اکیڈمی ماں گوجری شعبہ کا قائم ہون توں بعد کی پیداوار ہے۔ سرورؔی کسانہ، نسیم پونچھی تے اقبال عظیم کی سرپرستی ماں گوجری ڈکشنری ترتیب دتی گئی۔ ہر سال گوجری کلچرل کانفرنس ہون لگیں، گوجری زبان و ادب تے تاریخ پر تحقیقی کم ہون لگا تے ادب ماں نواں اضافا ہوا۔

نواں لکھن آلاں ماں چودھری قیصر الدین عبدالغنی عارفؔ، امین قمرؔ، فیض کسانہ، غلام حسین ضیاؔ، محمد حسین سلیم، سکندر حیات طارقؔ، خوشدیو مینی، غلام رسول آزادؔ، کرم دین، چوپڑہ، مختار الدین تبسّم، آصف کرامت اللہ سہراب، شریف شاہینؔ، محمود رانا، غلام سرور چوہان، برکت علی باکڑی، ڈاکٹر نصیر الدین بارو، عبدالحمید کسانہ تے اشتیاق احمد شوق، ابرار احمد ظفرؔ تے ڈاکٹر رفیق انجم شامل ہوا۔ تمام گوجری لکھاڑیاں کا ناں گنوانوں میرو مقصد نہیں ہاں اس پاسے توجہ ضرور دواؤں گو کہ گوجری شاعری ماں جدّت کے نالؔ نالؔ گوجری نثر وِی لکھن ہون لگی۔ شاعری ماں سی حرفی تے بارہ ماہنہ کی روایت کے سنگ غزل، نظم گیت تے دو ہاوِی لکھن ہویا تے سچی پچھیں تاں اَج سی حرفی کی جگہ غزل نے مل گئی ہے۔

اسے طرح گوجری نثر ماں مقالاں کے نالؔ نالؔ افساناں تے کہانیں، ڈراماں طنز ومزاح ''انشائیہ'' تے چھٹی لکھن کا سلسلا شروع ہوا۔ جہڑا تعداد ماں گھٹ سئی پر میعار کا اعتبار نالؔ حوصلہ افزا ہیں۔ کسے نا یقین نہ آوے تے اَمین قمرؔ تے نسیم پونچھی کی چٹھیں پڑھ کے اندازو لالیو جہڑا میرے نزدیک گوجری ادب کا بہترین شہ پارا ہیں۔

اس عرصہ ماں جموں وکشمیر ماں جہڑی گوجری کتاب شائع ہوئیں۔ اَن ماں کلچرل اکیڈیمی کی گوجری ڈکشنری، گوجری لوک گیت، گوجری لوک کہانیں تے مھاروادب کا خصوصی شماراں توں علاوہ نجی طور پر چھاپی جانؔ آلی کجھ اک کتاب قابل ذکر ہیں۔ جنھاں نا اکیڈیمی کی طرفوں مالی امداد یا ایوارڈ وِی حاصل ہویا ہیں۔

اِن ماں سب توں پہلی کتاب نسیم پونچھی کی ''نین سلکھنا'' ہے اِن توں بعد کی کتاباں ماں اسرائیل اثر کی ''دھکھتیں آس'' اقبال عظیم کی ''ریجھ کولیں'' عبدالغنی عارف کی ''چھمر چھاں'' قاسم بجران کی ''تاہنگ رنگیلی'' حسن الدین حسن کی ''پیام حسن'' غلام رسول اصغر کو ناول ''آخری سہارو' سہراب کا ریڈیائی ڈراماں کو مجموعو ''چونں'' شامل ہیں۔

بیہویں صدی کا گوجری ادب کو جائزو لینں واسطے مناسب ہے کہ صنف کا اعتبار نال ہر ایک صنف کو الگ الگ جائزو لیو جائے نوں تے اس کم واسطے کئی کئی کتاباں کو مواد بنں سکے پر کوشش کی گئی ہے کہ ہر ایک صنف کا مختصر جائزہ نالں گوجری کا عام قاری واسطے بنیادی مواد فراہم کیو جائے۔ جس پر آن آلا پیا تفصیلی تے تحقیقی کم کرتا رہیں گا۔ آئندہ صفحاں ماں گوجری قصیدہ مرثیہ، سی حرفی، بارہ ماہنہ، نعت، غزل، گیت، نظم، طنز و مزاح تے نثری ادب کو ذکر موجود ہے۔

ا۔ قصیدا تے مرثیہ

جدید گوجری ادب ماں مثنوی قدرے گھٹ لکھن ہوئی ہیں، جد کہ قدیم گوجری ادب مانھ یوہ رواج عام تھو جس کی اک مثال امین گجراتی کی یوسف زلیخا ہے۔ اسے طرح نویں گوجری ماں قصیدا تے مرثیہ کافی تعداد ماں لکھن ہوا ہیں پر اس سلسلہ ماں کسے منظّم کوشش کے تحت یہ چیز کتے اکٹھی ہو کے شائع نہیں کی جا سکیں۔ سی حرفی تے بارہ ماہ ماں قصیداں کو موضوع لاروی دربار ہی رہیو ہے جد کہ مرثیہ مانھ کئی شاعراں کی وفات لکھن آلاں کے مدنظر رہی ہے۔ جد کہ قدیم گوجری ادب مانھ کربلا تے شہادتِ حسینؓ بدستور نمایاں موضوع ہے۔ جدید گوجری شاعراں مانھ سب توں زیادہ مرثیہ وی رانا فضل ہوراں نے لکھیا ہیں۔ جن مانھ بابا نظام الدینؒ تے چودھری فیض حسین انقلاب کی وفات پر لکھی وی رانا ہوراں کی تحریر پڑھن سنن جوگی ہیں۔

ا۔ ۳ شوال نا بابا نظام الدین لارویؒ کی وفات پر رانا ہور لکھیں:

لہولہو عید

بول پیاریا عید کا چنا
اوہ دُکھیاریا عید کا چنا
تیں کِت میرو میت چھپایو
موتاں ماریا عید کا چنا
لہو لہو عید خوشی تیں کرکے
درد ابھاریا عید کا چنا

۲۔ چوہدری فیض حسین انقلاب کی وفات پر رانا ہورنوں لکھیں:

تیری یاد رے فیض حسین آوے تیری خو خصلت یارا بھُلتی نہیں
تیرا دُکھ نے کھسیا سُکھ مہارا کہڑی اکھ جہڑی اج ڈُلتی نہیں
کھیتی میاں حبیب کی نسری تھی باڑی گُجراں کی اسی پھُلتی نہیں
لال گودڑی مانھ کدے چھپتا نہیں کھری بست نیلام تیں تُلتی نہیں
تیری قبر اُپر کدے فضلؔ آتوراہ بند یارا گلی کھُلتی نہیں

۳۔خدابخش زار صاحب کی وفات پر اسرائیل آثرؔ صاحب لکھیں۔

سدا راز نیاز کا کاج مکا سنیو چھوڑ دنیا فانی زار چلیا
قلم اُٹھ ہن ماتمی رنگ بھر لے گیا قافلاں کی یادگار چلیا
سخن گو تے سخن شناس گیا نظم بزم کا کہیں معمار چلیا
بلبل پونچھ کا باغ میں اڈ چلیا، شعر سخن کا سوہج وقار چلیا
قادر بخش تے باغ حسین برکت، عبدل، شاہ حبیب کا یار چلیا
فتح محمد تے قمرؔ کا ہمعصر وصل میل آلا بو ہو مار چلیا

۲۔ سی حرفی

جدید گوجری ادب کی چڑھت کے نالّ سب توں پہلاں باندے آنّ آلّی صنف سی حرفی ہے۔ جہڑی بلاشبہ پنجابی توں گوجری ماں داخل ہوئی ہے۔ اس کی وجہ یاہ وِی ہے کہ گوجری کا پہلی صف کا لکھاڑی پہلاں پنجابی شاعر کریں تھا۔ تے گوجری ماں بحر کھلنّ نالّ اُنھاں نے وہی جذبات اُسے صنف ماں گوجری ماں لکھنا شروع کیا۔ بیہویں صدی کا شروع توں لے کے تقریباً سٹھ سال توڑی گوجری شاعر پر سی حرفی کی حکمرانی سئی لگے۔ تے اُس توں بعد کی ہجری گوجری شاعری ماں اِس ناواہ مقبولیت نہیں رہی۔ جہڑی غزل نا حاصل ہوگئی ہے۔

بئیت کا اعتبار نالّ سی حرفی ''الف'' توں ''ے'' توڑی ہر اک حرف نالّ شروع ہونّ آلّا اک ہی بحر ماں لکھیا وا چار چار مصرعاں کا بیت وھیں جن ماں ہجر وفراق تے تصوف کا مضمون اکثر نسوانی کردار کی زبانی بیان کیا جائیں۔ بحر تے مضمون کا لحاظ نالّ سی حرفی بارہ مانہہ کے نیڑے تیڑے ہے۔ نواں لکھاڑیاں وچوں اکثر نے سی حرفی لکھنّ کی کوشش کی ہیں۔ لیکن غزل، گیت تے نثری ادب کی چڑھت نالّ سی حرفی لکھنّ آلّا دھیاڑا توں دھیارا گھٹتا جائیں لگا وا۔ نالّے نویں سی حرفیاں ماں وہ معیار، جذبات تے اظہار کی پختگی نہیں رہی وِی، جہڑی کدے سی حرفی کی شان تے جان تھی۔ سی حرفی کا نمائندہ شاعراں ماں نوںؔ، قادر بخشؔ، فتح محمد، ذبیحؔ، زارؔ، سوزؔ، مہجورؔ، راجوروی، مہجور پونچھی تے اسرائیل آثرؔ نمایاں ہیں۔

ے

جسکو سنگ کریئے اُس کے سنگ مریئے وقت نزع توڑی قولوں ہاریئے نہ
فتح محمد کو شعر یوہ عشق آلو میرو گوجرو لفظ بساریئے نہ

خ:

خلق دیکھوں سارو مُلک دیکھوں نظر نہیں آتو وہ چمکار مِناں
ہر روز دیکھوں تھارا راہ بیٹھو،اکھ دُکھ گئی ہیں گن گن بار مِناں
آیا زور اس پونچھ ماں ولی بن کے قسم رب کی نہیں اعتبار مِناں
عبدؔل زور ڈٹھا شکل دار بندا بھُلتونہیں وہ لار کو یار مِناں
عبدؔل پُونچھی

ح

حکم تیرو گھر بار تیرو میری جان قربان بسارئیے نہ
منوں نہ بسار یئے جان گھولی مرتادم توڑی قولوں ہارئیے نہ
جس کوسنگ کریئے اس کے سنگ مریئے دغو دے پردیس ماں مارئیے نہ
نون سدے جے تنا غلام تیری رانجھا آمھیسیں بھانویں چارئیے نہ نوؔن پونچھی

ج

جٹی ہے جھنگ سیالاں کی توں،کھیڑاں نانؔ کے ہے تیروساک ہیرے
جد کُن فیکون کا قول ہوا، تیرے نانؔ ہوا میرا باق ہیرے
کراماً کاتبین دوئے شاہد میرا ہو یو عقد جد روز میثاق ہیرے
فتح محمد ہزارہ تین جھنگ آیو، تائیں سدیو ہوں تیرو چاک ہیرے
فتح محمد درہالوی

ت

تنگ تدکا سٹیاسنگ جد کا سٹیو کھوہ اندر سینے لامتاؔ
ہوئی جان حیران ویران میری لگی ہر اک آنؔ بلا متاؔ
ڈنگا زخم ہو یا کانؔجا ماں کاری لگے نہ کائے دوامتاؔ
قادرِ دل دُکھیا میری جان دکھیا درد کا لجہ گو گیو کھا متاؔ
سائیں قادربخش

ح

حال ملال کو کہوں کس نا بہتا تک کے عیب بسارییے نہ
اپنا نیناں کی قسم ہزار تنا سروں ماریئے تے دلوں ماریئے نہ
ہن کو ہجڑی تک کے کیوں تجّے پہلیں آپ لائیں ہنں باریئے نہ
بار بار زاری میر زارا یکارا نجھا آمھیسیں بھانویں چاریئے نہ

خدا بخش زار

ج

جسم میرو پاکستان بسے روح وطن کی ماہلیاں ماہلیاں ماں
پھرے جان رنجان حیران میری شنگراں اُچیاں خالیاں خالیاں ماں
پھل پھل بوٹے بوٹے دل بسے پتر پتر تے ڈالیاں ڈالیاں ماں
ذبیح رہے خیال ہر حال میرو اپنا دیس کی نالّیاں نالّیاں ماں

ذبیح راجوروی

ش

شام تیں لے کے صبح توڑی ہویو، تج نہ رونّ ہے کم میرو
رہیو چھڑو قلبوت ہے ہڈیاں کو سکو جسم کو ماس تے چم میرو
دے کے واسطو رب کو کہوں تنا ں دیکھ آ کے دم ماں دم میرو
تنا نہیں مہجور پرواہ میری، دس ہوئے کو کہڑانا غم میرو

اسرائیل مہجور

الف

اُجڑ کے ہوئی آباد بستیں، کیا دل ویران آباد کس نے!
جہڑا یار نے منوں بسار چھڑیا، رکھی انھاں کی دلاں ماں یاد کس نے
پچھے کونّ نصیب کی ہاریاں نا، سنّی انھاں کی کوک فریاد کس نے
دردمند کوئے اثر کا درد جانے، دکھیا دِل ات کیا فرشاد کس نے

اسرائیل اثر

و: مولوی غلام رسول ڈوئی

وِچ وچھوڑا کے عمر گزری، دتو تیں نہ کدے دیدار مِناں
عمر گزر گئی ہے مِناں تڑفتا نا، دسی تیں نہ کدے ہُنار مِناں
اُپروں شام نیڑے گھر دُور میرو، رستہ وچ کر گیو لاچار مِناں
کرے عرض غلامؔ اس ذات اگے، نہیں ہور کوئے چارہ کار مِناں

الف:

اُٹھ قاصد لے جا خط میرو، سجناں میراں کے بچ دربار جایئے
تیرا راہ مانھ چن کو خاص ڈیرو، میری طرفوں اک عرض گذار جایئے
کہیئے بیڑی گرداب مانھ ڈول گئی ہے، چُو وصل کو مار کے تار جایئے
کہیئے واسطو حسن حسین کو ہے، پھیرو دیس نظیرؔ کے مار جایئے۔
نذیر احمد نذیرؔ

ج:

جان میری تیرے باجھ چلی سجنا لائی پریت نا توڑیئے نہ
منا دیکھ کو چجی نا تجیئے نہ لارو دے ادھ راہوں منہ موڑیئے نہ
کر کے رحم تے لے سمہال مناں اللہ واسطے رد کے چھوڑیئے نہ
تیرا پیراں کی خاک غلام ہاں ہوں میری تاہنگ امید نا توڑیئے نہ
سید حاکم شاہ قمرؔ

ک

کدتوڑی کوئے ظلم جھلے، کدتک رہوں گوہوں کھڈیاں بن کے
کچرتک جھلّوں ہوں ڈنڈول تیرا، کدتوڑی تیں برھنو سیاں بن کے
کچڑ دو ہلتا ہا سا تیں سر میرے، کچر رہنو میں تیرو بھیاں بن کے
خوابوں جاگ پرواز ہن لو ہوئی، سنگیا پھر نہ ایویں خیال بن کے
لعل حسین پرواز

۳۔ گوجری باراں ماہ

باراں مانہہ بھانویں شاعری کی باقاعدہ صنف نہیں، پراس کے باوجود پنجابی تے گوجری کا اکثر شاعراں نے باراں مانہہ لکھیا ہیں۔ ہئیت کا اعتبار نالں باراں مانہہ کی بحر بیت تے سی حرفی آلّی وھے۔ جس ماں سارا سال ماں محبوب کا ہجر وفراق کی واردات نسوانی کردار کی زبانی بیان کی جائیں۔

قدیم گوجری ماں سب توں پہلاں باراں مانہہ کی مثال مولانا داؤد کا کلام ماں لبھے۔ جہڑی ۱۳۷۷ء کی تحریر ہے تے پھر مولانا افضل پانی پتی نے اپنی مشہور ''بکٹ کہانی'' ماں باراں مانہہ کو استعمال کیو ہے۔ جدید گوجری ادب ماں کیونکہ سب توں پہلاں گوجری لکھاڑیاں کو پہلو قافلو کافی عرصہ پنجابی ماں شاعری کرتو رہیو ہے۔ لہٰذا خدا ہوئی گل یاہ ہے۔ جے جدید گوجری ادب ماں باراں مانہہ کی روایت قدیم گوجری ادب کے بجائے پنجابی وچوں آئی وِی ہے۔

بیہویں صدی ماں پہلا دور کا اکثر شاعراں نے سی حرفی کے نالں نالں باراں مانہہ وِی لکھیا ہیں۔ جد کہ سجرا گوجری ادب ماں (۱۹۵۰ء تیں بعد) نویں نویں صنفاں کی چڑھت نالں باراں مانہہ کو رواج گھٹتاں گھٹتاں ہن تقریباً مک ہی گیو ہے۔ گوجری باراں مانہہ لکھن آلاں ماں، خدا بخش زار، ذبیح، مہجور تے اسرائیل آثر کا ناں نمایاں ہیں۔

اسرائیل آثر تے سرور صحرائی ہوراں نے روایتی باراں مانہہ ماں ہئیت کا اعتبار نالں کجھ تبدیلی تے نواں تجربا کیا ہیں جد کہ موضوع کا اعتبار نالں باراں ماہ کی روایت ہجر وفراق کے چوفیری پھرتی سئی لگے۔

چڑھیو چیت تیرو بھیلو نہیں چیتو، تیری قسم بساکھ بسار یو نہ
جیٹھ، ہاڑ کی دھپاں ماں کھلن دیکھوں، ساون بھادرے وی بوہو مار یونہ
اسواکھ پھر کے کتک کدآوے، کہڑی گھڑی میں کاگ اُڈار یونہ
منگھر، پوہ تے مانہہ ماں رات جاگوں، پھگن زارآیو بوہو مار یونہ

خدابخش زار

چڑھیو چیت تے بھیلو سب چیتو رہی سروں نہ کوئے حواس منّا
وطن یارا حباب تیں دور رہ کے آوے چیت بہار کدراس منّا
صبح شام پردیس کی زندگی ماں کرے ہور بہار اداس منّا
آیو چیت مہجور تے سجنّا کو ہویو دِل ماں سخت احساس منّا

اسرائیل مہجور

جیٹھوں جیٹھ دیور دلوں تنگ دسیں جھلوں طعناں سخت جٹھانیاں کا
کریں روز نناں گھمساں ڈاہڈ وصبح وشام ہیں حال ویرانیاں کا
پچھوں کولں تے ڈھول ناکھول دسوں قصہ سب سربرتی کہانیاں کا
خدا بخش نماں نماں نم ڈوہلوں بیلا یاد کر کے مہربانیاں کا

خدابخش زار

باراں مانہ:

چڑھیو جیٹھ مہینو ہوں سڑوں تتی بھکھیں دھُپ وچھوڑو دلدار کو ہے
موسم گرم فراق کی اگ دوزخ منا دُکھ اُس وچھڑیا یار کو ہے
پہلاں لا پریت فر کیوں بسری ڈٹھو چنگو طریقو یوہ پیار کو ہے
سید حاکم شاہ قمر ہوں سڑوں ہر دم شوق نت تیرا دیدار کو ہے

۴۔ حمد تے نعت

قدیم گوجری مانھ نعت گوئی بارے ڈاکٹر ریاض مجید اپنی کتاب 'اردو میں نعت گوئی' کا صفحہ ۷۰ اپر لکھیں ''اس دور کی سب سے پہلی تصنیف جواب تک دریافت ہوئی وہ فخر الدین نظامی کی مثنوی 'کدم راؤ پدم راؤ' ہے یہ مثنوی ۸۲۵ھ تا ۸۳۸ھ کے زمانے کی ہے۔ اسکے آغاز میں حمد کے بعد نعت ہے۔ اسکے علاوہ علی جیوگام دھنی (متوفی ۹۷۳ھ) کی 'جواہر اسرار اللہ' ہے۔ انکی نعتیہ نظم اسطرح ہے:

آدم آدمی ہور جن سارے، نُور نبی تھے کہتے
بھیس بھرا کر آپ دکھایا ہم تم اوپر بول سود یتے
ڈونگر حیوان ہور نباتات، اے سب نور نبی کا جانوں
احمد محمد نانوں احمد کے دُوجا من منہ کوئے نہ آنوں

اس حوالہ تیں قدیم گوجری ادب مانھ حمد تے نعت کی روایت کا واضح ثبوت لبھیں۔

حالانکہ قدیم گوجری ادب مانھ ویسے وی سب تیں نمایاں رنگ تصوف کو ہی نظر آوے۔

گجر طبعی طور پر سادہ، امن پسند تے خدا پرست لوک ہوئیں، شاید یا ہی وجہ ہے کہ گوجری ادب کا نموناں جتنا مرضی پرانا وھیں۔ اُن ماں خدا پرستی تے تصوف کو رنگ نمایاں ہے۔ بلکہ قدیم گوجری ادب ماں تے عشق حقیقی تقریباً سارا لکھاڑیاں کو پسندیدہ موضوع رہیو، تے یاہ روایت جدید گوجری ادب ماں وی بیہویں صدی کا ادھ توڑی واضح دِسے۔ بے شک شاعری کی صنف بدلتی رہی وھیں کا روبار کا اعتبار نالّ وی گجر زیادہ تر جنگلاں پہاڑاں تے قدرتی نظاراں کے قریب رہنّ کی وجہ تیں شہراں تے مغربی تہذیب کی ذہنی آلودگی تیں دور رہیا ہیں۔ شاید اس وجہ تیں مادّیت اَجاں توڑی گجراں پر یا گوجری ادب پر غالب نہیں آسکی۔ اک ہور وجہ یاہ وِی ہوسکے جے گجر ادبیاں کو تقریباً سارا کو سارو قافلو مسلماناں کو رہیو ہے۔

بھانویں واہ دسویں صدی کی گل وھے یا بیہویں صدی کی اکثر شاعر صوفی شاعر ہویا ہیں۔قدیم گوجری ادب ماں مثنوی کی صورت ماں تصوف کا مسائل بیان ہویا ہیں ات تک کہ گوجری لوک ادب ماں وی خوشی غمی کا مختلف موقعاں پر گایا جانڑ آلا گیت موضوع تے خلوص کا اعتبار نالڑ نعتیہ شمار کیا جاسکیں۔

بیہویں صدی کا شروع کے نالڑ جدید گوجری ادب ماں جہڑی تازہ روح پھوکڑ ہوئی ہے اُس ماں بلا شبہ حضرت بابا جی صاحب لاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو اثر سب توں زیادہ ہے۔اس مواحد تے پابند شریعت صوفی شاعر کی شخصیت تے تعلیمات تے مستفید ہوڑ آلا اکثر گوجری ادیباں کی شاعری کو موضوع عشق حقیقی تے تصوف ہی رہیو ہے بھانویں کجھ شاعراں نے اپنا جذبات کو اظہار مجازا پردہ نالڑ کیوؤ ہے۔

بیہویں صدی کا پہلا نصف ماں ان جذبات کا اظہار واسطے سی حرفی تقریباً سارا شاعراں کی پسندیدہ صنف رہی ہے۔جد کہ نظم کی صورت ماں حمد تے نعت لکھڑ کو رواج سجرا گوجری ادب ماں یعنی ۱۹۵۰ء تیں بعد ہی کی گل ہے۔گجر بھانویں اَج توڑی اکثر کم پڑھیا لکھیا ہیں۔پر خدا تے رسول ﷺ کا ناں پر ہر وقت اپنو سب کجھ قربان کرڑ نا تیار رہیں۔ادب کیونکہ زندگی تے سماج کو ترجمان وھے۔لہٰذا قدرتی طور پر ان جذبات کو چھاملو گوجری ادب ماں قدرتی طور پر نظر آوے۔عشق کی شدت کسے وی پیمانہ نالڑ نہیں مپی جاسکتی تے خاص کر عشق خدا تے عشق رسول ﷺ کا سلسلہ ماں اللہ آپ ہی جانی جانڑ ہے۔ہو سکے کِسے نے دِکھاوا واسطے زیادہ نعت لکھی وھیں تے کِسے کی زندگی بھر کی خلوص نالڑ لکھی وی اک ہی نعت اللہ کے نزدیک مچ ہی پیاری وھے۔بہر حال جدید گوجری کا تقریباً سارا شاعراں نے نعت لکھڑ کی کوشش کی ہیں۔

جِت تک ہوں سمجھ سکیو ہاں کجھ اک نعتاں نا چھوڑ کے باقی ساراں کو زور اک ہی گل پر رہیو ہے ''ربّا لے چل مکہ مدینہ ماں'' تے جتنا وی ذاتی تے صفاتی پہلو ہیں، حضور پاک ﷺ کی زندگی مبارک کا اُنھاں پر ضرورت توں گھٹ لکھڑ ہویو ہے۔تعداد کا لحاظ نالڑ غالباً حسن

دین حسنؔ تے رانا فضل ہوراں نے سب توں زیادہ نعتیہ شعر لکھیا ہیں تے نعتاں کو پہلو مجموعو وی ''گوجری نعت'' کا ناں نال انھاں نے ہی چھاپیو تھو۔ فر اس تیں بعد شائع ہون آلی تمام کتاباں ماں حمد تے نعت شامل ہی رہی ہیں۔ پیش ہیں کجھ اک گوجری نعتاں کا چنڑیا واشعر جنھاں توں گوجری ادب ماں نعت کا رجحان تے معیار کو انداز و کوئے وِی سخن ور لا سکے۔

حمد انور حسین

سارا عالم کو بادشاہ توں ہے حمد لائق بس اے خدا توں ہے
ہم تیری صفت کے بیان کراں ساری صفتاں کی انتہا توں ہے
ہر مصیبت مانھ توں ہی یاد آوے ہر کسے درد کی دوا توں ہے
کول اتنو کہ دل مانھ ہے موجود دور اتنو کہ لاپتا توں ہے
زندگانی ہے اک سفر یارب توں ہی منزل ہے راہنما توں ہے

نعت: قمرؔ راجوروی

اُس ذات پر ہوویں سلام لکھ لکھ، رب نے کیا اُچا اختیار جس کا
شافع امتاں کو، حامی عاصیاں کو، احسان ہیں بے شمار جس کا
جس کا باغ رضوان تے حوض کوثر، جنت باغ تحت الانھار جس کا
جس نا قاب قوسین کو شرف حاصل، درجہ عرش عظیم تیں پار جس کا

نعت:

جمیو نہیں نہ جمے گو کدے جگ ماں نبی پاک جیہو دہور انسان کوئے
ہوئی نہیں نہ ہوے گی ایڈ ہستی اتنی محترم ایڈ ذی شان کوئے
اتنا بڑا اخلاق کو ہور دوجو جمیون کون ہے بچ جہان کوئے
اتنا ظرف کو کون جے دشمناں پر کرے ایڈ عظیم احسان کوئے

حسن دین حسنؔ

نعت:

نبیاں کا سردار نبی میں دُکھیو لاچار نبی
میں گرداہیں ڈُبن لگو لاؤ بیڑو پار نبی

سروری کسانہ

چڑھتل چنان چانن چانن لایا سارے
لاٹ سچی لو روشن روشن روشن عرش منارے
کفر کی بند مٹھی ماں گیٹپس کلمو پڑھتی بولیں
لاج غریباں کی رکھ چھوڑی رب نے صدقے تھارے

رانا فضل حسین

ہوں نظر کرم کی بھیکھ لیوں ذَری پردہ نا سرکا چھوڑو
میر آس امید کا حیلہ ہیں کتے ہنے بنے لا چھوڑو
ہر قول تھارا کو قائل ہوں میرو صدق یقین قرآن آقا
یوہ درس ہدایت تھارو ہے میرو سچو دین ایمان آقا

منشا خاکی

لے جاتا کدے منّاں حالات مدینہ ماں
ہوں وی تے گذار آتو ایک رات مدینہ ماں
روضہ کی جالی نا اکھاں سنگ لا آتو
اپنی وِی بدل جاتی اوقات مدینہ ماں

فاروق انوار

۵۔گوجری نظم

گجراں ماں سیاسی بیداری آنْ کے نالْ ہی سماجی ظلم تے زیادتیاں کے خلاف آواز بلند ہونْی شروع ہوگئی تھی کیونکہ اس ویلاْ کا اکثر لکھاڑی پہلاں پنجابی ماں لکھیں تھا اس واسطے اِن انقلابی جذبات کو اظہار وی پنجابی ماں شروع ہو یو جس کی پہلی مثال مولانا مہرالدین قمرؔ راجوروی کا وہ منظوم خط ہیں جن ماں انھاں نے اپنی قوم کی حالت حضرت میاں نظام الدین لاروی کے باندے رکھی تے اُنھاں نا قوم کی مہار پکڑن کی دعوت دِتی۔

اُن توں بعد آنْ آلاں نے اپنا جذبات کو اظہار سدھو گوجری ماں کیو ہے ظلم تے شاید انسان کو ازلی تے ابدی سنگی ہے۔اس گلوں ہر دور کا شاعراں نے اپنْی نظماں ماں انقلابی جذبات ظاہر کیا ہیں۔گوجری کی اکثر نظم انقلابی ہیں، جدکہ دوجا مو موضوعات پر وِی خاطر خواہ نظم لکھی گئی ہیں۔لیکن چنداک جذباتی نظماں نا چھوڑ کے باقی نظم نا گوجری ماں اتنی زیادہ مقبولیت نہیں مل سکی جتنی سی حرفی توں کیت تے غزل نا حاصل ہوئی ہے۔گوجری نظم لکھنْ آلاں ماں علم دین بن باسی، مہجور راجوروی، مہجور پونچھی، رانا فضل حسین، خدا بخش زارؔ، اقبال عظیم، نسیم پونچھی، فضل مشتاق، نور محمد نورؔ تے خادم حسین قمرؔ قابل ذکر ہیں۔

نظم:

بزدلی نا چھوڑ غیور یاں ماں اے قوم میر ناگوار اٹھو
نکلو وچہ میدان جوان جنگی لے کے نواں نواں ہتھیار اٹھو
ویوسٹ لباس جہالتاں کا برجس پہن کے مچھ پلیار اٹھو
چھوڑ دیکھ قرض اُن سودیاں کو تم آپ ہو کے شاہوکار اٹھو

مہجورؔ پونچھی

نظم ا: قمر راجوروی

ہم گُوجر گُجراتوں آیا، گذر کراں شاہانی
شاہی چتر چوہان کھشتری، مہاری بڑی نشانی
متھرو تے اجمیر، بدایوں میرٹھ تے ریواڑی
ان تھاہیاں کا بڑا بڈیرا، تھا سارا دریانی
تاج تخت کا مالک تھا کل، جہڑا راج دُلارا
اج نحوست ان کو حصو، رسوائی عریانی

مہجور راجوروی

مشرق جاگیو، مغرب جاگیو، جاگیو کُل جہان
جاگیو ہر اک قوم قبیلو، جاگیو ہر انسان
توں وِی قوم کیا فرزندا اپنو آپ سیانْ

اقبال عظیم

میری اکھ ہمیشاں دیکھیں تیری یاہ بربادی
دِھی کی قیمت پوت کی کھٹی سب کھڑ پینچ نے کھاہدی
تیری اس دنیا ماں توں دس کے شادی نا شادی
قرضو اپنّی جاماں رہیو، سود نے عمر کھاہدی

''گجرانی''، سکندر حیات طارق

چہرو چن تے چانْنی ہا سادند چمکتا تارا
تن مکھنْ من دوھلو دوھلو چال لشکتا آرا
دِل دلیر شیرتی ہاروں پھرے یاہ ماہلی ماھلی
بول رسیا کوئل ہاروں متک چکوراں آلی

۶۔ گوجری گیت

گوجری لوک ادب کو اکثر حصو لوک گیتاں کو ہے۔ تعداد تے مٹھاس کا لحاظ نالؔ پنجابی توں بعد گوجری لوک گیتاں کو ہی نمبر آوے۔ جنھاں نے موجودہ تحریری ادب توں پہلاں سینہبا سینہ صدیاں توڑی دلاں پر حکمرانی کی ہے۔ شاید یا ہی وجہ ہے کہ موجودہ صدی ماں تحریری ادب کو شروعات ماں سی حرفی توں بعد گیت ہی شامل ہویا ہیں۔ تے شروع ماں لکھیا جانؔ آلاؔ اکثر گوجری گیت، گوجری لوک گیتاں کی طرز پر ہیں۔ مثلاً ماہیا، قینچی، درشی وغیرہ، پھر آہستہ آہستہ گیت کاراں نے نویں نویں طرزاں پر وی لکھنؔو شروع کیو تے اَج گوجری گیتاں کو کافی خزانو موجود ہے۔ جہڑو صدا بند تے تحریری صورت ماں ریڈیو اسٹیشناں تے کلچرل اکیڈیمی کی کتاباں ماں موجود ہے۔ اس توں علاوہ اَج توڑی نجی طور پر وِی جتنی کتاب گوجری ماں چھاپی گئی ہیں اُن ماں تقریباً سب ماں گیت وی شامل ہیں۔

بیہویں صدی کا لکھاڑیاں ماں جنھاں نے گوجری گیت لکھیا ہیں۔ یا گیت لکھن کو حق ادا کیو ہے اُن ماں اسرائیل آثرؔ، نسیم پونچھی، رانا افضل حسین، اقبال عظیمؔ، مہجورؔ پونچھی سروری کسانہ، فیض کسانہ تے کشن سمیل پوری شامل ہیں۔ دوجی نسل کا لکھاڑیاں ماں مختار الدین تبسم، منیر حسین چوہدری، ابرار احمد ظفر، چوہدری شاہ محمد شاہباز تے رانا غلام سرسر نے خوبصورت گیت لکھیا ہیں۔ مثال کا طور پر کجھ اِک گوجری گیتاں کا مکھڑا شامل ہیں جن توں گوجری گیتاں کی خوبصورتی تے مٹھاس کو انداز وہو سکے۔

اتر پہاڑوں آیئے تو یئے
منوں درد سنایئے تو یئے

سروریؔ کسانہ

اَج کرمناں دُکھیار میرو ماہی چلیو
اُٹھ چلیو میرو یار میرو ماہی چلیو

مہجور پونچھی

اَج نہیں ہے قرار منّاں دکھ گیا ہیں مار منّاں
کیو گیو ہے بسار منّاں پردیسیا مل جایئے

مہجور راجوروی

خوشیاں نا چھوڑ کے تے سکھ نا بسار کے پیار تیرو جتیو میں زندگی نا ہار کے
کالجہ کا لعل میرا اتھروں نہ تولیئے کالیئے کوئلے توں اُڈ اڈ بولیئے

اسرائیل آثر

ٹرچلیو تھوغم لا کے: فرحال وِی نہیں پچھیو پردیسیا تیں آ کے
کوٹھا پرداناں تھا، چنگی بھلی جندڑی نا یہ روگ نہیں لاناں تھا

اقبال عظیم

گیت (ماہیو): (سوز ہزاروی)

چنا لکڑی نا چیر آ کے: سجناں کی یاد آویں، لگیں سینہ مانھ تیر آ کے۔

گیت: مُخلص وجدانی

اج سجن مِلیو تلاں ملاں ہوں مِٹ نہیں سکتی پلاں مانھ
دل لے گیو گلاں گلاں مانھ اس سینہ ز و ر نا کے کہیئے
اس د ل کا چو ر نا کہ کہیئے

گیت: کنگھی پھیروں تے دُکھیں میرا بال نی مائے
اماں ہوویں تے پھیریں درداں نال نی مائے

فیض کسانہ

۷۔ گوجری غزل

گوجری غزل کی تاریخ نظم تیں خاصی مختصر ہے تے اکثر گوجری غزل ۱۹۶۵ءتوں بعد کی پیداوار ہیں۔ گوجری ماں غزل کو رواج کڈھن آلاں ماں اسرائیل اثر صابر آفاقی، اقبال عظیم تے رانا فضل حسین موہرے سئی لگیں۔ سجرا گوجری ادب ماں غزل سب توں زیادہ لکھی جان آلی تے ترقی یافتہ صنف ہے۔ تے نالں ہی اردو ہاروں غزل گوجری شاعری کی وی جان ہے۔ میرا نیس کا دور مانھ غزل بھاویں 'کنگھی چوٹی کا ذکر تک محدود ہوئے' پراج گوجری غزل ماں تغزل توں ہٹ کے وِی نواں نواں موضوع شامل ہو گیا ہیں تے معیار تے تخیل کا اعتبا نالں گوجری غزل اردو کے نالں مونڈھو جوڑن کی صلاحیت رکھے۔ تے اِک چنگو شگون یوہ ہے جے گوجری غزل نے شروعات اُس حقیقت پسندی کا مقام تیں کی ہے جت اردو غزل صدیاں توڑی میخانہ ماں دربدر ہون تیں بعد پہچی ہے۔

پہلا پُورکا غزل لکھن آلاں ماں مولانا ذبیح راجوروی، میاں نظام الدین لاروی، تے اثر شامل ہیں پر حقیقت یاہ ہے جے انھاں وچوں صرف اسرائیل اثر ہوراں نے باقاعدہ غزل لکھی ہیں جد کہ باقی ساراں نے محض طبع آزمائی واسطے اکا دکا غزل لکھی ہیں۔

گوجری غزل لکھن آلاں کا دوجا پور کی اگوائی اقبال عظیم، ڈاکٹر صابر آفاقی تے رانا فضل حسین کرتا سئی لگیں جن کی پیروی کریں نسیم پونچھی، مخلص وجدانی، اشتیاق شوق، سرور صحرائی، منیر چودھری، غنی عارف، خوشدیو مینی، ابرار ظفر، صابر مرزا، منشا خاکی، انور حسین انور تے امین بانہالی۔

گوجری کا نواں لکھاڑیاں وچوں، مخلص وجدانی کیطرح ڈاکٹر رفیق انجم کی غزل کو اسلوب کئی نواں لکھن آلاں پر غالب سئی لگے جن ماں نور محمد مجروح، خاقان سجاد، جان محمد حکیم، جاوید راہی یونس ربانی تے ریاض صابر، غزل کا پیارا شاعر ہیں۔ گوجری غزل کا معیار

تے مزاج نا سمجھن واسطے اقبال عظیم، مخلص وجدانی، کے ڈی مینی تے منشا خا کی کا کلام کو مطالعو ضروری تے مناسب لگے۔ ساراں کا ناں گنوانا ممکن وی نہیں تے ضروری وی۔ کجھ ایک شعر نمونا کا طور پر درج ہیں۔ جنھاں تیں گوجری غزل کا موضوعات کی وسعت تغزل تے تخیل کی بلندی کو انداز و بخوبی ہو سکے۔

ے وہ پتھر وی دھویئے تے بیلا وی چمیئے،
تتا تھائیں سجنّا کی جِت جِت نشانی (آثر)

فن کی جڑماں ٹیپو ٹیپو خون چوانو پوئے گو

آپے جہڑو ڈیو اس نے بیڑو دتو تار غزل گو — صابر آفاقی

تیرا خیال نے جے ہیسایو تے ہس پیئو

ہوں اپنّی بے بسی ناغماں نابسار کے — اقبال عظیم

اپنا نے تیرے نالّ جو کیو بروکیو

کچا گھڑانا فرتیریں ہتھیں تھما گیا — نسیم پونچھی

سام سمیٹ بھیلٹ رکھی تھی ایویں اک بے گانی شے

میرو ہی دل تھو ہور کسے گو چیز پرائی ہار گیو — رانا فضل حسین

غم وِی آنویں رات گذارن

دینہہ نا ہوجائیں اکو اک — مخلص وجدانی

جس نے چھپا کے رکھیا تھا اج تک گھراں کا راز

رشتاں کی واہ قمیض وی ہن لیر لیر تھی — احمد شناس

تاہنگ ملنؔ کی ہر دم سجریں شوقؔ تخلص میرو

قول اپنا تیں جدوی ہٹیو رکھیئے ناں بٹا کے اشتیاق شوقؔ

تیرو ظلمی دوس نہ کوئے دنیا تنا سچو جانے

تیرا عیب قصور وی آخر میرے کھاتے پینا ہیں ابرار ظفرؔ

میرو کم ہے دعا کرنی دلوں لے کے زباں توڑی

آخر گل تیں لاہنی پے گئی

ہوں اُس پاٹی لپر نار نو منشاء خاکی

میرو کم ہے دعا کرنی دلوں لے کے زباں توڑی

نکل کے میرا ہوٹھاں تیں دعا جانے خدا جانے ڈاکٹر رفیق انجم

میں کے دینو اتھرواں کا ہار نِرا

تکیا پُٹھی کھل لہاتا تیرے ناں جان محمد حکیمؔ

چیر سمندر دھرتی بندو چن مریخ اُلاہنگ گیو

آثر دماغاں کی یاہ قیمت دل نا کر کنگال گئی۔

ق: مُخلص وجدانی

دھرتی لگتا ڈِٹھا لوک ہائے کیسا کیسا لوک

دُنیا کی ہر حالت ڈِٹھی مِلتا لوک بچھڑتا لوک

۸۔ گوجری طنز و مزاح

گوجری شاعری ماں طنز و مزاح کی شروعات غالباً اسرائیل مہجور نالں وھے۔ جنھاں نے سماجی نا انصافیاں کے خلاف قلمی جہاد مزاحیہ نظماں کی صورت ماں کیو ہے۔ انھاں تیں بعد اس میدان ماں نور محمد نورؔ، نذیر احمد نذیرؔ، فضل مشتاق، اشتیاق احمد شوقؔ، تاج الدین تاجؔ، خادم حسین قمرؔ تے منشی خان کسانہ نے کامیاب تخلیق گوجری ادب کے حوالے کی ہیں۔ ان ساراں کا کلام کا حوالا دین تین پہلاں یوہ اعتراف وی کرتو چلوں کہ مزاحیہ شاعری ماں سب توں زیادہ کلام نور محمد نورؔ کو ہے تے اُن تیں بعد تاج الدین تاجؔ، فضل مشتاق تے نذیر احمد نذیرؔ کو نمبر آوے۔ بابو نور محمد نور نے اپنی صلاحیت کو اظہار اپنا تحریر کردہ ڈراماں ماں وی بخوبی کیو تے اکثر ڈراماں مزاحیہ عنصر کی وجہ تیں کامیاب رہیا ہیں۔ گوجری ماں مزاحیہ شاعری کا کجھ اک نمونا حاضر خدمت ہیں۔ جنھاں تے گوجری ماں مزاح کی روایت تے معیار کو انداز و ہو سکے۔

نظم: ''سید ہووے یا سید کو بال ہووے''

دوھتاں پوتاں کی لگے نہ تھوڑ منا کسے چیز کو کدے نہ کال ہووے
لگے کنڈ نہ عمر مانھ کدے میری، تیری مدد امداد جے نال ہووے
میری مہبیس تے گاں تے گھر کُلو، دھی پُوت وی تیرو ہی مال ہووے
تیری داڑھی تیں جاؤں قُربان پیرا، اُٹھتاں بیستاں تیرو خیال ہووے
ہتھیں بدھیں رہوں کھلوہوں پیرا گے، برہیا ہووے تے بھاویں سیال ہووے
شیرنی پیراں گی دیوں ہوں گھر لے کے، تنگی ہووے یا وقت خوشحال ہووے
رکھوں جمعہ کو دُدھ ہمیش سُچو، انھاں گلاں کو ڈاہڈو خیال ہووے
دیوں یار ہویں، چن تیں چن مانھ ہوں سید ہووے یا سید کو بال ہووے

مہجور راجوروی

نظم: ''پیرا تیریں گل پتھر پر لیک''

ہنڈُو پالیو تیرے ہی واسطے میں، دِن رات ہے تیری اُڈیک پیرا
تیرا گٹاں تعویزاں تے باتیاں تیں، میرا کم تے کاج ہیں ٹھیک پیرا
شِرنی واسطے کر نہ فِکر کائے، مال دیوں گو کھِد تے شیک پیرا
لگیں تیریں دُعا، بد دُعا ڈاڈھیں تیریں گل ہیں پتھر پر لیک پیرا

مہجور راجوروی

نظم: 'اَج کو دور'

کہیں اَج کل بڑی ترقی ہے، ہر پاسے دھکو دھکی ہے
خاوند بھانویں لکھ پتی ہے بیوی کی نظر ماں شکی ہے
اس دور نے آخر نہیں رہنّو
کجھ اس تیں اگے نہیں کہنّو

کجھ حاکم کجھ سردار ہویا کجھ خاصا ٹبردار ہویا
کجھ پڑھ لکھ خبردار ہویا کجھ قوم کا ٹھیکیدار ہویا
اس دور نے آخر نہیں رہنّو
کجھ اس تیں اگے نہیں کہنّو

بابُو نور محمد نوؔر

بچیا عمر ساری کسے نے کدر رہنّو، میری چار نصیحت بھلائیے نہ
دیکھیئے ماسٹر تنا کدے ٹھگ نہ لیں اک تے نیڑے سکول کے جائیے نہ
دوجے مقدم نا نہ ناراض کریئے، تیجے پنٹ پتلون پھسائیے نہ
چوتھی چیز کو ناں نہیں یاد مرنو، اپر گل ماں واہ لٹکائیے نہ

نذیر احمد نذؔیر

گوجری شاعری کی پچھان: درد

اَتھرواں ناچھے کوئے دسوکتوں آنویں تم
کڈھ کے رَت کلیجہ بچوں پانی کیوں بناویں تم

میاں نظام الدین لارویؒ

انسان کائینات کی واحد مخلوق ہے جس نا خدا نے اظہار کی قوت بخشی ہے۔ تے اظہار واسطے یا اپنا جذبات تے احساس نا دو جاں تک پہچاںٕ واسطے زبان کو سہارو ضروری ہے۔ اپنو مطلب دوجاں پر ظاہر کرنو تے اوکھو نہیں، کئی طرح نالں ہو سکے پر اپنا مدعا نا سوہج تے سچ نالں بیان کرنو شاعری ہے، شاعری ماں لوازمات کی ضرورت بعد کی گل ہے۔ پر شاعری کی روح سوہج تے سونہپ ہے۔ شاعری دل توں نکلے لہٰذا دلاں پر اثر کرے۔ یا ہی وجہ ہے کہ صوفیائے نے وِی شاعری کو سہارو لیّو۔

انسان کا وجود ماں آنں کے نالں ہی خالق کائینات کی سب توں بڑی سچائی خدا کی اپنی ذات ہے۔ اس بڑی سچائی کی تلاش ماں انسان-خصوصاً حسّاس ذہن آلا انسان کی بے شمار ہور سچائیاں نالں ملاقات ہوئے۔ جن ماں اک سچائی کو ناں درد ہے۔ دوجاں لفظاں ماں اگر کوئے فرصت نالں اَن بزرگاں کی زندگی کا واقعات پرھے جنھاں نے اس عظیم سچائی کی تلاش ماں پوری پوری عمر لائیں تاں پتو لگے کہ اِن کی زندگی ماں درد کو پہلو کتنو نمایاں تھو۔ یوں لگے کہ دردتوں بغیر کسے نا خدائی راز کی بھوم نہیں ہوئی۔ میرے نزیدک ابدی سچائی واسطے درد ضروری ہے۔ تے درد واسطے عشق۔ یوہ وہ زادِ سفر ہے جس توں بغیر ان منزلاں کا پینڈا طے نہیں ہوتا تے اس دولت توں بغیر ساراں نا سکے نہ کسے پڑا پر لاہنی کرنی پئی۔ ہوں دراصل یا

کہنا چاہوں تھو جے ''درد'' محض ترے حرفاں آلو اک لفظ نہیں بلکہ کائینات کی اک بری سچائی کوناں ہے۔علامہ اقبال کہیں:

درد دِل کے واسطے پیدا کی اانسان کو

گویا ان کے نزدیک درد دِل ہی مقصد حیات کو درجو رکھے ہوں تے کہوں گو کہ درد توں بغیر شاعری ممکن ہی نہیں۔یا شاعری تے درد لازم وملزوم وھیں۔میر نظر ماں ''درد'' خدا کو انسان واسطے اک خوبصورت تحفو ہے۔جہڑو ہر کسے نا نصیب نہیں ہوتو اور قدرت کو اصول ہے کہ خوبصورت چیز پردہ ماں ہی چنگی لگے۔لہٰذا درد کو اظہار وِی اتنو پردہ داری نالں ہونو لوڑیئے تانجے خوبصورتی برقرار رہ سکے۔

شاعری ماں درد کی تلاش توں منّاں یوہ سئی لگے جس طرح کوئے کہہ ''سمندر ماں پانی کی تلاش'' فروی درد کی لذّت محسوس کرنں واسطے منّاں بہانو لبھ گیو ہے۔ ہوں یا ہی سوچوں لگو کہ درد کی تلاش سمندر ماں موتیاں کی تلاش ہاروں وھے اسے بہانے ہوں گھڑی کی گھڑی اس مشینی دور وچوں پاسے ہٹ کے خدا پرستاں کا عجائب گھر کی سیروی کر لیوں گو۔ گوجری شاعری ماں درد کی تلاش توں پہلاں ہوں گوجری زبان تے شاعری کو مختصر جیوذ کروی ضروری سمجھوں ہاں۔

گوجری زبان نے بری اوکھت دیکھی ہیں۔ تے بڑو لموں پینڈو طے کیو ہے۔ بارھویں صدی کی گل ہے جے گوجری زبان بالکل موجودہ دور کی طرح بولی لکھی تے چھاپی جائے تھی۔اس زمانہ ماں اس زبان ماں شاعری وی وہئی تے اس نا فخر کے نالں گوجری کوناں دِتو۔فر گوجری لغات وی مرتب ہوئی تھی۔ پر اس زبان کی چڑھتی جوانی تا خبرے کس کی نظر لگ گئی تے یاہ چنگی بھلی نروئی زبان صدیاں توڑی زمانہ کا جھڑیاں چھپ گئی۔اس تاریکی کا دور ماں اس نالں کے کے ظلم ہو یا کس حد تک حلیو بگاڑیو۔کتنا ناں بدلایا۔اللہ ہی جانڑے۔ پر ایک معجزہ کا طور پر خدا نے یاہ زبان صدیاں توں بعد پر بتاں تے جنگلاں کی جھولی ماں دوبارہ

اپنی اصل حالت ماں آن باندے کی ۔ یاہ کتنی حیرانگی کی مگر دلچسپ گل ہے کہ اَج کی گوجری زبان بارھویں صدی کی گوجری نان اتنی ملے کہ یوں لگے کہ یاہ ایہ پرسوں کی گل ہے۔ جد شاہ باجن دکن ماں گوجری شاعری کرے تھو یا امین گجراتی نے مساں ہی کدے ''یوسف زلیخا'' لکھی ہوئے۔

جدید گوجری شاعری کا قدماں کا نشان موجودہ صدی کا شروع کے نیڑے تیڑے لبھیں، گوجری شاعری کا پہلاں قافلہ نے اپنو سفر پنجابی شاعری توں شروع کیو تے اِن وچوں تقریباً ساراں کا سارا کسے طرح بابا جی صاحب لاروی تیں ضرور فیضیاب ہویا۔ انھاں شاعراں ماں عبدل پونچھی، سائیں قادر بخش، خدا بخش زآر، شمس الدین مہجور، میاں نظام الدین لارویؒ، مولوی مہر الدین قمر، مولانا اسماعیل ذبیح، اسرائیل مہجور، راجوروی شامل ہیں۔ بکہ گوجری ماں خالص گوجری شاعری کرن آلا پہلا شاعر کو ناں مہر علی نون پونچھی تھو۔

رانجھا آ مہیسیں بھانویں چاریئے نہ

گوجری شاعری کا دو جا پور ماں اسرائیل آثر، رانا فضل راجوروی، اقبال عظیم، مخلص وجدانی، صابر آفاقی، غلام حسین اظہر، سرور صحرائی، نسیم پونچھی تے یوسف حسن جساناں آنویں۔

اِس مضمون یعنی ''گوجری ماں درد کی شاعری'' ماں ہوں جس گوجری شاعری کا حوالا دیوں، وہ یہ کتابی شکل ماں چھپی وی یا مقالاں کی صورت ماں موجود شاعری تک محدود ہیں۔ یعنی اس ماں صرف موجودہ صدی ماں سامنے آن آلی گوجری شاعری کو ذکر موجود ہے۔ ساران شاعراں کا ناں گنوانا لے تے ساری شاعری کو احاطو ممکن وی نہیں۔ تے مطلوب وی حوالہ ماں کدے کسے کی شاعری کو ذکر نہ آوے تے اس کو مطلب ہرگز یوہ نہیں کہ ان شاعراں تیں علاوہ ہور کسے شاعری ماں درد ہے ہی نہیں۔ درد کی کئی قسم وھیں میں کوشش کی ہے جے ہر قسم کا درد کی نمائش مثال پیش کی جائیں۔

بغور مطالعہ توں سئی وھے کہ اگر فارسی شاعری اخلاقیات کی شاعری ہے تاں گوجری نابجا طور پر درد کی شاعری کہیو جا سکے، اس کو احساس اُسے شخص نا ہو سکے جہڑو شاعری ماں ''درد'' کی تلاش کے بجائے ''بین السطور'' دردنا محسوس کرنْ کی صلاحیت رکھتو وھے۔

موجودہ صدی ماں تخلیق ہونْ آلّا اَدب کو زیادہ حصو شاعری کو ہے۔ بلکہ سچی تے اپنّی جا کی گل ہے کہ گوجری ماں نثری ادب آٹے پاسے کسے نے خلوص نالْ دھیان ہی نہیں دتو، تے اس ویلّا تک وِی نثری ادب کی کائے کتاب لوڑیاں نہیں لبھتی، جد کہ گوجری ماں چھپنْ آلّی ساری کی ساریں کتاب شاعری کی ہیں۔ بھانویں تعداد گھٹ ہی ہے پر شاعری کا معیار پر کسے وِی شریک نا گل کرنْ کو بہانو نہیں لبھتو، یاہ گل گوجری ادب واسطے بڈیار کی گل ہے گوجری ناخدا نے رانا فضل تے اقبال عظیم جیا سپوت بخشیا ہیں۔

مدت رہیں گی یاد یہ باتیں ہماریاں

گوجری شاعری کی گل کرتاں اُن صنفاں کو تجزیو وی ضروری ہے جن ماں اَج تک گوجری ماں شاعری ہوئی ہے جس طرح میں پہلاں وِی ذکر کیو ہے جے گوجری شاعری کو آغاز پنجابی شاعراں نے کیو۔ لہٰذا گوجری شاعری ماں داخل ہونْ آلّی پہلی صنف سی حرفی تھی۔ بلکہ خدا ہوئی گل تے یاہ ہے کہ سی حرفی ماں گوجری زبان کی ادبیّت کو جہڑو مواد ہے یا جتنو اظہار کی آزادی کو سوال ہے۔ سی حرفی کی ریس پر صرف گوجری غزل کو حوالو دِتو جا سکے۔ باقی کائے وِی صنف اس درجہ تک پہنچ سکی۔ عوامی مقبولیت اَج وی سی حرفی نا زیادہ ہے مناں یاد آوے جد ہوں سمھالْ ماں آیو تے سب توں پہلاں جہڑی شاعری میرے کنیں پئی۔ وہ ذبیح صاحب کا بیت تھا۔

ج جسم میرو پاکستان بسے روح وطن کی ماہلیاں ماہلیاں ماں
پھرے جان انجان حیران میری شنگراں اُچیاں خالیاں خالیاں ماں
پھُل پھُل بوٹے بوٹے دِل بسے پتر پتر تے ڈالیاں ڈالیاں ماں
ذبیح رہے خیال ہر حال میرو اپنا وطن کی نالیاں نالیاں ماں
تے اِن کے نال جہڑو ناں منّا سئی ہو یو وہ سائیں قادر بخش کو تھو۔

ہن سی حرفی لکھن آلاں کا کھنڈ پھُٹ جان تھک جان یا منہ کو سواد بدل جان کی وجہ تیں اِس ویلے گوجری غزل سی حرفی تین چار قدم اگر یڑے سئی لگے۔ تے تیجو مقام گوجری گیتاں کو ہے۔ جہڑا تعداد کا لحاظ نال وِی دو جی صنفاں توں اگے ہیں۔ تے روانی تے چاشنی کا لحاظ نال وِی۔ نسیم پونچھی تے اسرائیل اثر کا مچ سارا گیتاں نا مچ سارا لوک لوک گیت سمجھیں۔ اس تیں بڑی داد کے ہو سکے۔ گیتاں ماں درد کو اظہار بڑی خوبصورتی نال ہو یو ہے۔ بلکہ گیت تے وہی لکھاڑی لکھ سکے جہڑو ہاساں تے رواساں کا ڈنگا راز جانھو ہوئے۔ تے نال ہی جس ناز روتاں روتاں ہسن کو بچ آتو ہے صرف ہاسانا، صرف جھنک لین نا، صرف تک بندی نا گیت نہیں کہتا۔

گیتاں توں بعد مقام ہے گوجری نظماں کو جن ماں وطن کو تے سماجی ناانصافیاں کو غم زیادہ نمایاں لبھے۔ گوجری ماں قصیدار، رباعیں تے مرثیاں کو رواج گھٹ ہے۔ تے وہی مثنوی کسے نے لکھن کی کوشش ہے۔ درد انسان کو ازلی تے ابدی سنگی ہے۔ بلکہ منّاں تے یوں سئی لگے کہ انسان کا حصہ کو درد پہلاں مقدر ماں لکھن وھے، تے روزی بعد ماں پیدا ہون تیں پہلاں شروع ہون آلا درد موت کے نال وی نہیں لگتا۔ ہاں رنگ ضرور بدلتا ہیں۔

؎ خوشیاں نالے کے نہیں غم اپنو دیتو
یاہ تن کی کہانی وہ دِل کو فانو (اثر)

گوجری سی حرفی ماں اکثر عشق کا مضمون ہیں۔ جہڑو اکثر سی حرفیاں ماں مجازی رنگ، ماں رنگیوڑسئی لگے۔ پر غور کروتاں تصوّف تے حقیقی عشق چھل مارتو سئی لگے۔ سی حرفی تے باراں ماہنہ کا مضمون عشق، محبت، پیار کا بہانہ نالّ محبوب نا مخاطب کریں۔ اور شاعر اپنا آپ نانسوانی کرداریاں پیش کر کے جہڑا ہاڑاتے روہڑیا کرے۔ سُنن آلاں کا اتھرواں کی نہر کڈھ لیاوے۔ سی حرفی ماں باندے آن آلو درد ہجر تے جدائی کو درد ہے۔ یاہ جدائی محبوب نالّ وھے۔ مرشد نالّ یا وطنوں بے وطن ہونّ کو غم۔

ط طرف تھاری لکھیا خط کتنا تم نے دِتو پر کدے جواب کوئی نہ
انتظار ماں دن تے رات گذریں اس کے جیہووی ہور عذاب کوئی نہ
تم نا سکھ آرام ہزار بھانویں میراں دُکھاں کی حد حساب کوئی نہ
لطف نہیں مہجور کوئے زندگی کو ہویں نالّ جے یارا حباب کوئی نہ مہجور

ج جان میری تیں کیوں ساڑھ سٹی ساڑو گھل مناں کت جائے گوتوں
گنوں روز تیرا جا کے بیس رہیو، مناں دس جایئے کد آئے گوتوں
اتنا دکھاں جوگی نہیں تھی جان میری خبر کے تھی کالجو کھائے گوتوں
نونّ نہ غلام ناسٹ جایئے، مرجاؤں گی تے پچھتائے گوتوں نون پونچھی

س سار نہ دِلاں کی میت جانے کتنا پریت کا روگ وِی روگیا میں
ڈبتی خوشی کیں باورا دھڑک جھلیں، اجڑی رت کا سوگ وی سوگیا میں
غم نم بھگھم جدائیاں کا درد سوز کا بھوگ وی بھوگیا میں
آثر بس وصال کی چس خالی بنارس کے پھوگ وی پھوگیا میں اسرائیل آثر

ذبیح صاحب اک جگہ لکھیں۔

دُکھیا دلاں نا کیوں دکھائے ایویں ہم نا کرے اُداس بے حال وائے
اَکے وطن کی گل سنا کائے مھارا درد کی بن بھیاں وائے

خدا بخش زار باراں مانہہ ماں کجھ اس طرح درد سمیٹیں۔

چڑھیو چیت چو ہیں پاسیں ڈھونڈ تیری، بسا کھ بستیاں تے جیٹھ جنگلاں ماں
ہاڑ ساون تے بھادرے محفلاں ماں، جلساں میٹنگاں نالے دنگلاں ماں
اَسو، کتک تے منگھر ماں مرکی نہیں جان اندام کر نگلاں ماں
پوہ، مانہہ، پھگن آکے زار نکلے، پھاتی جان ہے ہجر کی سنگلاں ماں

ح حال تیں ہوں بے حال ہوئی، دیکھوں راہ تیرا صبح شام رانجھا
قلب طلب اندر پریشان تڑفے تیرے باہج ہیں نیند حرام رانجھا
نت تیری جدائی کا سل سینے، دسے جگ اندھیر تمام رانجھا
فتح محمد اقرار توں ہارسوں نہیں، گولی نت تیری بے دام رانجھا

فتح محمد درہالوی

ح حکم تیرو گھر بار تیرو میری جان قربان بساریئے نہ
چیتو نہ بساریئے جان گھولی مرتادم توڑی قولوں ہاریئے نہ
جس کو سنگ کریئے اس کے سنگ مریئے ذغو دے پردیس ماں ماریئے نہ
نون سدھے جے تنا غلام تیری آچل مہیس بھانویں چاریئے نہ

نون پونچھی

گوجری غزل کا نمائنداں ماں رانا فضل حسین، اقبال عظیم، صابر آفاقی، مخلص وجدانی تے اسرائیل آثر قابل ذکر ہیں۔ جہڑا غزل کی ساری رمزاں کی بھوم رکھیں غزل ماں تے خاص کر جدید غزل ماں بے شمار مضموں آ گیا ہیں۔ لہٰذا درداں واسطے وِی مچ سارا دروازہ

کھل گیا ہیں۔آؤ نیس کی نیس غزلاں کا کجھ شعر دیکھاں:

ے منّا ڈیرو چاتاں تھوڑی دیر لگی
یاد رکھوں تھو آس ملن کو چھوڑوں تھو — عظیم

ے ترس کھائے گو اوڑک اِک دھیاڑے
یوہ ظالم آسمان، پر ہوں نہیں ہوسوں — صابر آفاقی

ے ویہ پتھر وی دھوئیے تے بیلاوی جمیئے
تتّاں تھائیں سجنّا کی جت جت نشانی — آثر

ے گوریا چٹیا چاندی چناں ڈاہڈیا باٹیا پتھرا
رٹھیاں چانیاں کے بٹے پیس منا کے تھایو — رانا فضل

ے سحرگی کی آس لے جا آساں کی شام دے جا
اُڈتا وا اووے پنچھی شاید تو مڑ نہیں آسیں — آثر

ے زندگی کٹ گئی ہے کسے کی اڈیک ماں
کتنا اک رہ گیا ہیں روز ہن عذاب کا — عارف

ے ٹٹ پوئے آسمان ہی بھانویں ایسو وی ہوں سوچوں تھو
اَج اِس پیار کا ٹُٹا بُت پر چن کی لؤ وی بھاری ہے — شوق

ے ست سمندر پی جائیں گا نیں میرا
یار نبھا میرو جگر اتو رات کی رات — اقبال عظیم

ے اَٹھرواں کی عام معافی ہوئی تھی
ہوں قیدی پر، قیدی گویا چھوڑوں تھو — عظیم

ے ہوں گھر آیا شرد کو لیّو چھوڑ نہ سکیو ورنہ

کار کے جھاتی میرے بو ہے کتنی وار بہار گئیں عظیم

یوسف کھوہ ماں سٹیو پر بھگیاڑاں نا نہیں دتو کھانْ

اتنی جے ہمدردی ہوتی مخلص اَج بھراواں کی مخلص

ڈُلا ہیں فرن فرن جیا عرشاں تے اَتھروں

آیا ہیں بس خیال جد تیرا کدے کدے نسیم پونچھی

ہستیں محفل نگر نگر کی مرا گیت بسار گئیں

اتنی واریاہ اجڑی بستی جتنی وار بہار گئیں نسیم پونچھی

چر تک چھپا کے رکھیا تھا جس نے گھراں کا راز

رشتاں کی واہ قیمض وی ہنْ لپر لپر تھی احمد شناس

درداں کو شمار میرو مقصد وی ممکن نہیں۔ یہ کجھ ایک شعر حوالہ کا طور پر اس گلوں لکھیا ہیں کہ انھاں ماں عام آدمی وی درد کی کسک محسوس کر سکے تے انگلی لا کے درد کی شناخت کراںْ کی لوڑ نہیں پیتی۔

وقت کی دھڑکنیں سو گیا میرا درد ہوں رہیو تڑفتو اِک نظر واسطے

جنگل جنگل بیاباں رہیو بھٹکتو ، ایکنْ چھوٹی دعا کا اثر واسطے نسیم

گوجری گیت لکھنْ آلاں ماں رانا فضل اسرائیل آثر تے نسیم پونچھی نے حق لا کیو ہے۔ گوجری ادبیہ سہ نا تے اصلی گیت بخشیا ہیں۔ جنھاں پر لوک گیت ہونْ کو شبہو ہے اس طرح سئی لگے کہ یہ سیاہی نالْ نہ بلکنْ جگر کا خونْ نالْ لکھیا ویسیں۔ انھاں نے گیتاں ماں جہڑا کردار توں اپنا اِل آگل کہوئی ہیں گویا حرفاں ماں جان باہی وی ہے۔ ذرا ویکھو۔

ہر دھرتی کا اپنا باسی اپنْو رنگ نکھار

اکو ریت ہے سانجھی لوکو اتھروں درد پیار

رانا فضل حسین صاحب لکھیں۔

میرا محرم محرم گھڑیارے۔ کدے ڈھاک کدے سر چڑھیارے
تنّا مانجوں، کوچوں دھوؤں
خورے کِن یاداں ماں روؤں
بے نیند ہمیش ہوں سوؤں
کوئے یاد آوے نت اڑیارے۔ میرا محرم محرم گھڑیارے رانا فضل

اور سوہنا کشمیر کی مکھیئے۔

کدے رجوری پھرے ہوئے تھی
سیل سفا مچ کرے ہوئے تھی!
لمیاں قیداں ماں راہ تیرا۔ بے دوسی تقصیر کی مکھیئے!
اوسوہنا کی مکھیئے رانا فضل

اپنا دِل پر ہتھ رکھ کے داں اپنا ایمان نالّ دسو یوہ درد نہیں تے ہور کے ہے۔ رانا افضل نے اپنا سارا درد مٹی ماں نچوڑ کے گھڑو بنایو ہے۔ اسے طرح کشمیر کی مکھّی نا مخاطب کر کے اپنا وطن توں جدائی کو غم کس خوبصورتی نالّ ادا کیو ہے۔

اسرائیل آثر کا کجھ گیت جن ماں درد ہی درد ہے۔ دیکھو ذرا۔

۱۔ کھلّ کھلّ تکیئے توں اچیا منڈ ریا
اَجاں وِی اَڈیک تیری آس کا پھیریا
۲۔ کالیئے کوئلے توں اُڈ اُڈ بولیئے
بول پئی بولیئے، دُکھ نہ پھرو لیئے
۳۔ اُڈرے کبوترا توں لمیاں اُڈاریاں ماں!
کہیے میرا چن ناہوں رہوں تاہنگاں تھاریاں ماں

اُنھاں توں علاوہ اقبال عظیم، یوسف حسن، نسیم پونچھی کا گیت وی خوبصورت ہیں۔ نسیم کی طبیعت روانی نالں گیتاں آنے پاسے لگی تھی تے جہڑا گیت انھاں نے لکھیا، وہ بے حد مقبول ہویا۔ پر پھر خبرے کس کی نظر لگ گئی۔

۱۔ ادھی رات نہ بول پپیہا، پردیسی رات نہ بول
پردیسی نہیں کولں پپیہا، پردیسی نہیں کولں

۲۔ واہ ماہیو بیں کے گائے تھی
کدے نون کا شعر سنائے تھی
اَن پڑھ تھی درد پھلورے تھی
کسے ہورتیں شعر لکھائے تھی
پیو بانکی گجری نالوڑوں نسیم پونچھی

میں تے سڑیا نصیباں کا سہا گا دیکھیا
تیرا وعداں کا گھولی کچا دھا گا دیکھیا
سامنھ سامنھ رکھوں تیرا دھیان مل جا
سوٹھا دِل کا تے پیار کا ایمان مل جا
خیراں نالں رب آنے میری جان مل جا

اقبال عظیم

منواں کا بوٹا کوٹے گھر ماں کو
ٹھنڈو ٹھنڈو پانی اُس چھاڑی آلی باں کو
یاداں کا المباہن مچ نہ ابھار رییئے
واسطو ہے رب کو توں یاد نہ بسار رییئے

منشا خاکی

گوجری نظماں کا حوالہ سنگ اسرائیل مہجور، رانا فضل حسین، اقبال عظیم تے نسیم پونچھی کی نظم قابل تعریف ہیں۔ درد کا شہنشاہ رانا فضل کو مقابلو نظم ماں وی کوئے نہیں کر سکیو۔ اقبال عظیم نیٹرے تیڑے سئی لگیں۔ چن نا مخاطب کر کے انھاں نے حرفاں ماں جہڑ و درد ڈوہلیو ہے۔ دور تک روح کی زمین نا سیراب کرتو چلے۔ رانا فضل کو مقام گوجری شاعراں ماں وِہی ہے جہڑ و مھاراوطن ماں پیر پنجالؔ کو ہے۔ اس کی بنیادی وجہ اُن کو درد مند دل ہے۔ قوم نا کجھ تسلی دیتاں اُن کا اپنا اتھروں وِی نہیں تھمتا۔

ع روپڑا وہ آپ مجھ کو حوصلہ دیتے ہوئے

منگلے آ کے بن گئی ڈاب بگ آیا کشمیر کا اتھروں

نظم ''لہو، لہو عید'' کا کجھ بند:

بول پیّار یا عید کا چتّاں او دُکھیارا عید کا چتّاں

تین کِت میرو میت چھیایو موتاں ماریا عید کا چتّاں

لہو لہو عید خوشی تیں کر کے درد ابھاریا عید کا چناں

ایک ہور نظم ''پیر پنجالؔ کو چن مان اس طرح لکھیں

یوہ چن عید شوال کو چن ہے

مڑ آوے ہر سال کو چن ہے

آ کے میرا مان تروڑے

درداں کا مانجال کو چن رے

سب کو چن ایک گگناں کو چن

میرو پیر پنجال کو چن رے

فضل نہ بنّیو رب ہتھوں کوئے

میرا چن کے نالؔ کو چن رے

یا نظم رانا فضل نے میاں نظام الدین لارویؒ کی وفات پر لکھی تھے۔(۳شوال نا)
اس پس منظر کے نالؔ ہمنؔ ذرا اس نا دوبارہ پڑھو، مگرا تھرواں کو شمار نہ کریو۔
گوجری نظم کو موضوع زیادہ تر سماجی نا انصافی رہیو ہے جس کو تجربو گجر قوم نا ہر دور ماں ہویو ہے۔ تے اس موضوع پر مچ شاعراں نے لکھیو ہے۔
اسرائیل مہجور کی نظم ''سرمایہ دار'' تے ''سیّد کو بالؔ'' اس کی ترجمانی کریں۔ رانا فضل حسین کہیں:

ع اپنی گوگی ہر کوئے سیکے لالچ کو تندور بھکھا کے

نسیم پونچھی کی نظم ''چھنڈی تے'' بستی مھاری ہے (Masterpiece) ہیں۔ چھنڈی کو اک بند پیش ہے۔

تم محنت کر کے ہیں بھکھا
ہر پاسے تم نا ہیں دھکا
ویہ دیکھو ظالم ہیں ڈھکا
تم اپنؔی قومی عظمت نا اک واری تے منوا چھوڑو
اک لاش ہے تھارا مونڈھاں پر چپ ہو کے چھنڈی لا چھوڑو

ملکھی رام کشان اس ظلم کا ذمہ دار اپنا نا ٹھہراویں، بھانویں ہزاراں غیروی شامل ہیں۔

چنبو چمن کو بہاراں نے لٹیو یوہ کلو کلا پو ہزاراں نے لٹیو
رہو دشمناں تیں میں چوکس بہتیرو میرو قافلو میرا یاراں نے لٹیو

اقبال عظیم انھاں نا انصافیاں شدّت نالؔ محسوس کریں:

لکھیں چکنؔو شہر و فاماں فریب جانو کوڑیں ککھیں (بھولو کسی)

ویہہ نظم 'سوداگر' ماں لکھیں۔

یہ لکھاں کا دشمن تے تھنداں کا پیارا
غریبا کا دلاں ماں کھبیا وا آرا
یہ بھگیاڑ ہیں میر نظراں ماں سارا
میرا دل زخماں کا وارث توں ہی دس
ہوں آتھروں نہ بیچوں تے کے لے کے بیچوں

پر وہ یہ صرف اَتھروں ہی نہیں بگاتا، مگر تنگ آک کے ظلم کے خلاف مہم وی تیار کریں۔

ہوں تے توں مظلوم ہاں جگ ماں آہم ہتھ ملاواں
ظالم نا مظلوم بناواں جگ تے خوف نساواں

ہن توڑی ظلم کے خلاف اشاراں نالن گل ہوتی رہی ہے۔ پر، مھارا انوا جوان شاعر پردہ کا حامی نہیں۔ اِن کا نمائندہ منشی خان کسانہ سچ نا کوٹھا پر چڑھ کے کہن کا حق ماں ہیں تے کوٹھا پروں انھاں نا نا انصافی کی مچ ساری گل پتو لگیں جن ور ہورنا کی گھٹ نظر پئی ہے۔ ایک جگہ لکھیں۔

اُن کی بلیّں ماس نہیں کھانیں
پردہ وچوں باہر نہیں آتیں
کار بغیر ہوا نہیں کھاتیں
سنیما با جھ نہیں موج مناتیں
کتا پچھے لاؤں گو تھارے کولے آؤں گو!
تھارا حق دواؤں گو تے تھارے کولے آؤں گو

سماجی نا انصافی تے نا برابری کا اس غم ماں سرور حسین طارق تے خادم حسین قمر، منشی خان کسانہ نالن برابر کا شریک سئی لگیں تے جس جرأت مندی نالن وہ بغاوت کو جھنڈو

لے کے سامنے آویں۔ترقی پسندی آلا قافلہ ماں دوروں دستا جائیں۔خدا کرے کہ قوم کو درد رکھن آلاں کو قافلو ہور بدھے گو۔

گوجری شاعری ماں چھپیا وادردنا پھلورتاں پھلورتاں بکاں کا حساب نالں اپنا اَتھروں کر گیا تے احساس اُس ویلے ہویو۔جد غماں کو ماریو پیار کو اک بت غزل جھنکتو درد کا سمندر کے تھلے جا لگو۔

وہ تے اوس وِی دے نہ سکیو مچ تسائی دھرتی نا
اڈتا پنچھی لیتو جایئے دو اتھروں آسمان کے ناں

انجم

ہوں تے درد کی تلاش ماں آپ مھار واتنو دور چلے گیو تھو کہ منا سیانا کی یاہ نصیحت وی نہ یاد رہی:

یہ مشغلہ تمہیں پاگل بنا کے چھوڑے گا
اب اس کے بعد غموں کا حساب مت کرنا

ہن یاد آیاں ماں ہوں غماں کو حساب اِتے مکان لگو ہاں اگے درداں کا تارا آپ کوئے ہور گنے گو ہوں تے۔

کٹھو ہجر کو خبرے کا نہہ نا موت سرہانے زندو ہاں
او بچنا اس موت کے ہتھوں ہوں ڈاہڈو شرمندو ہاں

(فضل رانو)

گوجری غزل کو سفر

غزل یا شاعری جیسا نازک موضوع پر گل کرن یا سنن واسطے توجہ بہت ضروری ہے۔ تے اس نا پوری طرح سمجھن واسطے تم نا میر نالں پچھیڑے چلنو پوئے گو کیونکہ گوجری غزل توں پہلا اردو تے فارسی غزل کو مطالعو وی میرے نزدیک ادھوری کوشش ہے۔ اس توں پہلاں ہم نا غزل تے اس توں وِی پہلاں شاعری کو منڈھ لوڑنو پوئے گو۔

کائنیات جس حالت ماں مھارے سامنے موجود ہے۔ یاہ سدا توں ایسی نہیں تھی۔ بلکہ ایک طویل ارتقاٗ توں بعد اس شکل ماں آئی۔ لیکن خالق کائینات کا تصوّر ماں اس کو نقشو وجود توں بہت عرصو پہلاں توں موجود تھو۔ اس طرح ہر تخلیق کا وجود ماں آنں توں اس کا تصوّر کی ایک الگ بلکہ زیادہ ضروری تاریخ کو مطالعو ضروری ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بالکل سچ فرمایو ہے کہ: ع اُٹھتا ہے قدم پیچھے بنتا ہے نشاں پہلے

دنیا کی باقی تخلیقات کی طرح غزل، شاعری یا ادب کو نشان وِی کاغذی اور قلمی شکل ماں آنں توں پہلاں تصوراتی طور پر موجود رہیو ہے۔

جد ہم زبان تے ادب کو ذکر کراں تاں یاہ گل صاف ظاہر ہو جائے، جے اپنا دِلی مدعا نا دوجاں پر ظاہر کرنو انسان کی اہم ترین ضرورت رہی ہے۔ تے اسے اظہار واسطے زبان وجود ماں آئی۔ لیکن انسان کی زبان توں ادا ہونں آلی ہر گل ادب نہیں تے فر گل نانچ نالں بیان کرنو تے لطیف جذبات کو اظہار ادب ہے اور شاعری۔

اپنا جذبات نا، اپنا مفہوم نا خوبصورتی نالں ادا کرنوے تے دوجاں تک پہچانو

شاعری ہے۔اس طرح شاعری کو آغاز تے انسانی تاریخ کو آغاز اک ہی نقطہ پر پہنچ جائے اس سلسلہ ماں اختر الایمان کو بیان میرے نزدیک بڑو وزن دار ہے کہ:

''دھرتی پر جس دِن پہلا پھول کھلا تھا، پہلی بار یش ہوئی تھی، پہلا ظلم ہوا تھا، شاعری اسی لمحہ شروع ہوگئی تھی اور جب تک حسن موجود ہے شاعری ہوتی رہے گی''۔

میرے نزدیک شاعری کو آغاز اُس توں وی تھوڑو پہلاں ہو یو۔جد پہلا انسان کی تخلیق ہوئی اور اُس ناجنّت جیسی جگہ ملی جِت آسائش کی ہر واہ چیز وی موجود تھی۔جس کا انسان تصوّر وی نہیں کرسکتو تے آدم علیہ السلام نے سب کجھ ہونں کے باوجود اپنے اندر ایک خلا محسوس کیو اور ایک ایسا وجود کی دعا کہ جس نالں اس کی دلجوئی ہو سکے۔اُن کا ذہنں ماں یوہ کمی کو احساس تے دل لبھانں آلّا اک وجود کو تصوّر ہی میرے نزدیک شاعری کو آغاز ہے۔تے اَج شاعری جتنی صنفاں ماں تقسیم ہوگئی ہے۔اُنھاں نا سامنے رکھ کے اگر اُس احساس کو اُن جذبات کو تصوّر کیو جائے، جہڑا ان کا ذہن ماں پیدا ہو یا تھا تاں وہ یہ غزل کی موجودہ تعریف پر پورا اتریں کہ ''غزل کے لغوی معنی ہیں عورتوں سے باتیں کرنا'' اس لحاظ نالں وی اگر حوّا کی بیٹی کے متعلق کائے گل کرنی یا سوچنّی غزل ہے تاں حوّا کے متعلق آدم کو پہلو تصوّر یا اُن کے بارے دعا بلاشبہ پہلی غزل تھی۔

اِک نازک نقطو جہڑو سمجھنں کی ضرورت ہے کہ اگر جذبات یا مفہوم خوبصورتی نالں ادا کرنو شاعری ہے تاں یہ سب خصوصیات تے غزل ماں وی موجود ہیں۔فِر شاعری وچوں غزل کی الگ اہمیت یا خاصیت کے رہ جائے اس واسطے ہم ناجدید اردو غزل کا ایک بڑا شاعر ڈاکٹر بشیر بدر کولوں رائے لینی پوئے گی۔وہ کہیں کہ عورت کے سامنے گل بات ماں انسان کو لہجو قدرتی طور پر سنور جائے اگر اپنا مفہوم ناسلیقہ نالں بیان کرنو شاعری ہے تاں شاعری کو مزید

سنور یوو لہجو غزل ہے گویا غزل ادب یا شاعری کی سب توں اعلیٰ اور سلجھی وی قسم ہے۔

میرے نزدیک ''خدائی تخلیقات ماں عورت کو جڑا علیٰ مقام ہے۔ انسانی ادب ماں اس کے شایان شان لہجو یا سلیقو غزل ہے'' یا مختصر کہنو ہوئے تاں ''نازک کا بارہ ماں نازک خیالی غزل ہے'' کیونکہ ہر تخلیق کا وجود ماں آنن توں پہلاں اس کو تصوّر موجود تھو۔ یا تصوراتی طور پر شاعری اور خصوصاً غزل کی تاریخ پہلا اِنسان تک پہنچے اور ان کی زبان توں ادا ہون آلو پہلو کلام تخیلّ کا طور پر شاعری تھی۔ اور ادب تے شاعری کی تعریف اور تقسیم کے مطابق اک عورت کا وجود کو تصوّر رہی غزل تھو تے اس طرح پہلا انسان تے ہی شاعری کو آغاز کیو اور سب توں پہلاں وجود ماں آنن آلّی صنف غزل تھی اس توں انکار کی گنجائش نہیں ہے۔ وقت کے نالن نالن ہر تخلیق کی طرح ادب کا میدان ماں وی ترقی ہوئی۔ نواں نواں تجربا ہو یا نویں نویں صنف وجود ماں آئیں تے الگ الگ صنفاں کی پہچان واسطے تعریف اصول تے ضابطا مرتب ہو یا۔ مگر بنیادی اصول و یہی رہیا۔ سب توں پہلی غزل ''عورت کو تصوّر'' سب توں پہلو قصیدو ''سبحان اللہ'' تے سب تو پہلو مرثیو ''آتھروں'' کی صورت ماں وجود ماں آیو۔

غزل کا اصطلاحی پہلو پر گل کرن توں پہلاں اک ہور نازک خیالی کو ذکر ضروری سمجھوں، ہر اک نازک مزاج جانور ہے۔ ہرن کا بچہ نا ''غزالہ'' کہیو جائے۔ وہ جس ویلے شکاریاں کا گھیرا ماں آ کے مجبور ہو جائے تے اُس کا منہ توں جہڑی چیخ نکلے اُس نا غزل کہیں۔ اس کی تصدیق اک روسی شاعر کا بیان توں ہوئے کہ شاعری اک کمزور انسان کا اندرونی کرب کو اظہار ہے۔

غزل کی تعریف ادب کا ماہرین نے کئی طرح نال کی ہے۔ پر میرا ذاتی مطالعہ کے مطابق مِنا جہڑی تعریف سب توں زیادہ موزوں لگے واہ ہے اللہ پاک کا اپنا کلام ماں۔ قُر ان

پاک چودھواں سپارہ ماں سورۃ النحل کی آیت نمبر ۸۰ ماں جانوراں کا فائدا بیان کرتاں، انکا، بال، ریشہ یا تندُو کا معنیٰ ماں اشعار کو لفظ استعمال ہویو ہے(و مِن اصوافها و اوبارها و اشعارها) جد کہ اسے سُورۃ کی آیت ۹۲ ماں کتیا واسُوت کی اٹی واسطے غزل کو لفظ استعمال ہویو ہے(ولا تكونوا كاالّتی نقضت غزلها) ۔ اتفاق کی گل ہے جے یہ دوئے مثال گوجرا ماحول کی ہیں تے اس زندگی کو تجربو رکھن آلا کسے وی لِکھاڑی واسطے اُس پوہر یا کو انداز ولا نو مُشکل نہیں ہوسیں جس نال تندو تندو نا تُم کت تے اٹیر کے اٹی بنیں۔ غزل کی تخلیق ماں وی اسے تجربا توں گذر نو پوئے تے لہٰذا غزل کی ساخت نا سمجھن واسطے اس توں بہتر کائے مثال نہیں پیش کی جا سکتی۔

اس تاریخ توں بہت بعد ماں جد انسانی تہذیب تے ترقی کی تحریر کو سلسلو شروع ہویو تے تخلیق کی تقسیم اور حد بندی طے ہوئیں۔ غزل کا بنیادی لوازم تے عربی شاعری ماں لبھیں پر غزل کی موجودہ شکل لو رواج فارسی ماں ہویو۔ جس نا اردو نے مزید نکھار بخشیو۔ اَج فارسی تے اردو توں علاوہ پنجابی، گوجری اور بے شمار دوجی زباناں ماں وی غزل لکھی جا رہی ہیں۔ مگر زباناں کا فرق نالْ غزل کی تعریف یا شکل ماں کوئے فرق نہیں سامنے آیو۔

شاعری اِک ایسو لاڈلو جیو روگ ہے جس کی پالْ پر ہیز ہر اک تے نہیں ہو سکتی تے غزل جیسی نازک صنف واسطے مزید احتیاط کی ضرورت ہوئے سچ تے یوہ ہے کہ غزل وہی لکھ سکے جس نا محبوب کی ناز برداری کو بچ آیو ہوئے۔

غزل کی شناخت واسطے اُس کی ساخت، مزاج تے اسلوب کو خیال رکھنو ہوئے۔ غزل کی ساخت تے اصول تے اصول یہ ہیں کہ غزل ماں پنج یا اس توں زیادہ شعر ہویں۔ ہر شعر دو مصرعاں پر مشتمل ہوئے۔ پہلا دو مصرعا ہم ردیف اور ہم قافیہ ہویں۔ اس نا مطلعو کہیو جائے۔ کئی دفعہ دوسرو شعر بھی اِسے طرز کو ہوئے۔ تاں اُس نا ''حسنِ مطلعو'' کہیو جائے۔ تمام

شعراں کو ہم ردیف تے ہم قافیہ ہونو ضروری ہے۔ معنی لا لحاظ نالں شعر اپنی جگہ مکمل ہوئے۔ اور ہر شعر کو مضمون الگ ہوئے کئی دفعہ دو یا اس توں زیادہ شعراں اک ہی موضوع پر ہویں۔ اس نا اس نا قطعو کہیو جائے۔ ہاں جدید غزل ماں یاہ گنجائش وی موجود ہے۔ کہ پوری غزل ایک ہی موضوع پر ہوئے جس نا ''غزل مسلسل'' کہیں۔

ادائیگی کا لحاظ نالں غزل لطیفہ کے نزدیک جا لگے یعنی سنن آلا کی توجہ شامل ہونو ایک مصرعہ توں بعد تشنگی کو احساس یا پہلی جیسی کیفیت جس کو جواب عموماً دوسرا مصرعہ ماں موجود ہوئے، یا اس طرح سمجھ لیو کہ سنن آلو غزل کہن آلا کی تجرباتی کیفیت محسوس کر تو رہ جائے، تے یو ہی وہ مقام ہے جت سنن آلا کا منہ توں ''واہ'' کا لفظ نکلے۔

موضوع کا اعتبار نالں غزل کو دائرو وسیع ہو گیو ہے۔ اور شاید ہی کوئے ایسو موضوع ہوئے، شاعری کو جہڑو غزل ماں نہ آیو ہوئے لیکن غزل کی پہچان یا شناخت واسطے خیالی نازک بیانی بے شمار موضوع آجانں کے باوجود وی غزل کو سارو تانو بانو محبوب کا تصوّر کی چوفیری بنیو جائے، بے شک غزل ماں اَج ہجر و فراق ملن وچھوڑا درد، خوبصورتی، غم جاناں، غم دوراں کے نالں نالں تصوّف جیا موضوع وی داخل ہو گیا ہیں۔ پر اس کی پہچان اَج وی تغزل اور نغمگی توں ہے، جہڑی اُس کی بنیادی خصوصیت تھیں۔

غزل کا بارہ ماں ہنں تک جو کجھ کہیو گیو ہے۔ یو فارسی اور اردو غزل کی طرح پنجابی اور گوجری پر وِی ثابت ہوئے۔ اس کی ایک وجہ یا وِی ہے کہ شاعری اور خصوصاً غزل کو تعلق دِل نالں ہے اور دل کی کائے اِک زبان نہیں ہوتی۔ دل کو سرمایو جذبات ہوئیں۔ انھاں کا اظہار واسطے کائے وِی زبان استعمال کی جا سکے۔

گوجری ادب کی تاریخ چونکہ مرتب نہیں اس واسطے اس کا آغاز کو صحیح انداز و مشکل

ہے۔ بہر حال موجود شہادتاں کے مطابق گوجری شاعری کو آغاز یارھویں صدی ماں ہویو۔ لیکن یاہ زبان اَج کی گوجری زبان توں ذرا مختلف تھی۔ پھر وقت کے نالں نالں اس ماں نکھار آتو گیو۔ آج بھی ہندوستان ماں گوجری نالں ملتی جلتی سارِی بولیں بولی جائیں۔ لیکن کوئے اِس نا گوجری کوناں نہیں دیتو۔ پر ۱۷ء صدی کا شاعراں نے اپنّی اس ویلاّ کی زبان واسطے باضابطہ گوجری کوناں استعمال کیو ہے۔

گوجری زبان نا اپنّی اصلی حالت ماں محفوظ رکھنّ ناں سب توں زیادہ ہتھ اُن خانہ بدوش قبیلاں کو ہے۔ جنھاں نے تحریری سہولیات نہ ہونّ توں پہلاں وِی صدیاں تک اس زبان کو لہجو سینہ با سینہ اپنّی اصلی حالت ماں موجود رکھیو۔

گوجری زبان نا موجودہ حالت ماں اور تحریری طور پر نکھار کے دنیا کے سامنّے پیش کرنّ کو سہرو بلاشبہ جموں و کشمیر کلچرل اکیڈیمی کے سر ہے۔ جس نے ۱۹۷۸ء ماں گوجری شعبو قائم کر کے اس زبان کی پذیرائی کی۔ گوجری ادب کی تاریخ وی تے زیادہ طویل نہیں۔ پر خصوصاً گوجری غزل تے اس کل کی بچی ہے۔ جہڑی کم عمر ضرور ہے۔ پر لفظاں کی خوبصورتی، سوجھ، بناوٹ، شوخی تے خیالات کی امیری ماں دوجی پہناں توں ذرا وی گھٹ نہیں۔ بھانویں گوجری ماں غزل تے باقاعدہ طور پر ۱۹۶۵ء توں بعد ہی لکھی گئی ہیں۔ اس عرصہ ماں اچھی غزل وجود ماں آئی ہیں۔

کسے وِی زبان کا ادب پر زبان بولنّ آلاّں کا سماجی تہذیبی پس منظر کو اثر وی لازمی طور ور ہوئے اور اس دھرتی کی تاثیر وی شامل ہوئے جس پر کائے تہذیب تے زبان جمی پلّی تے جوان ہوئی ہوئے۔ گجر قوم کی تاریخ کی طرح گوجری زبان نے وِی کافی عرصہ تک تتی ہوا برداشت کی ہیں اور انتی گھاٹی بادھی، لتھّی، چڑھی شاید ہی کسے ہور زبان نے دیکھی ہویں۔

اس ماں شک نہیں کہ غزل کی ابتدا عربی تے فارسی شاعری ماں شروع ہوئی اور اس توں بعد اردو اور پنجابی شاعری نے اس صنف نا پوری طرح قبول کیو۔ اور اس حد تک کہ غزل اردو شاعری کی پہچان اور جدید شاعری کی سب توں مقبول ترین صنف اور شاعری کی ملکہ بنْ کے سامنے آئی۔ غزل اَج وِی کئی زباناں ماں لکھی جا رہی ہے۔ پر یاہ گل صاف واضح ہے کہ اردو توں بغیر کسے وِی دوجی زبان کو گوجری پر براہِ راست کوئے احسان نہیں۔ فارسی کو اگر کوئی اثر ہویو، وہ اردو کا رشتہ نالْ ہوئے گو تے باقی زباناں ماں گوجری کے قریب ترین پنجابی ہے۔ پنجابی کو گوجری زبان نالْ اور خصوصاً شاعری کا میدان ماں گہرو رشتو موجود ہے۔ جس کی وجہ اک جیسو سماجی تہذیبی تے ثقافتی پس منظر ہے اور اس گل کو اعتراف وِی کرنو پوئے گو کہ گوجری کی مشہور صنف سی حرفی پنجابی کی دینْ ہے اور گوجری ماں وی کامیاب سی حرفی انھاں ہی شاعراں نے لکھی ہیں۔ جھڑا پہلاں پنجابی ماں لکھتا رہیا تھا۔

لیکن اِت یوہ ذکر وی ہوں ضروری سمجھوں کہ پنجابی غزل کی تاریخ وی اتنی طویل نہیں کہ گوجری غزل پر کائے چھاپ چھوڑتی۔ گوجری ادب کی اپنْی عمر وی بڑی گھٹ ہے اس کا کجھ نقصان وی ہیں۔ جھڑا گجر قوم صدیاں توں برداشت کرتی آ رہی ہے۔ پر اک خوش قسمتی وِی ہے۔ اس کے نالْ ہی جے کم عمر آلا کے اگے جوانی کا مرحلا ہویں تے چڑھتی جوانی کو لطف گوجری شاعری تے گوجری غزل ایک ایسا دور ماں اتھار ہی ہے جس نا پوری طرح ترقی یافتہ دور کہیو جا سکے۔ کہنْ کو مقصد یوہ ہے کہ جت مچ ساری زبان ڈھلتی عمر کو فکر لے کے بیٹھی وِی ہیں بلکہ کجھ اک تے ڈبتاں ڈبتاں باندے ارہنْ واسطے کوشش کریں۔ ات گوجری نا اس طرح کو کوئے غم نہیں بلکہ گوجری شاعری اور گوجری غزل کی جوانی پوری قدر دانی اور پذیرائی ہو رہی ہے۔

دو جو پہلو جھڑو کم عمر کی وجہ توں گوجری غزل واسطے خوش قسمتی کو باعث ہے کہ جد

غزل فارسی ماں شروع ہوئی تاں اُس کو رنگ ڈھنگ کجھ ہور تھو، پر گذرتا وقت کے نالں نالں تہذیب بدلیں۔ رسم وراوج بدلیا۔ جدید سائنسی ایجادات ہوئیں۔ کائینات کا بارہ ماں نواں نواں رزا کھلیا۔ نواں تجربا ہویا۔ ہر میدان ماں اِن بدلتی قدراں تے نواں تجرباں کو اثر غزل پر وی ہویو۔ غزل جہڑی شروع ماں شراب، شباب، میخانہ، شمع، تپنگا تے گل وبلبل کے چوفیری پھرے تھی، وقت کے نالں نالں حقیقت پسندی تے غم دوراں کی تلخی بھی غزل ماں اس حد تک داخل ہوگئی کہ اَج اردو کو ایک شاعر کہہ:

؎ پہلے غزلیں شراب پیتی تھیں نیم کا رس پلا رہے ہیں ہم

حقیقت پسندی ماں شاید سائنسی ایجادات تے تجربات کو بڑو ہتھ ہے۔ اَج کی اردو غزل ماں دیوٗ لے کے وی لوڑیاں ماں نہ کدے سرو قد محبوت لبھّے نہ مؤ کمر، گل وبلبل تے پر پرواز کا قضیہ وی کوئے نہیں گنتو تے شراب کو نشو وی ختم ہو کے ہن تلخی کو احساس ہونں لگ پیوٗ ہے جد کہ یہ سب کیفیات پرانی غزل کی پہچان تھیں۔ مختصر یاہ کہ جِت اردو غزل صدیاں کی مدہوشی توں بعد پہنچی ہے گوجری غزل نے اکھ ہی اُسے پڑا پر کھولی ہیں۔ اور پہلاں ہی حقیقت نالں نظر ملائی ہیں۔ جتنا تجربا توں بعد اردو غزل ماں نکھار آیو ہے۔ اور جس غزل نا بڑا فخر نالں جدید غزل کو ناں دِتو جائے گوجری غزل نے اپنو سفر ہی اُتوں شروع کیو ہے۔ گوجری ماں جدید تے قدیم کو سوال ہی نہیں گوجری ماں یاہ جدت نمایاں ہے اور اِس نا اَن تجرباں توں نہیں گذر نو پیتو نہ ہی گوجری غزل ماں ویہ پرلا اشارہ ہیں جنھاں نا اَج کی شاعری ماں عیب کے برابر سجھیو جائے یاہ اک ہور خوش قسمتی ہے کہ گوجری غزل کی غزل کی گل کرتاں فارسی تک کو حوالو اس واسطے ضروری ہو جائے کہ غزل بنیادی محرک عشق ہے اور عشق زباناں کی حد بندی قبول نہیں کرتو۔ اِس ماں شک نہیں کہ غزل کو موجودہ مجسمو فارسی تے تراش کے باندے آنیو۔

لیکن اِس حقیقت توں وِی انکار کی گنجائش نہیں کہ غزل کی روح ہمیشاں توں موجود تھی اور موجود رہ گی۔ اِس طرح اگر عشق تے تغزل ازلی جذبا ہیں تاں غزل کی عمر وی واہ نہیں جہڑی فارسی توں اُراں گنّی جائے لہٰذا گوجری غزل کو ذکر کرتاں عین ممکن ہے کہ نا بچوں بچوں پچھّاں جانّو پے جائے۔

اِک ہور گل کو اعتراف کرنو وی ہوں ضرووی سمجھوں کہ جِت لطیف جذباں کا اظہار واسطے فارسی تے اردو غزل کو سہارو لیو۔ گوجری شاعری ماں یو ہی کم شروع شروع ماں اک ہور صنف سی حرفی توں لیو جا تو رہیو ہے۔ بلکہ پنجابی کو وِی یو ہی حال تے تے سی حرفی پنجابی توں ہی ڈھل کے گوجری ماں آئی ہے۔ یعنی موضوع کا اعتبار نالّ سی حرفی غزل کے بڑی قریب ہے اور دو آن ماں اک جیاس مضمون شامل ہیں۔

ہاں ظاہری شکل تے علم وعروض کی تقسیم انھاں نا الگ الگ صنف بنا ویں۔ پھر وِی ہوں سی حرفی نا غزل کی سوکن نہیں سمجھتو۔ بلکہ غزل جدتوں گوجری شاعری ماں داخل ہوئی۔ اک بھرپور اور آزاد صنف کا طور پر اپنّی سوہنّی صورت تے پوری اہمیت کے نالّ موجود ہے، اور اس ماں تخیلّ کی رنگارنگی تے معنوی وسعت کی کائے کمی محسوس نہیں ہوتی اور گوجری غزل ماں وہ سب کجھ موجود ہے۔ جہڑ وار دو غزل نے صدیاں کا تجرباں توں بعد حاصل کیو ہے۔

گوجری غزل کی تاریخ زیادہ پرانی تے نہیں۔ پھر وی اَج تک گوجری ماں جتنی وِی غزل لکھی گئی ہیں اور جن جن شاعراں نے اس ماں طبع آزمائی کی یا منہ ماریو اِن ساراں نا پڑھن توں بعد جہڑی گل سامنے آنویں۔ اُنھاں بچوں کجھ اک گل اپنی جا کی ہیں، شریکاں کے باندے کرن جوگی نہیں۔ غزل نہ عوام کا پڑھنّ سنن کی چیز ہے تے نہ ہی غزل لکھنّو عام آدمی کا بس کو کم ہے۔ پر اِس کے باوجود تقریباً ہر ایک شاعر نے غزل لکھنّ کی کوشش کی ہے تے اِس

کوشش ماں کجھ لوک ظاہری شکل کو خیال وی نہیں رکھ سکیا۔ تے اُنھاں نے جو کجھ لکھ کے اس پر غزل کو لیبل لایو ہے، گویا سوہنا جیا محبوب نا ہالیاں، مانجھیاں آلّی لپر لوائی ہیں۔ یوہ رواج اتنو عام ہو یو کہ اج تک وی مچ سارا نواں لکھاڑی کجھ وی لکھ کے اس ور غزل کو عنوان لاویں تے ہر سال نویں کتاب چھاپ لیں۔ بہر حال ہوں اپنّی جا اس طرح کی تحریراں نا غزل نہیں تسلیم کرتو۔ غزل میرے نزدیک اک پیاری تے محبوب شے ہے اور جس طرح میں پہلاں وِی ذکر کیو کہ غزل کو مزاج وہی خوش قسمت سمجھ سکیں، جنھاں نا محبوب کی ناز برداری کو نچ اَتو ہوئے۔ اس ماں شک نہیں کہ منزل کے اندر موضوع تے مضموناں کی وسعت ہوگئی ہے اور ہر قسم کا مضمون شامل ہوگیا ہیں۔ لیکن اس کے باوجود کجھ مضمون ایسا ہیں، کجھ لفظ تے اشارا ایسا ہیں، جہڑا غزل نے کدے برداشت نہیں کیا اور وہ یہ غزل کے اپر بھار محسوس ہویں۔ اس مانھ کجھ بڑا شاعراں نے وی لاپرواہی برتی ہے۔ ذرا دیک یہ کجھ اک شعر:

آؤ مھیس اپنّی کھڑاں کشمیر رے تم کیوں اِت دھپ سڑیں دلگیر رے

آٹو دانو، خرچ تے گھاہ کی بھری گھوڑا اُپر بسترا تے لپر رے احمد دین عنبر

ہر جا بھرنی ہامی جنیا تیری ٹھلی خامی جنیا

پچھے ڈھک کے بیس نہ رہیئے اگے لنگھ حرامی جنیا صابر آفاقی

یا صابر آفاقی ہوراں کی غزل کا ہی یہ شعر دیکھو:

ق دس دس کے پتر پھیرے وہ عاشق نہ ہوؤ بکروٹ ہوؤ

جو کھیڈ نہ سکیو ٹیم کے نال اوہ اس میدان تیں اوٹ ہوؤ

یا یوہ شعر دیکھو:

ے تِنا کس نے دسیو جھلیا چلتو رہیئے لیلو بن کے

غزل ماں اس طرح کو ذکر غزل نالں ظلم نہیں تے ہور کے ہے؟ گوجری غزل ماں ویسے تے گوجری کا ہر اک شاعر نے کوشش کی ہے، پر اس کو مزاج کجھ اک ہی سمجھ سکیا ہیں۔ منا ذاتی طور پر شعر نالں پیار ہے۔ بڑا یا چھوٹا شاعر کو تصوّر میرا ذہن ماں نہیں، ہوں اچھا شعر کی تعریف کروں گو، بھانویں شاعر نے وہ اک ہی شعر لکھیو ہوئے اور اکثر ایسو ہوئے کہ کوئے اک شعر ہی کِسے شاعر کی پہچان بن جائے اور شاعر نا شہرت بخشے۔ ہوں دراصل یاہ گل کہنا چاہوں کہ گوجری غزل ماں کجھ ایسا شاعر وی ہیں جنھاں نے اچھی غزل لکھی ہیں اور غزل لکھنں کی صلاحیت رکھیّں بھانویں اُن کو کلام ہور کجھ سال کتابی صورت ماں نہ آوے پر شیرازہ ماں اِن غزلاں کی شمولیت اِن نواں شاعراں کی حوصلہ افزائی واسطے اہم ہے۔

پہلا پُورکا جن شاعراں نے کتاب چھاپی ہیں۔ ساراں نے غزل شامل کی ہیں۔ جناب نسیم پونچھی کی نین سُلکھنا، اسرائیل اثر کی ''دھکھتیں آس'' اقبال عظیم کی ''ریجھ کولیّں'' اسماعیل ذبیح کی 'انتظار' اسرائیل مہجور کی 'نغمہ کوہسار' مخلص وجدانی کی ''ریراتے سانجھو کھلاڑو'' عبدالغنی عارف کی ''چھمر چھاں'' صابر آفاقی کی ''پھل کھیلی تے کیسر کیاری، احمد دین عنبر کی غزلاں کا دو مجموعا ''رموز و اسرار گوجری شاہکار'' تے ''گوجری گیان عنبر کو دیوان'' قابل ذکر ہیں۔ اگر ان ساراں کو تنقیدی جائزو لیو جائے تاں کجھ تلخ حقیقت سامنے آویں۔ جہڑا غزل کا مزاج نا سمجھ سکیا ہیں وہ یہ لکھنں ماں آلسی ہیں تے جہڑا کھلا ڈُلا لکھیں وے سمجھنں تیں قاصر ہیں۔ یاہ گل صرف صاحب کتاب شاعراں ماں نہیں بلکہ باقی شاعراں وچوں وی جہڑا جہڑا اچھی غزل لکھنں کی صلاحیت رکھیں۔ وہ یہ خدا جانے کیو لکھنں تیں آلس کریں۔ تے نتیجو یوہ ہوئے کہ اُن لوکاں نا لکھنں کی کھل لبھ جائے۔ جہڑا غزل نال انصاف نہیں کر سکتا۔

صابر آفاقی ہاروں گوجری ادب واسطے اسرائیل اثر کی خدمات کو اعتراف نہ کرتو

کفر ہے تے شائد گوجری ماں پہلی غزل کا خالق وی وہی ہوئیں تے سب توں زیادہ غزل لکھن آلا وی جنہا نے کُجھ مچ ہی سوہنا مضمون غزل ماں سمیٹیا ہیں لیکن وہ بنیادی طور ور گوجری گیت کا شاہسوار ہیں۔ غزل کا میدان ماں انکی گرفت اتنی مظبوط نہیں رہتی ۔ اِت وی انکی کامیابی کو راز انکی غزلاں کی نغمگی یا گیت پن ہے۔ جسواسطے انھاں نے پنجابی ساز تے اردو لفظیات کو وی خوب استعمال کیو ہے۔ ان کی کجھ غزل اس حد تک اردو اور ہندی زدہ ہیں کہ پڑھن آلا نا یوہ احساس ہوئے کہ گوجری زبان شاید غزل واسطے موزوں نہیں۔ ذرا یہ شعر دیکھو:

فِر منّا ارمان میرا اس کا در تک لے گیا ناز بے پرواہ تے حسن منظر تک لے گیا

میں زمانہ تے چھپا رکھیو تھو وہ اپنو خلوص دردِ دل کی کوٹھڑی تے بحرو بر تک لے گیا

ے دِتا میں ننگ و ناموس و جوانی تے امنگ اس نشیلا کی محبت فِر منّا اَزمائے تھی

ہور کجھ مصرعا دیکھو ع نہ کم آئے رِندی نہ اِت ہوشمندی

یا ع کجھ کہو بہاراں کی کلیو رنگ دے کے گئی صبا کنگا

کسے وی زبان ماں دوجی زبان کا لفظاں توں پرہیز پوری طرح نہیں ہوسکتی لیکن لفظ اتنا ہی استعمال ہونا چاہیئے جہڑا زبان کے بچ جذب ہو جائیں۔ اس کے باوجود ہوں یاہ گل وِی تسلیم کروں کہ اگر وہ توجہ دیتا تاں بہت اچھی غزل لکھ سکیں تھا۔ انھاں کی غزلاں کا کجھ اک شعر جہڑا پڑھن سنن آلاں نا بہت پسند آیا ہیں:

ے خوشیاں نالے کے نہیں غم اپنا دیتو یاہ تن کی کہانی وہ دِل کو فسانو

ے سرگی کی ساس لے جا آساں کی شام سے جا اڈتا وا اورے پنچھی شاید توں مڑ نہیں آسیں

ق نہ پھلتی آرزو میری تے ارماناں کو کے ہوتو جے ہاسا معتبر ہوتا پریشاناں کو کے ہوتو

عقل مندی کدے ان سارا دردں کی دوا ہوتی خدا جانے جے فرانجام دیواناں کو کے ہوتو

حالانکہ اقبال عظیم، رانا فضل تے مخلص وجدانی کی شاعری پڑھ کے یوہ وہم آپ دل توں نکل جائے کہ گوجری زبان غزل واسطے ناکافی ہے۔ اثر نے غزلاں کا لوازمات کو قابل تعریف حد تک خیال رکھیو ہے۔ لیکن غیر زبان کا لفظ ضرورت تیں زیادہ استعمال کیا ہیں۔ ان کا خیال کی نزاکت، غزل شناسی تے زبان کی روانی ماں عام آدمی اِسو بھل جائے کہ نکا شکا عیب دستا ہی نہیں، پر گوجری اکھاں ماں یہ غیر لفظ کنڈاں ہاروں اڑکیں۔

نسیم پونچھی جن کو مزاج ساحر لدھیانوی تے مجاز لکھنوی کی طرح غزل تے گیت واسطے عین موزوں تھو اور جھڑی غزل لکھیں بڑی سوہنی غزل لکھیں۔ جن ماں درد کی مٹھی مٹھی چوبھ وی ہے، تغزّل وِی تے اپنّی طبیعت کی اُداسی وی صاف ظاہر دِسے پچھلاں کئیں سالاں توں خورے کیوں غزل نالوں رُس کے بیس رہیا ہیں۔ خدا کرے کہ گوجری کو یوہ ساحر فرمہار موڑے تے غزل کا عاشقاں ناپڑھنّ واسطے اچھی غزل مہیا کرے۔

ہستی محفلِ نگر نگر کیں میرا شعر بسار گئیں
اتنی بار یاہ اجڑی بستی جتنی بار بہار گئیں

ڈلّاہ ہیں فرن فرن جیا اکھاں تیں اتھروں
آیا ہیں بس خیال جد تیرا کدے کدے

نینّ اُداس بنّاتے ویلّے وہ بھی رنّو ہوے گو
ساساں کی جھولی تیں چا کے کت بسا یو گیو ہاں

میرا زخم ڈنگاتے کھیچل ہوا کی
کئی وار دکھیا یہ انگ آتاں آتاں

''چھمر چھاں'' ماں عبدالغنی عارف نے غزل وِی شامل رکھی ہیں تے اس تیں بعد

وی ویہہ باقاعدگی نال گوجری غزل لکھتا پڑھتا رہیا ہیں۔انکو تخیل تے الفاظ خالص گوجرا ہوئیں پر خبرے کیوں ادائیگی مانھ کجھ نہ کجھ کُون چھوڑ جائیں۔اسکے باوجود انکا کُجھ کجھ گوجرا شعر کسے وی باٹا تیں باٹا دل ناجھونی لان کی صلاحیت رکھیں۔ذرا دیکھو عارفؔ کی غزلاں کا کجھ اک شعر:

ے ہوں ڈھونڈوں لگو مدتاں تیں وہ یار پیار و نہیں دستو
ڈبیو ڈنگی ڈاباں ماں، ہنں کتے کنارو نہیں دستو

ے زندگی کٹ گئی ہے کسے کی اڈیک ماں
کتنا اِک رہ گیا ہیں روز ہنں عذاب کا

ے سیموں سیموں بدلں برکے دھند کلاّ وہ مارے
کاگ بولے تے اُٹھ اُٹھ دیکھو جوگی آلاّ پھیرا ہیں

ے جے ہوں یا جاٹّو تیں ادھ راہ ہی چھوڑ نو
قسمیں ہوں یاداں نا ہرگز نہ پاٹّو

اختر الایمان کہیں ''اچھی شاعری وہ ہے جسے بار بار پڑھنے کو جی چاہے اور بہت اچھی شاعری وہ ہے جسے چھوڑنے کو جی نہ چاہئے''۔اس لحاظ نالں وی دیکھیو جائے تاں گوجری شاعری کی اکثر کتاب اچھی شاعری ماں شامل نہیں ہوسکتیں۔غزل لکھتاں ماں نازک خیالی تے لفظاں کا برتیبا کو خیال رکھنو وِی سوکھو کم نہیں۔اکثر ایسو ہوئے کہ خوبصورت لفظ استعمال کرو تے مفہوم ادا نہیں ہوتو اور اگر خیال ادا کرن کی کوشش کرو تاں لفظ قربان کرنا پوئیں۔گوجری کا مچ سارا شاعر یوہ نازک نقطو نہیں سمجھ سکیا۔تے انھاں نے اکثر ٹھیٹھ گوجری لفظ لکھ کے پڑھنں آلاں نا متاثر کرن کی کوشش کی ہے تے غزلاں ماں واہ نویں کیفیت پانواں تجربا

نہیں لبھتا، جہڑا غزل کا شعر کی پہچان ہویں۔

احمد دین عنبر ہوراں کی ہن توڑی دو کتاب چھپ چکی ہیں اور ان ماں زیادہ حصو غزلاں کو ہے، نچھ تنقید نہ سہی اگر حقیقت پسندی کی عینک لا کے وی دیکھیو جائے تاں دِل تنگ ہوئے۔ اِن کتاباں ماں جتنو زیادہ ویہ گوجری نالں انصاف تے ٹھیٹھ زبان کا استعمال کو وعظ کریں اتنو انصاف نہیں ہوسکیو غزلاں نالں۔ بعض جگہ انکی غزل اردو غزل کو ترجموئی لگیں تے کدے کدے پنجابی کو ان کو گوجری شعر دیکھو۔

؎ محبت کرن آلاں کم نہیں ہونا ☆ مگر محفل ماں تیری ہم نہیں ہونا گوجری

؎ محبت کرنے والے کم نہ ہونگے ☆ تیری محفل ماں لیکن ہم نہ ہونگے اردو

اِن غزلاں ماں بے وزنی کی وی عام شکایت ہے۔ غزل ماں ایسا اشارا تے موضوع ہیں جہڑا غزل نالں سراسر زیادتی سئی لگیں۔ لوازمات کو خیال نہیں رکھیو اور غزلاں ماں ''ردیف'' ''قافیہ'' کی پابندی وی نہیں ہوسکی، ثبوت واسطے اور لکھن پڑھن آلاں کی علمی وسعت واسطے پیش ہیں، ان کی غزلاں کا کجھ شعر۔

؎ زلف ریشم تیں ہیں کوئی ہوں مردں باس پھلاں تیں پیاری ہوں مروں

متھو اس تیرے کوئے چارو کھا گیو متو چن تیں لاٹ مارے ہوں مروں

سنگ تیرے کوئے چارو کرنو پیئو بھانویں کھا زہر بے شک جے مرنو پیو

؎ محبت کو آ جا نتیجو ہوں دسوں کروں کہڑو چارو روؤں یا ہسوں

؎ سنگ اُس کے تھی آشنائی پرانی تھو وہ بے وفا قدر میری نہ جانی

؎ ڈھاکے چاروں تھو جد مال تیرو اُس ویلے وی تھویو ہی حال میرو

؎ وعدو کر کے بھلا چھوڑے تھوتوں حق لو کاں کھا چھوڑے تھوتوں

لکھاڑی واسطے ضروری ہے کہ وہ شاعری کرے یا افسانا لکھے اپنّی تحریراں ماں اپنا ماحول کی عکاسی کرتاں وہی چیز لکھے جہڑی حقیقت نالں میل کھاتی ہویں، عنبر صاحب اِت وی ایسی غلطی کریں کہ بس توبہ! غزل کو یوہ شعر دیکھو:

؎ گیو چوٹی ور تھوا مرنا تھ کی دسے پیراں ہیٹھ تھو جموں توی

پہلاں تے یوہ غزل کو شعر ہو ہی نہیں سکتو اور اگر من ہی لئیاں تے کت امرنا تھ تے کت جموں توی! شاعر نا حقیقت توں فرار کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ ایک ہور غزل ماں لکھیں:

؎ تھا منہ زور ڈاہڈا اصیل ہو گیا ہم محبت ماں تیری ذلیل ہو گیا ہم

ردیف قافیہ کا لحاظ نالں تم اس نا غزل کہہ لیو، لیکن محبت اک عظیم جذبو ہے، جہڑو کسے نا ذلیل نہیں کرتو، عظمت بخشے اس طرح کا خیال کو اظہار غزل ماں بیجا سئی لگے۔

زبانی دعوی میں بڑا سنّیا پر، مطالعہ توں بعد اس حقیقت کو پوری طرح قائل ہو گیو ہاں کہ جس قدر نچھ تے ٹھیٹھ زبان پاکستان مقبوضہ کشمیر کی شاعری ماں استعمال ہوئی ہے اُس کی جواب لکھیر کے ارار لے پاسوں کوئے وی شاعر یا ادیب نہیں دے سکیو۔

رانا فضل حسین ہوراں نے پوری شاعری کی طرح غزل ماں وِی قابل قدر مقام پیدا کیو ہے انھاں نے اپنی غزلاں ماں لفظاں تے اشاراں کو استعمال تے مضمون کی نازک خیالی کے نالں نالں غزل کا فنی لوازمات کو پورو خیال رکھو ہے، ذرا دیکھو اِن غزلاں کا کجھ اک شعر:

؎ جندڑی کو نذرانو دے کے لاج وفا کی رکھتور ہوں
کل جگ بھانویں چھوڑ دیوں پر اپنّو سوہنّو یار نہ چھوڑوں

؎ پتھر پھینک سماں کا جا تک زخمی کر چھوڑیں گا
ڈالیاں اپر ڈوڈار کھے جس بہڑے کائے بیری

؎ سام سمیٹ بھیلٹ رکھی تھی ایویں اک بےگانی شے
میرو ہی دِل تھو ہور کسے گو چیز پرائی ہار گیو

؎ پھٹی کوڑی مل نہ میرو، کچ نا کون بھیا جے گو
ڈاہڈا ای مہنگا سودا پر ہوں جندڑی لائی ہار گیو

؎ رُکھ رُکھ ڈالی ڈالی دُکھ دُکھ مچ مچ سوگ بہاراں کا
اس کو بوٹا چھانگ کے چھوڑی چھاں کائے ٹھنڈی ٹھار نہ ایسوں

شاید تم نے وی سنیو ہے کہ چنگو شعر وہ ہے جس پر ''واہ'' نکلے تے مُچ چنگو شعر وہ جس پر دِل تیں آہ نکلے۔۔ گوجری شاعری کی خوش قسمتی ہے کہ اس ماں رانا فضل حسین تے اقبال عظیم کی صورت ماں ایسا شاعر ہیں جن کا شعراں پر منہ تیں آپ مہاراں آہ نکل جائے۔

مخلص وجدانی خالص غزل کو سب تیں کامیاب شاعر سئی لگے جس نے خالص گوجری زمین مانھ ایسا خوبصورت باغیچا لایا ہیں جن کی خوشبو دیر تک تے دور تک آن آلا قافلاں کی رہنمائی کرے گی۔ شاید اس واسطے کہ ان کی ذاتی زندگی ایسی رہی ہے کہ غزل کو پورو سامان مہیا رہیو، ان کی شاعری ماں ہجر فراق بھی ہے تغزّل بھی تے گوجر و رنگ وی اتنو گوڑھو ہے کہ نظراں مانھ بس ہی کے رہ جائے۔ انکو کوئے بھی شعر ایسو نہیں لبھسیں جس ماں درد کی کیفیت نہ ہوئے تے ہر پڑھن سنن آلا نا اس مانھ اپنا ہی درداں کو چھاملود سے۔ اُن کا کجھ شعر دیکھو:

جے احسان مکانو چاہوے تاں اس نا زندگانی دے
جس بُوٹا کی چھاں بیٹھو ہے اس بُوٹا نا پانی دے

؎ قطعیے زد انسان ہیں جتنا اُن سب کی ہے ایکا گوت

؎ جس نا حال سنایو میں اپنو بھاء گمایو میں

؎ پنجاں مانھ نہ پنجاہ مانھ ہوں آپے بال تے آپے سیک

؎ اُچو ناں اشماناں کو سارا کم زمین کرے

؎ کے ہوئے گو جگ کے نال دُنیا کھیڈے اگ کے نال

؎ مِنا مندرو ہیر کے مُخلص اُچو مچ اشمان ہوؤ

؎ تیری جس کے نال یاری لگ گئی اُس کی سمجھو عمر ساری لگ گئی

؎ مُخلص یار پرانا لوڑے مانہہ پوہ بچ بھکانا لوڑے

اپنی قسمت مانھ تھوڑلنو، رُلیو جگ کا پیراں مانھ
کون سرہانے رکھتو مُخلص رسی تھو ہوں داون کی

؎ شہراں ماں کوئے جا کے ڈھونڈے تنا کہڑی جا
اپنو کوئے پتو نیموں اپنّی کائے نشانی دے

؎ یوسف کھوہ ماں سٹیو پر بھگیا ڑاں نہیں دِتو کھانں
اتنی جے ہمدردی ہوتی مخلص اَج بھراواں کی

؎ اُٹھ کے ملوں تھواتے کہیں تھا اپنا کم نا کرے سلام
اٹھنں کی نہیں ساہی رہی تے سارا کہیں مغرور ہے یوہ

اُن کی کجھ اک غزل پڑھتاں میرؔ کی ہسیر لہہ جائیں۔ خودی نا خود پسندی کی حد تک لے گیا ہیں۔ پر وہ یہ غزل کا مزاج شناس ہیں تے گوجری غزل کی تختی پر اپنو ناں موٹو کر کے لکھایو ھے۔ امید کراں کہ غزل کو یوہ عاشق اس منزل کا نواں مسافراں کی رہنمائی جاری رکھے گو۔

اقبال عظیم نا اُس کی شاعری نا خصوصاً غزل نا میں بڑا غور نانں، بڑی، باریکی نال جانن کی کوشش کی پہلاں اس گل کو اعتراف کروں کہ جہڑا شاعر غزل نا صحیح معنّا ماں سمجھ سکیا

ہیں۔ان ماں اقبال عظیم پہلا نمبر پر ھیں اور غالبًا اس شخص کو ناں گوجری غزل کی شروعات کرن آلّاں ماں ہے جنھان نے گوجری غزل نا اردو کا کنھاڑا تیں لاہ کے انگلی پکڑ کے بلیں بلیں اپنی ٹنگیں ٹرنو سکھایو ھے تے فراس کم عمر بچی کے نالں نالں ٹرتا رہیا۔ہنں توڑی کہ جس ویلے اس نا جوانٹڑی کہیو جا سکے۔گوجری غزل جس ماں جوانی آلّاہنں سب ناز نخرہ آتا جائیں لگاوا۔اک سچی گل یاہ ہے کہ ہوں ان کی شاعری نا پوری طرح سمجھ نہیں سکیو۔پر اس توں وی بڑی سچائی یاہ ہے کہ جس حد تک ہوں سمجھ سکیو ہاں۔اُن کا کجھ شعر سدھا ہی دِل ماں اتر جاں آلّا ہیں۔اور ایسا شعر سنں کے دل اُن کی عظمت کو قائل ہو جائے۔انھاں نے بھرپور غزل لکھی ہیں جنں ماں ہجر فراق تے دردتوں علاوہ شکوہ کو پہلو وی خوبصورتی نالں برتیو ہے۔بلکہ کدے کدے تے خالق کائینات نالں وی اِس لہجہ نالں گل کر جائیں کہ علامہ اقبالؔ ہوراں نا وی دنداں ہیٹھ انگلی رکھنی پے جائے:

؎ میرا دل کی دنیا نا اوجھونّی لاوںں آلّیا ربّا
تیری دنیا ہوئے گی اکدن ڈھاکا ڈھیری میرے باندے

مگر یوہ سب کجھ ہوں کے باوجود ان کی غزل محبوبیت توں خالی نہیں بلکہ ان کی نظماں ماں وی تغزل دیکھیو جا سکے۔عظیم صاحب کا کجھ عظیم شعر:

؎ اَتھروں پیّو ،مرمر جیّو اوکھت رنگ برنگیں
پر میریں اکھ بھاریہ بھارا لکھّاں وار سہار گئیں

؎ ہوں گھر آیا شرد کو لیّو چھوڑ نہ سکیو ورنہ
مار کے جھاتی میرے بو ہے کتنی وار بہار گئیں

؎ تیرا خیال نے جے ہسایو تے ہس پیّو

ہوں اپنّی نے بسی نا غماں نا بسار کے

ے دل کی لگی بجھا کے نہیں جینّو سوا د کو

اَتھروں میں جیتا کدے ہاساں نا ہار کے

ے سینہ کو داغ درد کی لذت کسے کی یاد

ہوں کے رکھوں تے کے دیوں غم کا بھیانّ نا

ے اداس رستاں کا کنڈا اپلو پکڑ کے اکثر سوال پچھیں

تول اکلّو کیں ہے ساتھی کت ہے بھال دیکھیں تے حال پچھیں

ے یہ دنیا آلّا سوداگری تیں کدے نہ رجیا کدے نہیں رجسیں

رکھیں زلیخا کا دل کا مالک نا کھوٹیں سکیں چکا چکا کے

ے قربان کے دیتو سب تیریاں خوشیاں تیں

امید گھما دتیں ارمان گھما چھڑیا

گوجری شاعراں مانھ سب تیں زیادہ پڑھیا لکھیا تے عالم شخص پروفیسر ڈاکٹر صابؔر آفاقی ہیں جنہاں نا گوجری تیں علاوہ، فارسی، اُردو، سماجیات، عالمی ادب تے تاریخِ کشمیر پر وی گوڑھی نظر ہے تے اُنکی اس رنگارنگ شخصیت کو اثر اُنکی گوجری شاعری مانھ وی نظر آوے جِت انھاں نے غزل، نظم، گیت تے نعت ساری صنفاں مانھ تجربا کیا ہیں۔ انکا سارا کلام مانھ تعلیمی تے سماجی بیداری کو موضوع نمایاں سئی لگے تے اُنکو یوہ جنون سِر کھلا کر کے غزل کی ڈکی وی ڈوگی ناوی چڑھ جائے۔ گوجری مانھ انھاں نے کُجھ خوبصورت غزل تے شعر لکھیا ہیں تے اس مانھ وی کوئے شک نہیں جے جدید گوجری ادب کی چڑھت مانھ اُنکی مُچ مچ قربانی شامل ہیں پرنُوں لگے جے ویہہ خودی نا خود پسندی کی حد تک ہک لے گیا ہیں۔ اسطرح گوجری غزل مانھ انھاں کا میؔر ہون یا امامت کا دعویٰ نال مِناں اتفاق نہیں تے یاہ مِثل

مناسب ہے جے آئیندہ نسلاں کا فیصلہ واسطے ملتوی کی جائے۔ ویہہ آپ نوں کہیں:

؎ اگلیں ویلیں میر ہوے تھو جس نے گھلی جان غزل ماں
اَج کل آ فاقی کا سر پر چلے کا ر و با ر کو

یا: ؎ صف بنا کے لوک کھل جا ئیں گا اُ ت
جد بنو ں گو ہو ں ا ما مِ گو جر ی

اس کے باوجود انھاں نے مچ سوہنی غزل تے شعراں مانھ سوہنا مضمون وی سمیٹیا ہیں جن پر داد دین تیں بغیر چارو نہیں۔ ذرا دیکھو:

ق: مار کے دھرتی لائے بچھوڑ و ہائے بچھوڑ و، ہائے بچھوڑ و
باندے کائے داڑھ نہیں دِستی اندر و اندر کھائے بچھوڑ و

ق: بھار ہوں ہو لا کر تو ر ہوں اٹا ٹو لا کر تو ر و ہوں
جد وی در دستا ویں مِنا ں مو لا مو لا کر تو ر و ہوں

؎ دا ناں رُ لیا پیرا ں تلے بھو پئیو نچے سا نگی اُ پر
؎ ایسو منجو ہے ز ند گی جس کو ہے سر ہانو نہ کائے داون ہے
؎ ہم جس نا بھو لو سمجھا ں اَ و ہ آ خر ہم نا چا ر گیو
؎ بنڈیں گا لوک مٹھائیں کے بدلے میری متھی زبان پر ہوں نہیں ہوسوں
؎ میں پچھیو یو ہ تل ہے تیر و کہن لگی ہے چوئیں، نوں ہی
؎ اُ س مندی نا خوش کرنو ہے چنگا چنگا شعر سُنا کے !

غزل کا دو جا قافلا بچوں ہُن تک جن شاعراں نے ہن تک کتاب شائع کی ہیں ان مانھ شامل ہیں: قاسم بجران (تاہنگ رنگیلی)، ابرار ظفر (گھسن گھیر)، سرور صحرائی (سجری سویل، رُت نروئی)، ڈاکٹر رفیق انجم (دل دریا، منشاء خاکی لخت

لخت)، غلام سرور چوہان (نین کٹورا)، منیر چودھری تے شاہباز (سانجھ) تے نور محمد مجروح ('لہو کا اتھروں تے سجری یاد)۔ان کتاباں پر تبصرہ مضمون نا مُچ چھپکولاوے گو۔مختصر طور پر ان لکھاڑیاں کی غزل عام پڑھن لکھن آلاں نے مُچ پسند کی ہیں تے غزل پر انکی دسترس کو انداز ووی لگے۔

ظفر نے بھاویں ہر صنف مانھ شاعری کی کوشش کی ہے پر وہ اپنا اندرون کو درد نظماں مانھ کھُل کے بیان کرسکیا ہیں۔ تے اُن کی نظم ہی اُن کی شاعری کی جان ہیں۔ان کو کلام گذشتہ سال 2003ء مانھ ریاستی کلچرا اکیڈمی نے ''گھُمن گھیر'' کا ناں نال شائع کیو ہے جہڑو بلاشبہ گوجری ادب مانھ اک اہم اضافو وی ہے تے نوجوان لکھاڑیاں واسطے پات وی۔ اُنھاں نے کئی درد یلا گیت وی لِکھیا ہیں تے نکی بحر مانھ خوبصورت غزل وی جنھاں نال ظفر کی اک نمیکلی پچھان بن جائے۔اُنھاں نے جس خوبصورتی نال ٹھیٹھ گوجری لفظ تے محاورا اپنی شاعری مانھ برتیا ہیں اُس تیں اپنی مادری زُبان پر اُن کی پُوری قدرت کو انداز وہو سکے۔

ق:

میں گیت وفا کا گا تکیا　　کُجھ پیار کا دھوکھا کھا تکیا
ہتھ عشق کو موتی آیو نہ　　تن من کا لعل کھڑا تکیا

ق:

دل میرا نا ساڑ گیو کوئے　　ہجر کی چنیا چاڑھ گیو کوئے
لکھ کے پیار کی پریم کہانی　　دل کو ورقو پاڑ گیو کوئے

ق:

نہیں مرتو کوئے ہجر مانھ اڑیئے　　دوری تیں مچ ڈریا نہ کر
نہ ملیا اِت حشر ملاں گا　　دل چھوٹو توں کریا نہ کر

ق:

میری دھڑکن میری صدا بن جا میری چاہت میری وفا بن جا
پُوچھ اتھروں تے میری کاری آ میرا درداں کی توں دوا بن جا

منیر حسین چودھری، تے شاہ محمد شاہباز پیر پنجال کی بُکل مانھ جمیا پلیا راجوری کا دو نوجوان ہیں جہڑا ۱۹۶۵ء کا غدر مانھ ہجرت کر کے میر پُور جا بسیا۔ ہر قسم کی اوکھت تے مصروفیت کے باوجود انھاں نے اپنا عظیم چاچا رانا فضل ہوراں کی سرپرستی مانھ خوبصورت شاعری کی ہے جہڑی انھاں نے ''سانجھ'' کا ناں نال پچھلے ہی سال شائع کی ہے۔اس کتاب مانھ نعت تے گیت تیں علاوہ غزلاں کووی چنگو خاصو ذخیرو موجود ہے۔ انکی غزل لوازمات تیں علاوہ لفظاں کا انتخاب تے تخیل کا معیار پروی پوری اُتریں۔

ق: منیر

شیری بھریا اکھر جوڑوں ہوں درداں کا دفتر جوڑوں
گگن پاتالاں کی ہتھ پے گئی کیوں رے دھرتی انبر جوڑوں

گوجری نوجوان لکھاڑی قاسم بجران نے اک کتاب ''تاہنگ رنگیلی'' چھاپن تیں بعد طویل خاموشی اختیار کر لی ہے خبرے کیوں، انھاں نے وی کافی غزل لکھی ہیں زیادہ تر روایتی غزل ہیں۔لکھتا رہتا تے چنگی غزل لکھن کی صلاحیت رکھیں تھا۔

؎ دنیا کو جینو تے مرنو وی کے ہے
ہزاروں کی بستی ہزاراں تیں اوہلے

سرور صحرائی رانا فضل ہوراں کا صاحب زادہ ہیں تے کدے کوئے یاہ گل نہ وی جانتو ہوئے تاں اُن کی شاعری ہی پہچان لئے اُن کی شاعری ماں وی رانا فضل ہوراں کی شاعری کو چھاملو دسے، ان کا مجموعہ ''سجری سویل'' ماں وِی غزلاں کو حصوا چھو خاصو ہے تے

وہ یہ وی سوہنی غزل تے سوہنا شعر: ق:

دل یاداں کی چنجیا چڑھیو اک جندڑی تے دُکھ ہزار
کیوں نہیں ملتا دوئے کنارا دیکھیں ندیوں پار ارار
ے جے ہنڑ اَکھ پرت نہ دیکھیں فر کانہہ نا دِل جان بنّیں تھا

ڈاکٹر رفیق انجم اردو تیں بعد گوجری شاعری مانھ داخل ہویا تے فِر اِتے کا ہو کے رہ گیا۔ ہُن توڑی گوجری شاعری مانھ انکی دو کتاب 'دِل دریا تے سوغات' شائع ہوئی ہیں جن مانھ زیادہ حصو غزلاں کو ہے۔ بنیادی طور پر وہ یہہ گوجری غزل کا شاعر ہیں جنھاں نے چھوٹی بحر مانھ خالص گوجری غزل کو اک اپنو اسلوب شروع کیو ہے تے نویں پود کا کئی لِکھاڑی اُنکی پیروی کرتا سئی لگیں۔

ق:

آنو باز نہ آیا اتھروں کس نے نہ سمجھایا اتھروں
خالی دیکھ حویلی دِل کی اُس نے آن بسایا اتھروں

ق:

دل نا درد نشانی دے جا جگ نا مِیت کہانی دے جا
فِر اک وار بسا کے دِل مانھ دو پل کی سُلطانی دے جا

ق:

سو درداں کی کاری لے جا لے جا عشق بیماری لے جا
اُت یہ بنج بپار نہیں چلسیں بھاویں دُنیا ساری لے جا

ق:

کسے رنگ کی لوڑ نہ رنگیاں نا نہ ہی ہار سنگار کی چنگیاں نا
قمر جنتی کہہ گیا خوب انجم لگتا نہیں انار ہٹنگیاں نا

منشاء خاکی گوجری غزل لکھن آلا دوجا قافلہ مانھ شامل ہیں جنھاں نے باقاعدگی نال، گھٹ مگر معیاری شاعری کی ہے۔ انکی غزلاں مانھ موضوعاتی یا فنی عیب لوڑیاں وی نہیں لبھتا۔ انکی کتاب ''لخت لخت'' کا مطالعہ تیں سئی ہوئے جے اس خاموش طبیعت فرہاد نے بلیں بلیں کھنوتر کے غزل جیہا مشکل فن کو پربتی رستو وی آن آلا مسافراں واسطے پدھرو کر چھوڑیو ہے۔ ویہہ آپ بھاویں ساری زندگی اقبال عظیم جیہی گھوپھری شخصیت کا چھاملہ مانھ رہیا ہیں پر اُنکی غزل ہیئیت تے موضوعات کا لحاظ نال مخلص وجدانی کے زیادہ قریب سئی لگے۔

ق:

بدور کِتے پردیسیں ڈیرو — نہ مُڑیو تاں خط آوے گو
میرا خط نا پڑھ کے خاکی — پاڑ سٹے گو فِر چاوے گو

ق:

رُنو وقت اخیر نا رُنو — متھا کی تقدیر نا رُنو
آخر گل تیں لاہنی پے گئی — ہوں اس پاٹی لیر نا رُنو
ساراں کا دُکھ سانجھا میرا — ہوں غریب امیر نا رُنو

نُور محمد مجروح ہور شاعری کے باوجود پولیس کا آدمی ہیں۔ اُن کی شاعری تیں گوجری ادب کا وسیع مطالعہ کی گواہی لبھے تے گوجری غزل کا تخلیقی سفر مانھ پہلا راہیاں نال ویہ اُسے اعتماد نال پیش آیا ہیں جس طرح اکثر پولسیا اسمتر اں نال سلُوک کریں۔ اُن کو گوجری کلام ''لہو کا اتھروں'' تے ''سجری یاد'' کا ناں نال شائع ہویو ہے۔ کُجھ پچھاواں کے باوجُو دان کتاباں مانھ اُن کا کئی خوب صورت شعر شامل ہیں جہڑا پڑھن آلاں نا متاثر کرنو نہیں رہتا۔ بھاویں مجروح کا کلام مانھ تخیل کی وسعت تے فنی پکیئت کی گنجائش موجود ہے پر اُن کا دل مانھ درد تے اکھاں مانھ چمک نا دیکھ کے یاہ گل کہی جا سکے جے کدے انھاں نے پڑھن تے لکھن کو سلسلو جاری رکھیو تاں اک دن ضرور ویہ گوجری غزل مانھ اپنو نمیکلو اسلوب وی پیدا

کرلیں گا تے مقام وی۔کلام:

ق:

خالی دیکھ حویلی دل کی غم کو شہر بساویں اتھروں
سوٹی لے کے ڈکوں بھاویں آنو باز نہ آویں اتھروں

ق:

چناں کائے نشانی دے جا تس ہے بکیں پانی دے جا
جاتاں جاتاں تحفو مجروح واہ اک یاد پرانی دے جا
غم ڈٹھا غم خواری ڈٹھی ق حب ڈٹھی لاچاری ڈٹھی
ظالم درد وچھوڑا جیسی نہ کائے ہور بیماری ڈٹھی

غلام سرور چوہان ہور پولیس مانھ ایس پی کا عہدہ پر فائز ہیں پر ویہہ گوجری کی ادبی مجلساں ماں مصروفیات کے باوجُود باقاعدگی نال شامل ہوتا رہیا ہیں تے اس سفر ماں انھاں نے نِکی بحر ماں سوہنی غزل لکھی ہیں۔ ۲۰۰۱ء ماں شائع ہون آلی اُنکی شاعری کی کتاب ''نین کٹورا'' وی ادبی حلقاں ماں پسند کی گئی ہے۔اُنکو یوہ ادبی سفر جاری ہے تے انکا کُجھ شعر نمونا واسطے حاضر ہیں تانجے پڑھن آلا انکا فن کو اندازو تے سواد آپ لاسکیں:

آپے بول پیا اتھروں بھیت کھول گیا اتھروں
یہ اتھروں نماناں ہیں جِند رول گیا اتھروں

اِن شاعراں تیں علاوہ پروفیسر یوسف حسن، طرب احمد صدیقی، کے، ڈی، مینی، صابر مرزا، انور حسین انور، رفیق سوز، رشید فدائی، تے ارشاد قمر غزل کا دوجا قافلہ ماں شامل ہیں جنھاں نے گھٹ مگر خوبصورت گوجری غزل لکھی ہیں پر انھاں کی دنیاوی مصروفیت

ہمیشاں انھاں ناغزل کوحق ادا کرن تیں ڈکتی رہیں۔اللہ کرے ویہہ جلدی دنیاداری تیں بہلا ہوکے غزل کی تسائی نظراں ناٹھنڈیار بخشیں۔ذرادیکھوان کی شاعری کا کجھ اک نموناں:

ق: مینی

باس تیرا جُسا کی میرا سا ہواں اندر توں بیٹھو ہے دل گیاں درگا ہواں اندر
یاس کا اتھروں ڈلکیں نین نشیلاں تیں آس کو بھانڈو سکھنو دل دریاواں اندر

ق:

ڈنگ بچایئے زہر تیں ڈریئے سپاں کا اس شہر تیں ڈریئے
باندے باچھڑ کجھ نہیں ہوسیں چُپ چپیتا بیر تیں ڈریئے مینی

ق:

در چھٹیو تاں در در پھریو بن جوگی پیر ملنگ اڑیئے
یاداں کی گھُمن گھیری مانھ حالیں وی چھنکیں بنگ اڑیئے مینی

ق: پروفیسر یوسف حسن

نواں نکور وجود ماں روح کیوں لیرو لیر تھی
ساگر بچ سماونو دریا کی تقدیر تھی
جگ ماں اپنی جندڑی کے کھیڑاں کے گھر ہیر تھی

ق: طرب احمد صدیقی

ڈھیری ڈھا جو بہہ جائے رے راہواں کے بچ رہ جائے رے
کدے کدائیں جھل بللو کم کی گل وی کہہ جائے رے

ق: طرب احمد صدیقی

دیکھ وصلاں نا جاگتی اکھیں سفناں ماں ترن کو موسم نہیں
دئے دوہائی جے جان لئے خلقت چُپ چپتاں مرن کو موسم نہیں

ے بڑی شوقن ماں ہے بڑی ادیک ماں ہے

میر وساہ کِسے کا اشاراں نا تر سے رشید فدائی

ے کاش ہوں سادو جھلو ہوتو کورو دل کو پلو ہوتو رفیق سوز

ے نہ کوئے پنوں نہ کائے ڈاچی سسی بیں سوار نا پر کھے ارشاد قمر

ے یاری بھاویں کھیر تے کھنڈ ہے منہ پھر منہ ہے کنڈ فر کنڈ ہے انور

ے پہلاں اپنو میت بناویں فر دیں داغ جدائی کا

خورے کس تقصیر کو بدلو مھارے نالّ مکاویں لوک انور حسین انور

ان توں علاوہ اشتیاق احمد شوق کوناں غزل کا حوالہ نالّ لیتو ہوں ضروری سمجھوں اس خوبصورت شخص نے بڑی خوبصورتی نالّ غزل لکھّی ہیں پر اجکل پتو نہیں کیوں غزل نالّوں رس کے بیں گیو ہے

ے ٹٹ پوئے اَسمان ہی بھانویں ایسو وِی ہوں سوچوں تھو

اَج اِس پیار کاٹنا بت پر جن کی لووی بھاری ہے

گوجری غزل لکھنّ آلاں کا تیجا قافلہ ماں نوجوان لکھاڑی شامل ہیں۔ خوش بختی کی گل یاہ ہے جسے ویہ اس دور ماں گوجری لکھنّ لگا ہیں۔ جد گوجری زبان کی ترقی راہ پہلاں ہی پدھری کی وئ تھی۔ لہٰذا اُنھاں نا اپنا جوہر دسنّ کو بہتر موقعا حاصل ہیں۔ اِن لکھاڑیاں کا شعراں ماں گوجری کا روشن مستقبل کو جھلکار وصاف دسے۔ اِن شاعراں ماں شامل ہیں: جاوید راہی، رفیق شاہد، خاقان سجاد، جان محمد حکیم، ریاض صابر، منیر زاہد، جاوید سحر، یونس ربانی، ادریس شاد، طارق فہیم، ایاز احمد سیف، گلزار تبسم تے ہوروی مچ سارا۔ اِنکا شعراں

مانھ تنقید کرن آلاں ناپتو نہیں کے کے دِستو ہوئے گو، منّاتے اس گوجری کلام ماں گوجری غزل کو روشن مستقبل دِسے۔ امید کراں جے یہ شاعر غزل کا مزاج کو خیال رکھیں گا تے غزل نالوں رس کے نہیں بیس جاسیں۔ ذرا کجھ اک نمونا دیکھو:

ق: اینویں کینویں رو نہیں سکتو تیرے ہاروں ہو نہیں سکتو
جے نہ جِڑکے دل کو ڈھارو نیناں کو چھت چو نہیں سکتو رفیق شاہد
ے ہو تو میرو عشق وی اچو جے سولّی پر چڑھیو ہوتو جاوید راہی
ے میرے اگے ہر کوئے چڑھیو کوئے نہ چڑھیو اکھاں اگے لطیف فیاض

ق: جِت دل کا محرم یار بسیں اُت میری تاہنگ ہزار بسیں
اس دل دکھیا ماں ہر ویلے نت سکھیا تھارا پیار بسیں یونس ربانی
تیری قسمیں دینہہ کی رسمیں نکی لو، اتھرواں کے نال نہا کے ڈیکوں تھو گلزار تبسم

ق میری آس نمانی آس تڑفے بھکھی بھانی آس ریاض
چھوڑ کے بُوہو آس تیری گو کرنی کے بیگانی آس صابر

بہر حال غزل کا اس مطالعہ تے تجزیہ تیں ثابت ہوئے جے غزل، گوجری شاعری کی سب تیں ترقی یافتہ صنف ہے جس کا، حکیم،، زاہد، صابر، تبسم، حیات، سحر، تے زمزم جیہا باصلاحیت نوجوان لکھاڑی اس کا روشن مستقبل کی ضمانت ہیں۔

باب۵

نمائیندہ گوجری شاعر

جدید گوجری شاعر

شمار	ناں	پیدائش تے جائے پیدائش	سنہ وَفات مقام
1	نُون پونچھی		(غالباً1850-1925)پُونچھ
2	سائیں قادربخش	1858 پونچھ	1938ایتی رجوری

3	میاں فتح محمد درہالوی	1875	پلیارنی 1945	پلیارنی
4	خدا بخش زار	1888	مڑہوٹ پونچھ 1982	مڑہوٹ
5	شمس دین مجبور	1892	1984	سیالاں
6	میاں نظام الدین لارویؒ	1897	وانگت کشمیر 1972	وانگت
7	مولوی علم دین بن باسی کٹاریہ	1899	بارہمولہ 1969	کاچھون
8	مولانا مہرالدین قمر	1901	راجوری 1976	ایبٹ آباد
9	مولانا محمد اسماعیل ذبیح	1914	ڈنڈوت رجوری 1996	نواں شہر
10	چودھری محمد اسرائیل مجبور	1916	ڈنڈوت رجوری 1993	نواں شہر
11	چودھری محمد اسرائیل اثر	1916	لمبیڑی رجوری دسمبر 2008	
12	فتح علی سروری کسانہ	1927	سانبہ 1987	جموں
13	رانا فضل حسین رجوروی	1931	پروڑی رجوری (حال میر پور)	
14	ڈاکٹر صابر آفاقی	1933	گوہاڑی مظفر آباد 2010	لاہور
15	نذیر احمد نذیر کالاکوٹ	1933	بانڈی پورہ کشمیر 2003	کالاکوٹ
16	اقبال عظیم چوہدری	1940	وانگت کشمیر	
17	چودھری نسیم پونچھی	1942	گورسائی پونچھ 2015	سرینگر
18	بابو نور محمد نور	1943	چک کترو چنڈک پونچھ	
19	مخلص وجدانی	1944	گوہاڑی مظفر آباد	
20	ابرار احمد ظفر	1956	نواں شہر ہزارہ 1998	جموں
21	رانا غلام سرور صحرائی	1956	پروڑی رجوری (حال میر پور)	
22	میاں اشتیاق احمد شوق	1956	وانگت، کشمیر	
23	چودھری محمد منشاء خاکی	1959	سوکی، کالاکوٹ راجوری	
24	ڈاکٹر رفیق انجم	1962	کلائی، پونچھ: راجوری	
25	ڈاکٹر جاوید راہی	1971	چنڈک، پونچھ	

نون پونچھی

نُون پونچھی کو اصلی ناں چودھری مہر علی تے نُون ذات تھی۔ ویہہ ریاست پونچھ کا رہن آلا تھا۔ اُن کی صحیح تاریخ پیدائش تے تاریخ وفات کے نال نال اُنکا گراں یا آخری آرامگاہ بارے وی یقین نال کُجھ نہیں کہیو جاسکتو۔ ویہ عام خیال کے مطابق بابا جی صاحب لاروی کا ہمعصر سمجھیا جائیں تے تے نوں اُن کو دور غالباً ۱۸۵۰ء تے ۱۹۲۵ء کے درمیان کوئی لگے۔ اگر جدید گوجری ادب کی تاریخ ڈھونڈی جائے تاں بیہویں صدی کا شروع مانھ گوجری شاعری کا جہڑا نمونا لبھیں اُن مانھ سب توں پہلوناں نُون پونچھی کو ہی آوے۔

نُون پونچھی اسطرح جدید گوجری کا پہلا شاعر سمجھیا جائیں جنہاں نے اس دور مانھ گوجری شاعری کی ہے جدلوک گوجری مانھ گل کرتاں وی شرماویں تھا۔ ان کو جتنو وی کلام سُنن مانھ آوے وہ سینہ با سینہ ہی پونہچیو ہے تے اس توں یاہ گل وی صاف ہو جائے جے اُنکا کلام کو زیادہ حصو وقت کا دریا کے نال ہی رُڑھ گیوو وہے۔ ابتک کئی کوششاں کے باوجود اُنکا کلام کو کوئے تحریری نُسخو نہیں تھا یو تے اس سلسلہ مانھ مذید تحقیق کی گنجائش تے ضرورت موجود ہے۔

نُون پونچھی کا کلام کا جہڑا نمونا لبھیں وہ سی حرفی کی صورت مانھ ہے جس مانھ محبوب نا مخاطب کر کے عشق تے ہجر و فراق کی کیفیت بڑا خوب صورت انداز مانھ بیان کی گئی ہیں۔ ان کو دستیاب ہون آلو کلام گھٹ سئی پر معیاری تے مثالی ہے۔ تے اس نال اُنکا پہلا شاعر ہون کی اہمیت ہرگز گھٹ نہیں ہوتی۔

کلام: (سی حرفی)

ج:

جان میری تیں کیوں ساڑ سٹی، ساڑو گھل مِنا کِت جائے گوتوں
گِنوں روز تیرا جا کے بیس رہیو، مِنا دس جایئے کد آئے گوتوں

اِتنا دُکھاں جوگی نہیں تھی جان میری، کے خبر تھی کالجو کھائے گوتوں
تُوں نہ غلام ناسٹ جایئے، مرجاؤں گی تے پچھوتائے گوتوں

ح:

حُکم تیرو گھر بار تیرو میری جان قُربان بساریئے نہ
چیتو نہ بساریئے جان گھولی،مرتا دم توڑی قولوں ہاریئے نہ
جس کو سنگ کریئے اسکے نال مریئے دغو دے پردیس مانھ ماریئے نہ
تُون سدے جے تِنا غلام تیری،مہیساں نال آیئے بھاویں چاریئے نہ

ق:

قید ہوئی غم کا پنجرہ مانھ، کی دُکھاں نے جان لاچار ایسوں
کھان پین بھلو ہویو جین مُشکل، کتے نہیں ملیو دلدار ایسوں
نہیں تھی خبر پریت مانھ وہیں دھوکھا،نہیں تے چھوڑ جاتی گھربارایسوں
تُون زُلفاں کی گھل کمند گل مانھ مِنا مار گیو سِر کے بھار ایسوں

سائیں قادر بخش

پیدائش:1858 پونچھ وفات:1938 راجوری

سائیں قادر بخش جدید گوجری ادب کا پہلاتے سب توں بڑا اُستاد صوفی شاعر ہویا ہیں۔ ویہ ریاست پونچھ کا رہن آلا تھا۔ پر اُس دور کی تاریخ مرتب نہ ہون کی وجہ تیں اُنھاں بارے کئی اِختلاف ہیں۔ عام خیال یوہ ہے جے ویہ کٹاریہ گُوجر تھاتے گُورسائی مہنڈر کا رہن آلا تھا۔ پر کُجھ لوک کہیں جے ویہ ذات کا ملیار تھاتے ڈینگلہ پونچھ کا رہن آلا تھا۔

سائیں قادر بخش ہوراں کی تعلیم معمولی تھی پر طبیعت مانھ طنز و مذاح بچپن تیں تھو۔ پنجابی زُبان بڑی روانی نال بولیں تھا۔ ویہ ہس مُکھ، حاضر جواب تے فی البدیہ شعر کہن کی صلاحیت رکھیں تھا۔ ویہ نوجوانی مانھ راجہ پونچھ کا دربار مانھ ملازم ہو گیا تے اتے ہی عشق مجازی کی بھُوم ہوئی پر جدراجہ نا اس معاشقہ کی خبر ہوئی تاں اُس نے سائیں صاحب نوکری تیں کڈھ چھوڑیا۔ اس طرح پونچھ کو یوہ رانجھو شاہی دربار چھوڑ کے ہمیشاں واسطے عشق حقیقی کا سمندر مانھ ڈُب گیو۔ سائیں صاحب نے کُجھ عرصو شاہدرہ شریف کی زیارت پر گذاریو تے فِر ہر سال برہیا مانھ بابا جی صاحب لاروی کا دربار مانھ موجُود رہیں تھا تے ات کی علمی تے ادبی مجلساں مانھ شامل ہوتا رہیا۔ سائیں صاحب نے بابا نظام الدین لاروی ہوراں سمیت کئی شاعراں کا کلام کی اصلاح وی کی ہے تے اس طرح ویہ گوجری کا پہلا اُستاد شاعر کہیا جا سکیں۔ اُن کی وفات فتح پور ایتی (راجوری) مانھ ہوئی تے اتے ہی اُن کی آخری آرامگاہ ہے۔

سائیں قادر بخش ہوراں کو زیادہ کلام پنجابی مانھ ہے تے ویہ ریاست جموں کشمیر

مانھ پنجابی زبان کا منیا پڑ منیا شاعر ہیں۔ کہیو جائے جے چوہدری سر بلند خان گورسی ہوراں کی فرمائش پر سائیں صاحب نے گوجری شاعری شروع کی تھی۔ گوجری مانھ ان کو کلام گھٹ ہے پر پُر مغز تے معیاری ہے۔ یاہ سب شاعری سی حرفی کی صورت مانھ ہے۔ اُنکا کلام مانھ عشق حقیقی تے مجازی کی کیفیات بڑی خوبصورتی نال اکٹھی کی وی ہیں۔ اُن کی شاعری لوک ڈھوکا بہکاں مانھ اکثر گاتا رہیں تے یاہ سینہ بہ سینہ چلن تیں بعد کُجھ اک تحریری صورت مانھ باندے آئی ہے۔ ان کو کُجھ کلام میاں بشیر احمد لاروی ہوراں نے نیر سمندر ناں کی کتاب مانھ شائع کروایو ہے۔ پر اس موضوع پر مزید تحقیق کرن کی بڑی گُنجائش تے ضرورت ہے۔

سائیں قادر بخش ہوراں نا کئی زباناں پر عبور تھو تے امیر خسروؒ ہوراں نالوں سائیں صاحب نے وی اس قسم کا شعر کہیا ہیں جن مانھ کئی زبان استعمال ہوئی ہیں۔ سائیں صاحب کی فنی صلاحیت نا سمجھن واسطے اُن کی مخلوط تے پنجابی شاعری کا نموناں کو جائز و ضروری سئ لگے۔

مخلوط شاعری:

د:

دُکھی ہاں سجناں پہیں پرتیں، تُندے دِکھنے دی، انتظار بیٹھی
یلے گویا نان نہ تن ہاں میں رؤاں تڑفدی زارو زار بیٹھی
فارگٹ می ناٹ کم ہیر، بوٹی فُل درشن دِلوں دھار بیٹھی
قادر بخش چرتہ زئی دے خراشہ، وُچھ نبض منون، ہوں بیمار بیٹھی

اس شعر مانھ انھاں نے ڈوگری، بنگالی، پنجابی، انگریزی، کشمیری تے گوجری ست زباناں کو استعمال کیو ہے۔ پنجابی سی حرفی کا کُجھ بند:

ک

کڈھ بھیجاں انھاں روندِ یاں نوں دونویں بجاندے روبکارا کھیاں
رورو دو والڑے پٹ سٹے، اپر بند نے وچ قندیل اکھیاں

الف:

اسمان جیہا سر پوش کیہڑا دسو زمیں جیہی کہڑی تھال ہوسی
بھار گناہاں جیہا بھارا بھار کہڑا، دسو لعنت جیہی کہڑی گال ہوسی
دولت جیہی مغرور ہے چیز کہڑی، دسو بھکھ جیہا کہڑا کال ہوسی
قادر بخش محبت جیہی قید کہڑی، بہتر اکھ کولوں کہڑا لعل ہوسی

الف:

اسیں وحشی یا ایہ لوک پاگل جہڑے چھیڑدے اساں دیوانیاں نوں
عاقل کدوں نادان نوں بھیت دیندے، پاگل دسدے راز بیگانیاں نوں
اصل دِلاں دے رازنوں کون جانے، دسے چورنوں کون خزانیاں نوں
قادر بخش میں مُفت بدنام ہویا، اساں لایا سی کدوں یارانیاں نوں

خ:

خُلق محبت دے تُسیں گُلشن اسیں بُلبلاں تے نالے بھور وی ہاں
تُسیں چن وانگوں دور وسدے ہو، اسیں سہکدے مثل چکور وی ہاں
تُسیں پیار دے خوب خزانچی ہو، اسیں اس خزانے دے چور وی ہاں
قادر بخش بھاویں جسم وچ ایتی، رضا مند میں دِلوں دھنور وی ہا

(قمر راجوروی ہوراں کے ناں منظوم چٹھی کا اس بند مانھ سائیں ہوراں نے اپنی آخری آرام گاہ واسطے راجوری کا گراں فتح پور ایتی کے نال نال دھنور کی جگہ واسطے وی اپنی پسند کو اظہار کیو ہے۔)

د:

درزیا سیڑ کھاں زخم میرے، پُرزے ہوئے نی بے شمار دل دے
اندر چیر کیتا سینہ لیر کیتا، قینچی ہجر کر گئی لنگار دل دے
کُتر کتر شالا، ٹانکا لا بھلا، ٹکڑے ہوئے نی بے قرار دل دے
قادر بخش تڑفاں، ترساں ملاں سینہ، جان اک تے غم ہزار دل دے

(پونچھ مانھ جاگیردارانہ نظام کا ظُلم کو نقشو سائیں صاحب نے نوں پیش کیو ہے۔)

ک:

کسٹم پولیس جنگلات نالے، لُٹ کھاہدی ہے پونچھ پٹواریاں نے
خلقت لُٹ گئے نمبردار رل مِل، لوک تنگ کیتے زیلداریاں نے
سِنگی لائی ہے خوب دکانداراں، رت چُوس لئی شاہ بیوپاریاں نے
قادر بخش ہُن پونچھ دا بچن مُشکل، کیتے شروع شکار شکاریاں نے

ی:

یاریاں آپنے دیس لایئے، رج رج کے سدا دیدار کریئے
یاری وطن والی، پھُل رتن والی، ناہیں نال بیگانیاں پیار کریئے
پہلوں ہس ظالم دل کھس لیندے، ساری عمر کاہنوں انتظار کریئے
قادر بخش کلیجڑے نال رکھیئے، وار وار چھاتی ٹھنڈی ٹھار کریئے

گوجری کلام کا نمونہ: الف:

اسو بے ترس نہ کوئے ڈِٹھو جِسو توں ڈھولا میرے نال ہوؤ
سڑ بل گئی سینو ساڑ سٹیو، سارو لوک پچھے یوہ کے حال ہوؤ
بھلا کے دسوں کہڑو روگ مِنا اندر بھکھ پھُرنو رتو لال ہوؤ
قادؔر یار اکوار توں گھل پھیرو، دیکھ درد میرو کِس تال ہوؤ

الف

آ اِنگا کِت بیس رہیو، نونہی ایکلی چھوڑ کے اِت مِنا
تِنا دِسر گیو چیتو جا اُنگا، اجکل تاہنگ تیری رہے اِت منا
تیرے باہج ہویو میرو جین مُشکل، ڈِٹھے باہج آوے صبر کِت مِنا
قادؔر یار باہجوں کھان پین بھُلو، ہوٹھے کِت لگے ایسوں چِت منا

الف:

اُڈ کاگا میرو یار آوے، بنڈے دُکھ کرے پُچھ بھال مِناں
ڈاہڈی ہوں ڈولی، گولی مر بولی، ڈِٹھا باجھ ہے جین محال مِناں
رات سوؤں تے خاب خیال آوے، دِنیں دُکھ لاویں چھاتی نال مِناں
قادؔر یار باجھوں کھان پین بھُلو، اینگا آ ڈھولا دے جمال مِناں

ب:

بُری سمجھے سارو لوک مِنا، تیرا عِشق نے کی بدنام ڈھولا
ٹھٹھا کریں تے ہسیں یہ لوک سارا گواہنڈی کہیں تِنا سرسام ڈھولا
پُچھے لوک ہوئی تِنا دخل کِتوں رون پیش آیو صبح شام ڈھولا
قادؔر یار کارن میرا نین روئیں آوے صبر نہ مُول آرام ڈھولا

ت

تنگ تدکا سٹیاسنگ جد کا سٹیو کھوہ اندر سینے لامنّا
ہوئی جان حیران ویران میری لگی ہر اک آنؔ بلا منّا
ڈنگا زخم ہو یا کالؔجا ماں کاری لگے نہ کائے دوامنّا
قادؔرِ دل کھیا میری جان دکھیا درد کا لجہ گو گیو کھا منّا

ت:

تتی روئے تیرے باجھ اِنگا، چلیو کِت توں چھوڑ اس جامِناں
پھُوک تاپ چڑھیو، دیکھ بانہہ میری، نبض دیکھ تے دے دوامِناں
تیرا سنگ کو ڈاہڈو ارمان جانی، اڑیا نہ جایئے دُکھ لا مِناں
قادر یار ہے نال پریت تیرے، کہوں جھوٹھ تے جانے خُدامِناں

میاں فتح محمد درہالوی

پیدائش:1875 پلارنی راجوری وفات:1945 پلیارنی راجوری

میاں فتح محمد درہالوی گوجری کا پہلا دور کا بلند پایہ صوفی شاعراں بچوں ہیں جنھاں نے اپنی قلم کی مہار پنجابی تیں گوجری آلی پاسے موڑی۔ اُن کی پیدائش ڈوڈاج راجوری مانھ چودھری نور عالم گورسی ہوراں کے گھر ہوئی۔ بچپن مانھ کافی غربت دیکھی ۔ جس سماجی نابرابری کا قِصا سُنتاں وی اج مل کم جائے، وہ سب کُجھ انھاں نے اپنی اکھیں ڈِٹھو تے اپنے تن جھلیو ۔ معمولی اسلامی تعلیم توں بغیر زیادہ پڑھ لِکھ وی نہیں سکیا تھا۔

فتح محمد ہوراں نے جد ذرا سُرت سمہالی تاں بابا جی صاحب لاروی کے ہتھ بیعت ہوا۔ پڑھائی لکھائی تے شاعری کی ترغیب وی اِتوں ہی لبھی تے نوں فتح محمد تیں میاں فتح محمد کہوان لگا۔ ویہ بڑا خوش اواز تھا تے اپنی شاعری نوں ترنم مانھ سُناویں تھا جس نال کلام کو لُطف دُونو ہو جائے۔ اُن کی ساری شاعری سی حرفی تے بیت کی صورت مانھ ہے جہڑی لوکاں نے زبانی یاد کی وی ہے تے اکثر ڈھوکیں بہکیں گاتا رہیں۔

اس دور کا باقی شاعراں ہاروں ویہ وی پہلاں کافی عرصو پنجابی مانھ لکھتا رہیا ہیں پر بعد مانھ بابا جی صاحب کی ترغیب پر گوجری لکھنی شروع کی تے اخیر توڑی گوجری لکھتا رہیا۔ گوجری مانھ اُن کی سی حرفیاں مانھ تصوف تے عِشقِ حقیقی کا مضمون مجازی پردہ مانھ بڑی خوبی نال بیان کیا واہیں۔ گوجری زبان مانھ انھاں نے ہیر رانجھا کی علامت صوفیانہ خیالاں واسطے اُسے کامیابی نال برتی ہے جس طرح پنجابی مانھ وارث شاہ ہوراں نے برت کے یاہ داستان سدا بہار بنا چھوڑی وی ہے۔

میاں فتح محمد درہالوی ہوراں کوسی حرفی کی صورت مانھ گوجری کلام معیار کا لحاذ نال وی گوجری زبان کوا ہم سرمایو ہے۔ تے تصوف جیہو موضوع اسکی اہمیت نا دونی چُونی کر چھوڑے۔ ریڈیو کشمیر تیں نشر ہون تیں علاوہ کُجھ اک کلام شیرازہ گوجری مانھ وی شائع ہوئ ہے تے ان کو کُجھ اک کلام میاں بشیر احمد لاروی ہوراں نے اپنی تالیف نیر سمندر مانھ وی چھاپیو ہے پر انھاں کا پورا کلام نا جمع کر کے عام طالب علم توڑی پوہچان کی ضرورت اجھاں وی اپنی جگہ ہے۔

میاں فتح محمد درہالوی آخر ستر سال کی عُمر مانھ ۱۹۴۵ء مانھ فوت ہویا تے ان کو خاکی جسم اتے پلیارنی راجوری مانھ اپنا ابائی قبرستان مانھ دفن ہے۔ پر اُن کا رسیلا تے پُر تاثیر بیت اج وی اپنا سُنن آلاں نا یاہ دُوری محسُوس نہیں ہون دیتا۔ اُن کی سدا بہار شاعری صدیاں تک گوجری پڑھن سُنن آلاں نا متاثر کرتی رہے گی۔ کلام:

الف:

اٹھ ہیرے رانجھو ٹُر چلیو، تیرا عشق توں فیض کے بٹیو میں
چاکر ہوکے چاریو مال تیرو، نالے خویش قبیلڑو سٹیو میں
آیو تخت ہزارہ توں جھنگ اندر، تیری وچ پریت کے کھٹیو میں
فتح محمد ہو گیو جواب چھیکڑ، گھر اپنو بستو پٹیو میں

ب:

باہج تیرے دِستو کُجھ نہیں کیا سینے جُدائی نے سل رانجھا
کیوں آن تے جان ہی چھوڑ دِتو، کوئے لِکھ کے خط تے گھل رانجھا
مُنہ دس جایئے اکوار آ کے کراں بیس کے دُکھاں کی گل رانجھا
فتح محمد حیران دیدار باہجوں، دیکھے راہ تیرو پل پل رانجھا

ت:

تک جایئے میری نبض مُڑ کے ہویو عشق کو سخت بُخار ہیرے
چڑھیو تپ تندور کو سیک ساڑو، سینو پک کے ہویو انگار ہیرے
کیا بہت علاج نہ صحت ہوئی، ہویو سدا غمخوار بیمار ہیرے
فتح محمد دسوں دِل کو بھیت کِس نا ڈاڈھی عِشق کی مرض لاچار ہیرے

ج:

جٹی ہے جھنگ سیالاں کی توں، کھیڑاں نال کے ہے تیرو ساک ہیرے
جاں کُن فیکون کو قول ہوؤ، میرے نال ہویا تیرا باک ہیرے
کراماً کاتبین دوئے شاہد میرا، ہویو عقد جد روز میثاق ہیرے
فتح محمد ہزارہ تیں جھنگ آیو، تاں ہی سدیو ہوں تیرو چاک ہیرے

ح:

حال تیں ہوں بے حال ہوئی، دیکھوں راہ تیرو صبح شام رانجھا
قلب طلب اندر پریشان تڑفے، تیرے باہج ہے نیند حرام رانجھا
نِت تیری جُدائی کا سل سینے، دِسے جگ اندھیر تمام رانجھا
فتح محمد اقرار توں ہارسوں نہیں، گولی نِت تیری بیدام رانجھا

ر:

رہ جایئے اک رات میرے، روٹی دیوں گی آپ پکا رانجھا
دُدھ کاڑھ کے دئے غلام تیری، نالے پلنگ وی دیوں گی ڈاہ رانجھا
پیر دھو کے کروں گی آپ مالش، نالے بستر وی دیوں بچھا رانجھا
فتح محمد جے وطن مانھ ٹُر چلیو، سنگ چلوں گی بھار اُٹھا رانجھا

ت:

تکوں ہمیش ہوں راہ تیرا مُنہ دس منا اکوار ہیرے
ہورلوک سارو سُکھاں نال بسے کیو دُکھاں نے ہوں لاچار ہیرے
گھولوں باپ مائی نالے بہن بھائی تیروسب تیں بدھ پیار ہیرے
فتح محمد جدائی وِچ جان تڑفے اکوار دے جا دیدار ہیرے

ن:

نکاح میرو رانجھا نال ہویو، اجھاں اک خدا تھی ذات مائے
اجھاں زمیں اسمان بنیاد نہ تھی، نہ دینہ تھوتے نہ رات مائے
نہ لوح محفوظ نہ عرش کُرسی، نہ صوم تے نہ صلواۃ مائے
فتح محمد، تھو آپ خدا پہلے، رانجھو تھو موجود حیات مائے

و:

واعدو میرو ہے نال تیرے سدو رہونگی وچ حضُور رانجھا
شربت آب حیات نہ لوڑ مِنا تیرو دید ہے اک منظور رانجھا
رات وصل کی لیلۃ القدر جیسی موسیٰ وانگ معراج کوہ طور رانجھا
فتح محمد جدائی نے ساڑ سٹی نِت سُولی ہے وانگ منصور رانجھا
جسکو سنگ کریئے اُس کے سنگ مریئے وقت نزع توڑی قولوں ہاریئے نہ
فتح محمد کو شعر یوہ عشق آلو میرو گوجرو لفظ بساریئے نہ

تے آخر مانھ اُنکا پنجابی کلام وچوں اک بیت نمونا کے طور: ق:

قدر معشوق دا عاشقاں نوں یا قدر قُرآن علماً جانے
قدر یُوسف دا پُچھ یعقوب کولوں، قدر پھُل دا صبح دی وا جانے
درد دل دا پُچھو جا عاشقاں نوں، جیہدی نبض حکیم دانا جانے
فتح محمد مجنوں جانے قدر لیلیٰ قدر عشق دا آپ خدا جانے

چودھری خدا بخش زارؔ

پیدائش:1888ء مڑھوٹ پونچھ وفات:1982ء مڑھوٹ پونچھ

خُدا بخش زار بیہویں صدی مانھ گوجری کا عظیم ترین شاعر تھا جن کی شاعری تے تخیل کو جواب اج توڑی کوئے دُوجو شاعر نہیں دے سکتو۔ وہ یہ ۱۸۸۸ء مانھ پونچھ کا مڑھوٹ گراں مانھ حلیم دیدڑھ ہوراں کے گھر پیدا ہویا۔ لوہکی عُمر قضیاں بختاں مانھ گذاری تے معمولی تعلیم حاصل کر کے گھر بار کا کاروبار مانھ لگ گیا۔ عام گوجری زِندگی بسر کی تے ۱۹۸۲ء مانھ وفات ہوئی تے اُتے اپنا ابائی قبرستان مانھ دفن ہیں۔

شاعری کی شروعات عشق کی ٹھوکر نال ہوئی جس نا بعد مانھ لاروی دربار کی ہوا لگی تے شاعری کو یوہ بُوٹو گھونپھر وہی ہوتو گیو۔ بابا صاحب کی علمی تے ادبی مجلساں مانھ باقاعدگی نال شریک ہوتا رہیا جت سائیں قادر بخش ہوراں جیہا اُستاد شاعر پہلاں ہی موجود ہوئیں تھا۔ اپنا دور کا اکثر شاعراں ہاروں زار صاحب کو وی زیادہ کلام پنجابی مانھ ہے تے سی حرفی یا باراں مانہ کی صورت مانھ ہے۔ گوجری شاعری کی شروعات وی بابا صاحب کا کہن پر کی تے انھاں ہی نے زارؔ تخلص وی تجویز کیو۔

گوجری شاعری کو یوہ سلسِلو فِر ایسو چلیو جے مجلساں محفلاں مانھ جلساں میٹنگاں مانھ، چلتاں پھِرتاں، ڈھوکیں بہکیں تے نویکلے بیٹھاں بیٹھاں بے شمار شعر کہیا۔ اُنھاں نے کُجھ نظم وی لِکھی ہیں پر زار صاحب کو زیادہ کلام سی حرفی تے باراں مانہ کی صورت مانھ ہے تے معیار کا حساب نال انھاں کا مقام نا کوئے نہیں پوہچ سکتو۔ انکا کلام مانھ عشق تے تصوف کا مضمون بڑی اُستادی تے خوبی نال بیان کیا واہیں۔

خدا بخش زار ہوراں کی پنجابی تے گوجری شاعری کو اچھو خاصو مواد موجود ہے جس کی اجھاں توڑی اشاعت نہیں ہو سکی۔ اُن کی کُجھ اک سی حرفیں میاں بشیر احمد لاروی صاحب نے اپنی تالیف نیر سمندر مانھ شامل کی ہیں پر نواں گوجری لکھاڑیاں کی رہنمائی تے گوجری کا معیاری سرمایہ نا دُنیا کے باندے پیش کرن واسطے انکا کلام کی کتابی صورت مانھ اشاعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔

کلام:

باراں مانہ:

چڑھیو چیت تیرو بھلیو نہیں چیتو، تیری قسم بساکھ بساریو نہ
جیٹھ ہاڑ کی دھُپاں مانھ کھلی دیکھوں ساون بھادرے وی ہُو ہو ماریو نہ
اسو اکھ پھر کے کتک کد آوے، کہڑی گھڑی میں کاگ اڈاریو نہ
منگھر پوہ تے مانہ مانھ رات جاگوں پھگن زآر آیو ہُو ہو ماریو نہ

چڑھیو چیت چروکنی چاہ میری گیا گذر بساکھ تے جیٹھ دوئے
ہاڑ ساون تے بھادرو راہ ملوں خبر دس جائے راہی آن کوئے
اسُو کتک تے منگھر مانھ کروں پُچھنا مانجھی آجڑی ملے کسان کوئے
پوہ ماہ پھگن سوتاں زآر گذریا تم نے نہیں کیو آن جان کوئے

چڑھیو چیت بساکھ بہار آئی باجھ سجنا کسنی رنگ اڑیو
جیٹھ ہاڑ ساون گیو بھادرو وی اسُو باجھ تیرے دل تنگ اڑیو
کتک منگھر تے پوہ مانھ یاد تیری بھُلا کم تے کاج کا ڈھنگ اڑیو
پھگن زآر روتاں گیو سال پُورو پوئے بھٹھ بیدرد کو سنگ اڑیو

چڑھیو چیت چوہیں پاسیں ڈُھونڈ تیری بساکھ بستیاں تے جیٹھ جنگلاں مانھ
ہاڑ ساون تے بھادرے محفلاں مانھ، جلساں میٹنگاں تے نالے دنگلاں مانھ
اسؤ کتک تے منگھر مانھ مر مُکی نہیں رہی جان اندام کرنگلاں مانھ
پوہ، مانہ پھگن آکے زآر تک لے پھاتھی جان ہے ہجر کی سنگلاں مانھ

باراں مانہ: ۲

چڑھیو چیت تے چت اداس ہوؤ بستیں تیرے بغیر اجاڑ دسیں
تیرا پیار نے کی لاچار ڈاہڈی بیابان منا فلک پہاڑ دسیں
بیٹھی کروں جنون فغان اپنا بیدرداں نا میرا یہ راڑ دسیں
خدا بخش دسوں دل کو بھیت کس نا، کس نا تیرے باجھوں میرا ساڑ دسیں

چڑھیو ماہ بساکھ تے سنگناں نے لایا رنگ کے زری لباس ڈھولا
میرے دل حسرت بچوں یاہ کسرت کدے اج ہوتو میرے پاس ڈھولا
زیور لاویں تے کریں سنگار سو سومنا ہجر کا ٹھنڈا اُساس ڈھولا
خدا بخش تیرو متھو جھوٹھ ناہیں کہوں جا ملوں بن باس ڈھولا

جیٹھوں جیٹھ دیور دلوں تنگ دِسیں، جھلوں طعنا سخت جٹھانیاں کا
کرے روز ننان گھمسان ڈاہڈو صبح شام ہیں حال ویرانیاں کا
پوہچوں کول تے ڈھول نا کھول دسوں قصا سب سربرتیاں کہانیاں کا
خدا بخش نماں نماں نم ڈوہلوں ویلا یاد کر کے مہربانیاں کا

چڑھیا ہاڑ تے دُکھاں کا چاہڑ ہوا دسے کون لیکے میری سار تِناں
بسے دُور تے رہے مغرور کانہ تیں، وہیں گا یاد ویہ کُجھ قرار تناں
ہُن کیوں عیب قصور تک دور نسے لڑ لگی تھی سمجھ ستار تناں
خدا بخش گھولی اتنی کیوں رولی، مدے لوک کہ تھو وفادار تناں

ساون سُکھیا رکھ نہ رول اِتنی توڑے ہور ہیں لکھ ہزار تِنا
بٹو نہ لائیے وفاداریاں نا، بھاء پئی جے ہوں گنہگار تِنا
لہتا چڑہتا توڑی تیری اج شہرت چنگو کہ سب دُنی سنسار تِنا
خدا بخش اڑیا تیریں لکھ چنگیں، اکا ہوں لبھی بدکار تِنا

چڑھیو بھادرو بھس جُدائیاں نا تے تنہائیاں نا ہُن چھوڑ ڈھولا
دِلوں چھوڑ روسا ہیں کراں گوشا، نالے سچ تے کُوڑ نا لوڑ ڈھولا
میریں سب بے قولیں بھُلا دِل تیں، قول اپنا چاڑھیئے توڑ ڈھولا
خدا بخش لِللہ بخش بھُل میری سینہ نال آکے سینو جوڑ ڈھولا

اسُو اس گل مانھ تیرو کے گھاٹو گولی آپنی کدے سنوار چھوڑی
سگوں سوہنیا کم ثواب کو تھو، میری بھُل جے دِلوں بسار چھوڑی
منا کیوں شریکنیں دئیں معنا، گٹی گاں کے کہڑی میں مار چھوڑی
خدا بخش بھُلی اتنی تاں رُلی، تیرا حِلم نے بے مہار چھوڑی

کتک کہڑی گلوں ٹُرے کنی کنی، کہڑو بھُل بغیر انسان ہؤو
مُنڈوں بھُل کے آدم نے کنک کھاہدی، توبہ نال اُسکو کِتو شان ہؤو
یوسفء نال زلیخا نے کے کی تھی، جھلی سختی تے قید حیران ہؤو
خدا بخش پچھلی تِنا خبر ساری، رُستی دیکھ جس دن مہربان ہؤو

منگھر موئی نہیں تے باقی رہی نہیں، میرا مرن مانھ نہیں کُجھ شک اڑیا
تتی رنگ لاوے توں نہ انگ لاوے، کپیں سو شریکنیں نک اڑیا
دلوں عیب بسار جے یاد ہے تے اک بار سِدھی نظروں تک اڑیا
خدا بخش برائیاں کی کمی نہیں، نیکی توں دیکھے نظر چک اڑیا

پوہ:

پیر تیرا جبھی مار پکڑوں جائے کدے نمیکلو لبھ مِنا
کدے نہ جریئے اُسے وقت مریئے کہیں یاہی سہیلڑی سب مِنا
ہوں بھی صُبح تے شام دُعا منگوں دئے کدے ہُن ایکلو رب مِنا
خدا بخش یہ تیریں دلیل کُتیں، خبرے توں لاوے کہڑے ڈھب مِنا

مانہہ:

مرن جیون میرو نال تیرے، اللہ پاک کی قسم ہزار اڑیا
تیرا در پر اپنو سِر دھریو، بھاویں لکھ واری جُتیں مار اڑیا
جھلوں طعنا نت گماہنڈیاں کا، اکوار میرو سینو ٹھار اڑیا
دستگیر نا من ہوں دلوں تیری، خدا بخش توں شک بسار اڑیا

پھگن:

چڑھیو پھگن تے پھُلاں کی رُت آئی، بھوراں بُلبلاں نال وصال ہؤو
گھریں جِنہاں کا کنت بسنت لاویں، نالے وصل تیں دل نہال ہؤو
چنگا لیکھ جِن کا بغلگیر ہوویں، میرے بھاُ وصال کو کال ہؤو
خدا بخش روتاں دھاتاں کٹ چھوڑی، مندے حال میرو پُورو سال ہؤو

سی حرفی:

الف

اینکی یاد ہمیش آوے نالے لگیں کُجھ نچُ ہُسیر اڑیا
رکھی اگے وی بھاویں تیں دُوریاں مانھ ایہر رہوں تھی کُجھ دلیر اڑیا
گل مِلن کی آس پر رہی جھلتی بھاویں تیں رکھی میر تیر اڑیا
بھجیا دند ظاہر ہویا مند سارا لئی زار ہُن غماں نے گھیر اڑیا

الف:

اکھ کہڑی گلوں بکھ رکھے میرو تکیو کے قصور اڑیا،
ڈیرا تیرا پر پھیرا ہمیش میرا نسے توں نت میرے تیں دور اڑیا
دل کھس میرے سِر بھس گھلی، پھرنوں ساڑ کے کِیو تنور اڑیا
تیری بے پرواہی نا تک کے تے ہوں تے زآر ہوئی چُور چُور اڑیا

ب:

بہت باری میری ہوئی زاری تیں تے سِروں وفا بسار چھوڑی
سڑے یاہ یاری جس مانھ ایڈ خواری، جان سُولیاں کے اُپر چاڑھ چھوڑی
بے پرواہی کی وی کائے حد ہووے، دیکھ سیخاں نال تیں ہوں ساڑ چھوڑی
مُنصف اس نیاں کو زآر کوئے نہیں، دھر بچ چوراہاں لتاڑ چھوڑی

ث:

ثالثاں مانھ کدے گل لگی تناں پچھیں گا تیری وفا کِت ہے
انھاں درماں بغیر خریدیاں پر جائز اتنو جور جفا کِت ہے
اتنو ساڑنو کت روا رکھیو، میری عاجز کی ایڈ خطا کت ہے
مُنہ تیں کرے لارا دلوں بیر بھارا، انھیں گلیں توں زآر صفا کِت ہے

ج:

جگ جہان خوشحال بسے اکو دور میرو دِلدار اڑیو
گھلوں کون دردی جھڑو جا اس نا میرا کہہ سنہیوڑا چار اڑیو
تیرا طُول فراق کو سُول سینے کھُلا بال گل ماں تار تار اڑیو
سُرموں پان تے پان حرام دِسے بھُلا زآر سب ہار سنگار اڑیو

ج:

جر جر کے، صبر کر کر کے ، بولی مر مر کے کِت ہے ترس تیرو
کدے ہس کے گل وی کائے کی ہے، ڈرتا رہیا کہتا ہر کم سرس تیرو
دھر دھر ہنڈیاں مانھ تڑکا تیں لایا، لیو ناں نہیں کدے بے ترس تیرو
نہیں زآر نا خواب مانھ مُنہ دسیو، ہُن یوہ گذر گیو تیجو برس تیرو

ج:

جگ جہان نے تک لیو تیرا دامن کے نال پلچتی نا
توں ہی سچ کہو ہاں کس نے نہیں ڈِٹھو منا تیرے اگے سدو نچتی نا،
تیرو کہ کے پھروں بدوکڑاں مانھ بھاوے کون اس گل ان پچتی نا
میرو زآر توں آپ ستار ہوکے پردو پایئے بدنام کو چتی نا

ج:

حال ملال کو کہوں کس نا بہتا تک کے عیب بساریئے نہ
اپنا نیناں کی قسم ہزار تنا سروں ماریئے تے دلوں ماریئے نہ
ہُن کو ہجڑی تک کے کیوں تجے پہلاں آپ لائیں ہُن ھاریئے نہ
بار بار زاری میری زار ایکا رانجھا آ مہیسیں بھاویں چاریئے نہ

خ:

خوار بھاویں تاں وی ہاں تیری سارا جھنگ مانھ خبر بدنامتاں کی
رُٹھا باپ مائی نالے بہن بھائی منا سمجھ کے پنڈ ملامتاں کی
سنگن کہیں نامُوس کو ناس کیو بیلے سنگ جانو گل شامتاں کی
تیرا بیلڑا نا جنت عدن سمجھوں سچی گل نہ زآر خوشامتاں کی

خ:

خیریں سکھیں تنا رب رکھے، جھلوں دُکھ ہوں لگوں بلا تیری
بیسوں سنگناں مانھ تیری گل چھیڑوں مٹھی نچھ کہوں کروں ثنا تیری
مُڑ پیار کیں گل دہراؤں ساریں، کرتی یاد نہیں کائے جفا تیری
سر پر زآر تیریں منوں ہور ساریں، اکو جُدا رکھن کر بلا تیری

د:

دلوں گلا لاہما ہوں چھوڑوں توں وی چھوڑ دے بے پرواہیاں نا
ہوں یوہ آپنورون تے جھُرن چھوڑوں توں وی چھوڑ دے گنن خطائیاں نا
تک لے کیڈ بھنڈی ہر ہر بچ منڈی ہس ہس کھا کھ پاٹیں ہمسائیاں نا
جانے زار توں اسکو ہور کوئے نہیں فر کیوں دور سٹے ٹبر کھائیاں نا

د:

دیکھتی رہوں نِت راہ تیرا روزیدار دیکھیں جیویں چن اڑیا
ہٹی ہوں ناہیں آیو توں ناہیں، سڑ بل گیو میرو من اڑیا
کدے رات اندھیری مانھ کیڈ آوے اُسے پاس لگیں میرا کن اڑیا
تیں ہوں ٹھک چھوڑی زآر سمجھ کوڑی، منا وہی پُرانو ہے ظن اڑیا

ذ:

ذکر تیرو ہر ہر جا مِنا بیسوں گھڑی جے کدے سہیلیاں مانھ
رستاں پانیاں پر تیریں گل ہوویں تیری گل تمام حویلیاں مانھ
موسم خشک مانھ بھُلیں نہ گل تیریں قصا یاد آویں پھُل کھیلیاں مانھ
تیرو ناں نت زآر ہے لباں اُپر بھُلتو مُول ناہیں جوہاں بیلیاں مانھ

ز:

زرد ہے رنگ جدائیاں تیں جھلی کہیں کُجھ کُجھ ہمسائیں منا
ہوئی دُور ہوں جد کاں سجنا تیں، قسم رب کی کھائیں وہ تھائیں منا
اُسے روز تیں رون نصیب ہویو، کئی کئی بار آ جائیں اُسائیں منا
کُجھ کُجھ زآر خفقان کا دئیں معنا، کئی آپنیں کئی پرائیں منا

ص:

صبر سارا ہوں وی رکھوں رکھیے یادتوں وی بے پرواہیاں نا
تیرو ناں لیکے ساری رات جاگوں، تک لے اپنی لحیف تلائیاں نا
صبح اتھروں پُوچھتی ہوں اُٹھوں، تکے جگ تیری انگڑائیاں نا
تِنا خوشی خیشی مانھ ہور محفل، ہوں زآر جھروں اکھاں لائیاں نا

ض:

ضرب وچھوڑا کیں بہت جھلیں، جھلیں چوٹ ہزار جدائیاں گی
لگا بے وفائی کا تیر سینے، غم کی نزع تکیں تنہائیاں گی
تیری مگر ٹُروں توں نہیں مُڑ تکتو، کپے اندروں چھری قصائیاں گی
تیں ہوں زآر رولی ککھوں ہوئی ہولی، ٹُٹی آس ساری بہنا بھائیاں گی

ط:

طلب اس قلب مانھ ہور کائے نہیں صِرف لوڑیئے تیرا دیدار مِنا
اس تیں جائے مت سیک جُدائیاں گو، لبھے کد یوہ عرق انار مِنا
کیوں نہ دفع ہوویں میریں مرض ساریں، دِسیں نین تیرا روبکار مِنا
دھیاڑی آن جے نہیں پسند تِنا، لِللہ خواب مانھ آ مِل زآر مِنا

ظ:

ظُلم سہنا پوئیں یاریاں مانھ، کد ہیں عشق مانھ خوشیں تے عیش اڑیا
نالے چوپڑیں ویں نالے چار پُوریں، آویں کد یہ ہتھ ہمیش اڑیا
کِس نا یار لبھیں سدا بُکلاں مانھ، پُچھو آ مِنا جِس کے پیش اڑیا
کاڑھ ساڑ کے زآر کئی یار پرکھیں، پچھے کہیں ہُن نِیل ہے نیش اڑیا

غ:

غماں کا کٹھا مانھ رُڑھ گئی ہاں، ہتھ مار تے کر لے پار مِنا
میرا روگ نا اج نہ مول تکیئے، صدقو سر کو آکے تار مِنا
نہیں تھی خبر جے گِنے گو عیب میرا، تیری کہیں تھا لوک ستار مِنا
تیرو متھو ہوں عُمر غلام رہی ہاں، کہڑی گلوں ہُن سٹے توں زآر منا

ک:

کاگ اڈاؤں نالے فال گھلوں ، روٹی چرے بھلاوڑا کھاؤں تیرا
پھر کے اکھ یا مکڑی چڑھیسر پر پیڑھا ڈاہوں تے پلنگ بچھاؤں تیرا
رات چانن بیس کے راہ تکوں، تا کی کھول چھوڑوں گیت گاؤں تیرا
کہڑی گل تیں زآر بسار چھوڑی وفاداری کا رنگ ازماؤں تیرا

ک:

کے دسوں معنا سنگنا کا میرا کالجہ مانھ ہوا سل ڈھولا،
انگلی ٹھوڈئیں رکھ رکھ ٹوک لاویں توں کیوں رول چھوڑی اجکل ڈھولا
دو جی کہ تنا پکو پتو ناہیں، سِدھے مُنہ نہیں کرتو گل ڈھولا
خبرے زآر تیرو اندروار کے ہے، ہوں تے مرمگی جھل جھل ڈھولا

ک:

کوہجڑی تے کوچجڑی نا پہلاں کیوں کہ تھو چنگی بھلی ہے توں
سنے عیباں کے لئی تھی مدے تتی، ہُن کیوں چھپے گلی گلی ہے توں
تیرا اپنا مُنہ کی گل تھی یاہ، بھلو ہوؤ میری سنگت رلی ہے توں
کدے زآر توں وی ٹھنڈی ٹھار ہوئے گی، اج کے ہوؤ جلی بلی ہے توں

ل:

لگن کی پُچھ پتنگ کولوں، نِکلے وِچ طواف کے جان جِس کی
زِندہ مُڑن نا عیب کبیر سمجھے، زِندہ مُڑن دیتی نہیں آن جِس کی
سڑ کے خاک ہووے قدماں یار کاں مانھ، ہووے سامنے جان قربان جس کی
چھپی زآر نہیں گل یاہ جگ وِچوں، شاعر سُرخیاں مانھ لِکھیں شان جِس کی

ی:

یاریاں کی گل لکھیں اس مانھ قِصا عشق کا بُھت کُجھ طاق اُپر
زندہ کُجھ اسمان پر چاڑھ لیا، سِر کُجھاں کا تڑفیا خاک اُپر
کُجھ رون تے جھُرن کا بنے عادی، کُجھ خوش ہیں موت بے باک اُپر
زآر رب جانے حالت عاشقاں کی، گل آن آ کے کلمہ پاک اُپر

نظم: بڈھیموں

اک دن وقت نماشاں کو تھو شخص اک بھِت ٹھکورے
میں پُچھیو توں کتوں آیو، تے دس اِتوں کے لوڑے
کہن لگو ہوں ات آیو، کم تیرے سنگ مِنا
تُحفا وی کُجھ لیکے آیو جہڑا دیوں گو تِنا
میرو ناں بڈھیمو ہے جی مساں مساں اج آیو
آ تنا ویہ تحفا دسوں جہڑا نال لیایو
کھانسی تے سر دردی لے لے میری یاہ نشانی
ہور نشانی وی اک میری سر کو چکر گھرانی
ہور وی تحفو ہے اک میرو آپے اُڑ جا بھائی
میں ویہ سب اُڑا کے دسیا جس گھر بھوری ڈاہی
دوہرا کرکے کتنا دسیا تھا سرواں کا سنگی
آکے فِر نہیں ہر گز جاتو ریت میری یاہ چنگی
جنگ میرا مانھ کوئے نہیں جتیو، لکھ پیا سِر ماریں
دھپھو میرو شیراں آلو، زآر جیہا سب ہاریں

شمس دین مجبور پونچھی

پیدائش:1892ء سیالاں سُرنکوٹ وفات:1984ء سیالاں سُرنکوٹ

حاجی شمس دین مجبور گوجری کا پہلی صف کا لِکھاڑیاں بچوں ہیں۔ اُن کو جنم ۱۸۹۲ء مانھ سُرنکوٹ پونچھ کا گراں سیالاں مانھ ہویو۔ اُنکا والد عُمر دراز گورسی بڑا علمی آدمی تھا۔ تے اس طرح مجبور ہوراں نا بنیادی تربیت تے عربی فارسی کی تعلیم گھر مانھ ہی میسر آئی۔ اُس دور مانھ مُلک تے قوم ناجہڑا مسئلا درپیش تھا وہ یہ مجبور نے اپنی اکھیں دیکھیا تے بھوگیا۔

مجبور پہلاں پنجابی مانھ شاعری کریں تھا تے اُن کی نعتاں کو اک کتابچو گلزارِ مدینہ کا ناں نال شائع ہوؤ تھو۔ پر آزادی تیں بعد جدید گوجری کی چڑھت کے نال اُنھاں نے وی گوجری مانھ لِکھنو شروع کیو۔ ریڈیو کشمیر تے ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبا کھُلن نال جہڑی گوجری تحریک شروع ہوئی اُس مانھ مجبور وی جوش جذبہ نال شامل ہویا۔

اُن کی گوجری شاعری 'گُوجر ہوش رُبا' کا ناں نال چوہدری احمد دین پوسوال نے جموں تیں شائع کروائی تھی۔ اُن کی شاعری مانھ سی حرفی، نظم تے نعت شامل ہیں۔ جن مانھ ہجر فراق تے تصوف توں علاوہ قوم نا دھُونگ جگان کا جتن نمایاں ہیں۔ سروری کسانہ مرحوم کا رسالہ گُوجر دیس تے کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ گوجر یمانھ اشاعت تیں علاوہ ان کو کلام اجھاں وی گیت، بیت تے نعت کی صورت مانھ ریڈیو کشمیر تیں اکثر نشر ہوتو رہے۔

حاجی شمس دین مجبور گوجری کا سچا ہمدرد تے مخلص لِکھاڑی تھا جنھاں نے گوجری لِکھن پڑھن آلاں کی رہنمائی کے نال نال اُنھاں نا پُورو تعاون وی دِتو۔ وہ آخر ۹۲ سال کی عُمر مانھ ۲۱ نومبر ۱۹۸۴ء نا فوت ہوگیا تے اتے اپنے گراں سیالاں مانھ دفن ہیں۔

☆ کُجھ لکھاڑیاں نے اُن کی پیدائش ۱۹۰۴ء دسی ہے۔ پر غلام حسین ضیاء ہوراں کی تحقیق نا معتبر منتاں اِت یا ہی لکھی گئی ہے۔

کلام: نظم

آمِل شام نت دیکھتاں شام ہوئے ہوئیں کئی اڈ یکتاں شام اڑیا
دتا گھول میں تیرے توں ڈھول میرا کئیں سنگ سوہنا گلفام اڑیا
سد کول نہ رول کر قول پورا دس فیر ویہ شان اکرام اڑیا
میرا سنگ کیں لنگھ کے کول تیرے سالو سال دیکھیں باغ بام اڑیا
تیرا ملک توں ملک تمام گھولوں ہند سندھ نالے روم شام اڑیا
میرا چن تناں کئی چن ترسیں چن مصر کو کرے سلام اڑیا
بھُلی صوم صلواۃ تے نوم نالے تیرے باجھ نہیں رہیو آرام اڑیا
تیرا ملک کی خاک شفا آلی جس توں جائے سرسام جزام اڑیا
تیرے باجھ نہیں چین ارام رہیو بخشو فر وصال کو جام اڑیا
شمس دیؔن مہجور مجبور ہویو بخشو قدماں بیٹھ مقام اڑیا

سی حرفی: الف:

اللہ کے واسطے قاصدا رے اجکل شہر بغداد گیلان جایئے
امرتسر کراچیوں لنگھ کے تے کابل ٹپ قندھار طہران جایئے
غزنی راہ شیراز تے شہر بصرہ فارس لنگھ کے بیچ ایران جایئے
اُت آوے گو مُلک بغداد اگے شمس دیؔن بیچ شہر جیلان جایئے

ت:

تِتر چکور تے مور بُلبل، بولیں کُکو بھی ماہلیاں مہاریاں مانھ
سنگی سنکیاں سنگ نہال ہویا، چاریں مہیس پنجال پہاڑیاں مانھ
ہوں تے سنگ کے باجھ ہُن تنگ ہویو، رہوں سجناں کی انتظاریاں مانھ
شمس دین کد دیکھوں فر جا سوہنو، چڑھ کے ریل جہاز تے لاریاں مانھ

ش:

ثانی نہیں سری مستان اجکل، جھلے صُبح کی باد نسیم دیکھو
بگیں کسیاں کا ٹھنڈا ٹھار پانی، شرمے دیکھ کے آپ نسیم دیکھو
بولیں بول سوہنا پنچھی جنگلاں کا،خوشبو پھُلاں کی مست شمیم دیکھو
شمس دین مانجھی مہیس چار موڑیں، لگیں سوہنی یہ سنگ سکیم دیکھو

خ:

خیر سنگ دیس مانھ مُڑیں سوہنا، خیراں نال مُڑیں مہارا مال بہکیں
خیراں نال دیکھوں فِر محفلاں نا ہوئے سنگیاں سنگ نہال بہکیں
آویں فِر وصال کی رات خیریں رونق لگیں راہیں سالوں سال بہکیں
شمس دین نہ جائے بہار سوہنی پھُلنا پھُل رہیں سبز تے لال بہکیں

ذ:

ذرا اک مار کے نظر اُچی یہ پہاڑ اُچا سبزہ زار دیکھوں
دیکھوں پونچھ راجور کشمیر سارو تتا کُٹی توں چڑھ کے لار دیکھوں
گلگت لداخ گریس کنگن پہلگام نالے شالامار دیکھوں
شمس دین جے نیک نصیب ہوئے دیس سجنا کو عرب پار دیکھوں

م:

ماہی جے آن کے مِلتو توں چوری کُٹ کے تنا کھلا لیتی
جے توں رُس وی گیو ہے کسے گلوں پیریں پے کے تنا منا لیتی
کرتی عذر نہ کوئے غلامیاں مانھ تنا دیکھ کے گل سنگ لا لیتی
شمس دین نہ مُڑتی پونچھ اندر قدماں تیراں مانھ جگہ بنا لیتی

میاں نظام الدین لارویؒ

پیدائش:25مارچ،1896وانگت کشمیر وفات:10اکتوبر1972وانگت کشمیر

تاریخ گواہ ہے جے دُنیا مانھ ہمیشاں اُسے زبان نے ترقی کی ہے جس نا سرکاری پُشت پناہی نصیب ہوئے۔ ریاست مانھ بیہویں صدی کے نال ہی جدید گوجری ادب کی چڑھت کے پچھے وی اک بادشاہ کو ہتھ تھو جس نے اپنی مادری زبان اپنا دربار کی سرکاری زبان بنا کے رکھی۔ اس شہنشاہ نا دُنیا بابا جی صاحب لاروی کا ناں نال جانیں۔ میاں نظام الدین ہور جی صاحبؒ کا فرزند تے جانشین تھا۔

سلسلہ نقشبندیہ کا روحانی بزرگ ہون کے نال نال ریاستی سیاست تے ادب مانھ وی میاں نظام الدین لارویؒ ہوراں کو بڑو اُچو مقام ہے۔ گُجراں نا کس مپرسی کی حالت توں کڈھ کے عزت دار قوماں کی صف مانھ لیان مانھ بابا صاحب نے چوہدری غلام حسین لسانوی، چودھری محمد اسرائیل کھٹانہ، چودھری دیوان علی تے مولانا مہرالدین قمرؔ ہوراں نال مِل کے جہڑی گُوجر جاٹ کانفرنس بنائی تھی اُسکو ریاستی گُجراں کی تاریخ مانھ بڑو اہم رول رہیو ہے۔ وہ مُلک کی تقسیم تیں بعد قریب دس سال توڑی ریاستی قانون ساز اسمبلی کا ممبر وی رہیا ہیں تے نُوں علم کے نال نال قوم کی سیاسی خدمت وی کرتا رہیا ہیں۔

پہلا دور کا اکثر گوجری لکھاڑیاں ہاروں میاں نظام الدین لاروی ہوراں کو وی زیادہ کلام پنجابی سی حرفی کی صورت مانھ ہے جہڑو ''اشعار نظامی'' کا ناں نال شائع ہویو ہے۔ گوجری مانھ اُنھاں نے تھوڑو لکھیو ہے پر معیاری تے مثالی لکھیو ہے۔ اُنکا کلام مانھ روحانی

کیفیات تے تصوف کا پہلُو نمایاں ہیں۔ زِندگی مانھ اکثر روئیں ہوئیں تھا تے رون نا فخر نال اپنی وراثت سمجھیں تھا۔ اُنکا دربار مانھ اکثر ادبی محفل لگیں ہوئیں تھیں جِن مانھ سائیں قادر بخش، خدا بخش زآر، مولانا اسماعیل ذبیح، مولانا مہرالدین قمر، اسرائیل آثر تے اقبال عظیم جیہا ناں قابلِ ذِکر ہیں۔ بلکہ کُجھ شعراں پر سائیں قادر بخش ہوراں کولوں اصلاح لین کا وی ثبوت لبھیں۔ جِس توں اُن کی علم کی قدر دانی کو انداز ولا یو جا سکے۔ میاں نظام الدین لاروی ہوراں کو انتقال ۱۹۷۲ء مانھ بابا نگری وانگت مانھ ہُوؤتے اتے جی صاحبؒ کا پہلو مانھ مدفون ہیں۔ اُن کی علمی ادبی تے سیاسی وراثت کو حق اُنکا صاحبزادہ میاں بشیر احمد لاروی ہوراں نے خوب نبھایو ہے تے یوۃ سِلسلو اجھاں وی جاری ہے۔ ان کو سدا بہار کلام نمونہ کے طور پیش ہے:

اتھرواں نا پُچھے کوئے.....

اتھرواں نا پُچھے کوئے دسو کِتو آویں تم
کڈھ کے رت کلیجہ بچوں پانی کِیوں بناویں تم
موتی دُر مکنوں ہیں اصلی ، کوڈی مُل بکاویں تم
روئیں آپ شریکاں اگے اونویں جگ ہساویں تم
جھولی نا تم آلا بھولا، تر کریں کِس کاری
جان سُکاویں کپڑا بھیجیں، مُجرے کہڑے آویں تم
وزن تھارو نہیں گھٹ سمندروں ،گھٹ کیوں آپ بناویں تم
جا کُجا نہ ڈوہلو موتی، اپنو مُل گھٹاویں تم
ندی وی سُک جائیں آخر تم فِر کیوں نہیں سُکتا
کِت نظامؔ ہے چشمُو تھارو، کِتوں آویں جاویں تم

اتھرواں نا پُچھے کوئے.....

سی حرفی:

الف:

اکھ لائیں لبھے پیار مِنا، سگوں غماں نے کیو دلگیر دیکھو
آیا دُکھ تے سکھاں نے کنڈ دِتی، اکھاں روتیاں گو بکتو نیر دیکھو
بنھ لیو پیار محبتاں نے قیدی جندڑی بنا زنجیر دیکھو
ڈاہڈی عشق کی اگ نے ساڑ سٹیو، بلتا کالجہ نا سینو چیر دیکھو

ب:

باجھ تیرے مندو حال میرو مُدت ہوئی میری رون نال اڑیا
کدے بھلو کر کے آیئے دیس میرے کیسی پکڑی ہے بُرے چال اڑیا
ساریں زمیں بھی میرے تیں رہ گئیں نالے بِسر گیو سارو مال اڑیا
سارو خویش درویش نظام بھُلیو، تیرے باجھ ہے درد کمال اڑیا

پ

پہاجی نہ پوچیو خط تیرو جھب آ مُڑ کے ہن لوڑ تیری
بیٹھو چھپ کے کِت ہے تُوں خبرے لبھے کدے لیتو جوڑی جوڑ تیری
تیری مُنڈھ قدیم کی واقفی ہے، لا کے دوستی چڑھی نہ توڑ تیری
گیو حال نظامؔ کو یار اندر، کھلی لوڑ دِل ماں سو سو سوڑ تیری

ت:

تِناں کہوں کدے آ ڈھولا، میرو دیس بھی کدے بسا جایئے
میرو حال مندو تیرے باجھ ہو یو، کدے اپنو درشن دکھا جایئے
میریں نماز بھلیں تیرے بغیر ساریں، کدے نماز کو سجدو کرا جایئے
نظام الدین نا علم تمام بھُلو، ذری قاعدو عشق پڑھا جایئے

ث:

ثانی نہ کوئے تیرا شان کو جی، مِناں بچ زمین کے ہور دِسے
جِنگا نظر کروں تیرو مُنہ دِسے، تیری چاہ کو بھی ڈاہڈو زور دِسے
ہر چیز بچ توں ہی نظر آوے، سبناں لوکاں نا وی تیرو نور دِسے
تیری تھپ نظآم نا ہو گئی ہے، تیری شکل تیں یوہی طور دِسے

ذ:

ذکر تیرو میرا دل اندر، ایسوں تیرو نہ یار خیال اِنگا
قسم رب کی ہوئی تباہ ڈھولا، تِنا واسطو دیکھ آ حال اِنگا
جے کر اُنگا جا کے خوش، چنگو !، دلوں رکھ تاں وی توں خیال اِنگا
اُنگا سن نہ سن نظآم مرضی، سُنو جا کن دھر خیال اِنگا

ع:

عشق کو لانو روا رکھیو تیر بھیڑ دِسے مِناں بچ اڑیا
نویں نویں یاری دِسیں روز تیریں، پچھے خبرے جائے گو بھج اڑیا
مِناں یار کو کدے دیدار ہوئے سمجھوں ہوؤ منا اکبر حج اڑیا
چھوڑی مار ہسیر نظام تیری، بھکھی رہی تِناں دیکھوں رج اڑیا۔

ک:

کے بنی تِناں دوستا رے، ذری اپنو حال سُنا مِناں
خبرے عشق نے کی ہے تھپ تِناں، تیرا رنگ تیں دِسے صفا مِناں
رکھے کیوں توں بھیت چھپا کے رے سمجھ اپنو بہن بھرا مِناں
تیرو متھو نہ دغو نظام کوئے، حضرت پیر تے ضامن خُدا مِناں

ک: کے لکھوں ڈھولا حال غم کو تیرو بُرو ہوئے بُرو کر گیو
تِناں ذری خیال نہیں عاجزاں کو، ہوں تے صاف جُدائی تیں مر گیو
تھاری خو بھیڑی نِت چھپ رہنو، اندروں دِل جدائی نے چر لِیو
ہُن چھٹے نہ جان نظام میری زوریں قید ماں پکڑ کے دھر لِیو

بیت:

کے ہے بس تے کروں علاج کہڑو، چارو کے ہتھوں ڈوراں چھٹیاں کو
کیا لکھ ترلا بنیو لکھ بھی نہ، داروں کے ہے قسمتاں پھٹیاں کو
رہ جا کول تے کراں کوئے آپ چارو، روکاں راہ ہی روزیاں اُٹھیاں کو
لایا غماں نے آن نظامؔ ڈیرا، ڈاہڈو چاء ہے خوشیاں رُٹھیاں کو

غزل:

اس جا مانھ وی لگیں ہوئیں تھا تھارا ڈیرا کدے کدے
خوشیاں کی کئیں رات گذاریں ہو یا سویرا کدے کدے
کئی کئی روز اِت رل کے ہسیا کئی کئی روز اِت رُنا وی
وصلاں کا کئی دور لنگھایا، غم کا نہیرا کدے کدے
ہون شکاری روز ات رل کے باز تے تِتر اُڈیں تھا
میل ہوئیں تھا اس چمن مانھ، میرا تیرا کدے کدے
آس مِلن کی پاس امانت اج توڑی میں رکھی ہے
پر تم اس مانھ کیوں کر جائیں ہیرا پھیری کدے کدے
بھُل کے وی توں اج نظامؔی ناں نہیں لیتو میرو کیوں
نِت ہوویں تھا میرا مِلن نا تیرا پھیرا کدے کدے

مولوی علم دین بن باسی

پیدائش:1899 بارہمُولہ وفات:1969 کا چھون کشمیر

علم دین بن باسی گوجری کا پہلا باقاعدہ لکھاڑی منیا جائیں جنھاں نے سیاسی، سماجی تے دینی مجلساں مانھ گوجری لکھنی تے بولنی شروع کی۔ویہ بارہمولہ کے قریب رہن آلا اک کٹاریہ خاندان مانھ پیدا ہویا۔بُنیادی تعلیم اِتے لئی تے بعد مانھ پنجاب تیں دینی تعلیم حاصل کر کے مولوی علم دین بن باسی کہوان لگا۔

قوم کا اس قیمتی لعل پر جد حاجی محمد اسرائیل کھٹانہ ہوراں جیہا پارکھ کی نظر پئی تاں ویہ ہمیشاں ہمیش کی سنگت واسطے رضامند ہو گیا تے باقی ساری عُمر ان کے سنگ علم تے ادب کی خدمت مانھ گذاری۔شادی تیں بعد حاجی ہوراں کے سنگ سیالے پونی بھارکھ تے بر ہیا کا چھون کشمیر جائیں ہوئیں تھا تے آخر ستر سال کی عُمر مانھ وفات ہوئی تے اُتے کا چھون مانھ مدفون ہیں۔

بن باسی بڑا وطن پرست تھا۔اُنکا زمانہ مانھ مُلک کے اندر افراتفری، جنگ تے مُلکی تقسیم کا منظر پیش آیا، انھاں نے ساری تباہی اپنی اکھیں ڈِٹھی، خود وی تکلیف برداشت کیں۔ پر اُن کی شاعری مانھ جگہ جگہ آپسی بھائی بندی، ایکا، پیار محبت، اتفاق تے دھرتی نال پیار کی جھلک لبھے۔اُنھاں نا علامہ اقبال جیہا عظیم مفکر نال ملاقات کو وی شرف حاصل تھو تے انھاں کو لوں بنا سی ہوراں نے متی سیاسی تے سماجی رہنمائی حاصل کی تھی۔ تے زبان تے ادب تیں علاوہ قوم کی سماجی تے سیاسی جدوجہد مانھ وی ویہ ہمعصر گوجر رہنماواں کے نال نال رہیا ہیں۔

مولوی علم دین بن باسی ہوراں نا گوجری نال بے حد محبت تھی تے گوجری کی ترقی واسطے اکثر بے تاب تے خواہش مند رہیں تھا جس کو اظہار انکا کلام مانھ وی نظر آوے۔قمر

راجوروی ہوراں کا کہن موجب بن باسی پہلا شاعر ہیں جنھاں نے نچھ گوجری مانھ شاعری کی ہے ورنہ باقی سارا شاعر پنجابی تیں گوجری مانھ داخل ہویا۔

بن باسی کو گوجری کلام، سی حرفی تے نظم کی صورت مانھ ہے جہڑو ریڈیو تیں نشر ہون تیں علاوہ اج وی ڈھوکاں بہکاں مانھ زبانی گایو جائے۔ غالبًا جدید گوجری ادب مانھ قصیدہ تے مرثیہ کی صنف نا شامل کرن آلا وی وہ پہلا شاعر ہوئیں گا۔ حاضی اسرائیل کھٹانہ ہوراں کی وفات پر لکھیا وا اُنکا مرثیہ گوجری ادب مانھ اہم اضافہ ہیں۔

ان کو کُجھ کلام منزل کو نشان کا ناں نال زِندگی مانھ ہی شائع ہو گیو تھو پر اُنکا پورا کلام نا تلاش کر کے کتابی صورت دین کی ضرورت اپنی جگہ ہے تا نجے گوجری طالب علم نا تحقیق کرن مانھ اسانی ہو سکے۔ کلام:

نظم: گوجری زبان

ہندوستان کا باغ کیں ہم بُلبُل، بولی گوجری ہے گُلزار مہاری
راکھی کرے وجُود کی نِت جہڑی، گُلشن وِچ بیٹھی پہریدار مہاری
کرے مجلساں وِچ تقریر جہڑی، ہر ہر سبھا اندر لیکچرار مہاری
جین مرن کا سب قانون اس مانھ، شادی غمی کی ہے گُفتار مہاری
بُلبل ہند کی ہور زبان بولیں، پچھے گوجری رہی لاچار مہاری
لِکھن پڑھن تے علم نہ ہُنر آیو، بولی دیس مانھ رہی بیکار مہاری
آئی نہ دستور آئین اندر، چھپ آئی نہ کدے اخبار مہاری
رسم الخط نہ حرف ایجاد ہویا، دِتی سب نے قوم بسار مہاری
ہو کے رہی غلام یاہ اج توڑی، دِتی ہون نہ کدے مختار مہاری
جیتی کرے بن باسیا گوجری نا، سُتی قوم یاہ ہوئے بیدار مہاری

مرثیہ بیادحاجی محمد اسرائیل کھٹانہ

الف:

اوہ وی تھو کوئے وقت پہلو جد ہوئی تھی یار اشنائی تیری
لمی جس کی تھی امید ہم نا اچن چیت قضا کیوں آئی تیری
واعدو آپ ہوں عرب نا کروں ودعیا اُلٹی موت کی سُنی دُھائی تیری
بابل ملے بنباسیا کد ہم نا لمی عمر کی پئی جُدائی تیری

ج: جمعہ کی پڑھی نماز بابل گاندھی نگر کی جامع مسیت مانھ رے
جانو تھو جس رات یاہ چھوڑ دُنیا پوری شرع کی کرے پریت ناں رے
چلتا دم تک پڑھی نماز ساریں خادم ہویو پابند شریعت مانھ رے
تابع نبی کو رہیو بن باسیا رے پیو کدے نہ شرک پلیت مانھ رے
تحفو عرب کو پیش حضور ہویو دھو کے عرب تیں آئی پوشاک تیری
بنھ کے یثرب کو سر رومال چلیو چمکے جسم نوری صورت پاک تیری
قاصد بھیج کے رب نے سد لیو رہی پچھے قوم غمناک تیری
روح گیو بن باسیا جنتاں مانھ خالی گئی کشمیر نا خاک تیری
اک بج کے سدیو روح تیرو ترے بج کے چلی برات تیری
داخل ہویو بن باسیا جنتاں مانھ آئی لیلۃ القدر کی رات تیری

مولانا مہرالدین قمرؔ

پیدائش 1901 ڈھنڈکوٹ رجوری وفات 1976 ایبٹ آباد

گُوجر قوم کا منیا پڑمنیا سماجی تے سیاسی رہنما، ادیب تے شاعر، مقرر تے مبلغ، مولانا مہرالدین قمرؔ ۱۹۰۱ء مانھ راجوری کا گراں مرگاں (ڈھنڈکوٹ) مانھ چودھری جعفرعلی اوانہ کے گھر پیدا ہویا۔ بُنیادی تعلیم پنجاب کا تعلیمی اداراں تیں حاصل کی تے کُجھ عرصو جمیعت علماءِ ہند کی طرفوں گُڑگاؤں پنجاب مانھ مدرس کے طور وی کم کیو۔

اپنا علاقا مانھ واپس آ کے اپنی قوم نال ہون آلی سماجی تے سیاسی ناانصافی تے نا برابری برداشت نہ ہوئیں تاں چوھدری غلام حسین لسانوی، میاں نظام الدین لاروی، چوھدری دیوان علی، چوھدری اسرائیل کھٹانہ تے جموں کا چوھدری عبداللہ ہوراں سنگ مِل کے گُوجر جاٹ کانفرنس جئی تنظیم شروع کی۔ ویہ زبردست مقرر تھا تے عربی، فارسی تے اُردُو سمیت کئی زباناں کا ماہر وی۔ اُن کی تقریر تے تحریر بڑی دمدار تے پُراثر ہوئیں تھیں۔ قوم کی پسماندگی نا دیکھتاں اُنھاں نے ۱۹۳۹ء مانھ پیغامِ قمر کا ناں نال اک کتابچو شائع کیو۔ تحریر تے تقریر کو یوہ سِلسلو ساری عُمر جاری رہیو تے اُنھاں نے نِکا موٹا ستائی (۲۷) یا بتری کتابچہ لِکھیا تے شائع کیا جن مانھ اُردو، پنجابی، تے گوجری زباناں کا مضمون شامل تھا۔

۱۹۴۷ء مانھ مُلکی تقسیم کے نال ہی پاکستان ہجرت کر کے تے ایبٹ آباد ہزارہ مانھ بس گیا۔ اُت وی ذبیحؔ، مہجُور، غلام احمد رضاؔ تے ڈاکٹر صابر آفاقی جیہا ادیباں تے شاعراں سنگ رل کے ۱۹۶۵ مانھ ادبی انجُمن بنائی تے ۱۹۶۷ مانھ نشریاتی اداراں تیں گوجر یزبان کی نشریات شروع کروائیں۔ اس عرصہ مانھ اُنھاں کی گوجری تقریر وی ریڈیو تیں نشر ہوتی رہی ہیں تے اُنھاں نے پنجابی کے نال نال گوجری توں متعلق مضمون تے گوجری شاعری وی لکھی۔ اُنکا کلام مانھ پختگی تے قوم کا درد کے نال نال تصوف کو رنگ وی نمایاں ہے۔ سچ تے یوہ ہیکہ گُوجر قوم پر

مولانا مہرالدین قمرؔ کا سیاسی، سماجی، علمی تے ادبی احسان گنیا نہیں مُکتا تے چُکایاں نہیں چُکتا۔ پنجابی منظوم چٹھی کا کُجھ بند جہڑی انھاں نے گُوجر جاٹ کانفرنس کی مہار پکڑن واسطے میاں نظام الدین لارویؒ ہوراں نا لکھی تھی۔:

نفع سود آرام کی دس سانوں تینوں ہین شالا سرداریاں جے
سانوں رنج الم تے تے غم سو سو، گونا گون افلاس بیماریاں جے
ظلم ستم دا دور راجور اندر، ساڈے مگر مُنڈھوں ساہوکاریاں جے
جانے توں کی تیری بلا جانے، تنگ دستیاں تے مرضاں بھاریاں جے
اُٹھ قوم بچال دی ڈھال بن جا، جیکر دل وچ درد بیماریاں جے
اُٹھ قمرؔ دی قوم دا پکڑ بازو، تیرے حال تے رحمتاں بھایاں جے

قمرؔ رجوروی ہوراں نے ٹکا بڑا نقریباً ستائی کتابچہ لکھیا جن بچوں کُجھ اکن کا ناں اس طرح ہیں:

۱۔ گوجری زبان (حصہ اول ۱۹۶۶، حصہ دوم: ۱۹۶۷)
۲۔ گوجر قوم کے جوانوں سے خطاب ۳۔ گُوجر اور راجپُوت
۴۔ ریڈیو سے گوجری نشریات کا پس منظر ۵۔ چوہدری دیوان علی
۶۔ تحریک آزادیٔ کشمیر، ۷۔ کشمیر خون مانگتا ہے۔
۸۔ خون مسلم بہ رہا ہے ہر طرف کشمیر میں ۹۔ حُب الوطن (پنجابی)
۹۔ راجوری کا سود خوار مہاجن اور زمیندار ۱۰۔ سیف المومنین
۱۱۔ راجوری کے مہاجروں کے نام پیغام ۱۲۔ اخوت اور مساوات کا پیغام
۱۳۔ جناب باباجی صاحب لارویؒ ۱۴۔ شجرۂ نقشبندیہ
۱۵۔ سی حرفی۔ ۱۶۔ پیغام قمرؔ ۱۷ راجوری کے مہاجروں کے نام پیغام
۱۸۔ محفل دیوان ۱۹۔ چوہدری دیوان علی مرحوم، ۲۰۔ اخوت اور مساوات

گوجری کلام کا نمونہ: سی حرفی:

الف:

آ سجناں تک تک تھکی، تیرا راہاں توں سر قربان ہوؤ
کائے گھل چٹھی لِکھ گل مِٹھی میرو دل ڈاہڈو پریشان ہوؤ
کئی سال ہوا مناں ترستی ناں، انگا نہیں تھارو آن جان ہوؤ
تیری انتظاری، میری ہوش ماری، سینو مِثل کباب بریان ہوؤ
گل دِلاں کی دلاں ماں رہی ساری، پورو نہیں دل کو ارمان ہوؤ
قمر دیکھ آ کے سینو پھاڑ اندروں، کِسو دل ماں درد نشان ہوؤ

ب:

بخت تاں میرا بیدار ہوتا، کدے ہوں اجکل وانگت لار ہوتو
چُم چُم کے درو دیوار روتو، کدے ہوں وِچ پاک دربار ہوتو
اچھا بل ہوتو، پہلگام ہوتو، حضرت بل ہوتو، شالیمار ہوتو
ہوتی شاہ نظام کی پاک مجلس، قمر ہوں اُسکو خاکسار ہوتو

ث:

ثابتی نال یقین کامل، دامن پکڑیو تیری جناب گو میں
کسے غیر کی طرف نہ فیر ڈِٹھو، یوہی سمجھیو کم ثواب کو میں
ہُن وقت پیری کر دستگیری، روتاں کٹیو عہد شباب کو میں
قمر گھل پھیرو، تک جا حال میرو، چکر کیو ہے غم گرداب کو میں

ج:

جنتر منتر اُت پھُریں کِتوں اکھاں تیریاں نے لیو ڈنگ جھڑو
عاشق اوہ جس کو صدق صاف سُچو، آوے شمع پر مثل پتنگ جھڑو
اسکا راہاں توں جان قربان کریئے لاکے دوستی تے پالے انگ جھڑو
سارا جگ ماقمر کم ذات اوہی دغے دار کو سنگ کو سنگ جھڑو

ح:

حال فر یاد فریاد کر کر لیایا اثر نہ آہ فغان اپنا
جاگیں اکھ تے دل دماغ سُتو، کیسی نیند سُتا بھائی جان اپنا
نہیں قوم نا کوئے علاج مِلتو، ڈانواڈول سارا کشتی بان اپنا
نہیں فناہ فیالقوم کوئے مرد ایسو، دسوں جس نا زخم نہان اپنا

د:

دُکھ تھارو سدا رہ دل ماں میری جان تھکی انتظار کر کر
تھاری انتظاری رہ رات ساری آیا تم نہ قول قرار کر کر
کیو لک دو ٹک جُدائیاں نے تھکی جیبھ نِت زار پُکار کرکر
آیو خط پتر سُکھ ساں کوئے نہ، قمر تھک گئی ہوں یار یار کر کر

ق:

قوم ساری غفلت وِچ سُتی، نہیں قوم ماں خودی احساس باقی
مِٹیو جوش جذبات خودداریاں کو، نہیں خودی احساس کی آس باقی
جِتنی کی زاری اُتنی ہوئی خواری، رہیو دلاں ماں نہیں اخلاص باقی
نو جوان اُٹھیں تازہ دم سارا، قمر بس اتنی التماس باقی

ق:

قوم ساری غفلت وچ سُتی بے احساس بِالکل نوجوان جس کا
سُدھ بُدھ ساری ہوش مت ماری، کنڈ دے بیٹھا ترجمان جس کا
شوق نہیں تعلیم تجارتاں کی، بھُلا پھِریں درد رخاندان جس کا
لمی نیند کر پیر پسار لماں ہوکے مست سُتا پاسبان جس کا
آئی نہیں بہار دوبار مُڑ کے، خزاں دیکھ بیٹھا بوستان جِس کا
جُھون جھون تھکو قمر عُمر ساری نہیں جاگتا بخت نادان جس کا

ک:

کون محرم کس نا راز دسوں کون سُنے گو درد بیان اپنا
سُتی قوم نے اجے نہ لئی کروٹ، نہیں جاگیا نوجوان اپنا
لمی نیند تے پیر بسار سُتا، بچ غفلتاں کے پاسبان اپنا
بریاں غفلتاں تے خوشامداں نے ملیا میٹ کیا خاندان اپنا

ک:

کے دسوں کہڑو حال ہوؤ برو حال کیو انتظاریاں نے
ہِڑ بل سینو رتو لال ہوؤ کھاہدی جان میری بیقراریاں نے
گُجھو روگ اندر سُک ہوئی تیلو،خون چوسیو ہجر بیماریاں نے
قمرؔ نئیں کوئے درمان ملتو گھیری جان میری مرضاں بھاریاں نے

و:

وطن جاکے سُکھ ساں کہیئے میرا روز میثاق کا سنکیاں نا
جھب جھب آوے ڈھولا یار اپنو، لاوے رب مراداں منگیاں نا
بے قدراں نا قدر نہ یاریاں گو لگتا نہیں انار ہٹنگیاں نا
اپنو آپ بھُلو پانی سِروں ڈُلو،قمر چھوڑ دِتو گلاں چنگیاں نا

ل:

لوک آباد تے شاد بسیں، بھلا کیوں ہیں دل دلگیر تھارا
خستہ حال پامال بے حال تم ہیں، سُتا مست الست امیر تھارا
رہیا نہیں نشانچی، تم پہلا،لگتا نہیں نشان پر تیر تھارا
خستہ حال تے خاک درخاک ہوا، نُسخہ رہیا نہ قمرؔ اکسیر تھارا

نعت:

اُس ذات پر ہوویں سلام لکھ لکھ، رب نے کیا اُچا اختیار جس کا
شافع امتاں کو، حامی عاصیاں کو، احسان ہیں بے شمار جس کا
جس کا باغ رضوان تے حوض کوثر، جنت باغ تحت الانھار جس کا
جس نا قاب قوسین کو شرف حاصل، درجہ عرش عظیم تیں پار جس کا

نظم: وطن کی یاد

سوہنا وطن کا باغ بہار سوہنا، پیارا وطن کی شان وی یاد مِنا
سارا کوہ جنگل بیابان بیلا، سارا باغ بستان وی یاد مِنا
ڈنی دھار، دھنور، پنہڈ سوکڑ، چنبی تاڑ، ریحان وی یاد مِنا
سالدھار، ترالو، دے بٹی، تمل بھونڈو نلو جھڑان وی یاد مِنا
لڑکتی سمیاج، دراج موہڑو، بدھل گبھر، بتھان وی یاد مِنا
لتھی درمن، سموٹ تے کاندرو بھی پھلنی، کنڈھ ردھان وی یاد مِنا
چیچی گورسی ٹنج پسوال جیندڑھ، دہدڑ نون کھٹان وی یاد مِنا
ڈھینڈا چاڑ، بجاڑ، بھروال لادی، کولی کالس، چوہان وی یاد مِنا
پریہار، کٹاریہ، طور سانگو، دھکڑ، تانگ، بڈھان وی یاد مِنا
ہکلہ پھامڑہ، چھاوڑی پوڑ، کھاری، مونن پال، کلگان وی یاد مِنا

نظم ا:

ہم گُوجر گُجراتوں آیا، گذر کراں شاہانی
شاہی چتر چوہان کھشتری، مہاری بڑی نشانی
متھرو تے اجمیر، بدایوں میرٹھ تے ریواڑی
ان تھاہیاں کا بڑا بڈیرا، تھا سارا دریانی

تاج تخت کا مالک تھا کل، جہڑا راج دُلارا
اج نحوست ان کو حصو، رسوائی عریانی

میاں نظام الدین لاروی ہوراں کے ناں منظوم چٹھی کا کجھ بند:

کدے گھل پھیرو تک حال میرو، ہوئی جان لا چارا میر صاحب
تیری انتظاری میری ہوش ماری، رہوں نِت بیمار امیر صاحب
خستہ حال بے حال نہ حال کوئے، رنگ زرد اکھ زار امیر صاحب
ہوں اِت مجبور معذور بیٹھو، تم ندیوں پار امیر صاحب
خوش رہو سرکار نظام غازی جھنڈا تیرا اقبال کا جھلتا رہیں
دل مانھ اگ وچھوڑا کی سلگتی ریہ نت اتھروں غماں کا ڈُلتا رہیں
سڑ سڑ سینو رتو لال ہویو میرا جگر کا ہوا لنگار کِتنا
قینچی ہجر فراق کی کترتی ریہ سینے زخم فراق کا کھُلتا رہیں
تیرا وصل وصال نا نِت سہکوں نہیں ملن کو کوئے سبب بنتو
کُجھ مست الست منصورؔ نالوں اُپر سُولیاں کے سدا ٹلتا رہیں
بھلا ہوں دسوں سینو پاڑ کس نا برو حال کیو تا ہنگاں تیریاں نے
دور دیس کیاں گھُمن گھیریاں مانھ پھانڈا قہر ڈنڈول کا جھلتا رہیں

مولانا محمد اسماعیل ذبیح

پیدائش:۱۹۱۴ء ڈنڈوت راجوری وفات:۱۹۹۶ء نواں شہر پاکستان

قوم تے زبان واسطے مولانا محمد اسماعیل ذبیح ہوراں کی سیاسی، سماجی تے علمی خدمات کو اعتراف نہ کرنو کُفر کے مترادف ہے۔ ویہ راجوری کی بُدھل تحصیل کا ڈنڈوت گراں مانھ ۱۹۱۴ء مانھ پیدا ہویا۔ان کا والد مولانا محمد عبداللہ چیچی اپنا دور کا اک جید عالم تھا تے نوں ذبیح صاحب نا علم وراثت مانھ ملیو۔انھاں نے تے انکا نکا بھائی اسرائیل مجبور ہوراں نے عربی فارسی کی بنیادی تعلیم اپنا والد صاحب تیں ہی حاصل کی۔ تے کُجھ عرصو مدرسہ نعمانیہ امرتسر مانھ وی پڑھیا۔عربی تے فارسی مانھ فاضل تک کی تعلیم پنجاب یونیورسٹی تیں حاصل کی تے ۱۹۳۸ مانھ معلم کے طور ملازمت شروع کی پر یوہ سلسلو زیادہ دیر تک نہ چل سکیو تے ویہ سرکاری نوکری چھوڑ کے ۱۹۴۸ مانھ پاکستان چلا گیا۔اُت ویہ نواں شہر ایبٹ آباد کا بسنیک ہوگیا۔ذبیح صاحب نا اللہ نے علم، دولت، شہرت تے اولاد سب کُجھ نصیب کیو۔ تے آخر نواں شہر مانھ ہی اُن کی وفات وی ہوئی۔

گوجری کا ویہ پہلی صف کا لکھاڑیاں مانھ شامل ہیں جنھاں نے اپنی تخلیقی صلاحیت کے نال نال قوم تے زبان کی ترقی واسطے مخلص سیاسی تے سماجی کوشش وی کیں۔ پاکستان مانھ گوجری زبان نا نشریات تے اشاعت کو ادبی لباس لوان آلاں مانھ وی ذبیح صاحب موہرے رہیا ہیں۔اپنا ہمعصر لکھاڑیاں نال مل کے کی جان آلی سانجھی کوشش نال ہی پاکستان کا ریڈیو سٹیشناں تیں گوجری پروگرام وی شروع ہویا تے ادارہ ادبیات تے گوجری ادبی بورڈ قائم ہویا جن کے ذریعے پاکستان مانھ مقیم گوجری لکھاڑیاں کی کتاب شائع ہوتی رہی ہیں۔

یوہ سلسلو جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ تیں مُج پہلاں شروع ہوگیو تھو۔ اس شروعات مانھ جن لکھاڑیاں نے فارسی، اُردو تے پنجابی تیں ہٹ کے اپنی ماں بولی گوجری مانھ شعوری طور پر طبع آزمائی کی ان مانھ ذبیح راجوروی کو ناں سب توں نمایاں ہے۔

۱۹۴۷ء کی پاکستان ہجرت تیں بعد انھاں نے گوجری مانھ لکھنو شروع کیو تے خوب لکھیو۔ ۱۹۶۵ء مانھ اُن کی سی حرفی 'نالہ دل' کا نال شائع ہوئی۔ ۱۹۶۶ء مانھ 'یاد وطن' تے ۱۹۷۲ء مانھ 'آثار' کا ناں نال کتابچہ شائع ہوا۔ جہڑا بعد مانھ ''گلدستہ ذبیح تے انتظار'' کا ناں نال ۱۹۸۷ء مانھ شائع ہوا ہیں۔ ذبیح راجوروی کی گوجری شاعری مانھ، سی حرفی، باراں مانہ، نظم، دوہا، گیت تے غزل سب کُجھ شامل ہے۔ موضوع کا اعتبار نال ان کی شاعری مانھ ہجر فراق، تے بے وطنی کا جذبات توں علاوہ، اخلاقیات تے انقلابی مضمون وی شامل ہیں۔ وہ بنیادی طور اک عالم ہون کے ناطے شاعری مانھ مقصدیت کا قائل ہیں تے ان کی ہر صنف کی شاعری مانھ سوز مانھ ڈھلیا وا عالمی دلچسپی کا مضمون موجود ہیں۔ نوں انھاں نے ہر حال انسانی قدراں نا زندہ رکھن کا جتن کیا ہیں۔

> گوجری شاعری تیں علاوہ وہ اُردو، فارسی عربی تے اسلامیات کا وی ماہر منیا جائیں۔ اُن کی تصنیف یتیم پوتا کی وراثت تے قتلِ مرتد، اپنا موضوع کا اعتبار نال مثالی کتاب ہیں جہڑی پاکستانی عدالتاں مانھ حوالہ کے طور پیش کی جائیں۔ اک عظیم عالمِ دین ہون کے نال نال گوجری ادب مانھ جہڑو مقام ذبیح راجوروی نا حاصل ہے وہ اپنی زندگی مانھ ہی ہر کسے نا نصیب نہیں ہوتو۔ مِنا صابر آفاقی ہوراں کا اس بیان نال پُورو اتفاق ہے کہ:. ذبیح راجوروی پیر پنچال کے دیودار کی طرح تنہا اور گھمبیر بھی ہے، بلند و پُر سکون بھی اور پُر وقار اور سدا بہار بھی''

کلام کانمونا: سی حرفی:

الف:

اللہ کو واسطو جا قاصد میرا یار نا میرو پیغام دے آ
میری روح تے جان دلگیر طرفوں بنھ کے ہتھ سلام کلام دے آ
کہنو رکھنو یاد پردیسیاں نا قسم واسطو رب کے نام دے آ
ذبیح یار نا اک حقیر تحفو، میری زندگی عمر تمام دے آ

ب

بسار بیٹھا تم پردیسیاں نا، مھارا دل ماں نقش ہے یاد تھاری
بھاویں اُجڑیا ہم بے وطن ہویا بستی دیس ماں ہے آباد تھاری
مُدت ہوئی آیو تھارو خط کوئے نیہہ، نہ کوئے خبر پتو روئیداد تھاری
انتظار اڈیک ماں عمر گذری، بھلی ذبیح نا کدے نہ یاد تھاری

ب:

بسار یئے نہ نہ میری جان منا میری زندگی تے میری جان توں ہے
میرا دل کو چین سکون سب کُجھ، میرو مان تے روح روان توں ہے
توں ہی اک میری کائینات ساری، دُنیا آخرت دوئے جہان توں ہے
میرو نہیں کوئے جگ ماںھ باہج تیرے سب کُجھ ذبیح کو دین ایمان توں ہے

ج

جسم میرو پاکستان بسے روح وطن کی ماہلیاں ماہلیاں ماں
پھرے جان رنجان حیران میری شنگراں اُچیاں خالیاں خالیاں ماں
پُھل پُھل بوٹے بوٹے دل بسے پتر پتر تے ڈالیاں ڈالیاں ماں
ذبیح رہے خیال ہر حال میرو اپنا دیس کی نالیاں نالیاں ماں

د:

دل مانھ رہے خیال تیرو، رہیں لباں پر تیری گُفتار وطنا
تیرے باہج آرام حرام میرو، آتو دل نا نہیں قرار وطنا
تیری یاد مانھ طبع ناشاد ڈاہڈی، ہوئی جان رنجان دُکھیار وطنا
بھاویں ہے آرام تے عیش سب کُجھ، تیرے باہج ہے سب حرام وطنا

ذ:

ذرا خیال نہیں انھاں مھارو، جن کو رہ ہمیش خیال ہم نا
کیا یاد نہ جنھاں نے بھُل کے بھی، بھُلنو انھاں کو ہوؤ محال ہم نا،
نیہہ تھی گھڑی منظور جدائی جن کی، ان تیں بچھڑیان ہوا کئی سال ہم نا
اللہ سُنے ذبیح دعا مھاری، ملیں یار سوہنا خیراں نال ہم نا

ع:

عمر گذری تکتاں راہ تھارا، رہی سدا تھاری انتظار ہم نا
ہم رہیا اڈیکتا یاد کرتا تم دلوں ہی گیا بسار ہم نا
مہارو حال بے حال ہے باہج تھارے، آتو کدے نہیں صبر قرار ہم نا
تھارا ملن کو ذبیح ارمان ڈاہڈو، دسو وہیں گا کد دیدار ہم نا

ل:

لوک بھی ہیں بے درد کِتنا، سمجھیں جُرم محبت جیہی چیز نا بھی
رُخصت ہوئی جہان تیں مہر اُلفت، دُنیا بھُل گئی ادب تمیز نا بھی
خودغرض ہو گیو جہان سارو، تکتو نہیں کوئے کِسے عزیز نا بھی
لکھ شُکر محبت جیہی چیز مِٹھی، دِتی رب نے ذبیح ناچیز نا بھی

باراں مانہ: بساکھ:

آیو فیر بساکھ تے رُت بدلی، آئی جیتاں نا فِر بہار مُڑ کے
کھِلیا پھُل ہر دُل پھُلواریاں کا، لایو بناں نے ہار سنگار مُڑ کے
بن ٹھن کے بنی زمین بوہٹی، بیٹھی زلف بنا سنوار مُڑ کے
انتظار مانھ ذبیح بہار گذرے، سوہنی رُت ہے آ اکوار مُڑ کے

دوہا:

۱۔ ذاتاں پاتاں مانھ کے رکھیو اک بُوٹا کیں ڈالیں
عربی، عجمی، رومی، شامی، گوریں، چٹی، کالیں

۲۔ آدمیاں کو چمڑو لاہوے چُونڈے ان کو ماس
فِر وی توں جنت کو وارس، واہ واہ تیرو قیاس

۳۔ جِنس اپنی کو ماس نہیں کھاتو کدے کوئے درِندو
توں لوکاں کیں ہڈیں، رڑکے، فِر بندہ کو بندو

نظم: دیس کی واء

(اختر شیرانی کی نظم: اودیش سے آنے والے بتا ذہن مانھ رکھ کے فِر پڑھن جوگی)

کس رنگ تے ڈھنگ مانھ وطن سوہنو، بسیں وطن کا لوک کس حال وائے
کدے مہاری وی کسے نا یاد آوے، کرے مہارو بھی کوئے خیال وائے
دس اُسی ہی ہے کشمیر اج بھی، جموں پونچھ راجور در ہال وائے
بُدھل گُنڈ ردھان جملان دیول، تھرو ساہڑ اکھنور سلال وائے
اج وی وطن مانھ آوے بہار پہلی، برہیا آوے تے شرد سیال آوے
اج بھی بنجلی مارتا پھریں مانجھی، پھریں چارتا مہیس مہینوال وائے
اج بھی سیف ملوک نا لوک گائیں، گائیں جا جا سوہنی مہینوال وائے
مرزا صاحباں قصص تے سسی پُنوں، گائیں رانجھا تے ہیر سیال وائے

نظم: منا دسو کِت انسان بسیں

مناں دسو کِت انسان بسیں اک دوجا کا دل جان بسیں
جِت آدمی آدمی بن کے رہیں جِت سارا بھائی جان بسیں
منا دسو کِت انسان بسیں
جِت بندہ کو بیری بندو نہیں کوئے کسے کا حق مانھ مندو نہیں
جِت ٹھگی کُوڑ کو دھندو نہیں جِت نیک تے پاک انسان بسیں
منا دسو کِت انسان بسیں
یاہ بستی جہڑی مہاری ہے یاہ حسد کی ساڑی ماری ہے
یاہ بستی مُچ نکاری ہے اس بستی مانھ نادان بسیں
منا دسو کِت انسان بسیں
یاہ بستی ہے بھگیاڑاں کی یاہ نگری ہے خونخواراں کی
یاہ جاء،مدام آزاراں کی اِت وحشی تے حیوان بسیں
منا دسو کِت انسان بسیں
انسان کا بُت مانھ سُور وی ہیں بھگیاڑ وی ہیں لنگُور وی ہیں
کُجھ آدمیت تیں دُور وی ہیں بچ کئیں فرعون ہامان بسیں
منا دسو کِت انسان بسیں
ہائے ڈھونڈو کِت انسان گیو اوہ گیو تے امن امان گیو
ذبیح جگ کو اطمنان گیو اس نال زمیں اسمان بسیں
منا دسو کِت انسان بسیں

گیت ا:

آجاؤ موڑ مہار کدے

کِت مہر گئیں کت پیار گیا
کیوں سجنا دلوں بسار گیا
بھُل اپنا قول اقرار گیا نہیں آیا مُڑ اکوار کدے آجاؤ موڑ مہار کدے
فِر یاد سجن کی آئی ہے
فر جھڑی اکھاں نے لائی ہے
فر دل ہو گیو سودائی ہے کیو یاداں نے دُکھیار کدے آجاؤ موڑ مہار کدے
ہم اُرار تے سجن پار بسیں
وہ جموں پونچھ تے لار بسیں
کشمیر تے بُدھل دھار بسیں کیوں ہمنا گیا بسار کدے آجاؤ موڑ مہار کدے
ہوں کس نا اپنو حال دسوں
دُکھ درد تے رنج ملال دسوں
اس دل کو جوش ابال دسوں نہیں دستو کوئے غمخوار کدے آجاؤ موڑ مہار کدے
یاہ دُنیا آخر فانی ہے
دو دن کی یاہ زندگانی ہے
ہر کو ہے اس جا سیلانی ہے نہیں اسکو ذبیح اعتبار کدے آجاؤ موڑ مہار کدے

گیت۲:

اِن لمیاں ہجر جدائیاں نے
ان راتاں کی تنہائیاں نے
میرو ساڑ کے دل انگار کیو مِناں ڈاہڈو بے قرار کیو
ان چمکن آلاں تاراں نے
ان چانٹیاں کا نظاراں نے
میری جان نا مُج دُکھیار کیو مِناں ڈاہڈو بے قرار کیو
ان ڈھوکاں مرگاں ماہلیاں نے
ان شِنگراں خالیاں خالیاں نے
میرو دل لنگار لنگار کیو مِناں ڈاہڈو بے قرار کیو
ان ٹھنڈا ٹھنڈا پانیاں نے
ان چٹیاں چٹیاں مانیاں نے
مِناں مار کے ٹھنڈو ٹھار کیو مِناں ڈاہڈو بے قرار کیو
ان بنجھلی کی آوازاں نے
ان بُلبلاں کا سازاں نے
مناں شاعر گلوکار کیو مِناں ڈاہڈو بے قرار کیو

چودھری محمد اسرائیل مہجور

پیدائش:1916ء ڈنڈوت راجوری وفات: 1995ء نواں شہر ایبٹ آباد

گوجری کا پہلی صف کا ترقی پسند تے انقلابی شاعر مہجور راجوروی مشہور عالمِ دین تے شاعر اسماعیل ذبیح ہوراں کا نِکا بھائی تھا۔ اُنکا والد مولانا عبداللہ چیچی ڈنڈوت راجوری کا رہن آلا تھا تے اپنا وقتاں کا بڑا دینی عالم تھا۔

مہجور ہوراں نے وی عربی فارسی کی بنیادی تعلیم اپنا والد کولوں حاصل کی تے بعد مانھ پنجاب توں مُنشی فاضل کی سند لئی۔ ۱۹۴۷ء توں بعد وہ وی ہجرت کر کے نواں شہر ایبٹ اباد مانھ مقیم ہو گیا۔ اُت منشی فاضل کرن تیں بعد فارسی کا استاد مقرر ہوا تے محکمہ تعلیم مانھ مُدت تک مدرس کے طور فرض نبھاتا رہیا۔ پہلاں فارسی تے اُردو مانھ شاعری کرتا رہیا پر آخر ۱۹۶۲ء کے نیڑے تیڑے ذبیح صاحب تے صابر آفاقی ہوراں کی سنگت انھاں ناماں بولی آلے پاسے موڑ لیائی۔ انھاں نے گوجری مانھ زبردست معیاری تے انقلابی شاعری کی تے طویل عرصہ تک گوجری کی خدمت تیں بعد ۱۹۹۵ مانھ اُن کی وفات ہوئی تے وہ اُتے نواں شہر ایبٹ آباد مانھ دفن ہیں۔

۱۹۴۷ء مانھ وطنوں بے وطن ہو جان کو حادثو، مہجور جیسا حساس ذہن واسطے انقلابی ثابت ہویو۔ قوم نال سماجی ظلماں تے پردیسی ہو جان کا غم نے مہجور صاحب کے ہتھیں نوں قلم تھمائی جے وہ ہر دُکھ تے اوکھت کی داستان اپنا شعراں مانھ چِتر تا گیا۔ پاکستان مانھ ہجرت تیں بعد وہ وی ذبیح، قمر تے صابر آفاقی ہوراں نال رل کے گوجری ادب کی ترقی مانھ لگ

گیا۔ ریڈیو پاکستان تیں گوجری پروگرام شروع کران تیں علاوہ کئی ادبی تنظیم تے گوجری اشاعت کا ادارہ وی قائم کروایا۔

مہجور راجوروی ہوراں نے پہلاں فارسی تے اُردو شاعری کا کتابچہ، ''سازِ درد'' ''افکارِ مہجور'' تے ''پیغامِ آزادی'' شائع کیا تھا۔ پر جلدی ہی انھاں نا اپنی ماں بولی واپس بلا لیائی تے ۱۹۶۲ء تیں اُراں وہ خالص گوجری شاعری کرتا رہیا ہیں۔

اُن کی گوجری شاعری کی پہلی کتاب نغمہ کہسار ۱۹۶۸ء مانھ ادارہ ادبیات کراچی نے چھاپی تھی تے فر جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی نے یاہ کتاب ۱۹۸۰ء مانھ دوبارہ چھاپ کے گوجری پڑھن لکھن آلاں کی رہنمائی واسطے مفت تقسیم کروائی۔

گوجری شاعری مانھ مہجور ہوراں نے سی حرفی، باراں مانہ، نظم، غزل، گیت ہر صنف مانھ لکھن کی کوشش کی ہے۔ پر نظم تے سی حرفی مانھ اپنے واسطے گوجری ادب مانھ اُچو مقام پیدا کیو ہے۔ انکا شعری کلام مانھ ہر قسم کا مضمون لبھیں پر اُن کی نظماں کا انقلابی، طنزیہ تے ترقی پسند قسم کا مضمون ان کو خاص وصف ہیں۔ اس توں علاوہ اُن کی شاعری مانھ ہجر فراق تے بے وطنی کا جذباں کے نال نال سماجی تے اخلاقی مضمون وی شامل ہیں۔

کلام: سی حرفی:

الف:

اللہ کی حمد تعریف پہلے جس کو ہور شریک ہمراز کوئی نہ
قائم ازل تیں ابد تک شان اُسکی جس کو ملے انجام آغاز کوئی نہ
خالق اوہی تے کُل مخلوق اُسکی جسکی قدرتاں کو ملے راز کوئی نہ
جیا جون مہجور محتاج اُسکی، اُسکے جیہو بھی بے نیاز کوئی نہ

ب:

بعد تعریف خدا کی تیں لکھاں لکھ تعریف حضور کی ہے
آئی صفت سراج منیر جن کی جگ مانھ روشنی انھاں کا نور کی ہے
جنھاں دلاں مانھ آئی ہے حُب اُن کی حُب انھاں مانھ رب غفور کی ہے
طاعت انھاں کی ہوئے نصیب میرے خواہش دل مانھ یاہی مہجور کی ہے

ح:

حال اپنو دساں کھول کس نا، تھارے باجھ دِسے محرم راز کوئی نہ
رنگا رنگ مخلوق موجود بھانویں، کسے نال پر راز نیاز کوئی نہ
کرتا یاد جے کدے پردیسیاں نا، اس جیہو تھو ہور اعزاز کوئی نہ
تم ہو دیس مہجور پردیس ہم ہاں، پوہچے دیس ماں مھاری آواز کوئی نہ

ر:

رُس کے میرے تیں کیوں تم نے کیو کدے وی خط ارسال کوئی نہ
تھارے نال تھی دوستی مُدتاں گی رکھیو فروی دلوں خیال کوئی نہ
دعوو ہوئے زبان تیں دوستی گو چاڑھے توڑ پر کسے کے نال کوئی نہ
سُکھ چین کا یار مہجور سارا دُکھ درد کو ہوئے بھیال کوئی نہ

س:

سخت ہے دل اُداس میرو دِسے جموں کشمیر راجور کوئی نہ
تھنو، لاہ، بھروٹ، درہال نڈیاں، ڈنی دھار، پنہڈ دھنور کوئی نہ
حُمی کنڈی دراج سموٹ پھلنی بُدھل کُنڈ ردھان سنگور کوئی نہ
طولی بنہ ڈنڈوت سرسوت باگن دیول سر جملان مہور کوئی نہ

ش:

شام تیں لیکے صبح توڑی سویو نچ نہ رون ہے کم میرو
رہیو چھڑو کلبوت ہے ہڈیان کو، سُکو جسم کو ماس تے چم میرو
دیکے واسطو رب کو کہوں تِنا، دیکھ آ کے دم مانھ دم میرو
تِنا نہیں مہجور پرواہ میری، دس ہوئے گو کہڑا نا غم میرو

ط:

طرف تھاری لکھیا خط کتنا تم دِتو پر کدے جواب کوئی نہ
انتظار مانھ دِن تے رات گذریں، اس کے جیہو بھی ہور عذاب کوئی نہ
تم نا سُکھ آرام ہزار بھاویں، میرا دُکھاں کو حد حساب کوئی نہ
لُطف نہیں مہجور کوئے زندگی کو، ہوویں نال جے یار احباب کوئی نہ

باراں مانہ: چیت

چڑھیو چیت تے بھُلیو سب چیتو، رہی سروں نہ کوئے حواس مِنا
وطن یار احباب تیں دُور رہ کے، آوے چیت بہار کد راس مِنا
صبح شام پردیس کی زندگی مانھ، کرے ہور بہار اُداس مِنا
آیو چیت مہجور تے سجناں کو ہویو دل مانھ سخت احساس منا

نظم: پہلا لوک تے زبان

بولی گوجری ہند کا گُجراں کی، رہی نہیں ہُن جنہاں کی شان پہلی
انھاں گلاں نا کدو یہ لوک سمجھیں نہیں جنھاں کی جان پچھان پہلی
پتو کسے وی گل کو لگے تاں ہی، دیکھے جد تاریخ انسان پہلی
رہیا جگ تیں اج مجبور پچھے پہلا لوک تے نال زبان پہلی

دسوں حال احوال ہُن گوجری کو، مرکز مُنڈھ اس کو راجستھان مانھ ہے
نام اس کو اک برج بھاشا، گنگا جمنا کا درمیان مانھ ہے
راجستھان برج تیں پھیل کے ہُن، ہماچل کشمیر کا غان مانھ ہے
اباسین تیں پار مہجور ہو کے، اگے سوات تیں یاغستان مانھ ہے

نظم: سید ہووے یا سید کو بال ہووے

دوھتاں پوتاں کی لگے نہ تھوڑ منا کسے چیز کو کدے نہ کال ہووے
لگے کنڈ نہ عمر مانھ کدے میری، تیری مدد امداد جے نال ہووے
میری مہیس تے گاں تے گھر کُلو، دھی پُوت وی تیرو ہی مال ہووے
تیری داڑھی تیں جاؤں قُربان پیرا، اُٹھتاں بیستاں تیرو خیال ہووے

ہتھیں بدھیں رہوں کھلو ہوں پیر اگے، برہیا ہووے تے بھاویں سیال ہووے
شیرنی پیراں گی دیوں ہوں گھر لے کے، تنگی ہووے یا وقت خوشحال ہووے
رکھوں جمعہ کو دُدھ ہمیش سُچو، انھاں گلاں کو ڈاہڈو خیال ہووے
دیوں یار ہویں، چن تیں چن مانھ ہوں سید ہووے یا سید کو بال ہووے

پیرا تیریں گل پتھر پر لیک:

ہنڈُو پالیو تیرے ہی واسطے میں، دِن رات ہے تیری اُڈیک پیرا
تیرا گٹاں تعویزاں تے باتیاں تیں، میرا کم تے کاج ہیں ٹھیک پیرا
شِرنی واسطے کر نہ فِکر کائے، مال دیوں گو کھِد تے شیک پیرا
لگیں تیریں دُعا، بددُعا ڈاڈھیں تیریں گل ہیں پتھر پر لیک پیرا

گیت: مہجور راجوروی

اج نہیں ہے قرار مِنا
دُکھ گیا ہیں مار مِنا
کیوں گیو ہے بسار مِنا پردیسیا مِل جایئے !
نہیں کوئے غم خوار میرو
نہیں کوئے بھی یار میرو
گیو صبر قرار میرو پردیسیا مِل جایئے !
اج سُکھ کو ساہ کوئے نہیں
اس ساہ کو بساہ کوئے نہیں
تِنا کیوں پرواہ کوئے نہیں پردیسیا مِل جایئے !
منا کوئے وی ارام نہیں
سُکھ صبح تے شام نہیں
تیرو پتو پیغام نہیں پردیسیا مِل جایئے !
پردیسیا مِل جایئے !

چودھری محمد اسرائیل آثر

پیدائش:1916ء لمبیڑی راجوری وفات:۹دسمبر2008لمبیڑی

اسرائیل آثر اس دور مانھ گوجری ادب کی سب توں گھونپھری شخصیت ہیں۔ وہ لمبیڑی راجوری کا رہن آلا ہیں۔ ہر سال بر ہیا ڈھوکیں بہکیں آن کو معمُول بچپن توں لیکے اج توڑی جاری ہے۔شروع مانھ دسمی تک تعلیم حاصل کی تے عرصہ توڑی محکمہ تعلیم مانھ اُستاد کی ذمیداری نبھان تیں بعد اجکل ذاتی تے ادبی مصروفیات مانھ لگاوا ہیں۔

شاعری کی شروعات بابا جی صاحب کا دربار مانھ لگن آلی مجلساں تیں ہویو، جِت اُنھاں ناسائیں قادر بخش تے خدا بخش زآر جیہا شاعراں کی صحبت نصیب ہوئی۔ پہلاں اُردو تے پنجابی مانھ وی لِکھتا رہیا پر جد قلم کی مُہار گوجری آلے پاسے موڑی تاں ادب کا میدان مانھ پچھاں مُڑ کے نہیں دیکھیو۔ گوجری تخلیق کاراں مانھ وہ خاص کر لکیر کے ارار لے پاسے کا سب توں بزرگ لکھاڑی ہیں بلکہ نُوں کہنو چاہیئے جے اسرائیل آثر ہوراں کا ناں توں بغیر گوجری شاعری یا کِسے وی مشاعرہ کو تصور نہیں کیو جاسکتو، جِس طرح اسرائیل اثر تے گوجری شاعری اک ہی کیفیت کا دوناں ہوئیں۔

اسرائیل آثر نے گوجری شاعری کی ہر صِنف مانھ لِکھن کی کامیاب کوشش کی ہیں تے غالبًا جدید گوجری غزل، گیت تے دوہا کی شروعات انھاں نے ہی کی ہے۔انکا پورا کلام کو تجزیو کیو جائے یا اُن کی کائے وی تحریر کِسے وی زبان کا بڑا توں بڑا شاعر کے مقابلے رکھی جائے تاں اُڑتی نہ ہوئی تے برابر ضرور ہوئے گی۔غزل تے سی حرفی تیں علاوہ اُنکا معیاری، رسیلا تے درد یلا گیتاں کی مثال کسے دُوجا گوجری شاعر تیں نہیں سرتی۔

اسرائیل آثر کی شاعری کی پہلی کتاب ''دھکھتیں آس'' انھاں نے ۱۹۸۰ء کے قریب شائع کیو تھو جس پر انھاں نا ریاستی کلچرل اکیڈمی نے بہترین کتاب کو ایوارڈ دِتو تھو۔ تے دو سال پہلاں کلچرل اکیڈمی نے انھاں کی ساری شاعری ''کلامِ آثر'' کا ناں نال شائع کی ہے۔ گوجری ماںھ مثالی خدمات واسطے انھاں نا مرکزی ساہتیہ اکیڈمی نے Life time Achievement اعزاز دِتو ہے جس کا وہ بجا طور پر مستحق تھا۔ دسمبر ۲۰۰۸ ما انھاں کی وفات ہوئی تے لمبیڑی ما مدفون ہیں۔ اللہمغفرت فرمائے۔

کلام کا نمونا:

نعت ا:

رحمت جھلے رحمت ڈُلھے رحمت کی بڈیائیں
رحمت تیں کونیں ماںھ رحمت واہ رحمت کا سائیں
عرش منور فرش منور تیرو نور دلاں ماںھ
جے بخشے تاں لال بھی بخشے نیلی سرب سِلاں نا
رازاں کی واہ رات سُلکھنی شب معراج کہواوے
دھن محبوب الٰہی جس نا مالک آپ بُلاوے
آپ ہرنی کی پھاہی پھس کے دُدھ پیالن آلا
انگلیاں تیں پانی کڈھ کے فوج رجاون آلا
پاپ میرا بے انت ہویا ہیں، رحم کا انت نا سوروں
جے کُجھ ڈِٹھو دینہ نے اتنی نذر درود ہوں ٹوروں

نعت۲:

الٰہی مدینہ کی گلیاں نا دیکھوں ہوں رحمت دوعالم کی بلیاں نا دیکھو

فرشتہ بھی جس بارگاہ کا سوالی گئی کائے جھولی نہیں اس در تیں خالی
مراداں شہنشاں کی کھلیاں نا دیکھوں الٰہی مدینہ کی گلیاں نا دیکھوں

کدے عرش اعظم کا کنگراں مانھ پھیرو اُحد مانھ بدر مانھ بھی ماہی کو ڈیرو
ہوں اُن سونی ڈھیریں تے گلیاں نا دیکھوں الٰہی مدینہ کی گلیاں نا دیکھوں

تیرا در تیں بد لے گیا پارسائی فقیراں نا تھائی جِتوں بادشاہی
ہوں اس نور کی رنگ رلیاں نا دیکھوں الٰہی مدینہ کی گلیاں نا دیکھوں

جِت اُمت کا والی نے بکریں بھی چاریں تے پڑیاں مانھ کُجھ رات رورو گذاریں
ہوں اس پاک مٹی کی تھلیاں نا دیکھوں الٰہی مدینہ کی گلیاں نا دیکھوں

خطا لے کے آیو گدا تیرا در پر نظر ایک رحمت کی مولا آثر پر
جے فضلاں کا پھلاں تے پھلیاں نا دیکھوں الٰہی مدینہ کی گلیاں نا دیکھوں

سی حرفی:

الف:

اُجڑ کے ہوئیں آباد بستیں،کیا دل ویران آباد کِس نے
ج ہڑایار نے منوں بسار چھڑیا، رکھی انھاں کی دِلاں مانھ یاد کِس نے
پُچھے کون نصیب کی ماریاں نا، سُنی انھاں کی کُوک فریاد کِس نے
دردمند کوئے اثر کا درد جانے، دُکھیا دِل اِت کیا پھر شاد کِس نے

س:

سارنہ دلاں کی میت جانے کتنا پریت کا روگ وی روگیا میں
ڈُبتی خوشی کیں بار ہا دھرُک جھلیں، اُجڑی رُت کا سوگ وی سوگیا میں
غم نم بھکم جدائیاں کا درد سوگ کا بھوگ وی بھوگیا میں
آثر بس وصال کی چس خالی، بِنا رس کے پھوگ وی پھوگیا میں

چ:

چانن شب برات کی توں، میرو اُس دربار پیغام لے جا
میرا پیار کی کسک چھپا رکھنی،غم دُکھ بھاویں سرِ عام لے جا
لے جا حُسن کی کُل سعادتاں نا، میری آہ کو سوز سلام لے جا
میری سہکتی آس کی جھولیاں نا،لگی پریت کو شوق انجام لے جا
لے جا میریاں کُل بیتابیاں نا، چنا لے جا صبر ناکام لے جا
ہستی صبح اُس در پر کیں پونچیں، یہ کُجھ میریں اُداس جیہی شام لیجا
اُسکا راہاں نا جا تروٹک آیئے،آثر اتھرواں کا بھر بھر جام لے جا

د:

دل اداس تے روح ڈولے شاید درد کو کوئے مقام آیو
شنگرو اُچیو نیچو خیر تھاری، دسیو کس کو اج سلام آیو
زخم ہجر کا کیوں فر ہویا تازہ،تھاری خاک لے کے پیغام آیو
کس کی یاد نے کیو ناشاد منا کس کا پیار کو آثر انجام آیو

س:

ساویئے مست الست رُتے میرو دیئے سلام اُن پانیاں نا
نانگا پہاڑ کا چھاڑ مانھ کھیڈ کھیڈیں، پتر پھُل جانے میراہانیاں نا
چوئیں اج بھی اتھروں شنگراں کا کر کر یاد دلشاد جوانیاں نا
کہیئے باورا آثر کی آس چھڑکیں، دے جا کائے امید نمانیاں نا
کسک سوز تے درد ہوں لے چلیو، لیئے دیکھ پھلور نشانیاں نا
دسیئے کدتک سام سمہال رکھوں تیرا غماں کی چادراں تانیاں نا
قول پالیئے بول تیں ہاریئے نہ، لگے داغ مت پریت پرانیاں نا
یاری لان تے آثر اسان بھاویں، جانے کوئے کوئے توڑ نبھانیاں نا
رکھیئے یادان راہاں کا پند سارا، کریئے فاش نہ رمزاں جانیاں نا
لایئے داغ نہ بے وفائیاں کا میری اُلفتاں چھٹیاں چھانیاں نا
بھُلن آلیا کر منظور جایئے، کھری چاہت کی نچھ قربانیاں نا
قدر پیار کو پیر کنعان سمجھے،آثر پچھ بھاء مصر کی رانیاں نا

غزل۱ :

بیتی عمر توں دل میرا ماں‌درد کا دیا بالن گئی
جت تک غم کی لو لگے تھی، تاہنگ اک میرے نال گئی

پت جھڑ کی بے رحمی اُپر اُڈتا پنچھی روئیں تھا
پتر پھُل نہ چھوڑیو کوئے جت یاہ ظالم بال گئی

دل کا جانی ٹرگیا ہانی، جا ملاپ کی خالی ہیں
خبرے ٹھنڈیاں مرگاں تیں کیوں اجھاں نہیں میری بھال گئی

دل کی دھڑکن پر اج شاید نظر کسے کا پہرا ہیں
حسن کی شوخی طلب میری نا ہستاں ہستاں ٹال گئی

چیر سمندر دھرتی بندو چن مریخ اُلاہنگ گیو
اثر دماغاں کی یاہ قیمت دل نا کر کنگال گئی

غزل ۲:

کجھ راز چھپا کے رکھیا تھا ویہ اکھاں نے سمجھا چھڑیا
کجھ درد تھا دل کیاں گُٹھاں ماں ویہ گیت بنا کے گا چھڑیا

ویہ لگیاں تیں نامحرم تھا تے مناں جھلیو کہیں وہیں تھا
میں سیک محبت اپنی کا ان لوکاں مانھ برتا چھڑیا

دُکھ اپنا بھور پپیہا نا تیں ہولیں ہولیں دسنا تھا
اوہ پنچھی یوہ کے ظلم کیو راہ جاتاوی تڑفا چھڑیا

تاثیر دعا کی ہو جاتی، کسے چنگے بیلے منگی تھی
میں اس کا آون تیں پہلاں ارمان اپنا بدلا چھڑیا

وہ بچیو ہر شکاری تیں ہر وار پراں کا زوراں پر
اُت اثر نے ہستاں ہستاں اج بھر پُور نشانا لا چھڑیا

غزل۳:

تڑف کے کریا نیناں بچوں موتی تھا جے تارا دو
عشق کو سیک انوکھو یارو اکو سوز اشارا دو

زندگی اک بجھارت اس نا برتیں سارا بُجھے کون
اتوں لیکے اس جا توڑی پیہنگ ہے اک اُلارا دو

درد میرا نا سُن کے ات کی پڑی بھی رُٹھی میرے نال
میری اک فریاد تھی لوکو، بجتا رہیا نقارا دو

ٹبر تیر سمہال ات سارو اُت کی چھٹ بھی بھر بھر بدھ
لکھیا لیکھ نا پچھے کہڑو، ایکن سر پر آرا دو

پیار کو گاہک تے تناں شاید ڈھونڈن نال بھی تھا سیں نہیں
اثر نا پچھیئے لے گیو کہڑو، دل تے جگر ادھارا دو

غزل۴:

گراچھاں کی رت ہے سہانی سہانی ہوں ڈھونڈوں وہ سنگت پرانی پرانی
توں پچھیئے نویں بن کیاں ڈالیاں نا، تھیں اس جا کسے کی نشانی نشانی
پئی ہوتی رہیں جھڑی ہونی ہیں باندے واہ اک رمز من کی چھپانی چھپانی
میری زندگی ماں بڑا پھیر آیا یہ کس موڑ کی ہیں گھرانی گھرانی
آثر عرش اعظم کا کنگراں مانھ دیکھی پیاراں کی بکھری کہانی کہانی

غزل۵:

تیرا غم ماں آکے میں دنیا بساری میرا ماہی کد تک کروں انتظاری
میرا نقد اتھروں تھا لعلاں کا مُل کا تیری اک ملاقات اج تک ادھاری
ہوں دیکھوں تھودل کیاں ویرانیاں نا تیرا پیار کا غم نے فر کُوک ماری
ادلتی بدلتی وی دنیا کا مالک میرا دکھ کا بدلن کی دس کد ہے باری
چلو راہیو اگلی منزل نا دیکھاں نبھی جس قدر نبھ سکی تے گذاری۔

ق

آیا بھور پھُلاں نا چمن گھگی اڈ اڈ شاد گئیں
پُچھ پپیہا میت میرا نا، میریں کت فریاد گئیں
پتر جھڑ کے فر نہیں جُڑتا پت جھڑ کو دستور سہی
سجن چل گیا توں دس کا گا، کیوں نہیں اُن کی یاد گئیں

؎ کس نے دِل کی دولت سامی کس نے سامی دُنیا کی
کون مسافر جیتیو راہیا بول خسارا کس کا تھا

؎ اُن گلیاں ماں آثر دیوانو یاہ گل کہتو جائے تھو
سانوریا رے تیرا سِر پر تیرا عہد پیمان کی پے

؎ ساون کی دھُند اسُو کو چن کے کے موسم بیت گیا
آثر کا دل کیں دل مانھ رہیں قسمت نال نہیں چلیو زور

؎ غم کی بولیں مِٹھیں مِٹھیں اِس کا شعر سلونا
بے درداں کیں گل وی لُکھیں سُخن کلام الونا

؎ وہ پتھر وی دھوئیے تے بیلا وی چُمیئے
تنا تھائیں سجناں کی جِت جِت نشانیں

؎ خوشیاں نا لیکے نہیں غم اپنو دیتو
یاہ تن کی کہانی وہ من کو فسانو

باراں ماہ:

چیٹ مُڑن کا چیتا بھُلیا آیو بساکھ تے نہیں گل مِلیا
کُوک رہی سووار نہیں آیا ڈیکوں پئی دِلدار نہیں آیا
جیٹھ سیاپا ہو گیا دُونا ہاڑ مانھ ہاڑا اُس تیں چُونا
سِک رہی غم خوار نہیں آیا ڈیکوں پئی دِلدار نہیں آیا

گیت ا:

چناں تیری چاننی مانھ پیا نا بُلاؤں گی
سدھراں سلونیاں کا گھُنگرو بجاؤں گی

چناں تیری چاننی مانھ.....

ساویا کبوترا توں اُڈ اُڈ بولیئے
ریجھ کیاں چٹھیاں نا ات جاکے کھولیئے
ڈھول کیاں گلیاں مانھ بنگ چھنکاؤں گی

چناں تیری چاننی مانھ.....

پھُلاں کی ہے بستی تے دل مجبور ہے
کلیاں نا بھور چمیں ماہی میرو دور ہے
اُس کی نشانیاں نا سینہ سنگ لاؤں گی

چناں تیری چاننی مانھ.....

اڈ اڈ کاگا رے گھلیئے توں پھیرو
شنگراں کے کول ہوئے سجناں کو ڈیرو
سن سن بنجلی ہوں دل پرچاؤں گی

چناں تیری چاننی مانھ.....

ڈبتا وا تاراں کا دیکھوں نظارا
کالی کالی راتاں کا دُکھڑا ہیں بھارا
لکیاں کی بپتا ہوں کس نا سناؤں گی

چناں تیری چاننی مانھ.....

گیت۲:

اُڈ رے کبوترا توں چن میرو لوڑیئے
کہیئے میرا بالما نانھ لگی نہ تروڑیئے
اُڈ رے کبوترا توں چن میرو لوڑیئے
ہجر مانھ کھان آویں کالی کالی رات رے
پل بھی نہیں سون دیتی غم کی آفات رے
پیار کیا ضامنا توں راہ مانھ نہ چھوڑیئے
اُڈ رے کبوترا توں چن میرو لوڑیئے
اتھروں تے سوز کوتوں لے جا پیغام رے
زنگی گھمائی میری مٹی بھی غلام رے
آس کیاں جھولیاں نا سکھنی نہ موڑیئے
اُڈ رے کبوترا توں چن میرو لوڑیئے
مُدتاں تیں پُچھیو نہیں دور جاون آلیا
چنگی بھلی زندگی نا روگ لاون آلیا
پریت آلی ریت گھولی فیر آ کے جوڑیئے
اُڈ رے کبوترا توں چن میرو لوڑیئے
نویں نویں بھاند آئی پھُلیا رتُل رے
پتناں کی گل جایئے واسطو نہ بھُل رے
غم کیاں بھجیاں نا آ کے نچوڑیئے
اُڈ رے کبوترا توں چن میرو لوڑیئے

چودھری فتح علی سروری کسانہ

پیدائش: موالی سانبہ جموں 25 مارچ 1927ء وفات: جموں 12 مارچ 1987ء

سروری صاحب کو ناں لیتاں ہی اک بیباک صحافی، اک مخلص سیاسی تے سماجی کارکُن، تے اک معتبر شاعر تے ادیب کو خُلیو اکھاں اگے آ جائے۔ انھاں کو پُورو ناں چودھری فتح علی تھوتے اُن کی پیدائش سانبہ جموں کا گراں موالی مانھ چوہدری شکر دین ہوراں کے گھر ۱۹۲۷ء مانھ ہوئی۔ اُس دور کی سیاسی تے سماجی اوکھتاں کی وجہ تیں صرف ہائی سکول تک کی تعلیم حاصل کر سکیا۔ کُجھ عرصو اوقاف مانھ ملازمت وی کی۔ پر قوم کا درد نے ویہ زیادہ عرصو سیاسی تے سماجی خدمت مانھ مصروف رکھیا۔

سروری کسانہ ہور گُجراں کی تاریخ تے گوجری کی تاریخ پر گہری نظر رکھیں تھا۔ گُجراں کی بہبود واسطے پُوراخلوص نال کوشش کرن آلاں مانھ چوہدری غلام حسین لسانوی، قمر راجوروی تے سروری کسانہ کو ناں ہمیشہ امر رہ گو۔ سروری صاحب نے پوری زندگی قوم تے زبان کی بے لوث خدمت کی۔ سماجی خدمات کا سلسلہ مانھ ویہ گُوجر جاٹ کانفرنس کا رُکن رہیا تے ۱۹۵۱ مانھ گوجر اصلاحی کمیٹی جموں کی بُنیاد رکھی۔ جموں کشمیر کا گُوجراں مانھ صحافت کی بنیاد رکھن آلا وی سروری کسانہ تھا جنھاں نے قوم تے زبان کا مسائل اپنی تحریراں مانھ باندے آنیا۔ اک مُدت توڑی ماہیا مہور گڑھیا کا قلمی ناں نال مضمون لکھتا رہیا۔ فردسمبر ۱۹۵۵ء مانھ اپنی اخبار 'نوائے قوم' شروع کی تے پہلو گوجری رسالو 'گُوجر دیس' ۱۹۶۴ء مانھ شروع کیو۔ ویہ اپنی تحریراں کے ذریعے ہمیشاں گوجر نوجوان کے ہتھیں سوٹی کی جگہ قلم تھمان کی کوشش کرتا رہیا ہیں۔ جموں کا گُجراں واسطے سروری کسانہ کی خدمات بے مثال ہیں۔

گُو جر نگر کوناں تے جموں مانھ گُو جراں کی موجودگی سروری صاحب کی کوششاں کو نتیجو ہے۔ انھاں نے قوم نا متو کُجھ دِتو پر قوم انھاں نا کُجھ وی خاطر خواہ نہ دے سکی۔

سروری صاحب نے گوجری زبان کی ترقی واسطے انتھک کوشش کیں۔ انھاں کا زبان تے تاریخ پر کئی مضمون اج وی گوجری ادیباں کی رہنمائی کریں۔ گوجری زبان نا سب تیں پہلاں نوائے قوم تے گوجر دیس کے ذریعے اشاعت کو سہرو سروری صاحب نے اپنے ہتھیں لوایو تھو۔ اگست ۱۹۷۸ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کا کھُلن نال سروری صاحب وی گوجری ایڈیٹر کی حیثیت نال اس شعبہ مانھ شامل ہویا تے کئی سال یاہ ذمے داری وی نبھائی پر زندگی کا آخری سالاں مانھ صحت خراب رہن داروں و یہ اکیڈمی تیں الگ ہو گیا تھا۔

سروری صاحب کا ادیب تے شاعر ہون کو ثبوت رانا فضل حسین ہوراں نال اُنھاں کی دس پندراں سال کی سنگت ہے جہڑی ۱۹۶۵ء مانھ بچھڑ جان تیں بعد وی چٹھیاں پتراں کی صورت قائم رہی۔ سروری صاحب نے گھٹ شاعری کی ہے پر معیاری شاعری کی تے ان کا کلام مانھ جموں کی گوجری کو خاص لہجو گوجری کا خزانہ مانھ مُچ مُچ بادھو کرے۔ اُنکا گیت، غزل، نعت تے منظوم چٹھیں گوجری ادب کو قیمتی سرمایو ہیں۔ صحافت مانھ ماہیا مہور گڑھیا کا قلمی ناں کی طرح شاعری مانھ کافی عرصو کڑک گُو جر نگری یو تخلص رکھ کے لکھتا رہیا ہیں۔

بے مثال خلوص رکھن آلا اس اس گُو جر صحافی، ادیب تے شاعر کو انتقال گوجر نگر جموں مانھ مارچ ۱۹۸۷ء مانھ ہویو تے و یہ اج وی توی کے کنڈے دفن ہیں۔ واہی توی جہڑی سروری کسانہ کی پچھان ہے، جس طرح پیر پنجال رانا فضل کی پچھان ہے۔ قوم بھاویں سروری صاحب مرحوم نا بھُلا چھوڑے پر توی انھاں نا صدئیں یاد رکھے گی۔

ع: توی کنڈے آن کے مناں کدے لوڑیئے۔۔۔

رانا فضل ہور سروری بارے لکھیں:

اوکھ پسند طبیعت تیری سوکھ نہ تنا بھاوے
لیلکڑی تے لابھ کی گوگی تنا راس نہ آوے
فتح علی منصور ساں گو بن کے جیتاں رہنو
سروری تاں ہی سوبھے یارا ہر پِتا نا سہنو

نعت ا:

نبیاں کا سردار نبی — میں دُکھیو لاچار نبی
میں گردابیں ڈُبن لگو — لاؤ بیڑو پار نبی
تھارو گولو رُلیو رُلیو — بُٹھو توی کنار نبی
منجھ کا چیتا رکھنا تم — یا سوہنا دلدار نبی
میں دکھیو وو دکھڑا بھوگوں — غم بنڈو غم خوار نبی
اُتے آکے عرض کروں — جے اپڑوں اک بار نبی
سروری کا تم داتا او — سد کرو دربار نبی

نعت ۲

تم صاحب لولاک محمد ﷺ — تم سچا تم پاک محمد ﷺ
پاپی کِکن جیوں ناں — لگے ڈاہڈی جھاک محمد ﷺ
تم رحمت کا بنڈن ہارا — میں رحمت کو گاہک محمد ﷺ
اوکھ سمے فریادو ہویو — میں بندو غمناک محمد ﷺ
چِنتا اوکھ مدال نہ چھوڑے — اوکھ نا چھوڑو ٹھاک محمد ﷺ
تھارو ناں سر میرے چھاں — تاں ایڈو بیباک محمد ﷺ
سروری لبھی فتح علی نا — تھارا در کی خاک محمد ﷺ

غزل۱

رات کلکھنی بال رکھوں میں — من کو دِئیو جال رکھوں میں
رُت نا رنگن دین کی خاطر — رت کو چھل اُچھال رکھوں میں
کُوڑ اگے میں جھک نہیں سکتو — سچ کو پلے مال رکھوں میں
سُکھ اپرادھ کو نہ منجھ بھاوے — دُکھ نا واقف حال رکھوں میں
رت کے اکھریں لکھن کو پیشو — کانو قلم کو نال رکھوں میں
چن کو دیس جاگیر بنا کے — فضل کو دیس پنجال رکھوں میں
فتح علی کد مِلے پریمی — اُس کی یاد سمہال رکھوں میں

غزل۲:

لمڑا راہ ادھ مانے قدمیں — ٹُرنو پے نمانے قدمیں
انھیاں اوپریاں گلیاں بچ — جھلیو پھرے اُباہنے قدمیں
سب سنسار تلاشن ٹریئے — زخمی چال اباہنے قدمیں
میری گور سرہانے آیئے — بان کی ٹور پچھانے قدمیں
کڑک وفا کے اوکھے پینڈے — لوڑ نشان پرانے قدمیں

غزل۳:

دل کی جھگی انجھ آیو — میں سوچوں جے کنجھ آیو
دُکھ پرایا جے سہنا تھا — میں دنیا پر تنج آیو
مریاں نوں تیں مار مکایو — رحم نہ اڑیا تنجھ آیو
میں مریو تے قبر سرہانے — سنجھن کڈھتو سنجھ آیو
دھُنکی ڈاھڈی یاد کی تندی — کڑک کلیجو پنج آیو۔

غزل۴ (رانا فضل راجوروی کے نانویں)

منجھو سنگوں دور تجھو کون لے گیو منجھو تیرا دکھڑا کون دے گیو
لیکھاں نے بچھیڑیا ہم دوئے سنگیا منجھو رے شریک پچھیں تجھو کے گیو
دوئے کدے کول ہوتا رول بھول لگتی آیو تھو خیال تیرو لاتو ڈھے گیو
ساہ کو بساہ نہیں ہونی ہو کے رہے کون میرو پچھے گو کنگا رہے گیو
میں تجھو بھُل جاؤں منجھڑو نہ بھُلیئے یاداں بچ رکھیئے ہوں پہلاں جے گیو

آزاد نظم: ''توی''

کھنڈیا بٹا گول توی کا،
تکوں رُڑھتی ریت نمانی
پانی کی لہراں کا ہلا،
اکھیں تکوں
تک تک سوچوں
سُوں اکھاں ''پتھر اپنی تھائیں بھارا''
کھسک نہ ٹھہریں، لہریں لہریں
جا اپڑیں پردیس
مریا گلیا گیا گواچا پہن فقیری بھیس

کس نے تکیا، مُڑ کے آتا دیس!!!

منظوم چٹھی (رانا فضل کے ناں)

تیری بھنک اپڑی رانا جی نال پیار پڑھی رانا جی
مڑھکی ماندی جندڑی میری نہ دے ایڈ تڑی رانا جی
دردی تنجھ بنا دس کہڑو منے کون اڑی رانا جی
گھی شکروں وی مِٹھی لگے تیری گل اکڑی رانا جی
تیری مت نہ موڑن جوگی تیری قدر بڑی رانا جی
توبہ توب ہُن ضِد نہیں کرسوں موت قریب کھڑی رانا جی
تیرے بن ہر اوکھت میرے جھگے آن بڑی رانا جی
جے میں تیری گل نہ منوں ہتھیں گھوٹ نڑی رانا جی
تناں تکن آتو اگے رت کی توی چڑھی رانا جی
گُجر نگر اڈیکن ہاری ہر اک اکھ ڈڑھی رانا جی
بابا گوجریا لکھتو رہو خدمت کر تگڑی رانا جی
ماں بولی تنجھ مہابے پنگری اِکھے ماں امڑی رانا جی
ہر گُجرانی بولن لگی مولی جیہھ سڑی رانا جی
کڑک حیاتی کو تھکیامو بھاری پیڑ ہڑی رانا جی

گیت ا:

سنگی میرو مُدتاں کو ربا تیں وچھوڑیو سنگوں ہوں وچھوڑیو تے توی کنڈھے چھوڑیو
ربا توں مسافراں نا موڑ کے جے آنتو سنگی پردیسیاں نوں ہوں کدے جانتو
ٹُٹو ہویو سنگ جِندے لبھے کِت لوڑیو
سنگی میرو مُدتاں کو ربا تیں وچھوڑیو
چناں او راجوریا چانی رے موڑیئے توی کنڈے آن کے مناں کدے لوڑیئے
جوڑ کے پروڑیا تیں ساتھ کَنجو توڑیو
سنگی میرو مُدتاں کو ربا تیں وچھوڑیو
کون دلگیریاں مانھ پُچھے مِنجھو آکے مان رے تروڑیو تیں دور دور جاکے
توی کنڈے آتک رب کدے موڑیو
سنگی میرو مُدتاں کو ربا تیں وچھوڑیو
دُکھڑا بنڈان میرا آیئے کدے چھپ کے دور کدے جا بیٹھو کالجا نا کپ کے
ٹُٹو ہویو پیار کو تندو نہ تیں جوڑیو
سنگی میرو مُدتاں کو ربا تیں وچھوڑیو
ریزہ ریزہ مان میرا آتھروں نہ سمیاں سجنا کے پاس چل دِلا رے نکمیا
ریت ہار میں تناں توی لہریں روڑھیو
سنگی میرو مُدتاں کو ربا تیں وچھوڑیو

گیت۲:

رانگلو پیڑھو ڈاہ رکھیو رے تجھ کو ڈاڈھو چاء رکھیو رے

میں مریو تے ذمے تجھ کے

جیتو صدقے تیری سنجھ کے نک بچ روکیو ساہ رکھیو رے

ایویں کُوڑو میت کو مانو

تجھ سنگ اوکھو پریت کو لانو اپنے گاٹے پھاہ رکھیو رے

جموں توی میریں اکھ روئیں

کِنجھ دُکھڑاں کی کالکھ دھوئیں منجھ دل منجھ کو راہ رکھیو رے

پیار پنیری پالوں پوسوں

میں ہن بے وفا نہیں ہوسوں ضامن جیون شاہؒ رکھیو رے

منگلے میاں محمدؒ جی کے

پیر پنجال کو پانی پی کے میرو ساہ بساہ رکھیو رے

یاد کرے تے یاد وی آوے

دور بسے رے مان بدھاوے کڑکؔ غریب سراہ رکھیو رے

رانگلو پیڑھو ڈاہ رکھیو رے

گیت۳:

اُتر پہاڑو آیئے تو یئے منوں درد سنایئے تو یئے
باہو باغ قلعہ نوں تکے
توں تو یئے نہ بگنو تھکے
کون تیری لہراں نوں ڈکے شونکے راگ جگایئے تو یئے
کنڈھے تجھ کے ڈیرو لایو
جھگو تجھ کے کول بسایو
جموں گُجر نگر بنایو میرو دل تڑفایئے تو یئے
باوا جیون شاہؒ کی ندیئے
ستواری کا راہ کی ندیئے
ابراہیم باوؒا کی ندیئے گیت پیار کا گایئے تو یئے
تیرے کنڈھے میری ڈھاری
تکوں تیری ٹھاٹھ نیاری
فتح علی نوں جند وی پیاری رویئے پیڑ پرایئے تو یئے
اُتر پہاڑوں آیئے تو یئے

رانا فضل حسین راجوروی

پیدائش:3 اگست1931ء پروڑی گُجراں راجوری

رانا فضل حسین راجوروی کی پیدائش راجوری کا گراں پروڑی گُجراں مانھ مقدم فیض محمد ٹنچ ہوراں کے گھر ۱۳ اگست ۱۹۳۱ء مانھ ہوئی۔ میٹرک تک کی تعلیم راجوری ہائی سکول تیں مکمل کر کے اپنا ہی علاقہ مانھ تجارت کو پیشو شروع کیو پر قدرت نا شاید کجھ ہور ہی منظور تھو۔ ۱۹۴۷ء کی ملکی تقسیم کے نال ہی خاندان وی تقسیم ہوا تے رانا ہوروی کئی رشتے داراں سمیت پاکستان چلے گیا پر جلدی ہی وطن کی محبت واپس چھک لیائی۔ گُوجر قوم کی سیاسی تے سماجی بد حالی کو احساس کرتاں نویں سر اپنی تجارت تے سماجی سیاسی سرگرمی شروع کی تھیں جے ۱۹۶۵ء کو حادثو ہوؤ تے رانا ہور وطنوں بے وطن ہو گیا۔ خاندان کا کئی آدمی شہید ہو گیا۔ ان گو سارو کُجھ بے دردی نال کھسے گیو۔ پر گوجری زبان کو دامن ان کے ہتھوں نہ چھٹیو۔ سگوں اپناں کا وچھوڑا تے بے وطنی کا غم نے اُن کی تحریراں مانھ سوز تے درد بھر چھوڑیو۔ جہڑو باقی لکھاڑیاں نالوں انھاں نا ممتاز کرے۔

پاکستان جاتاں ہی انھاں نا ذبیح، قمر، مجبور، تے صابر آفاقی جیہا گوجری لکھاڑیاں کی سنگت نصیب ہوئی تے ویہ گوجری ادب واسطے کی جان آلی شعوری کوششاں مانھ شامل ہو گیا۔ دِن بدِن انکا جوہر کھُلتا ہی گیا۔ پاکستان مانھ گوجری ادب کی نشر و اشاعت مانھ رانا فضل ہوراں کو اہم رول ہے۔ ویہ ۱۹۶۷ء تیں ۱۹۹۰ء تک بدستور ریڈیو تراڑکھل کے ذریعے گوجری کی خدمت کرتا رہیا تے اجکل سبکدوش ہو کے گوجری کی خدمت مانھ مصروف ہیں۔

اقبال عظیم چوہدری تے رانا فضل حسین بلا شبہ بیہویں صدی کا سب توں زیادہ

کامیاب گوجری تخلیق کار ہیں۔ جنھاں نے گوجری ادب کی ہر صنف مانھ خوبصورت اضافا کیا ہیں۔ رانا نے گوجری مانھ ڈراما، آزاد نظم، غنائیا تے غزل کی جاگ اپنے ہتھیں لائی ہے۔ رانا ہوراں نے گوجری ادب مانھ نواں نواں سِلکا کڈھیا ہیں۔ جنھاں نال نواں مسافراں نا خاص طور پر سوکھل ہوئے گی۔ رانا ہوراں کو کمال یوہ ہے جے انھاں نے اپنی دھرتی پر پیر رکھ کے تاراں نا ہتھ لان کی کوشش کی ہے۔ تے گوجری لکھاڑیاں مانھ قلم پر جتنی مضبوط گرفت انھاں کی ہے اتنی ہور کسے کی نہیں۔

گوجری ادب کی کائے وی صنف ہوئے گیت غزل، نظم یا نثر، رانا فضل نے ذاتی تے سماجی، دل کا تے دنیا کا درداں مانھ انچھویا تے ٹھیٹھ گوجری لفظ خوبصورتی نال پرویا ہیں۔ اُن کی منظوم تحریر تے دُنیا کے باندے ہیں پر نثر خاص کر اُن کی چٹھیں پڑھتاں نوں لگے جس طرح انسان چُوری کھاتو ہوئے۔ ہجر و چھوڑا تے دیس کی گلیاں کا غم نے نے ہی رانا کی شاعری مانھ سوز بھریو ہے۔ تے مُڑ مُڑ کے پیر پنجال کا ہاڑاں نے رانا فضل ناوی گوجری ادب مانھ واہی بلندی تے عظمت بخشی ہے جہڑی کشمیر مانھ پیر پنجال نا حاصل ہے۔

رانا فضل ہوراں نے بے شمار گوجری ڈراما لکھیا ہیں تے اُنکا مشہور ڈرامہ ''روشنی'' نا قومی ایوارڈ وی ملیو ہے۔ اُن کی شاعری کی کتاب '' بانھل بانھل پانی'' اک بار ادارہ ادبیات تے دو جی بار جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی نے شائع کی ہے۔ یاہ کتاب صنف تے مضمون کی وسعت کے نال نال معیار کا اعتبار نال وی گوجری زبان کی اک مثالی تے بہترین کتاب ہے۔ اُن کی منظوم چٹھیاں آلی کتاب ''سانجھا دُکھڑا'' کا ناں نال پچھلے ہی سال ریاستی کلچرل اکیڈمی نے شائع کی ہے۔ تے اُنکا گیتاں کی کتاب ''ماہل'' شنگراں کا گیت کے تحت شوئع ہوئی ہے۔

اُنکی تخلیقات کی ترتیب کُجھ اس طرح ہے:

۱۔ نعت ۱۹۶۸ء ۲۔ رت کا نشان ۱۹۶۹ء (نثر کی پہلی کتاب)
۳۔ بانچھل بانچھل پانی (شاعری) ۴۔ لہو پھوار (شاعری)
۵۔ سانجھا دُکھڑا (منظوم خط) ۶۔ ماہل (گیت) ۷۔ دتھ گگن پاتال کی (کہانیں)
۸۔ پریم پتر (نثری خط) ۹۔ گوجری لوک ادب ۱۰۔ بچھڑی کونج اڈار (شاعری)
۱۱۔ مثنوی پیر پنچال ۱۲۔ گوجری ڈرامہ۔

افسوس کی گل ہے جے وقتی حالات کی مجبوریاں تیں انھاں کی تازہ تخلیقات ہم نا میسر نہیں ہوسکیں۔ اللہ جی نے اِن حشر بروبر پاڑاں نا کدے مِلن کی ٹا کی لائی تاں انھاں بارے ہوروی متو کُجھ لکھیو جا سکے گو۔ اُنکا کلام کا کُجھ نمونا:

نعت:

چڑھتل چناں چانن چانن، چانن لایا سارے
لاٹ سچی لو روشن روشن، روشن عرش منارے

چناں عرش کی چوٹی چڑھ کے تم نے نُور کھِنڈایا
چن اسمانی ٹُٹ جُڑے ہوئے، انگلی نال اشارے

کُفر کی بند مُٹھی ماں گیٹیں کلمو پڑھتی بولیں
لاج غریباں کی رکھ چھوڑی رب نے صدقے تھارے

تم سنگ پارس ہوں اک پتھر، گیٹی گیٹی بھریو
کرم کی نظر کرو بن سونو، لاٹ سچی لشکارے

چڑھتل چڑھتل آس کا چناں، چانن چانن کرنا
کرم کرو تم بھرم رکھو فِر، فضل فقیر نہ ہارے

نظم: گجرانی:

رانگلیئے دُدھ رِڑک مدھانی مکھن سجرو منگے ہانی
جاتک سُنے جھلنگے لوری مغری چاٹی دھوئے گوری
نیلی پیڑ سواری آنی حسن چٹو مکھنا کو پیڑو
بھر کے نظر تکے گو کہڑو
سچو روپ تیرو گُجرانی رب نے آپے شکل بنائی
سیرت تیرے ہتھ پکڑائی رکھئے رے بے داغ جوانی

نظم: لہولہوعید

بول پیاریا عید کا چنا اوہ دُکھیاریا عید کا چنا
تیں کِت میرومیت چھپایو موتاں ماریا عید کا چنا
لہولہوعید خوشی تیں کرکے درد ابھاریا عید کا چنا

نظم: پیرپنجال کوچن

یوہ چن عید شوال کو چن رے مُڑ آوے ہرسال کو چن رے
آکے میرا مان تروڑے دروداں کا مانجال کو چن رے
انگلی کی اک سینی توڑے نیل گگن کا تھال کو چن رے
سب کو چن اک گگناں کو چن میرو پیر پنجال کو چن رے
فضلؔ نہ بنیو رب ہتھوں کوئے میرا چن کے نال کو چن رے

غزل:

پیر پنجال راجوری کا پھُل چُن چُن پویو ہار غزل کو
خابیں آوے گو نِت سوہنو گاٹے گھلوں ہار غزل کو

نال ادا رسیلی گاؤں، چھیڑوں گو سُرتال رسیلی
مِٹھڑا مِٹھڑا بال سُناؤں، جے لبھے کوئے یار غزل کو

آتھرواں نے پُغلی کھاہدی، عشق تے مُشک چھپان نہ ہویا
ہومڑ ہومڑ کے سدھرایو، چارے کونٹ ہُبکار غزل کو

مہر محبت پیار کے اکھریں اک سوغات بنائی میں
ہوں جانو تھو ہاڑا ہتہ دکا یار کرے بڈیار غزل کو

عرش کا باسی کہتا سُنیا شعر فضلؔ کا سُن سُن کے
سُندر سوہنا رُوپ کو سائیں، ہو گیو تابعدار غزل کو

غزل ۲:

اوہ خبرے کس حال بسے رے اس بن ہوں رنجور اتیراں
یاد کیچے برچھی مارے دل میرے ناسور اتیراں

توڑ دتو رے بے پرواہ نے پاج نہ لگے جوڑ نہ پوئے
جس شیشا مانھ دیکھ سکوں تھو، ہو گیو چکنا چور اتیراں

درد نے ترکھی کھنبر چوبھی دردی اکھ پرت نہ دیکھے
دل کا زخم دکھاوے چھلے لُون برور برور اتیراں

آپ ہنڈاوے جرگا جرگا منا رکھے پرے پریڑے
ہے کس کاری سانجھ سنجھیالی ہوں ترسوں اکلور اتیراں

بے پرواہ نا بھلی بسری میری بیتی درد کہانی
دل تیرا تیں ہو گیو اڑیا فضل نمانو دور اتیراں

غزل۳:

پھلاں کی رت فر مڑ آئی مڑیو اپنوں یار نہ ایسوں
خوشبو چٹی چوسی دکھ نے پھلاں مانھ ہبکار نہ ایسوں

رکھ رکھ ڈالی ڈالی دکھ دکھ مچ مچ سوگ بہاراں نا
آس کا بوٹا چھانگ کے چھوڑی چھاں کائے ٹھنڈی ٹھار نہ ایسوں
بے پروائیاں کی دنیا مانھ کون کسے کو کرے خیال
پے گیو کال وفا کو سارے ان کے نگر پیار نہ ایسوں

ہجراں کا سنگھیٹ نہ لانا سوہنیا میری ہے درخاس
مہارے پاسے آپے آیئے زندگی کو اعتبار نہ ایسوں

عشق ہوراں کے مہابے جیئے فضل ہمیش اڈیکاں مانھ
یاد کا بھانبڑ سڑتا بلتا لگیں تتڑا تار نہ ایسوں

غزل۴:

پیر پنجال کی ٹھنڈی مٹھڑی چانن رات بسار نہ چھوڑوں
روح نت حاضر ناظر اُتے ہوں سوہنو سنسار نہ چھوڑوں

سندر سوہنا روپ رتاں گا حسن کا پھُل گواچ گیا
پت جھڑ سموں کلکھنو فر وی آس اڈیک بہار نہ چھوڑوں

جندڑی کو نذرانو دے کے لاج وفا کی رکھتو رہوں
کل جگ بھاویں چھوڑ دیوں پر اپنو سوہنو یار نہ چھوڑوں

یاد اچیچی آوے مترا مرتاں مرتاں جین سکھاوے
توں وی رکھیئے میرو چیتو ہوں زندگانی ہار نہ چھوڑوں

گل مانھ باہ غماں کو پھندو ریت پریت نبھانی پئی
نگری نگری پھروں تپوشوں لوڑوں فضل پیار نہ چھوڑوں

غزل۵:

غزل سلونی چھیڑ رکھی میں پیڑ پرائی سہیڑ رکھی میں
سانجھو درد خمیر کے پیڑے مٹی آپ اکھیڑ رکھی میں
صبر کا تندو توڑ تروپا دل کی سیڑ ادھیڑ رکھی میں
پھُرنے مٹھڑا لاڈ پھُلیں گا دور ہوتاں مچ نیڑ رکھی میں
آس فضل پگرے گی اوڑک اوکھت آپ چمیڑ رکھی میں

غزل۶:

نوروز کی سیمی جھڑیاں جئ دو نیناں کی بدلار وی ہے
فر گیت سنایا بلبل نے پھل اتھروں کری بہار وی ہے

جے درد کا منتر پھُو کے گو دلگیر نا جھانبا دے دے کے
تاں تیری پیڑ پچھانوں گو توں بن میرے لاچار وی ہے

کیوں چیتا میرا آتا نہیں کے ہو گئی شوخی سجنا رے
کیوں پیار کا لارا لارا ماں توں آپے یار بسار وی ہے

تھی کھری کھری بڈیار کی گل یا ہاں کہتو یا نہ کہتو
دل توڑ کدے دلدار بنے اقرار وی ہے انکار وی ہے

نامید نہ ہوییئے عشقا رے ہن فضل کی باری آوے گی
بے مہر سجن بٹ مہرا کے دل بسیو میرو پیار وی ہے۔

گوجرا شعر:

ق بے پرواہی کا دھواں ماں
ساڑے نیلا ککھاں ہاروں
ہوں ترسوں کدے ہال نہ پچھے
دل مانھ رہ کے بکھاں ہاروں

؎ لاج رکھی میں عشق ہوراں کی پال رواج وفا کا
ہوں یہ رسم نہیں ٹُٹن دیسوں بھاویں میت نہ جانیں

؎ گوریا چٹیا چاندی چنا، ڈاہڈیا باٹیا پتھرا
رُٹھیاں چاننیاں کے بٹے پیس منا کے تھایو

؎ کُٹھو ہجر کو خبرے کانہ نا موتِ سرہانے زِندو ہاں
اوہ سجنا اس موت کے ہتھوں مچ ڈاہڈو شرمِندو ہاں

؎ آپ ہنڈاوے جرگا جرگا منا رکھے پرے پریڑے
ہے کس کاری سانجھ سنجھیالی ہوں ترسوں اکلورا تیراں

؎ پھُلاں کی رُت پھر مُڑ آئی، مُڑ یو اپنو یار نہ ایسوں
خوشبو چٹی چُوسی دُکھ نے پھُلاں مانھ ہُبکار نہ ایسوں

؎ لاج رکھی میں عشق ہوراں کی پال رواج وفا کا
ہوں یہ رسم نہیں ٹُٹن دیسوں بھاویں میت نہ جانیں

؎ گوریا چٹیا چاندی چنا، ڈاہڈیا باٹیا پتھرا
رُٹھیاں چاننیاں کے بٹے پیس منا کے تھایو

؎ کُٹھو ہجر کو خبرے کانہ نا موتِ سرہانے زِندو ہاں
اوہ سجنا اس موت کے ہتھوں مچ ڈاہڈو شرمِندو ہاں

گیت ا:

میرا محرم محرم گھڑیا رے
کدے ڈھاک کدے سر چڑھیا رے
تِنا مانجوں کُوچوں دھوؤں
خورے کِن یاداں مانھ روؤں
بے نیند ہمیش ہوں سوؤں کوئے یاد آوے نت اڑیا رے
میرا محرم محرم گھڑیا

تِنا مار کلاوا رجوں نہ
سِر مُونڈھے چاؤں تجوں نہ
کوئے راز تیرے تیں کجوں نہ کِسے یاد کے آوے سڑیا رے
میرا محرم محرم گھڑیا رے

اک مٹی توں اک مٹی ہوں
جند سانجھی اگ سڑے لوں لوں
میری جیبھ تے دل مانھ توں ہی توں اک عشق مدرسے پڑھیا رے
میرا محرم محرم گھڑیا رے

توں ساتھی گھڑیا تنگیاں کو
توں میل کراوے سنگیاں کو
توں سنگی چنگیاں چنگیاں کو کوئے راز تیرے من وڑیا رے
میرا محرم محرم گھڑیا رے

گیت۲:

کائے گل امڑی کی دس گھڑیا فِر پانی بھرتاں ہس گھڑیا

اُت ٹھنڈی ٹھنڈی چھاں ہوئے تھی
اُت پانی کی اک باں ہوئے تھی
اُت میری پیاری ماں ہوئے تھی تھی نال اُسے کے چس گھڑیا
کائے گل امڑی کی دس گھڑیا

اُت بابل کی سِر چھاں چھتڑی
اُت لاڈ کرے تھی ماں تتڑی
ہوں اُتوں دور گراں اپڑی رہی دیس پرائے بس گھڑیا،
کائے گل امڑی کی دس گھڑیا

اُت نِکی ہوتی کھیڈوں تھی
سنگ بہناں چرخو کتوں تھی
تند یار کی اڑیا سٹوں تھی گئی عُمر نِکی جئی نس گھڑیا
کائے گل امڑی کی دس گھڑیا

دو کنگن پے گیا بانہیاں مانھ
ہُن بسنو پیو پرایاں مانھ
کُجھ لوکاں بے ازمایاں مانھ مُج کھوہری بولے سس گھڑیا
کائے گل امڑی کی دس گھڑیا

گیت۳:

اوہ سوہنا کشمیر کی مکھیئے

کے پھرتی پردیسن لوڑے
پھُلاں کی ہر دوڈی توڑے
سدھراں کی باساں نا سُونگھے پھُلیں پھِرے مکھیر کی مکھیئے
اوہ سوہنا کشمیر کی مکھیئے

سوہنی گدری پھُل چُنے کائے
خبرے تیرا گیت سُنے کائے
دُکھڑا درد پھلورے جھورے تڑفے روح دلگیر کی مکھیئے
اوہ سوہنا کشمیر کی مکھیئے

مِٹھا پھُل پیار تپوشے
اپنو سوہنو یار تپوشے
کِس بن زہر کرے زندگانی بھوگے روگ سریر کی مکھیئے
اوہ سوہنا کشمیر کی مکھیئے

کدے راجوری پھِرے ہوئے تھی
سیل سفا مُچ کرے ہوئے تھی
لمیاں قیداں ماں راہ تیرا بے دوسی تقصیر کی مکھیئے
اوہ سوہنا کشمیر کی مکھیئے

چودھری نذیر احمد نذیرؔ

پیدائش 1933ء بندش گریز (کشمیر) وفات: 2003ء دھرمسال کالاکوٹ

گوجری کا منیا پڑ منیا مذاحیہ شاعر چوھدری نذیر احمد نذیرؔ کالاکوٹ راجوری کا رہن آلا تھا۔ ان کو تعلق گوجراں کا خانہ بدوش بکروالاں کا سواتھی سرخیلی قبیلا نال تھو۔ پر بعد مانھ اپنوا بائی پیشو چھوڑ کے بسنیک ہو گیا تھا۔ ان کو جنم قبیلا کا روائتی سفر کے دوران تلیل گریز کا علاقہ بندش ماں ۱۹۳۳ء مانھ چوہدری شمس دین کے گھر ہوؤ۔ ماں باپ کی ایکلی اولاد ہون کی وجہ تیں بچپن لاڑ پیار مانھ گذاریو تے پنجمی تک کی تعلیم وی حاصل کی۔ خانہ بدوش زِندگی کا سارا پہلو اُنھاں نے بڑا نیڑے تیں اکھیں دیکھیا، جن کا چھاملاتے جنکی اصلاح کا جتن اُن کا کلام مانھ وی نظر آویں۔

نذیر احمد نذیرؔ جوانی مانھ بابا نظام الدین لاروی ہوراں کی علمی تے ادبی مجلساں تیں مستفید ہویا جت سائیں قادر بخش، خدا بخش زارؔ، اسرائیل اثر تے اقبال عظیم جیہا گوجری شاعر موجود ہوئیں تھا۔ شاعری کو رُجحان شروع تیں تھو۔ پہلاں پنجابی مانھ کجھ سی حرفی وغیرہ لکھیں تے فِر جدید گوجری کی تحریک نال جُڑ کے گوجری لکھنی شروع کی۔ کجھ عرصو فِدا تخلص کرتا رہیا تے فِر نذیرؔ ہی شاعری مانھ وی لکھن گیا۔ کلچرل اکیڈمی کا اکثر مشاعراں مانھ شال رہیں تھا۔ اُن کی شاعری گوجر دیس تے شیرازہ گوجری تیں علاوہ ریڈیو تیں وی نشر ہوتی رہی ہے۔ بڑی جاندار تے معیاری شاعری ہے۔

نذیرؔ کالاکوٹی ہوراں نے گوجری مانھ چنگی سوہنی غزل تے سنجیدہ نظم وی لکھی ہیں لیکن گوجری ادب مانھ اُن کی اصل پچھان اُن کی مذاحیہ شاعری ہے۔ وہ جدید دور کا سب توں کامیاب مذاحیہ شاعر ہیں۔ بلکن سادالفظاں مانھ کجھی گل کہن کا اعتبار نال وہ جدید گوجری کا اکبر الہ ابادی کہیا جاسکیں۔ اپنا مذاحیہ کلام نال اُنھاں نے سماج مانھ ظُلم زیادتی

کرن آلاں پر گُوڑھو طنز وی کیو تے نال ہی لاعلمی تے سماجی بُرائیاں ناجڑوں کڈھن واسطے اثر دار پیغام وی دِتو۔ اُن کی اصلاحی تے مذاحیہ شاعری عوام مانھ اِتنی مقبُول ہوئی جے لوک شہر گرائیں تے ڈھوکیں بہکیں آپ مہارا اُن کی شاعری کو لُطف لیتا رہیں۔ بھاویں ویہہ مذاحیہ تے عوامی شاعر سمجھیا جائیں پرسی حرفی کی صورت مانھ انھاں کی سنجیدہ شاعری کسے تیں گھٹ نہیں۔ انھاں کا کلام کو مجموعو اسے سال کلچرل اکیڈمی تیں شائع ہو جان کی امید ہے۔ جسکی تحقیق، تالیف تے ترتیب تے کتابت کی ذمیداری مشہور گوجری لکھاڑی حسن پرواز ہوراں نے خوب نبھائی ہے۔ نذیر احمد نذیرؔ لمی بیماری تیں بعد ۱۵ اگست ۲۰۰۳ء نا اس دُنیا توں رُخصت ہو گیا لیکن گوجری لِکھن پڑھن تے جانن آلاں واسطے مذاحیہ شاعری کو جہڑ و تحفو چھوڑ گیا ہیں اُس مانھ صدیاں تک زِندہ رہن کی صلاحیت ہے۔ کلام کا نمُونا:

نعت شریف:

نبی کا روزہ کی جالی کو صدقو
سوہنی شان نرالی کو صدقو
محمد ﷺ کی کملی کالی کو صدقو
ہوں وی فیض پاتو آ
رو رو حال سناتو آ
جے پاک مدینے جاتو آ
میرا روشن کر دے سینہ نا
با مقصد کردے جینا نا
ہوں جاؤں مکہ مدینہ نا
تے کل گناہ بخشاتو آ
رو رو درد سناتو آ
جے پاک مدینے جاتو آ
میری سُن لے گریہ زاری نا
کر دور میری غم خواری نا
اس جند دُکھاں کی ماری نا
سُنو یا محمد ﷺ عرضی نا
کرو پوری دل کی مرضی نا
اس پاک دیدار کی عرضی نا

غزل

گیو چھوڑ پردیس مانھ منا آ دلدارا کدے کدے
یاد آویں تے خوشی نہیں رہتی یار پیارا کدے کدے

تھک گئی یاہ جان بچاری پھر پھر کے ان گلیاں مانھ
جن گلیاں مانھ ہوئیں ہوئیں تھا تھارا نظارا کدے کدے

بولیں تے کئی طعنا جھلیا، جھلیا بول شریکاں گا
دکھاں مانھ کئی رات گذاریں ہویا سویرا کدے کدے

اُجڑ گیو وہ میلو ربا گئی بہار بیساکھی وی
کنگا گئی واہ پیہنگ وصل کی کھاں تھالارا کدے کدے

اجکل سنیو تھارے پاسے گا ہک پھریں گُل لالاں کا
مہارے دیس وی آویں ہوئیں تھا وہ بنجارا کدے کدے

سی حرفی:

الف: آ اِنگا دیکھ نبض میری، سارو لوک ہی تیری سدا دسے
علی جان نا پچھیو کے کھاؤں وہ تے دید مفید غذا دسے
فر ڈاکٹر نصیر نے بانہہ دیکھی وہ تے سروں ہی وصل شفا دسے
بھلا دس نذیر ہن جاؤں کِنگا، ڈاکٹر شنگلو بھی یاہی دوا دسے

الف: اُڈ کاگا کھبے اُڈیئے نہ، سجے اُڈ جے بچھڑیا یار آویں
نالے مٹھی زبان تیں بول کاگا جھب بول جے جھب دلدار آویں
کھبے رہیو توں بولتو اج توڑی، سجے بولتاں کیوں نخرا بھار آویں
خبرے سجن نا یاد نذیر آیو، تائیں نچھ منا ٹھنڈی ٹھار آویں

الف:

آ توں صلاح سلوک کر لے نہیں تے کوٹ مانھ تیرو چلان ہوئے گو
ہائی کورٹ وی تیرے تیں اوپرو ہے تیرو دردی اُت کون انسان ہوئے گو
نہیں باجھ وکیل اپیل چلسیں، اڑیا دس توں کیڈ حیران ہوئے گو
منصف سچی سرکار نذیر ہوئے گی اُت فیصلو رڑ ہے میدان ہوئے گو

ج:

جا رے قاصدا خط لے جا میرا یار کے وچ دربار جایئے
تیرا راہ مانھ چن کو خاص ڈیرو میری طرفوں یاہ عرض گذار جایئے
کہیئے بیڑی گرداب مانھ ڈول گئی ہے، چپّو وصل کو مار کے تار جایئے
تناں واسطو رب غفور کو ہے، پھیرو دیس نذیر کے مار جایئے

د:

دیس پردیسیا مار پھیرو گھڑی گھڑی گذرے بے قراریاں مانھ
گن گن دن تے رات بسار چھوڑوں چناں تیریاں انتظاریاں مانھ
ہتھ پے گئی زِمیں اسمان جیڈی، کیوں مہر محبتاں تھاریاں مانھ
ہوئی رحم کی نظر نذیر کیوں نہیں میری عُمر گذری منتاں زاریاں مانھ

د:

درد جانے میرو کون ڈھولا رازدار نالے محرم حال توں تھو
تیرے نال امید تھی وابسطہ سارا جگ مانھ ہم خیال توں تھو
اجکل ایڈ خورے لاپرواہی کیوں ہے، صبح شام پہلاں نالو نال توں تھو
کِن گن دُکھ نذیر سُناؤں کس نا دکھاں درداں کو اک پیہال توں تھو

س:

سب کُجھ گھول گھما چھوڑیو، پلے رہ گئی گل ہُن چار باقی
اک تے ملن کی رہی اڈیک پلے دوجے رہ گئی رون کی کار باقی
تیجے رہ گیا داغ جدائیاں کا چوتھے رہ گئی انتظار باقی
میرو جین نذیر دشوار ہوؤ میرا مرن مانھ کے ادھار باقی

ش:

شہر توں جا کے ہویو شہری، کیوں پہاڑ کی یاد بسار چھوڑیں
اچھو میں وی ہجر کی رات لمیں تناں کر کر یاد گذار چھوڑیں
بوہا کر کے بند محبتاں کا تا کی وصل کی کیوں تیں مار چھوڑیں
لکھاں کاگ نذیر اڈار بیٹھی، بلکہ کاگنی کئیں اڈار چھوڑیں

ک:

کے دسوں دردی کون میرو، سُنے کون فریاد تے غم ڈھولا
اُنگا خوشیں تے عیش بہار تیراں اِنگا رون کُرلان کو کم ڈھولا
ہجر درد وچھوڑا نے رت چُوسی خالی رہ گیو ہے سُکو چم ڈھولا
اِچر کدے نذیؔر بسارسوں نہیں، بچر میرا وجود مانھ دم ڈھولا

ک:

کتیو تمیو گیو میرو سوتر گھٹ گیو تول میزان بچوں
نالے جرک گئی ماہل محبتاں کی صرف دو پھراٹیاں لان بچوں
الغرض جے تیری اڈیک اندر بھاویں روح وی چلے گو جان بچوں
محشر تیک نذیؔر بسارسوں نہیں تیرا نام کو ورد زبان بچوں

طنزمزاح:

بچو جد پرائمری پاس ہویو فوراً تُرت سکول چھڑا دِتو
پنڈ ماں بڑو کوئے چوہدری ہوئے جہڑو، مانجھی اس کے سنگ لے لا دتو
اگے پیچھے جا تکیو ساک ناطو، چھوٹی عمر ماں پُوت بیاہ دتو
کٹی عمر ساری گھر دامادگی ماں، ہتھیں چوہدری نا لِکھ کے چا دتو
ہتھیں لکھ جد باپ نے آپ دتو اس نا فر سکول پڑھائے کہڑو
کہڑے طور زمانہ کو دور چلے، تِناں دس توں دھونگ جگائے کہڑو

تِناں اپنا گھر ماں چھوڑسوں نہیں بچیا کدے سکول ماں جائے گوتوں
اے بی سی کا حرفاں نا پڑھ کے تے بچیا اپنو آپ گمائے گوتوں
نمبر دار نا جناں کی لوڑ ڈاہڈی، بہتر اس کی مھیس چرائے گوتوں
بنجھلی مارے گوٹھنڈیاں مرگاں ماں، نالے ٹوکریں رج کے چائے گوتوں
روزی رہیو کھاتو مھارو باپ دادو، ایویں کالجیں مغز کھپائے کہڑو
کہڑے طور زمانہ کو دور چلے، تِناں دس توں دھونگ جگائے کہڑو

بچیا عمر ساری کسے نے کد رہنو میری چار وصیت بھلایئے نہ
دیکھیئے تناں ماسٹر کتے ٹھگ لیں گا اک تے نیڑے سکول کے جائے نہ
دوجے مقدم نا نہ ناراض کریئے، تیجے پینٹ پتلون پھسایئے نہ
چوتھی چیز کو ناں نہیں یاد مرنو اپر گل ماں واہ لٹکایئے نہ
یوہ حال جس قوم کو ہوئے اس نا فر دس نذیر اٹھائے کہڑو
کہڑے طور زمانہ کو دور چلے، تِناں دس توں دھونگ جگائے کہڑو

ڈاکٹر صابر آفاقی

پیدائش:1933ء گوہاڑی مظفر آباد وفات: اپریل2010 لاہور پاکستان

جدید گوجری ادب کا عظیم ہمدرد تے محسن، محقق، نقاد، ادیب تے شاعر چوہدری احمد دین پھامڑہ نا ادبی دُنیا ڈاکٹر صابر آفاقی کا ناں نال جانے۔ انھاں نے پہلاں صابر تخلص کیو تے فِر سوچ کے نال نال ناں مانھ وی آفاقی شامل ہو گیو۔ و یہ ۱۹۳۳ء مانھ مظفر آباد کا گوہاڑی گراں مانھ پیدا ہویا۔ اُنکا والد مولانا علی محمد پھامڑہ بڑا علمی آدمی تھا تے انھاں نے یاہ وراثت اپنی اولاد کے حوالے کرن کو پُورو حق ادا کیو۔ بُنیادی تعلیم تیں بعد انھاں نے صابر آفاقی ہور اُچی تعلیم واسطے پنجاب ٹور چھوڑیا تھا پر اس خواب نا پورا ہوتاں دیکھن تیں پہلاں ہی اکھ میچ لئیں۔ صابر ہور گوجرا ماحول کا ساراں دُکھاں درداں کی پنڈ وکلی لیکے ہمیشاں دنیا کے نال قدم ملا کے چلتا رہیا ہیں۔ بُنیادی عربی فارسی تعلیم توں بعد انھاں نے ۱۹۵۲ مانھ محکمہ تعلیم مانھ عربی کا اُستاد کے طور ملازمت شروع کی۔ صابر آفاقی ہوراں نے علم کی وصیت کی پوری لاج رکھی تے تمام مشکلات کے باوجود تعلیم کو سلسلو ٹُٹن نہیں دِتو۔ انھاں نے ۱۹۵۶ء مانھ ایف اے، ۱۹۶۰ء مانھ بی اے تے فر ۱۹۶۵ء تو ڑی اُردو تے فارسی مانھ ایم اے کرلئی تھی۔ ۱۹۶۷ء مانھ و یہ مظفرابادمانھ کالج کا لیکچرار مقرر ہویا تے اگلے ہی سال فارسی مانھ پی ایچ ڈی واسطے ایران چلا گیا۔ جہڑی انھاں نے کشمیر کی مشہور تے مستند قدیم تاریخ ''راج ترنگنی'' کا فارسی ترجمہ کا موضوع پر ۱۹۷۲ء مانھ مکمل کی۔ واپسی پر مدت تو ڑی مظفرابادکالج مانھ ایسوسی ایٹ پروفیسر کے طور ذمہ داری نبھائی تے اس عرصہ مانھ انھاں نا ملازمت کا و یہ سارا عذاب بھوگنا پیا جہڑا اک سنجیدہ، مخلص تے خوددار انسان کو مقدر ہوئیں تے نوں انھاں نے آخر نوکری اپنا گل تیں پاٹی لیر ہاروں لاہ سٹی تے آپ تن من نال گوجری ادب کا ہو کے رہ گیا۔

خالص گوجرا ماحول کی وجہ تیں گوجری زبان نال شروع تیں ہی پیار تھو۔ گوجری شاعری کی شروعات ۱۹۵۴ء مانھ کی تے یوہ سلسلو بلیں بلیں جاری رہیو۔ ۱۹۶۵ء مانھ گوجری کا دیگر لکھاڑیاں کی ہجرت نال اُنکے اندر کو گوجری فنکار ہور تکڑو ہو گیو۔ انھاں ذبیح، مہجور، قمر تیعنبر ہوراں جیہا سنگیاں نال رل کے گوجری کی نشرواشاعت واسطے پرخلوص کوشش کیں، ریڈیو توں گوجری پروگرام شروع کروایا تے اشاعت واسطے ادارہ ادبیات تے گوجری ادبی بورڈ قایم کیا۔ اس دور مانھ گوجری لکھن کی شعوری کوشش کرن آلاں مانھ صابر آفاقی پہلی صف مانھ تھا تے ان کو یوہ جذبو تے خلوص ایران مانھ جا کے وی ٹھنڈو نہیں ہو یو، و یہ اُت وی گوجری شاعری کرتا رہیا۔

صابر آفاقی ہوراں کی گوجری شاعری مانھ، سی حرفی، غزل، رباعی تے نظم توں علاوہ مسدس حالی کو گوجری ترجمہ وی شامل ہے۔ صابر آفاقی پوری دُنیا خاص کر اسلامی دنیا نا اک وجود تصور کریں تے اُن کی زبان تے انکا دُکھاں درداں نا سانجھا سمجھیں۔ اُن کی یا ہی آفاقی سوچ ان کی تحریراں مانھ وی جھلک دسے۔ و یہ شاعری مانھ مقصدیت کا قائل سئی لگیں تے اکثر علمی سماجی، انقلابی تے اصلاحی مضمون ان کی شاعری مانھ نمایاں ہیں۔

گوجری مانھ ان کو ۱۹۷۶ء تک کو سارو کلام ''پھُل کھیلی'' کی صورت مانھ گوجری ادبی بورڈ مضفر اباد نے چھاپ کے دُنیا کے باندے رکھیو تھو۔ یاہ کتاب گوجری کا ادبی حلقاں مانھ کافی مشہور ہے۔ فر ۱۹۹۸ء مانھ 'پیغامِ انقلاب، تے ۲۰۰۲ء مانھ اُن کی اک ہور کتاب'' کیسر کیاری'' کا ناں نال شائع ہوئی ہے۔ انھاں نے ''گوجری گرائمر'' تے گوجری لکھاڑیاں بارے وی اک کتاب ''گوجری ادب'' پنجابی زبان مانھ لکھی تھی جہڑی لکیر کے ارار لے پاسے عام لکھاڑیاں نا دستیاب نہیں ہو سکی۔ و یہ گنتی کا اُن گوجری لکھاڑیاں مانھ سر فہرست ہیں جنھاں نا اللہ تعالیٰ نے تقابلی لسانیات کا علم تیں علاوہ تخلیق، تحقیق، تنقید تے ترجمہ کی صلاحیت تے مہارت وی بخشی۔ گوجری زبان تے ادب تیں علاوہ فارسی تے اُردو کے نال نال عالمی تاریخ پر وی صابر آفاقی ہوراں کی ڈنگی نظر تھی۔ تاریخ کشمیر تے راج ترنگنی کا ترجمہ سمیت

دوسری زباناں مانھ وی اُن کی کئی تخلیقات موجود ہیں جن کی وجہ تیں صابر آفاقی دو جی ہمعصر زباناں کا ادبی حلقاں مانھ وی اک معتبر ناں ہے۔ حسین بن منصور الحلاج کی زندگی پر مشہور زمانہ فرانسیسی کتاب کو اُردو ترجمہ انکو ایک ہور اہم کارنامو ہے جس تیں انکی علمی وسعت کو کجھ کجھ اندازو ہو سکے۔ ڈاکٹر صابر آفاقی ہور کافی دیر تک ذیابیطس کا مرض میں مبتلا رہن تیں بعد اپریل ۲۰۱۰ مافوت ہو گیا پر گوجری زبان نا ان کی دین ہمیشہ امر رکھے گی۔ ان کی دو درجن تیں بدھ تصنیفات وچوں کجھ مشہور کتاب یہ ہیں:

گوجری تے پنجابی: ۱۔ اتھروں (۱۹۶۶) ۲۔ ہاڑا (۱۹۶۷) ۳۔ پھُل کھیلی ۱۹۷۶ء
۴ پیغام انقلاب (گوجری) ۱۹۹۷ ۵۔ مسدس حالی (گوجری ترجمہ)
۶ گوجری قواعد ۷۔ کیسر کیاری (گوجری) ۲۰۰۲ء ۸۔ سانجھو کھلاڑ ۲۰۰۳ء
۹ بھُلیں بسریں یاد (سفرنامو) ۱۰۔ گوجری ادب (گوجری شعراء) (پنجابی)

اُردو تے فارسی تصنیفات:

۱۔ نجم دُری اُردو (بہائی فرقہ بارے) ۲، ۱۹۶۴۔ راج ترنگنی (فارسی ترجمہ) ۱۹۷۴ء
۳۔ گلہائے کشمیر ۴، ۱۹۷۴۔ حسین بن منصور حلاج (فرانسیسی کتاب کو اردو ترجمہ) ۱۹۷۵ء
۵۔ تاریخ کشمیر (اُردو) ۶۔ اقبال اور کشمیر (اُردو) ۷، ۱۹۷۷۔ جلوہِ کشمیر ۱۹۸۱ء
۸۔ بشارتِ ظہور ۱۹۸۵ء ۹۔ نجوم ہدایت ۱۹۸۸ء ۱۰۔ درسِ اخلاق ۱۹۸۵ء
۱۱۔ شہر تمنا ۱۹۸۰ء ۱۲۔ طلوعِ سحر ۱۹۸۴ء

زیرِ طبع: ۱۔ عکسِ کشمیر (تحقیقی مقالات) ۲۔ تجلیاتِ ایران (فارسی مقالات)
۳۔ در جستجوے سیارہِ دیگر (فارسی کلام) ۴۔ خندہ ہائے بے جا (مزاحیہ کلام)
۵۔ نئے موسموں کی بشارت (اُردو کلام) ۶۔ قبائلی ضرب الامثال (بلتی، شنا، گوجری)

کلام، سی حرفی: و:

واسطو رب رسول کو ہے کر منا غمگین نا شاد کا گا
جا کے بیں توں یار کی بلی اپر رو رو کے کر فریاد کا گا
بچا جیئیں تیرا لمی عمر ہووے رہے آلنو تیرو آباد کا گا
آوے دوڑ کے باہر توں یار صابر کر منا ناشاد نا شاد کا گا

نعت:

دُنیا ماں ہی رونق نہیں کُجھ اُس کا نور ظہوروں
دوئے جگ لشکارا ماریں پاک نبی کا نوروں

دُور دوراڈے بسن آلا ہور بھی نیڑے دِسیں
تھارا روضہ اُپر پوہچے خلقت دوروں دورون

تھاری اگ ماں ہولیں ہولیں دھکھے میرو سینو
تھارا غم نے کانی لائی بیٹھو پیو جھوروں

کوہ طوراں پر جاکے کانہہ نا اگ بیگانی منگیئے
دِل میرو کوہ طور ہوؤ میں کے لینو کوہ طوروں

میرے اُپر کرم ہمیشاں کرتا رہیو صدقے
مِناں وی چھٹکارو لبھے درداں کا ناسوروں

میرا دل کی گل کہہ گیا' میاں محمدؐ صابرؔ
'سمجھو نور اسے دے نوروں،اس دا نور حضُوروں

نعت۲:

ذرہ ماں تھارا نور کو لشکار یا نبی ﷺ
تاراں ماں تھارا رُوپ کو چمکاریا نبی ﷺ

مُشکل ہر ایک کم کرو آسان یا رسول ﷺ
لنگھوں ہر ایک مرحلو دشواریا نبی ﷺ

دن رات تھارا عشق کو غم مِل گیو مِناں
جاتو نہیں ایک ساہ میرو بیکاریا نبی ﷺ

تھارے حضور پیش کروں عاجزی کے نال
منی تھی میں منوت یہ اشعاریا نبی ﷺ

صابؔر ہے کس شمار ماں دیوانو جے ہوؤ
عاشق ہے تھاری ذات کو سنسار یا نبی ﷺ

غزل۱:

سینو زخمی روز ازل تیں مُنڈوں ہی دِل یار غزل کو
پیار کو پھل دے سکتو نہیں تاں تیر ہی کوئے مار غزل کو

لفظ کی سُچی ڈور مانھ پویا معنا کا ان ڈِٹھو لعل
جے توں پھیرو گھلے اِیاں، گھلوں تِتا ہار غزل کو

فن کی جڑ مانھ ٹیپو ٹیپو خون چوانو پوئے گو
آپے جھڑو ڈُبیو اُس نے بیڑو دِتو تار غزل کو

موسم مٹی وچوں کڈے، رتا نیلا پیلا پھُل
گرمی کی رُت آئی تے فِر گرم ہُؤو بازار غزل کو

اگلیں ویلیں مِیر ہوئے تھو، جس نے گھلی جان غزل ماں
اجکل چلے آفاقی کا سِر پر کاروبار غزل کو

غزل۲:

اک جذبو لے کے جلیاں مانھ فر جوگی آیو گلیاں مانھ
ہتھ مل مل گھسیا نوں میرا اک لیک نہ رہی تلیاں مانھ
تک تک کے دیدا ساڑ نہ توں نہیں بارش ہوتی ملیاں مانھ
کے ڈٹھو سیانف آلی نے جا شامل ہوئی جھلیاں مانھ
کے جینو موا ماضی نے کے ہمت ہڈیاں گلیاں مانھ

غزل۴:

ہوں غماں کی پنڈ لے کے آیو توڑوں کے کروں
اے دلا دس عشق نا چھوڑوں نہ چھوڑوں کے کروں

لہو کی لذت ہے میرا شعراں ماں نہیں شِیر کی
مغز کی دن رات ہوں اوڑھی نچوڑوں کے کروں

عشق کے مہابے میرو دل شیر ہے بے خوف ہے
سینہہ کی ہوں اے سنگیو نلہڑی مروڑوں کے کروں

ہوں کھلو ں تاں قافلو نکھڑے چلوں تاں تم ہٹو
تم ہی دسو سنگیو بیسوں کہ دوڑوں کے کروں

گم گیو قوماں کا بن ماں لال صابؔر قوم کو
بوٹا بوٹا کے تلے پھر پھر کے لوڑوں کے کروں

غزل۵:

لنگھیاویہ دن مہارا یارا ہن کت ویہ لشکارا یارا
بن بھی بسیو شہر بھی ڈٹھو دوئے جگ کوکارا یارا
چا نہیں سٹو سٹ نہیں سکتو بھار پیا سر بھارا یارا
تیرے باجھ کرے گو کہڑو میرا غم کا چارا یارا
کنیں دیسیں بسیو جاکے آفاقی سردارا یارا

غزل:

اُٹھیں گا ہن جواں پر ہوں نہیں ہوسوں
مڑے گو کارواں پر ہوں نہیں ہوسوں

ترس کھائے گو اوڑک اک دھیاڑے
یوہ ظالم آسماں پر ہوں نہیں ہوسوں

بدل جائے گو ہے امید پکی
گوہاڑی کو گراں پر ہوں نہیں ہوسوں

بنڈیں گا لوک مٹھّیائیں کے بدلے
میری مٹھی زباں پر ہوں نہیں ہوسوں

کوئے ہووے تھو صابؔر لوک کہیں گا
میرو جیئے گو ناں پر ہوں نہیں ہوسوں

ق

تیریں چھیڑیں کس نے میلیں نونہی ٹھگاوے مِنا
تیرا آتاں آتاں مٹی ہو جاؤں گو سڑ کے
رو رو ہسوں، ہس ہس روؤں پاگل ہوؤ ایسو
جس رہیا بدل چیت کی رُت مانھ برہتو رہ اڑاڑ کے

ق:

جد صورت دس کے یار گیو بھُل ہوں سارو سنسار گیو
ہم جس نا بھولو سمجھاں تھا اوہ آخر ہم نا چار گیو

گوجرا شعر

یوہ بھیت ہے میری خوشیاں کو مُج کھاتو نہیں غم کرتو نہیں

میرا نواں خیال نہیں قید ہوسیں اُچی کرو تم ہور دیوار کانہہ نا

نکل آوے گو کوئے انگار صابؔر ذری سُسر نا ہور پھلور سنگی

لگیں سُولی تے کالجو کھان ہوئے گھولی چھیڑ نہ ہورتوں یار کی گل

کیسا کیسا ان اکھاں نے منا دتا دھوکھا دوروں کھوڑی نظر آوے تھی پر نکلی ترکنی

دِین نا دے کے دُنیا لینی چنگو نہیں یوہ سودو
سِنگاں آلی مہیس کے بدلے لوک نہیں لیتا کھنڈی

گیت:

آ دِل میرا ماں بس گھولی

دل کھسیو گلاں گلاں ماں
سٹ دِتی ڈُنگھا چھلاں ماں
دل لیکے جے نہیں مُڑنو ہُن تاں رُوح بھی آ کے کھس گھولی
آ دِل میرا ماں بس گھولی

کِس دیس گیو پردیسی رے
کیوں ہوں مسکین ہُن بِسری رے
راہ تک تک سڑ گئیں اکھ میریں ہُن مُکھڑو آ کے دس گھولی
آ دِل میرا ماں بس گھولی

ہوں صدقو تیرو لگ جاؤں
اس جندڑی نا قُربان کروں
اکھ رستو تیرا بیراں کو مت میرے کولوں نس گھولی
آ دِل میرا ماں بس گھولی

یوہ رُسنو تیرو نہیں چنگو
دل کانہہ نا ساڑ کے خاک کِیو
اک واری رج کے دیکھ مِناں اک واری کھل کے ہس گھولی
آ دِل میرا ماں بس گھولی

اقبال عظیم چودھری

پیدائش: وانگت 1940ء

بابا جی صاحب لارویؒ کا دوہترا تے میاں محمد اکبر بجران ہوراں کا فرزند میاں محمد اقبال نا ادبی دُنیا اقبال عظیم کا ناں نال جانے۔ اُن کی پیدائش بابا نگری وانگت مانھ ہوئی تے اُتے ہی بُنیادی تعلیم حاصل کی۔ عِلم تے ادب اُن کی چار چوفیری کھِلر یو وو تھو۔ اس گلوں وہ وی متاثر ہونو نہیں رہ سکیا۔ پر نال ہی گوجرا ماحول کی تنگدستی، سماجی نا انصافی تے سیاسی حالات وی اس جذباتی نوجوان نا برداشت نہین وہیں تھا۔ تے یوں مُدت توڑی اُنکے اندر چھپیا وا اک دردمند شاعر تے سیاسی ذِہن کے بشکار جنگ ہوتی رہی پر آخرکار معجزاتی طور پور اس شاعر نے سیاسی ذِہن قابُو کر لیو تے اس طرح گوجری زبان نا اس سپُوت کی خدمات میسر آ گئیں جِس پر بلاشُبہ گُجری ماں صدیاں تک مان کرے گی۔

بابا نگری وانگت مانھ مقیم ہون نال اُنھاں نا لاروی دربار مانھ ہون آلی اکثر علمی تے ادبی محفلاں مانھ بابا نظام الدین لارویؒ، سائیں قادر بخش، خدا بخش زارؔ، اسرائیل آثرؔ تے پنجابی کا کئی بلند پایہ شاعراں کی صحبت وی نصیب ہوئی تے حاجی جُنید نظامیؔ جیہا عالم کی داد تے رہنمائی وی۔ اس طرح بابا نظام الدین لارویؒ ہوراں کے ہتھیں لگی وی بُوٹی اج دیکھ دیکھتاں گوجری ادب کی سب توں گھونپھری، سدا بہار تے معتبر شخصیت بن گئی وی ہے۔

اقبال عظیم نا وی زمانہ کی وہ بے دردیں تے بے رحمیں جھلنی پئیں جہڑی اس دور کا

گُجراں کو مقدر تھیں یا ہیں۔ اس نے زندگی قریب توں دیکھی تے دل مانھ اضطرابی کیفیت رکھن آلو یوہ بظاہر پُرسکون شخص بھاویں دُنیا نا اپنا دل مانھ اوکڑ کے نہیں دیکھن دیتو پر قلم تیں وہ اپنا راز تے جذبات نہ چھپا سکیو۔ اُس نے اپنی شاعری مانھ جو کُجھ لکھیو سچ لکھیو تے سچ تیں سوا کُجھ نہیں لکھیو۔ یوہ دردمند تے آزاد طبیعت شہزادو پہلی بار ۱۹۶۹ء مانھ ریڈیو کشمیر سرینگر کی زنجیراں مانھ پابند ہو گیو۔ اُسو یلے گوجری زبان کی نشری خدمات واسطے انھاں تیں بہتر شخص کوئے تھووی نہیں پر نسیم پونچھی کے سنگ سال کھنڈ گوجری نشریات چلان توں بعد ریڈیو کو بہڑو چھوڑ دِتو۔ ورات کی ادبی سنگتاں کی تاثیر دل کی تختی توں نہ ملیچن ہوئی۔ کُجھ عرصو ''گُوجر دیس'' جموں کی اشاعت کے ذریعے گوجری کی خدمت کرتا رہیا۔ آخر جد ۱۹۷۸ء مانھ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلو تاں اک بار فرزانہ کی ادب شناس نظر اقبال عظیم تے نسیم پونچھی پر پئیں۔ تد توں بیہ بائی سال توڑی متواتر گوجری کی خدمت کر کے یہ دوئے شخصیت اِتوں ہی سبکدوش ہو گئیں تے اجکل گھر بار کی ذمے داریاں کے نال نال ادب کی خدمت وی جاری ہے۔

کلچرل اکیڈمی کی طرفوں شائع ہون آلی ہر اشاعت اُن کی کارکردگی کی ترجمان ہے۔ گوجری ادب تے لوک ادب کی شیرازہ بندی ماں انھاں کو اہم رول رہیو ہے۔ پر خاص کر گوجری ڈکشنری، تے بانچھل بانچھل (رانا فضل) نغمہ کہسار (مہجور راجوروی) کلام اثر (اسرائیل اثر)، مدینی قافلو تے خیام کی رباعیں (ترجمہ: نسیم پونچھی) تے گوجری ادب کی سنہری تاریخ (ڈاکٹر رفیق انجم) جیہی کتاباں کی اشاعت اُن کی عظمت تے ادب شناسی کی گواہ ہیں۔

اقبال عظیم نا گوجری ادب توں علاوہ اسلامیات، تصوف تے عالمی ادب پر وی عبور حاصل ہے جہڑو ہر کسے کا بس کو کم نہیں ہوتو۔ وہ یہ گوجری توں علاوہ اُردو تے پنجابی کا وی اُچا

قد کا شاعر ہیں تے کدے گوجری آلے پاسے نہ لگا ہوتا تاں بلاشبہ اُردو کا بین الاقوامی معیار تے شہرت کا شاعر ہوتا۔ اُن کی گوجری شاعری کی پہلی کتاب ''ریجھ کولیں'' کا ناں نال شائع ہوئی تھی جس نا اکیڈمی کی طرفوں بہترین کتاب کو اعزاز حاصل ہے۔ اس توں بعد انکی گوجری کتاب پیاب تے پنجابی شاعری کی نویں کتاب، کلی نی فقیر دی وچوں، داد حاصل کریں گی وی۔ گوجری کہانی تے افساناں کی کتاب شائع ہون مانھ ضرورت توں زیادہ دیر لگی ہے۔

گوجری زبان مانھ اقبال عظیم نے ہر صنف مانھ معیاری تے مثالی تخلیقات پیش کی ہیں۔ نثر مانھ اُن کی علامتی کہانیں تے ناولٹ 'توں آوی جائے دم ہی نہ آئے تے کے کروں' گوجری ادب مانھ اہم اضافو ہیں جد کہ شاعری مانھ گیت، غزل، نظم تے نعت سب کُجھ لکھیو ہے پر گوجری غزل اقبال عظیم کی پچھان بن گئی ہے تے عظیم گوجری غزل کی پچھان۔

بیہویں صدی کی گوجری غزل مانھ اقبال عظیم تے مخلص وجدانی کا قد کا شاعر نہیں نظر آتا تے اُن کی غزلاں کو رنگ گیتاں تے نظماں مانھ وی ڈُلیو ووسئی لگے۔ اقبال عظیم کا تحقیقی مضمون وی اپنا اپنا موضوع پر حرف آخر کو درجو رکھیں تے نواں تحقیق کرن آلاں کی رہنمائی کو کم کریں۔

اس خوب صورت گوجر اجوان کی بارعب شخصیت، طبیعت کی نرمی تے خلوص ہر اک ملن گلن آلا نا پہلی ملاقات مانھ ہی اپنی عظمت کو احساس دوا چھوڑے۔ میں بھاویں زندگی کا کئی سال ضائع کیا وہیں پر اقبال عظیم کی سنگت مانھ گذاری وی ساعتاں پر بڈیار کرن کو حق بجا سمجھوں۔ رانا فضل راجوروی تے اقبال عظیم بلاشبہ گوجری زبان واسطے بیہویں صدی کو اک عظیم تحفو ہیں۔ ع : خُدا کرے کہ یہ پودا ہرا ہرا ہی لگے۔

نعت پاک:

وہ سچو سچیار اسے کا وہ اُچو اُچیائیں اُس کیں
سچ کی مہار ہے ہتھ اُسے کے وہ سچو سچیائیں اُس کیں

شہر علم کا اک اُمی کے ہتھوں بسیا روشن روشن
وہ عالم وہ عاقل شاعر جس نے گوریں گائیں اُس کیں

ویہی رب کا سچا عاشق،ویہ اُسکی مخلوق کا خادم
ویہ دانا ہیں جہڑا برتیں حرف حرف دانائیں اُس کیں

نام محمد ﷺ لکھتو رہیے،پڑھتو رہیے،روتو رہیے
اُس تیں سب کُجھ گھول گھمایئے چُم لیئے دُرساہیں اُس کیں

درویشی سر صدقو اُسکو اُسکا سر کی خیر ولایت
کھیتی دل کی ساوی رکھیں جہڑیں اکھ تسائیں اُس کیں

نظم: سوداگر

یہ ٹُٹیا وا دِلاں کی آواز سُن کے یہ اتھروں یتیماں کا ہارا مانھ پُن کے
اُمیداں تے آساں کی قبراں ناکھُن کے یہ سب حال دیکھے تے دِل میرو جھٹکے
میرا دل کا زخماں کا وارث توں ہی دس
ہوں اتھروں نہ بیچوں تے کے لیکے بیچوں
خوشیں مہنگی مہنگی تے ارمان سستا بِکیں گلئیں گلئیں یہ ایمان سستا
امیراں کی خوشیاں کا سامان سستا خریدو بِکیں جسم بے جان سستا
میرا دل کا زخماں کا وارث توں ہی دس
ہوں اتھروں نہ بیچوں تے کے لیکے بیچوں
یہ لُکھاں کا دُشمن تے تِھنداں کا پیارا غریباں کا دِلاں مانھ کھُبیاوا آرا
یہ بھگیاڑ ہیں میری نظراں مانھ سارا دِسیں جِن نا مظلوم راہاں کا گارا
میرا دل کا زخماں کا وارث توں ہی دس
ہوں اتھروں نہ بیچوں تے کے لیکے بیچوں!
سوداگر ہوں احساس کی بستیاں کو ہوں گاہک بھی نہیں عزتاں سستیاں کو
تے نوکر بھی نہیں بے وفا ہستیاں کو ہاہی گل ہے مُلزم بھی ہوں مستیاں کو
میرا دل کا زخماں کا وارث توں ہی دس
ہوں اتھروں نہ بیچوں تے کے لیکے بیچوں!

غزل۱:

لُکھیں لُکھیں رات ہجر کیں پھِکا سنجھ سبیلا
یاد کسے کیں آس کسے کیں، کیوں اج موڑ مہار گئیں

کچئیں تندیں لمیں لاریں، چکنا چُور جوانی
میریں آس کوراس کو چجیں، جتی بازی ہار گئیں

اتھروں پینو مر مر جینو اوکھت رنگ برنگیں
پر میریں اکھ بھار یہ بھارا لکھاں وار سہار گئیں
ڈاروں بچھڑی ربا میرو میل محال ہمیشاں
سنگن ساریں مار اڈاریں، میرو درد بسار گئیں

ہوں گھر آیا شرد کو لِیو چھوڑ نہ سکیو ورنہ
مار کے جھاتی میرے بُوہے کِتنی وار بہار گئیں

غزل۲:

شرد کا جھکھڑ گیت ہجر کا گاویں گا ڈھیتا پتر سینے کانی لاویں گا
کیوں انہونی گل کی فر تصدیق کروں نین سمندر ڈنگا بھیت چھپاویں گا
بستی بستی قصا جس کا بکھریں گا بکتا دریا سوہلا اس کا گاویں گا
درد نستا ہو جائیں گا سرگی نا شام پئی فر سجرا ہو کے آویں گا
اتھروں کیروں اکھ دھوؤں دل صاف کروں ان راہیں مت مڑ بنجارا آویں گا

غزل۳:

نج آئے بہار ایسی فر زخم دکھا چھڑیا
برساں کا سُتا وا کجھ درد جگا چھڑیا

قربانی کے دیتو میں تیریاں خوشیاں تیں
امید گھما دتیں ارمان گھما چھڑیا

ارمان وصالاں کا تے درد جدائیاں کا
اس دل کیاں گٹھاں مانھ لوکاں تیں لکا چھڑیا

ویہ ریت کی ڈھیریں تھیں تیلاں کا بنگلا تھا
تیں ٹھیک کیو بھُل کے سب نقش مٹا چھڑیا

انگ آیا زخماں نا تیزاب دوا دسے
اس نیم حکیمی نے او یار مرا چھڑیا

غزل۴:

تیرا خیال نے جے ہسایو تے ہس پیو
ہوں اپنی بے بسی نا غماں نا بسار کے

دل کی لگی بجھا کے نہیں جینو سواد کو
اتھروں میں جتیا کدے ہاساں نا ہار کے

غیرت کو روگ بن گیو غم روزگار کو
ہوں سر پیو رہیو سدا پروردگار کے

میں گگن تے پاتال کی دُوری منی سدا
اک رات غم کی دیکھ لے توں بھی گذار کے

میری دعا ہے شرد نہ آجائے دو گھڑی
ہوں ہار گھل لیوں زری آتی بہار کے

غزل۵:

جھوٹھا قول قرار نہ کریئے
سکھنے ہتھ بپار نہ کریئے

رب نا رب کر مینیے ہر دم
اس گل مانھ بڈیار نہ کریئے

آتی برہیا فر مُڑ آیئے
دل نا فر بیمار نہ کریئے

جے نہیں لانی بازی سر کی
سوکھو رہیئے پیار نہ کریئے

نقدیں کریئے دل کو سودو
اس مانھ نیس ادھار نہ کریئے

ق:

پہرو تاراں کو بدلا تو رات کی رات میری بستی چن آ جا تو رات کی رات
ست سمندر پی جائیں گا نین میرا یار نبھا میرو جگرا تو رات کی رات

ق:

نہ ہو جاؤں مُلزم ہوں ناشُکریاں کو عنایت کسے نا قضا کہتاں کہتاں
ذری دُنیاداری ناتج رل کے بیساں اِتے رہ گو سب کُجھ یار ہتاں رہتاں

ق:

دھرتی تیں اُتھ میرے کولے رازاں کا سوداگر آیا
درداں کو کے چارو کرتا دھُوڑ بٹیلی زخم دُکھایا
جا چکور نا طعنا دتا تیرو چن اک ویرانو ہے
تیرو پیار وی کُوڑ ہے شاید چن کو سوہج اک افسانو ہے

ق

کوڈیاں کے مُل نہیں بکسیں وفا کا شہر مانھ
یار کو نقشو دھیاناں تیں گُما بیٹھا کدے
نُوں شریکاں مانھ نہ ہولا کر گناہ بھارا سہی
دو گھڑی تیری گلی مانھ یار آ بیٹھا کدے

ق:

اس درد کو خبرے کے ناں ہے پر جان تیں چوکھو پیارو ہے
اک مُدت گذری سینہ مانھ اک اک مِٹھو مِٹھو درد پلے
ویہ یار تھا آتی برھیا کا رُت بدلی سارا بدل گیا
پر آس کو دِیو سرگی تک ہر موسم مانھ ہر رات بلے

گوجرا شعر

ہٹی اُپر رکھن جوگی میلی شے نہیں ہوتی
نیلامی پر شہر تیرا مانھ بِک جاتی جِند کھوتی

اتھرواں کی عام معافی ہونی تھی
ہوں قیدی پر قیدی گویا چھوڑوں تھو

منا ڈیرو جاتاں تھوڑی دیر لگی
یاد رکھوں تھو اُس مِلن کی چھوڑوں تھو

سینہ کو داغ درد کی لذت کسے کی یاد
ہوں کے رکھوں تے کے دیوں غم کا بھیال نا

میرا دل کی دنیا نا اوہ جھونی لاون آلیا ربا
تیری دنیا اک دن ہوئے گی ڈھا کا ڈھیری میرے باندے

اُداس رستاں کا کنڈا پلو پکڑ کے اکثر سوال پُچھیں
توں لیکلو کیوں ہے ساتھی کت ہے بے حال دیکھیں تے حال پُچھیں

یہ دُنیا آلا سوداگری تیں کدے نہیں رجیلا کدے نہیں رجسیں
رکھیں زلیخا کا دل کا مالک نا کھوٹیں سِکیں چُکا چُکا کے

بھاویں فتویٰ لیکے آؤ بھاویں پھانسی چاہڑو
ہوں تے عرش عظیم کہوں گو یار اپنا کی بلیاں نا

چر تک ہوا مانھ درد کی سیجل کو بھار تھو
چُپ نال اُٹھ گیو کوئے اتھروں نچوڑ کے

کے دسوں ہوں جینو کے ہے خاب مانھ ڑُنو کھُلیئیں راکھیں
لکھیں چُلنو شہرِ وفا مانھ فِر بِک جانو کُوڑیں لکھیں

گیت ا:

خیراں نال رب آنے میری جان مِل جا
سوٹھا دِل کا تے پیار کا ایمان مِل جا
خیراں نال رب آنے میری جان مِل جا
کدے دل مانھ چھپایا وا خزانا ڈھونڈتا
کدے کھسیا بساریا، زمانا ڈھونڈتا
تِس اکھاں کی بجھاؤں کدے آن مل جا
خیراں نال رب آنے میری جان مِل جا
میں تے سڑیاں نصیباں کا سہاگا دیکھیا
کدے کھسیا بِساریا زماناں دیکھیا
تِس اکھاں کی بُجھاؤں کدے آن مِل جا
خیراں نال رب آنے میری جان مِل جا
لائی دل نا پرائی آپے اگ آن کے
نالے پالیا خیال تیرا جِند جان کے
سانبھ سانبھ رکھوں تیرا دھیان مل جا
خیراں نال رب آنے میری جان مِل جا
میری ترستیاں اکھاں نا تسائیں چھوڑ کے
کِت جائے گوتوں اپنی بنائیں چھوڑ کے
رب کرے بڑی اُچی تیری شان مِل جا
خیراں نال رب آنے میری جان مِل جا

گیت۲:

سوہنی چال ہے موراں کی بے پرواہ چن توں میری پریت چکوراں کی
پیا اتھروں بکتا رہیا تیں مِنا درد دِتا، مِنا مٹھا مٹھا لگتا رہیا
بگے پانی چھمراں کو رب تِنا سُکھیا رکھے،رونو گھل گیو عُمراں کو
ندی پانی کی بگتی رہی رات جدائیاں کی،لمی صدیاں تیں لگتی رہی
گل پیار نا لا بیٹھی اینویں کیویں روگ لِیا،سُکھ چین گُما بیٹھی
اینویں دھوم مچا چھوڑی دِل تیں کھس کے تے مظلوم بنا چھوڑی

گیت۳:

ٹُر چلیو تھو غم لا کے فر حال وی نہیں پُچھیو، بے دردا تیں آ کے
کوٹھا پر دانا تھا چنگی بھلی جِندڑی نا یہ روگ نہیں لانا تھا
پھُل کِھلیو بہاراں گو آ کے تے پُچھنو تھو کدے حال بیماراں کو
سُکھ یاریاں لائیاں کو طعنا سنگناں کا نالے درد جدائیاں کو
باغاں بِچ پانی ہے داغ جدائیاں کو سجناں کی نشانی ہے
چن لمیاں راتاں کو اُچے چڑھ پئی دیکھوں راہ سجناں آتاں کو

چودھری نسیم پونچھی

پیدائش:1942ء گُورسائی مہنڈر وفات:نونر کشمیر2015

گوجری کا نامور شاعر، ادیب تے محسن محمد بشیرالدین نسیم پونچھی کو تعلق ادبی پاجا آلی دھرتی پونچھ کا سب توں بڑا گراں گُورسائی نال ہے۔اس علاقہ نے پچھلی صدی مانھ نورو پچی تے موجودہ صدی مانھ نسیم پونچھی پیدا کر کے بے شک قوم پر احسان کیو ہے۔ یوہ شریف تے سادو مگر ذہین، حساس تے جذباتی شخص ۱۹۴۲ء مانھ اک کالس خاندان مانھ پیدا ہویو۔

اُس دور مانھ گُوجر قوم واسطے جہڑا ٹھہلا مقدر مانھ وہیں تھا اُن وِچوں نسیم پونچھی نے اپنو حصو جھولی بھر بھر کے لیو۔ قسمت نے یاہ ہولی جئی جِند سُرنکوٹ ہائی سکُول (۱۹۶۲) تیں لیکے خیبر میڈیکل کالج پشاور (۱۹۶۴)، گُوجر دیس جموں (۱۹۶۵)، محکمہ تعلیم جموں (۱۹۶۸)، سِول سکریٹریٹ، ریڈیو کشمیر سرینگر (۱۹۶۹) تے جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی (۱۹۷۸) تک پھیری تے آخر اِتے کی ہو کے رہ گئی۔ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلن کے نال ہی ویہ گوجری ایڈیٹر کی حیثیت مانھ اِت آیا تھا تے سال ۲۰۰۲ء مانھ ڈِپٹی سکریٹری کے طور ریٹائر ہو کے اجکل گاندربل کشمیر مانھ اباد ہو گیا ہیں۔

گوجری زبان نا کاغذ قلم تھمان مانھ نسیم پونچھی کی بڑی قُربانی ہیں۔ سچی گل تے یاہ ہے جے گوجری واسطے سب توں زیادہ کم کلچرل اکیڈمی نے کیو ہے تے اس حوالہ سنگ وی نسیم پونچھی تیں بغیر کلچرل اکیڈمی کو ذِکر ہمیشاں نامکمل رہ گو۔نسیم پونچھی نے شاعری کی شروعات

جموں تیں کی ''یوہ شہر میرا ارمانا گو'' تے فرِیاہ تخلیقی کوشش ۱۹۷۵ء مانھ گوجری کی پہلی کتاب ''نین سُلکھنا'' کی صورت مانھ دُنیا کے باندے آئی جہڑی اج توڑی وی گوجری کی بہترین کتاباں مانھ شمار ہوئے۔

نسیم پونچھی ہوراں نے نظم، غزل، گیت سب کُجھ لِکھیو ہے۔ لوک گیتاں کی طرز پر لکھیا وا اُنکا گیت مُج رسیلا تے دردیلا ہیں۔ اُن کی شاعری مانھ سچا عِشق کی مِٹھی مِٹھی چوبھ وی ہے تے سماجی ظُلماں کے خلاف دندکیڑ وی۔ دُنیا پر جد جد ظُلم ہویوتاں دُنیا آلاں نا نسیم پونچھی کی ''چھنڈی'' تے کہر سِنگھ مدھوکر کی ڈوگری نظم ''گھانی'' ضرور یاد آویں گی۔ نسیم صاحب نے خیام کی فارسی رُباعیاں کو گوجری مانھ منظوم ترجمہ تے مولانا ابوالحسن ندوی کی کتاب ''کاروانِ مدینہ'' کو ترجمہ ''مدینی قافلو'' کا ناں نال کرکے گوجری کا قد تے وقار مانھ جہڑ واضافو کیو ہے اس نال اُن کی شخصیت وی ہورا ہم ہوگئی ہے۔

شاعری تیں علاوہ نسیم پونچھی صاحب نے 'گُجرانی' سمیت کئی شاندار کہانیں وی لکھی ہیں، تے ایڈیٹر کی حیثیت اُنکا لکھیا وا اداریا تے چٹھی پتر وی سرکاری خدمات کے نال گوجری ادب مانھ اہم اضافہ ہیں۔ اس عرصہ مانھ انھاں نے جِتنا نواں گوجری لکھاڑیاں نا انگلی پکڑ کے ادبی زمین پر ٹُرن کی جاچ دسی انھاں کو شمار ہی نہیں ہوسکتو۔ ملازمت تیں بعد انھاں کا لکھیا وا انشائیہ وی کلچرل اکیڈمی نے ''کھچکیل'' کا ناں نال شائع کیا۔ ۲۷ جولائی 2015 نا کینسر کی بیماری نال انکی وفات نونر گاندربل ماہوئی تے بابا نگری ما آخری ٹھکانو نصیب ہویو۔ اللہ انھاں نا جنت نصیب کرے۔

کلام کانمونا:

نعت:

اُچیری محمد ﷺ کی شان اللہ اللہ

مدینے ہوں جاؤں نہیں سمیان کو لے
ہے کھوٹی جے بس اک جند جان کو لے
ہے آقا کو ڈاہڈو گمان اللہ اللہ اُچیری محمد ﷺ کی شان اللہ اللہ

غریبی ہے کوئے وی نہیں سنگ کرتو
کوئے میرے بہڑے قدم وی نہیں دھرتو
ہوں آیو درد کُل سنان اللہ اللہ اُچیری محمد ﷺ کی شان اللہ اللہ

سلاماں درود اں کے صدقے ہوں جاؤں
ہوں بے نور اکھاں نا مُڑ مُڑ گھماؤں
وہ آیا تھا رحمت برہان اللہ اللہ اُچیری محمد ﷺ کی شان اللہ اللہ

کلکھی اندھیرو ہر اک پاس ہے آقا
ترن کی نہیں لگتی کائے آس ہے آقا
ہوں اُمتی ہاں دئیو امان اللہ اللہ اُچیری محمد ﷺ کی شان اللہ اللہ

نظم:

سرمایا داراں کا توڑو یا اپنا دند تڑوا چھوڑو
اک لاش ہے تھارا مونڈھاں پر چُپ ہو کے چھنڈی لا چھوڑو

افسوس یاہ تھاری شرم حیا
ویہ چُوسیں تھارو خون پیا
یہ پُوت ہیں ٹاٹا، برلا کا

سرمایا داراں کا توڑو یا اپنا دند تڑوا چھوڑو
اک لاش ہے تھارا مونڈھاں پر چُپ ہو کے چھنڈی لا چھوڑو

صدیاں تیں تم غلام کیوں
تم ہر تھاہی بدنام کیوں
جِت پوہچیں اُتے شام کیوں

سرمایا داراں کا توڑو یا اپنا دند تڑوا چھوڑو
اک لاش ہے تھارا مونڈھاں پر چُپ ہو کے چھنڈی لا چھوڑو

تم محنت کر کے ہیں بھُکھا
ہر پاسے تم نا ہیں دھِکا
ویہ دیکھو ظالم آ ڈھُکا

سرمایا داراں کا توڑو یا اپنا دند تڑوا چھوڑو
اک لاش ہے تھارا مونڈھاں پر چُپ ہو کے چھنڈی لا چھوڑو

اس کندھ نا رل کے ڈھاؤ تے
اک ہو کے سوہٹا کھاؤ تے
قُربانی جان چڑھاؤ تے

سرمایا داراں کا توڑو یا اپنا دند تڑوا چھوڑو
اک لاش ہے تھارا مونڈھاں پر چُپ ہو کے چھنڈی لا چھوڑو

غزل:

ہستیں محفل نگر نگر کیں میرا گیت بسار گئیں
اُتنی وار یاہ اُجڑی بستی جتنی وار بہار گئیں

نچن کھیڈن کا ویہ میلا مڑ نہیں آتا مڑ نہیں لبھتا
آئیں ساعت ہستیں ہستیں برچھی سینے مار گئیں

ایکن پل کو اک نظر کو اک ڈوری کو یوہ جھمیلو
انکی نظراں کے ہوں صدقے میریں اپنی ہار گئیں

یاداں کا موڑاں پر آکے دل کے اپر کے کے گذری
سب دتیں سوغات اس ظالم دل نا آپے دھار گئیں

نستوں نوں نسیم نا ڈوری چھِک چھک کے پچھتاوے ہے
ٹِکیا سر ما مار کے تاری کتنی ہی جنج پار گئیں

غزل:

جے کمیں مل رات کی رات ساہواں مانھ ڈھل رات کی رات
لہتو دینہ ہے بے بساہیو اکھاں مانھ کھل رات کی رات
بُت بُتاں کے سنگ نہیں مِلتا رُوحاں مانھ رل رات کی رات
میں پل پل نا دھوکھا دِتا آ مِنا چھل رات کی رات
پانی گھٹ نسیمؔ کے پاسے آ پِیاں ڈل رات کی رات

غزل:

ہنگلا گیا خوشی کا سویرا کدے کدے
چمکا گیا دلاں نا اندھیرا کدے کدے

مندراں تے مسجداں نے اُڑ اڑ کے دیکھیو
بدھتو تے کھولتو وہ سہراکدے کدے

ڈُلہا ہیں فرن فرن جیہا اکھاں تیں آتھروں
آیا ہیں بس خیال جد تیرا کدے کدے

پتھر ہے میرے سینے ہر وار میں کہیو ہے
روا گیا خزاں کا یہ پھیرا کدے کدے

پھُلاں کا ہار چاڑھیا میں جا کے اس جگہ
لایا تھا جِت بہار ما ڈیرا کدے کدے

غزل:

پھر شرد اسی دلگیر گئی تن جھجتی لیرو لیر گئی
یاہ چاہت وی کے چاہت ہے دل پہاڑاں کا واہ چیر گئی
اس رانجھا کے سنگ کے ہویو وہ اتے گیو جت ہیر گئی
واہ ساعت کتنی سدھی تھی ڈھل سدھی سینے تیر گئی
واہ سنگو سنگ نسیم رہی اُٹھ ساراں توں اخیر گئی

غزل:

چھوڑ گیا تم اوڑک منا میخانہ کے نیڑے ہستی آجا ظالم دنیا دیوانہ کے نیڑے
میرے دیسوں موڑ گیا کجھ بیری چوردلاں کا اکھاں ما ارمان بسن کو ویرانہ کے نیڑے
مُڑ گیو رخ نیناں کو جد مشرق تیں مغرب دار دنیا میری بس گئی آپے پیمانہ کے نیڑے
ظالم رات کلکھی سوئے کنڈوں کی موہری ما روح کو بھنور پھر تو دسے مہماناں کے نیڑے
اُجڑ گیا نسیم نگر تیں ہاساں کا سب میلہ بستا بستا بس گیا جا کے رُخسانہ کے نیڑے

غزل:

ہوں اپنا دلدار نا لوڑوں خبرے کت ہے یار نا لوڑوں
جت کشتی کو جانو محل ہے دریا کا اس پار نا لوڑوں
کونج کوکے ہکلور نمانی کہ تھی کت ہے ڈار نا لوڑوں
قسمت میری دھو گیو ساون پیو لکھیاں کا گار نا لوڑوں
لہ گیو دینہہ نسیم تیں پہلاں چن کی دکھ ہے یار نا لوڑوں

غزل:

چلی ہے کتے تیں ہوا ہولیں ہولیں توں دنداں ما چھپری دبا ہولیں ہولیں
تیرو چن تے آخر سُناں ہاریو ہے کوئے گیت اج وی سنا ہولیں ہولیں
سچیں کاگ تیں وی چلیں جہاز بہلا چلا دے سنیہو ڑو لکھا ہولیں ہولیں
تیرے کول کاغذ تھا ٹیپیں نہایا بلی ہے جے تیلی بجھا ہولیں ہولیں
کسے وقت صافا بٹاویں ہوویں تھو بٹاوے نظر جے بٹا ہولیں ہولیں

غزلاں کا کُجھ شعر:

ہوں زندگی نا بیں کے جِت جِت اڈیکیو
اُت اُت ہوں تاج محل کا نقشا بنا گیو

چڑھتے لہتے گہلیں گہلیں پیو بھلاوا کھاتو چلوں
میری چار چوفیری تیری باہیاں کو بس گھیرو دِسے

نین اداس بناتے ویلے وہ بھی رُنو ہوئے گو
ساساں کی جھولی تیں چا کے کِت بسایو گیو ہاں

اس نگر مانھ ساری دولت بِک گئی تیری نسیم
گیت تیرے واسطے لکھیا تھا ویہ بھی ٹُل گیا

اپنا نے تیرے نال جو کِیو بُرو کیو
کچا گھڑا نا فِر تیرے ہتھیں تھما گیا

دل کی ا ڑی تھی ایکا دوئے غم نا بیں بنڈتا
تم بن گیا کسے کا ہوں کسے کو ہونہیں سکسوں

میرا زخم ڈُنگا تے کھیچل کسے کی
کئی وار دُکھیا نہ انگ آتاں آتاں

ریت مانھ سُتا اماہ گھڑیو گھڑی اُمن لگا
برف کیں مانیں خزاں کے بعد وی گلتی رہیں

گیت ۱:

کوئے بیڑی کو گھاء ماہیا — اکھ میریں دُکھن لگیں تیرا تک تک راہ ماہیا
رستاں بچ پھُل پھُلیا — رب تناں ہستاں رکھے پردیسی تے ٹُر چلیا
پردیس نہ جا ماہیا — لوکاں کا طعناں مِناں بچھے دیں گا سُکا ماہیا
سُک سُک کے نہ جی بالو — رت یاہ جوانی کی رو رو کے نہ پی بالو
پی لینا ہیں غم ماہیا — درد وچھوڑاں کا مِناں لاویں گا ڈم ماہیا

گیت ۲:

لگی قینچی دلاں کی او ڈاہڈو جھولو جھلیو رے
سریوں کو رنگ ربا ہر پاسے ڈُلھیو رے — لگی قینچی دِلاں کی.....
درشی کا بناں بث نِکا نکا پھُل رے
ہسیں میرا دُکھڑا تے بند گیا کھُل رے — لگی قینچی دِلاں کی.....
درشی کا بناں بچ نکو نکو گھاء ہے
اک واری میل ربا اڑیو وو ساہ ہے — لگی قینچی دِلاں کی.....
درشی کا بناں بچ نکا نکا کاغ رے
چڑھتی جوانیاں نا لگا سینے داغ رے — لگی قینچی دِلاں کی.....
درشی کا بناں بچ کے بُوٹو آروں
ربا نہ بچھیڑیئے توں اُڈتے اُداروں — لگی قینچی دِلاں کی.....
درشی کا بناں بچ منکا پروؤں
مُڑیو نہیں مُنشی تے چھم چھم روؤں — لگی قینچی دِلاں کی.....
لگی قینچی غماں کی رے دِل ڈاہڈو تنگ ہے
گولی ماروں ظالماں نا اللہ تیرے سنگ ہے — لگی قینچی دِلاں کی.....

گیت ۳:

تیری بنی کی نہ کِتے کائے بنگ ٹُت جائے
میرے ہاروں نہ تیرو بھی کتے سنگ ٹُٹ جائے
جانے میریئے اوجِندے میریئے !!

کدے رونو ہے بہاراں ماں تیں یاد کر کے
سارا دُکھڑا تیں سینہ ماں آباد کر کے
ایسی گھڑی ماں نہ تیری کِتے منگ ٹُٹ جائے
تیری بنی کی نہ کِتے کائے بنگ ٹُت جائے
جانے میریئے اوجِندے میریئے !!

کدے کائے گی جوانی تیری آپے ڈھل کے
کدے سوچنو تیں پہراں توڑی آپے کھل کے
کدے ہستا وا پھُلاں کو نہ رنگ ٹُٹ جائے
تیری بنی کی نہ کِتے کائے بنگ ٹُت جائے
جانے میریئے اوجِندے میریئے !!

جد آئے گی بہار پھُل کھیلی بن کے
کدے نِکلے گی جد توں بھی بن ٹھن کے
نونہی اُڈتی وی کِتے نہ پتنگ ٹُت جائے
تیری بنی کی نہ کِتے کائے بنگ ٹُت جائے
جانے میریئے اوجِندے میریئے !!

تیری بنی کی نہ کِتے کائے بنگ ٹُت جائے
میرے ہاروں نہ تیرو بھی کتے سنگ ٹُٹ جائے
جانے میریئے اوجِندے میریئے !!

گیت۴:

ادھی رات نہ بول پپیہا ادھی رات نہ بول
پردیسی نہیں کول پپیہا پردیسی نہیں کول

ہوں بے چاری جھنکوں گاؤں بدل کے بچ کیہر بجھاؤں
بر نا ڈھکوں ٹُر تر گھوروں دل نا بیٹھی پئی بھٹکاؤں

ادھی رات نہ بول پپیہا ادھی رات نہ بول

موسم ظالم گھور رہیو ہے بُوٹو بوٹو بور رہیو ہے
سجری جہی رُت ہستی دِسے پردیسی بھی دور رہیو ہے

ادھی رات نہ بول پپیہا ادھی رات نہ بول

بدل بیری کڑک رہیو ہے گوری کو دِل دھڑک رہیو ہے
ہر پاسے خوشبو بسی ہے انگ انگ ظالم پھڑک رہیو ہے

ادھی رات نہ بول پپیہا ادھی رات نہ بول

گھُمن گھیریں گھیر رہیو ہے چوہیں پاسیں پھیر رہیو ہے
موسم سارو نچتو دِسے اتھروں اتھروں کیر رہیو ہے

ادھی رات نہ بول پپیہا ادھی رات نہ بول

اج کلیجو پھڑک رہیو ہے بوہو نونہی کھڑک رہیو ہے
بلیں جے پئی بنجلی بجے بنجارو کوئے چھڑک رہیو ہے

ادھی رات نہ بول پپیہا ادھی رات نہ بول
پردیسی نہیں کول پپیہا پردیسی نہیں کول

بابُو نور محمد نوؔر

پیدائش: 27 مئی، 1942ء چک کترو پونچھ

گوجری کا مشہُور مزاحیہ شاعر تے ڈرامہ نگار نور محمد نوؔر ۱۹۴۲ء مانھ پُونچھ کا گراں چک کترو، مانھ پیدا ہویا۔ بچپن غریبی مانھ گذاریو پر تنگدستی انھاں نا دسمی توڑی تعلیم حاصل کرن تیں نہیں روک سکی۔ یاہ اُس دور کی گل ہے جد گوجرا ماحول مانھ دسمی پاس کرنی ہر کسے کا بس مانھ نہیں تھی۔ ویہ روزگار کی تلاش مانھ محکمہ مال کا در پوہچیا تے عُمر ساری اُتے کا ہو گیا۔ یُوں نور محمد تیں بابُو نور محمد بنیا تے فِر جد تئک بندی شاعری ہوگئی تاں بابُو نور محمد نوؔر بن گیا۔

بابُو نور ہوراں کو تعلق گوجری لکھاڑیاں کا اُس پُورنال ہے جنھاں نے ریڈیو کشمیر تے کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبا کھُلن کے نال ہی جوش جذبہ نال لِکھنو شروع کِیو۔ جد نسیم پونچھی تے اقبال عظیم شاعری آلے پاسے مُڑیا، امین قمر، سلیم تے قیصر نے کہانیں سُنانی شروع کیں تاں نور محمد مذاحیہ شاعری آلے پاسے ایسا مُڑیا جے اسے میدان کا کِھلاڑی بن کے رہ گیا۔

اُنھاں کی تقریباً ساری شاعری طنز و مزاح کی صورت مانھ ہے تے ہمعصر لکھن آلاں مانھ نذیر احمد نذؔیر، نور محمد نوؔر تے تاج دین تاؔج تیں بعد کوئے چوتھو شاعر نظر نہیں آتو جس نے اختیاری طور پر مذاح آلے پاسے قدم رکھیو ہوئے۔ اُنھاں نے پہاڑی زبان مانھ وی مذاح لکھن کا کامیاب تجربا کیا ہیں۔ میرا ذاتی مشاہدہ کے مطابق طنز و مذاح وہی شخص تخلیق کر سکے جہڑو اندروں چُور چُور ہوئے تے نوؔر ہوراں کا ذاتی حالات مذاح واسطے عین مناسب تھا۔ اُنھاں نے کئی خوب صورت مذاحیہ نظم لکھی ہیں جن مانھ ''دوبیاہ''، ''شیر تے کُتو'' تے ''لاڑلو پُوت'' شامل ہیں۔

گوجری مانھ شاعری تیں علاوہ انھاں نے کئی سٹیج ڈراما لکھیا تے سٹیج کروایا ہیں جہڑا مذاحیہ انداز کی وجہ تیں لوکاں نے مُج پسند کیا ہیں۔ انھاں نا ڈرامہ مانھ اپنا آپ پر ہستاں دیکھ کے اُس ویلے کوئے یاہ نہیں سوچ سکتو جے یاہ چوٹ اپنے توں زیادا دیکھن سُنن آلاں پر یا سماج پر ہے۔ اسطرح ریاست مانھ گوجری ڈراما کی تاریخ وی نور محمد نور کاناں تیں بغیر مکمل نہیں ہوتی۔

بابُو نور محمد نور ہوراں نے پنجابی شاعری مانھ دو کتابچہ ''رب دے پیارے'' تے ''وفات نامہ سائیں میر ابخش'' کاناں نال شائع کروایا ہیں پر گوجری ڈرامہ یا مذاحیہ شاعری اجھاں کتابی صورت مانھ باندے نہیں آئی۔ وہ یا اجکل سرکاری ملازمت تیں فارغ ہو گیا ہیں تے سُنا جے اپنی مذاحیہ شاعری نا'' بدلتو دور'' کاناں نال چھاپن کی تیاری مانھ ہیں۔

کلام کا نمونا:

نعت شریف

میر امدنی چن آقا
کئی واری عرض کری اکواری تے من آقا
سارو جگ سوالی ہے
دوہاں جہاناں مانھ تھاری شان نرالی ہے
کدے خواب مانھ آویں گا
مدتاں توں ترس رہیو کدکول بلاوین گا
یاہ دنیا فانی ہے
آقا تھاری تاہنگاں مانھ گئی گذر جوانی ہے
ہم پونچھ نواسی ہاں
ہم گناہگار آقا، بڑا عیبی تے عاصی ہاں

نظم: دوبیاہ

جاں میں اپنی سُرت سمہالی جوبن حُسن جوانی پالی
باپ نے دِتو گھر بسا کوئے نہ کریو دو بیاہ

سوہنی صورت سیرت آلی متھا اُپر چمکے لالی
دِتی مِنا بوہٹی لیا کوئے نہ کریو دو بیاہ

دماغ میرا مانھ آیو فتور ہور رکھی اک دیسی حُور
رہیو ہوش حواس بھُلا کوئے نہ کریو دو بیاہ

چُلہا بنیا گھر مانھ دو بل پئی دوپاسے لو
رہیو نہ کُجھ شرم حیا کوئے نہ کریو دو بیاہ

دو پاساں کو ہوں مہمان دیکھو میری کتنی شان
منجی راہ مانھ دتی ڈاہ کوئے نہ کریو دو بیاہ

اک کولوں میں منگیو پانی دوجی اندر گئی نمانی
دتو اس نے زہر گھُلا کوئے نہ کریو دو بیاہ

اک ڈیرا کا بچا چار دو پڑھیں دو رہیں بیمار
تھک گیو ہوں دوا لیا کوئے نہ کریو دو بیاہ

چار دُوجی کا ہویا اٹھ سون نہیں دیتا رات چوپٹ
تھپکی دے دے دیوں سلا کوئے نہ کریو دو بیاہ

ہوتا دو سکول چلاتو ایم اے پی ایچ ڈی کراتو
اٹھاں نا کد سکوں پڑھا کوئے نہ کریو دو بیاہ

گیت ا

دینہہ چڑھیو چرخو کت کُڑے

کیوں رب رسول بھلایا ہیں تیرے کول کہڑا سرمایا ہیں
جِت جانو دیس پرایا ہیں نہ مدد گار ہمسایا ہیں
اُت اگ کا لگین تت کُڑے

دینہہ چڑھیو چرخو کت کُڑے

اِت جنھاں بھریں چنگیر کُڑے ویہ دِسیں بڑیں دلیر کُڑے
نہیں جاتاں لاسیں دیر کُڑے پئی ڈیکیں شام سویر کُڑے
تیری آخر مُکنی رت کُڑے

دینہہ چڑھیو چرخو کت کُڑے

جد لیکھو سُوت کو منگیں گا اُت بڑا بڑا وی کمیں گا
ساہ جن کا جگ تیں سمیں گا مُڑ دوجی وار نہ جمیں گا
تیری کس نے ماری مت کُڑے

دینہہ چڑھیو چرخو کت کُڑے

کی جمع تیں پائی پائی تھی فر یاہ جائداد بنائی تھی
کُجھ اپنی کجھ پرائی تھی سب رہ گئی دھری دھرائی تھی
نہ جاتاں مل توں ہتھ کُڑے

دینہہ چڑھیو چرخو کت کُڑے

سٹ ڈھول ڈھمکا ساز کُڑے نہ کھول کسے کا راز کُڑے
آ غیر کماں تیں باز کُڑے پڑھ پنجے وقت نماز کُڑے
نہ ہیں پسار کے لت کُڑے

دینہہ چڑھیو چرخو کت کُڑے

گیت۲:

اُٹھ نال میرے توں چل اڑیئے
آ سُن لے میری گل اڑیئے

تناں سیر کراؤں ڈھوکاں کی
نالے شہر کا لماں چوکاں کی

اک واری پھیرو گھل اڑیئے
اُٹھ نال میرے توں چل اڑیئے

ہم دنیا نویں بساواں گا
دُکھیاں کا دل بہلاواں گا

کر دیری نہ اک پل اڑیئے
اُٹھ نال میرے توں چل اڑیئے

دُنیا نا یاہ گل دساں گا
ہم چن کی بستی بساں گا

جگ میلو ہے چل پل اڑیئے
اُٹھ نال میرے توں چل اڑیئے

اِت کوئے کسے کو یار نہیں
کوئے دُکھیاں کو غم خوار نہیں

لِساں کی لاہویں کھل اڑیئے
اُٹھ نال میرے توں چل اڑیئے

مُخلص وجدانی

پیدائش:4 فروری 1944ء گوہاڑی مظفر آباد

بیہویں صدی مانھ گوجری غزل کی پچھان بن جان آلا مُخلص وجدانی کو اصلی ناں محمد دین ہے۔ ویہ ۱۹۴۴ء مانھ مظفرابادکا گوہاڑی گراں مانھ مولانا محمد علی پھامڑہ کے گھر پیدا ہویا۔ ویہ مشہورادیب تے شاعر صابر آفاقی ہوراں کا نکا بھائی ہیں۔ بچپن مظفرابادمانھ گذاریو تے اِتے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ کُجھ عرصو گھر کو کم کاج تے زمینداری کرتا رہیا تے فر سیمابی طبیعت نے نوکری کی تلاش مانھ کراچی پہچا چھوڑیا۔ اُتوں واپس آ کے سال کھنڈ راولپنڈی مانھ پرائیویٹ نوکری کی تے فرواہ کینٹ مانھ کلرک بن گیا۔ات ۱۹۶۷ء توں لیکے ۱۹۷۷ء تو ڑی نوکری کی پر یاہ جگہ وی رس نہ آئی تے ویہ نوکری چھوڑ کے مظفرابادواپس آ گیا۔ تے اجکل ریڈیو کا گوجری پروگرام کی جان بن گیا ہیں۔

کراچی تے راولپنڈی مانھ انھاں نے اُردوادب وی پڑھیو تے اسے دوران آپ وی شاعری شروع کرلئی تھی۔ پہلاں اُردو تے فِر گوجری مان لکھن لگا۔ یوہ پاکستان مانھ گوجری ادب کو بڑو اہم دور تھو۔ جدات کا گوجری لکھاڑیاں نے گوجری کی نشرواشاعت واسطے دوڑ دھوپ شروع کی تھی۔ تے اس راہ جدا انھاں نے اپنا قلم کی مہار اُردو تیں گوجری آلے پاسے موڑی تاں انھاں نا گوجری کلام پر پُوری داد ملی۔

گھریلو حالات تے مخلص کی حساس طبیعت شاعری واسطے پہلاں ہی موضوع تھی ایسا حالات مانھ معمولی جرک وی حساس ذہن نا کہن لکھن پر مجبور کر چھوڑے تے مخلص نا دنیا کا بے شمار ٹھہلا جھلنا پیا تھا اس طرح انھاں نے اپنا تے زمانہ کا غم اپنی مٹھی مادری زبان گوجری مانھ ڈھال کے گوجری شاعری تے خاص کر گوجری غزل نا جھڑی ادبی تے ابدی شعرت بخشی ہے ویہ آپ وی اسکی پہچان بن گیا ہیں۔

اُن کی گوجری غزلاں کی پہلی کتاب ''رِیرا'' کاناں نال شائع ہوئی تھی۔سال ۲۰۰۳ء مانھ مخلص تے صابر آفاقی ہوراں کی شاعری 'سانجھو کھلاڑو' کاناں نال شائع ہوئی ہے۔اسے سال کلچرل اکیڈمی انکا تیجا مجموعہ 'ابھکارا' نا شائع کرن کی تیاری مانھ ہے جد کے انھاں کو گوجری کُل کلام ''پیہنگ' کاناں نال انجمن ترقی گوجری ادب کی طرفوں زیرِ اشاعت ہے۔

مُخلص کو کلام خالص گوجر اماحول کی عکاسی کرے تے ادبی معیار پر پُورو اُترے۔مُخلص بلاشبہ گوجری غزل کا کامیاب ترین شاعراں مانھ شمار ہوئیں تے انھان نے گوجری غزل کسے وی دوجی زبان نال مونڈھو جوڑن کے قابل بنا چھوڑی ہے۔مخلص کی گوجری غزل نواں لکھن آلاں واسطے بہترین رہنمائی کو کم کرے گی۔

مخلص وجدانی ہوراں نے پہلے اُردو ماں شاعری شروع کی تھی تے بعد ماں گوجری کے نال نال وی اردو شاعری جاری رکھی۔انکی اردو شاعری بڑی معیاری ہے تے ہن تک انھاں نے اردو ماں وی کئی کتاب شائع کی ہیں۔انکی تخلیقات کی تفصیل اس طرح ہے۔

اُردو: ا۔صلیبوں کا شہر(شاعری) ۲۔ نئی بہار نئے پھُول (اردو نظمیں)
۳۔امن کے گیت (انتخاب) ۴۔رشحات ابر (تدوین کلام،ابرار حسنی)
۵۔بوئے پیرہن (اردو مثنوی) ۶۔پیار کے پھُول (اردو نظمیں بچوں کے لئے)

گوجری: ریرا (گوجری غزل) ۲۔سانجھو کھِلاڑو ۳۔ابھکارا

کلام کانمونا: غزل ا:

پورو ہور ارمان ہوؤ دل کو فر نقصان ہوؤ
اوہ تے ڈاہڈو سدے تھو منجھوں ہی نہیں جان ہوؤ
میرو دل تھو ایک پتنگ ہونو تھو قربان ہوؤ
دیکھ کے سجن کو برتاء دشمن بھی حیران ہوؤ
مناں مندرو ہیر کے مخلص اُچو ہور اشمان ہوؤ

غزل۲:

کس کس درتوں ہو کے پوہچے اُت تا شیر دواواں کی
اِس دھرتی پر منی پوئے کتنا ایک خداواں گی

اُٹھ کے فِر ہوں جا نہ سکیو، نوں کو آ کے بیٹھو ہوں
دسوں تِنا کے وے لوکا، غم کی گھنیاں چھاواں کی

شہراں کو فِر ناں نہ لئے جے کدے اکواری توں
لہتی رسمیں دیکھے شخصا آ کے شان گراواں کی

رگاں وِچوں لہو سکایو، اکھاں وچوں گئی لو
جاتے وقت جوانی ظالم کر گئی جڑی پچھاواں کی

یوسف کھُوہ مانھ سٹیو پر بھگیاڑاں نا نہیں دتو کھان
اتنی جے ہمدردی ہوتی مُخلص اج بھراواں کی

غزل۳:

میں کہیو سو وار نہ جا ندی کے اس پار نہ جا
میری من لے یار نہ جا گھسن کے بشکار نہ جا
جا کے فر پچھتاوے گو دل کو کے اعتبار نہ جا
مدہ پچھے ملیو ہے توں گل کراں دو چار نہ جا
چنگو موسم نہیں یوہ مخلص لے کے دل بازار نہ جا

غزل۴:

نہ درویشی راس آئی نہ اٹھکل سکھی شاہی کی
اکھاں کا کشکول ہیں خالی در در میں اگراہی کی

جہڑا نا تریاکل کریئے اوہی پلے اسکی گل
کہڑو میری گل کرے ہے خلقت چڑھتی باہی کی

جسکو جتنو بادر ہوئے اتنی اچی اسکی سوچ
نکا جاتک کی ہے خواہش نکی جیہی چاہی کی

تیری پوجا کرنی پئی چنگو دردی آیو توں
الٹی ڈاہی تھمنی پئی لوڑ تھی منا ڈاہی کی

اتھرواں کو سگ میں لایو مخلص دل کی باڑی نا
کیوں نہ غم کو فصل ہوتو بتر مانھ میں راہی کی

ق:

جے احسان مکانو چاہوے تاں اس نا زندگانی دے
جس بُوٹا کی چھاں بیٹھو ہے اس بُوٹا نا پانی دے
پھٹ جے گھلیا ہیں تاں ان پرلُون وی اپنے ہتھیں لا
جِت یہ درجا کھٹیا ہیں اُت ہور اِتنی قُربانی دے

ق:

ہوں ایکلسر بھار غماں کو چکے کون چکاوے کون
خوشیاں کا تھا سارا سنگی، غم مانھ پچھے بھالے کون
کس کو بند یوان ہے شخصا ہُن تے سا جا چھٹ گھڑی
کس نا دیکھے اُٹھ اُٹھ بہڑے، انھیں راہیں آوے کون

ق:

میرا ارماناں کا اجڑ چھڑ گیا دل کا جنگل مانھ
دھُند غباری، سینہ کو خطرو، اُپروں بارش ساون کی
اپنی قسمت مانھ تھو رُلنو رُلیو جگ کا پیراں مانھ
کون سرہانے رکھتو مُخلص رسی تھو ہوں داون کی

ق:

زمانو تے تھو میرو ازلاں تیں بیری
توں کس گل کا گن گن کے بدلا مکاوے
خفا نہیں طبیعت ہی ایسی ہے مخلص
مزا مانھ ہوئے تے بڑیں گل سناوے

ق:

دھرتی لگتا ڈِٹھا لوک ہائے کیسا کیسا لوک
دُنیا کی ہر حالت ڈِٹھی مِلتا لوک نچھڑتا لوک

غم وی آویں رات گذارن
دینہہ نا ہوجائیں اکو اک

متفرق شعر:

- بھاندآئی تے دل کا اک اک پھٹ نا لگا سوسو پھُل
  سریاں پھُلن تک ڈوگی مانھ باندے ہرا سہاڑ رہیو
- نہ درویشی راس آئی نہ اٹھکل سکھی شاہی کی
  اکھاں کا کشکول ہیں خالی دردر میں اگراہی کی
- اُٹھ کے مِلوں تھوتے کہیں تھا اپنا کم نا کرے سلام
  اُٹھن کی نہیں ساہی رہی تے سارا کہیں مغرور ہے یوہ
- کے کے اپنی اوچر دسوں کے کے دسوں اپنا غم
  رنگو رنگ ہیں قضیا میرا، میرا روگ ہیں گونا گون
- کیوں مخلص جھلیو ہؤو ہے، کیوں پلا لیرو لیر کیا
  ویہ پلا پکڑیں گل پچھیں، ہوں پلا کھسوں کے دسوں
- اینویں توں دل رکھے میرو دل نا ہووے دل کی بھُوم
  مِٹھیں نچھ آ جاتیں منا لگتیں میریں ہسیر کدے
- بِکاؤ مال اگر ہوتو تے کد مخلص کے ہتھ آتو
  خدایا شکر تیرو عشق بکتو نہیں بزاراں مانھ
- کسے موسم ماں نہیں جاتی رونق میرا باغاں کی
  بھاندآوے تے پھُلیں بوٹا، غم ماں کِھلیں میرا شعر
- زمانو تے تھو میرو ازلاں تیں بیری
  توں کس گل کا گن گن کے بدلا مکاوے

ابرار احمد ظفؔر

پیدائش: 4 جنوری 1956ء ایبٹ آباد وفات: 25 مارچ 1998ء جموں

چوہدری علی محمد گورسی علاقہ گُول گلاب گڑھ کا ذیلدار، عالم تے سیاسی بصیرت رکھن آلا بڑُرگ تھا جنھاں نا مُلکی تقسیم کا عذاب پوٹنا پیا تے اپنو تخت تاج چھوڑ کے ایبٹ آباد مانھ مہاجراں آلی زِندگی گذارنی پئی۔ ابرار احمد ظفر اسے پردیس مانھ پیدا ہویا پر پنج سال کی عمر مانھ ہی یتیم ہو گیا تے نوں شروع تیں ہی زِندگی کا سارا سیک ننگے سِر برداشت کرنا پیا۔

عِلمی ادبی خاندان ہون کی وجہ تیں ظفؔر مانھ ادبی ذوق موجود تھو جس ناوقتی حالات نے یوں سگ لائی جے نظماں، گیتاں تے غزلاں کی پنیری پنگرن لگ پئی تے اُس فصل کو کیمقابلو ہو سکے جس کی پال پوس تے گوڈی تالی کی ذمہ داری رانا فضل حسین جیہا ادیب تے شاعر نے قبُولی ہوئے۔ ابرار ظفر کا سارا کلام مانھ وطن کی محبت، پردیس کا دُکھ درد تے اپناں کی بے مہریاں کو جہڑو ذِکر ہے اُس مانھ رانا فضل کی تربیت نمایاں دِسے۔

بُنیادی تعلیم تیں بعد ابرار احمد ظفؔر کافی عرصہ تک ریڈیو تراڑکھل نال جُڑ یا رہیا جِت اُنکے اندر کو تخلیق کار جوان ہوؤ پر وطن کی تاہنگ اُنھاں نا آخر 1981ء مانھ واپس چھِک لیائی تے وہ آ کے گُول گلاب گڑھ مانھ بس گیا۔ پر اِت آ کے اُن کیا کے کے ریجھ پوری ہوئیں تے کتنا خواب ریزہ ریزہ ہویا اسکو انداز و اُنکا کلام توں ہی لایو جا سکے۔ کیونجے اُن کی حیاتی کی کشمکش، دُکھاں درداں، محرومیاں تے مایوسیاں کو چھاملو شاعری مانھ وی موجود ہے۔

ظفؔر نے بھاویں ہر صِنف مانھ شاعری کی کوشش کی ہے پر وہ اپنا اندرون کو درد نظماں مانھ کھُل کے بیان کر سکیا ہیں۔ تے اُن کی نظم ہی اُن کی شاعری کی جان ہیں۔

''سد ہراں کا موتی، ڈھول اواز ادوروں سوبھیں، اکھر۔ تے 'ہوں نہیں ہوسوں'' اُن کی

شاہکار نظم ہیں۔ اُنھاں نے کئی درد یلا گیت وی لکھیا ہیں تے خوبصورت غزل وی، مگر ہر صِنف مانھ ان کو اک اپنو لہجو تے نمیکلو رنگ ہے۔ اُنھاں نے جس خوبصورتی نال ٹھیٹھ گوجری لفظ تے محاورا اپنی شاعری مانھ برتیا ہیں اُس تیں اپنی مادری زُبان پر اُن کی پُوری قدرت کو انداز و ہو سکے۔

ان کو کلام گذشتہ سال 2003ء مانھ ریاستی کلچرا اکیڈمی نے ''گھُمن گھیر'' کا ناں نال شائع کیو ہے جہڑو بلاشبہ گوجری ادب مانھ اک اہم اضافو وی ہے تے نوجوان لکھاڑیاں واسطے پات وی۔ وطن تے انسانیت نال محبت کرن آلو یوہ شیر جوان اک سڑک حادثہ کی وجہ تیں 25 مارچ 1998ء نا ساراں تستیاں تیں ازاد ہو گیو۔ تے نوں گوجری زبان اک درد یلی اواز تیں محروم ہوگئی۔ کلام:

نظم: خونی بستی

اس پیار کی خونی بستی مانھ ارمان میرا نت رُلیا ہیں
ات ظلم کا جرگا لگا ہیں، ات قہر کا جھکھڑ جھلیا ہیں
اج دیکھ کے کدا اعتبار آوے، اس باغ کی خستہ حالت نا
کدے ات بہار وی آئی تھی، کدے یہ بُوٹا وی پھُلیا ہیں
ہوں جد تک ہوش مانھ رہیو ہاں، یاہ دل کی تانی الجھی مچ
جد ہوں مستی مانھ ڈبیو تے فر راز بہتیرا کھُلیا ہیں
میری مہر وفا کو اوڑک اِت، انعام لبھو تے کے لبھو
ات لابھی غرضی لوکاں نے، احسان میرا نت بھُلیا ہیں
ات پیار محبت دھوکھو ہے، ات خلق خلوص نہ جانے کوئے
نت غرضاں کا پروانا سنگ، ارمان ظفر کا تُلیا ہیں

نظم: ماں

دُکھ میرا ماں جھلے تھی توں سینو اپنو سلے تھی توں
جد وی ہونی سر پر آئی اگو میرو ملے تھی توں
قدر تیری اج آوے ماں
میرا درد بنڈاوے ماں

رؤوں کدے کدے ہسوں جِنوں چھڑکوں اُتنو پھسوں
دُکھ درداں نے گھیرو دِتو توں ہی دس ہاں کیاں نسوں
دُنیا انت ستاوے ماں
منا سینے لاوے ماں

جے امڑی اج کولے ہوتی میرا دُکھڑا سن سن روتی
دور میرے تیں امڑی میری روئے ڈوہلے اتھروں موتی
میرا درد بنڈاوے ماں
منا سینے لاوے ماں

یاد تیری مُج آوے مِنا رؤوں سہکوں ترسوں تِنا
دُکھ درداں نے گھٹی لائی غم دُنیا کا جھلوں کِناں
دُکھڑا کون بنڈاوے ماں
منا سینے لاوے ماں

نظم: ہوں نہیں ہوسوں.....!

گیت میرا نت گائیں گا تم
ہوں نہیں ہوسوں ہوں نہیں ہوسوں
آپ دھیانی سوچاں مانھ جد
میری صورت ابھرے گی
اپنے کول بلائیں گا تم ہوں نہیں ہوسوں
جد وی کوئے بھُل بھلاوے
میرو ناں بلاوے گو
چھم چھم نیر برہائیں گاتم ہوں نہیں ہوسوں
اج کے قدر بیدرداں نا
اوڑک وہ دن آنو ہے
کوکیں گا کرلائیں گا تم ہوں نہیں ہوسوں
اوڑک اک دن حسن خزانو
اپنے ہتھیں بنڈنو ہے
کوڈی مُل چکائیں گا تم ہوں نہیں ہوسوں
فر جد کوئے سُوت کی اٹی
حسن کو مُل چکاوے گو
ڈاہڈا پچھوتائیں گا تم ہوں نہیں ہوسوں
جھولی بھر کے سجرا سجرا
سجر سویل پھُلاں کا گجرا
قبر ظفر پر آئیں گا تم ہوں نہیں ہوسوں

غزل۱:

میں گیت وفا کا گا تکیا — کُجھ پیار کا دھوکھا کھا تکیا
ویہ اسراں اج کُجھ رُٹھا ہیں — کر ترلا مِنت منا تکیا
ویہ دل تیں ڈیرو پٹتا نہیں — میں سوسو وار بھُلا تکیا
ہتھ عشق کو موتی آیو نہ — تن من کا لعل کھڑا تکیا
سُکھ وی ظفر نا راس نہ آیو — دُکھ وی میں گل لا تکیا

غزل۲:

دل میرا نا ساڑ گیو کوئے — ہجر کی چنیا چاڑھ گیو کوئے
نین ملا کے اکھ چھوہا کے — گھل غماں کا پہاڑ گیو کوئے
لکھ کے پیار کی پریم کہانی — دل کو ورقو پاڑ گیو کوئے
لارا لا کے عشق نگر کا — ادھ اشمانوں جھاڑ گیو کوئے
جین کی ظفر آس نکمی — آس کو شہر اجاڑ گیو کوئے

غزل۳:

ستھرا ہی رہ گیا ہیں ڈیرا چلے گیا — دل مانھ میرے تھا جنکا بسیرا چلے گیا
ہوں رہ گیو تھو سکھنی گھڑی نا تو ستو — سرمایو سارو لیکے لٹیرا چلے گیا
میرا نصیب مانھ رہی یاہ شام غم کی شاید — سنگ اپنے لے خوشی کا سویرا چلے گیا
میرا خلوص کو منا انعام کے دتو — دے کے ویہ غم گھنیرا گھنیرا چلے گیا
ہوں دے نہ سکیو کائے ظفر بددعا بھلیں — عاجز وہ کر کے بھاویں خیرا چلے گیو

غزل۴:

غم اتنا توں جریا نہ کر دُکھ کو پانی بھریا نہ کر
لیکھ کو لکھیو ہو کے رہنو سوچ متی مُچ کریا نہ کر
بھوگوں گو ہوں آپے ہونی رو رو کے توں مریا نہ کر
نہیں مرتو کوئے ہجر مانھ اڑیئے دوری تیں مچ ڈریا نہ کر
نہ ملیا ات حشر ملاں گا دل چھوٹو توں کریا نہ کر

غزل۵:

بیتیا وقت بھُلا نہیں سکساں جاغ نویں بھی لا نہیں سکساں
ہوں مجبور تے توں ہے بے بس کھُل کے باندے آ نہیں سکساں
جگ بیری ہے پیار آلاں کو جگ کے سنگ ٹکرا نہیں سکساں
ہم رسماں کا قیدی دوئے قسم نا توڑ نبھا نہیں سکساں
آس کی کشتی نازک بودی پار ندی تیں جا نہیں سکساں
اِتنو لموں چھیڑ نہ چھڑیئے مُڑ کے بہکیں آ نہیں سکساں
ظفر کہانی توڑ نہیں چڑھنی گیت خوشی کا گا نہیں سکساں

غزل۶:

اک دِل کہ تیرے گھر آؤں فِر سوچوں نہ اُس در جاؤں
دیکھ تِناں بھی چین نہیں آتو نہ دیکھوں تاں بھی گھبراؤں
توں ہے ویری ناگ کی مچھی تک تک اینویں جی ترساؤں
سوچ میریں تیرے در ہُمڑیں کس راہ تیری یاد بھُلاؤں
مت توں بے وفا نہیں ہوسیں دِل نا سوٹھا دے سمجھاؤں

غزل۷:

دل کی ہر گُٹھ کونے توں ہے ڈیرو تیرو بانپھل بانپھل
آپ دھیانو ہسوں روؤں پیار تیرا ماں پاگل پاگل
دل میرا کو دُشمن ہوؤ اکھ تیری کو کاجل کاجل
خیال میرا کی منزل توں ہے میری سوچ کو ساحل ساحل
میری آس امید وی توں ہے طلب میری کو حاصل حاصل

غزل۸:

میری دھڑکن میری صدا بن جا میری چاہت میری وفا بن جا
پُوچھ اتھروں تے میری کاری آ میرا درداں کی توں دوا بن جا
کا نگ دُکھ کی تے دور ہے ساحل میری کشتی کی ناخدا بن جا
بن جا میرو نصیب میری خوشی میری کرنی کی نہ سزا بن جا
میرو ارمان بن کے جی غزلے! میرا ہوٹھاں کی توں دعا بن جا۔

غزل۹:

تُخنو یوہ زنجیر مِلی رے ہوں سوچوں جاگیر ملی رے
خواب اک ڈِٹھو جاگتی اکھیں اُس کی یاہ تعبیر ملی رے
جس کی خاطر بھیس بٹایو مِنان میری ہیر ملی رے
ملیو تیرو پیار غزل جی کیا سوہنی تقدیر ملی رے
جس جنت نا ہوں طلبوں تھو دوزخ بھوگ اخیر ملی رے

گیت:

پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول
دُکھڑاں تے درداں کی گٹھڑی پھرول
پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول

ٹور کے کویلے ماہیو ہن پچھو تاؤں
دور گیاں سجناں کی خیر مناؤں
دُکھڑا یہ لگیاں کا کس نا سناؤں
کس نا یوہ دسوں سینو اپنوں ہوں کھول
پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول

اج منا سٹ گیو ماہیو ہان کو
چکھیو سواد کیسو اکھ بھیڑی لان کو
کناں کچو نکلیو ماہی زبان کو
بھُلیو ہے سوہنو سارا وعدا تے قول
پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول

ہویو کے قصور ماہیا لبھی یاہ سزا
دو دل سانجھا سانجھا ہویا ہیں جُدا
دھُکھوں دھکھوں دل کرے میریا خدا
قضِیاں ماں سُنھے گئی جند میری سوہل
پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول

زندگی تیں اَک چلی ہوں بیٹھی روؤں
تیرا دِتا زخماں نا کس طرح دھوؤں
ساری ساری رات جوگوں پل وی نہ سوؤں
کشتی حیاتی آلی اج ڈانوا ڈول
پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول

موت آوے میرے بہڑے شگن مناؤں
اس روگی زندگی نا اگ وی نہ لاؤں
سجناں کا درداں ماں مرجانو چاہوں
جِس پچھے جِند گالی چیئے سوہنو ڈھول
پکھنو اداسیا رے ڈالی ڈالی بول

رانا غلام سرور صحرائی

پیدائش:3 فروری 1956ء پروڑی گُجراں راجوری

سرور صحرائی ناپردیس کو احساس، پیر پنجال کی ہُڈک تے شاعری وراثت مانھ لبھی ہے۔ ویہ گوجری ادب کا پیر پنجال رانا فضل حسین راجوروی کا سپُوت ہیں۔ جنھاں نے مُلکی تقسیم کے دوران، ہجر کا درداں کی پنڈ وکلی قدروں باہری بنھ لئی تھی تے ویہ سنگیاں ساتھیاں تے وطنیاں کو رِھواج توڑی شاعری کی زبان مانھ چُکاویں لگاوا۔ سرور صحرائی نے وی اس بچوں اپنا حِصہ کی بنڈ چُن کے لئی ہے۔ ویہ ۱۹۶۵ء مانھ راجوری تیں ہجرت کر کے میر پُور جا بسیا تھا تے تعلیم مکمل کر کے اجکل ادب تے نشریات کے نال نال تدریس کو فرض وی نبھاویں لگاوا۔

گوجری ادب مانھ غلام سرور صحرائی کی طبیعت شاعری آلے پاسے چلی تے تے رانا فضل ہوراں کی رہنمائی نال اس مانھ ایسونکھار آتو گیو جے اج گوجری ادب مانھ سرور صحرائی کو اک اپنو اسلوب، مقام تے پچھان ہے۔ اُنھاں نے ہر صِنف مانھ شاعری کرن کی کوشش کی ہے پر انھاں نے روائتی شاعری کا بنیا بنایا اصولاں تیں ہٹ کے گوجری مانھ نواں تجرباوی کیا ہیں۔ جہڑی گوجری لکھاڑیاں تے پارکھاں نے مُچ پسند کیا ہیں۔ ان کو گوجری کلام ریاستی کلچرل اکیڈمی نے پہلاں ''سجری سویل'' تے فِر ''رُت نروئی'' کی صورت مانھ شائع کیو ہے جس نال انھاں ناپڑھن تے سمجھن آلاں کی تعداد مانھ مُچ اضافو ہوئے گو۔ چھوٹی بحر مانھ باراں مانہ لِکھ کے انھاں نے مولانا افضل پانی پتی کی یاد تازہ کر چھوڑی ہے۔

صحرائی بنیادی طور نظم کا شاعر سئی لگیں تے یوں انھاں کی تخلیق کُجھ خوب صورت نظماں تے ماہیا کی طرز پر لِکھیا وا باراں مانہ تے گیتاں کے نال نال غزل مانھ وی نظم آلو رنگ یوں ڈُل آیو ہے جے ان کی اکثر غزل مسلسل غزل کہی جا سکیں۔ شاعری مانھ چن، وطن تے عید جئی اصطلاح رانا فضل توں مستعار محسوس وہیں۔ شاید اس گلوں وی جے پڑھن سُنن

آلاں نا یہ لفظ رانا فضل ہوراں کی زبانی سُنن کی عادت جئی ہوگئی وی ہے۔ بہر حال سرور صحرائی کا کُجھ نواں تجربا دِل نا مُچ مُچ پرچاویں تے امید ہے جے نواں لکھن آلا انھاں تیں ضرور رہنمائی حاصل کریں گا۔

اپنا شعری سفر کے نال نال رانا سرور ہوراں نے بے شمار ریڈیائی ڈرامہ وی لِکھیا تے نشر کروایا ہیں۔ تے تحقیق کے مطابق ویہہ اے کے سہراب تیں بعد دوجا گوجری لکھاڑی ہیں جنھاں نے اپنا ڈراما کتابی شکل ماں شائع کیا ہیں۔ حالانکہ یہ کتاب اجھاں دستیاب نہیں ہوسکی پر انھاں کا نظراں تیں گزرن آلا اک دو ڈراماں تیں یقین آوے جے انھاں نے شاعری ہاروں ڈراماں ماں وی اپنو نمیکلو رنگ تے فنی پکیئت قائم رکھیو ہے۔

اِن سب تخلیقی کوششاں تیں علاوہ رانا غلام سرورؔ ہوراں نے حاجی رانا فضل حسین ہوراں کی سربراہی ماں 'گوجری ادبی سنگت' میرپُور قائم کر کے اس کے تحت تحقیقی تے اشاعتی سلسلو شروع کیو وو ہے تے ہُن تک کئی کتاب چھاپے چاڑھی ہیں۔ اللہ پاک انھاں کا جوش جذبہ نا قائم رکھے تے اپنی ماں بولی کی مزید خدمت کرن کی توفیق دئے!

کلام: عید

چن عید کو سانجھو چڑھیو رے یاہ عید ہے روزیداراں کی
تم دور تے ہم مجبور ہویا کے عید وچھوڑے ماراں کی
چن سانجھ سنجھیالی اک سانجھی تم چن دیکھیں ہم چن دیکھاں
تم جدا جدا ہم جدا جدا ہے ساجھ رے دینہ چن تاراں کی

نعت:

سچا سُچا اعلیٰ اُچا کاج سکھاون آیا
سِدھا راہ سبلا سوکھا راس بناون آیا

بِگڑی تِگڑی آن بنائی درس توحید پڑھایا
کُفر شِرک گمراہیوں مھاری جان بچاون آیا

بھُلا کُتھا، کڈھ بھلیکھا سِدھے رستے لایا
رہبر پاک محمدﷺ عربی تھا بخشاون آیا

ماڑا ریڑا لِسا ماندا حضرت نے سرچایا
نیکو کار اِنسان کی اُچی شان بدھاون آیا

رکھی لاج رسُول اللہﷺ نے رحمت کا کر سایا
اُمت کے باغیچے پیارا بوٹا لاون آیا

غزل ا:

سچی رُت بہار کسے کی پھُلاں ہار ہُنار کسے کی
سُر سنگیت اک میت کا چھیڑوں رگ رگ بجے تار کسے کی
دل میرے بسنیک ہوئی وی واہ سُندر سنسار کسے کی
من کی لال پری نہ بِسرے پیاری پیار پیار کسے کی

غزل۲

نویں نروئی سجری یادیں ویہ بسیا وا سدھری یادیں
آساں کا پھُل دل کے باغیں پھُلیا کس کی ہگری یادیں
اُنکا چیتا رُت مُشکاویں ویہ لُکیا من سنجری یادیں
لاڈ اُنھاں سنگ پال کے رکھیا بچپن کی بے فِکری یادیں
پھُلے بیل وفا کی سرورؔ گندل پیار کی پنگری یادیں

غزل۳

سجری سویل تے رُت بہار غزل میری وی پھُلاں ہار
سماں کا نین تریل نے دھویا رُت نے رنگیو وو سنسار
دل یاداں کی چنچیا چڑھیو اک جندڑی تے دُکھ ہزار
کیوں نہیں ملتا دوئے کنارا دیکھیں ندیوں پار ارار
عشق اُستاد ہویو رے سرورؔ حُسن کی پٹی پڑھے پیار

غزل۴

پہلاں ویہ ارمان بنیں تھا ارماناں کا مان بنیں تھا
جے ہُن اکھ پرت نہ دیکھیں فرکانہ نا دل جان بنیں تھا
اُف کروں تھوتاں ویہ سوہنا آپے دردی آن بنیں تھا
لوڑ پئی تاں ڈُڈو دسیو ایویں نین پران بنیں تھا
اوپریاں اکھاں تیں صدقے دیکھ مناں انجان بنیں تھا

باراں ماںہہ:

چیتر کی رُت ربا
چڑھتل چن چوٹی کد پوہچوں اُت ربا
بیساکھ بہار آوے
چڑھتل چن چوٹی مت سُندر یار آوے
جُیٹھ کی گرمی نے
کوئے شوخ بنا چھوڑیو لاڈاں کی نرمی نے
ساون کی رُت برھیا
قسمت جے ہوئی بیساں گا لا پرہیا
کتک ماںھ یاد کروں
وہ آکے سُن جاتو ہوں کے فریاد کروں
مگھر کو مہینو رے
چاہت دل کی تھی تیرے سنگ جینو رے
پوہ پالا برفاں کا
کورا گل جاناں ان میرا حرفاں کا
مُڑ آیئے ماگھ اڑیا
سجری لسی ہے سریاں کو ساگ اڑیا
پھگنا کی آوت ہے
دُنیا مطلب کی یاہ کُوڑ کہاوت ہے

گیت: ۱

چن میرو چڑھیو چوٹیاں تیں اوہلے
ڈھار باچوٹیاں ناچن میرو بولے چنا جی کدے کول بسیئے
چن میرو آوے کدے چانئیں راتیں
من پرچاوے میرو آن گلیں باتیں چنا جی کدے کول بسیئے
چن سوہنو دسے منا چانئی نا بنڈتو
آوے کالی راتاں وچ پیار پیار چھنڈتو چنا جی کدے کول بسیئے
اُپر چنار چناں کاگ اج بولیو
آئی تیری یاد ڈاہڈی جیورڑورے ڈولیو چنا جی کدے کول بسیئے

گیت:۲

پھُلاں نے رنگ لایا
سجری سویل سمیں پردیسی مُڑ آیا
اکھ رات کی روئی ہے
سجری سویل سمیں رُت نویں نروئی ہے
اج آوت راہیاں کی
سجری سویل سمیں مَکی رات جُدائیاں کی
مِٹھی باس بہاراں کی
سجری سویل سمیں رُت لاڈ پیاراں کی
کائے سانجھ تپوشاں گا
سجری سویل سمیں سِر جوڑ کے سوچاں گا

گیت۳:

سجر سویل ہوں راہ کے کنڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

نِت آوَن اِت لوء ہوتی نا
بیتے بیلو نِت روتی نا
نہ کوئے آکے دُکھڑا بنڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

دل کا درد بسون نہیں دیتا
یاد کا کنڈا سون نہیں دیتا
جین نہیں ہوتو جوڑے کنڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

میں راہ ملیا ہمیش اڈیکی
ہو گئی گہلاں کی بسنیکی
آس کی بیل نہیں چڑھتی منڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

اونویں بیت چلی زندگانی
نہ اِس رستے آیو ہانی
کدے نہ آن سنجھیالی گنڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

بھانویں اڑیا ہوں نہیں سوہنی
دل کی چنگی شکل کلوہنی
اپنی شے کیوں آپے بھنڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

ہجراں درد جدائیاں مارے
ملن کی آساں لائیاں مارے
سرورؔ پیار نا ٹکے چھنڈے
کِس نا ڈیکوں ٹھنڈے ٹھنڈے

گیت۴:

گُجھیا وا دردا بول تے سہی ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

جد کیں اکھ سجن سنگ لائیں
دوئے ڈُنگی ڈاب ڈکائیں تکیئے باپھل اوہل تے سہی
ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

بے آواز بے جیبھا اتھروں
بنیا لہو سڑیاوا اتھروں درد انگار پھرول تے سہی
ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

اوکھا راہ کو راہی ہوکے
یار تپوش سودائی ہو کے ہو جا ڈانواڈول تے سہی
ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

گُم سم چپ سپ رہنو چھوڑ
ہوٹھیں لایا جندرا توڑ درد کی گٹھڑی کھول تے سہی
ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

ندی وفا کی ہڑھ آوے تے
آس کو مکھن چڑھ آوے تے پیار کو دُدھ چھچھول تے سہی
ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

خابیں فر مت مِیت ملے گو
سرورؔ دُکھیا گیت سُنے گو من ماں یار ڈھنڈول تے سہی
ڈُنگھا دُکھ گرول تے سہی

میاں اشتیاق احمد شوقؔ

پیدائش: مارچ 1956ء وانگت کشمیر

شوقؔ نا گوجرالوک اک رسیلا تے سجیلا شاعر کے طور پچھانیں۔ تے بڑا گھٹ لوکاں نا پتو ہے جے ان کو ناں اشتیاق احمد ہے تے وہ میاں نظام الدین لارویؒ کا صاحبزادہ ہیں۔ وہ خواہش کرتا تاں مال دولت، ملازمت، سیاست، سب کُجھ حاصل کر سکیں تھا۔ پر اس شہنشاہی تے روحانی سلسلہ مانھ جمیا پلیا اس گوجری بھرتری ہرؔی نے سارا کئیں نا تیاگ کے غالبؔ کی طرفداری شروع کی تے گوجری ادیبان، شاعراں تے قدرداناں نے سراکھیں بسال لیو۔ دیکھ دیکھتاں انھاں نے وہ مقام حاصل کر لیو جے ۱۹۸۰ء تیں اُراں کائے گوجری مجلس تے کانفرنس اشتیاق احمد شوقؔ کا ترنم آلا کلام توں بغیر مکمل نہیں سمجھی جائے تھی۔

اشتیاق احمد شوقؔ نے گھٹ شاعری کی ہے مگر صاف سُتھری تے سوہنی شاعری ہے۔ بنیادی طور پر وہ غزل کا شاعر ہیں پر انھان نے گیت تے طنز و مزاح مانھ وی کُجھ چنگا اضافہ کیا ہیں۔ خالص گوجر اتے ادبی ماحول مانھ جم پل کی تاثیر انکا کلام مانھ وی ٹھیٹھ گوجری کی صورت ظاہر ہوئے جس مانھ حاجی جُنید نظامؔی تے اقبال عظیمؔ جیہا منیاں پڑمنیا پارکھاں تے ادیباں کی تربیت نے سونا پر سہاگا کو کم کیو ہے۔

شوقؔ صاحب عرصہ توں چُپ ہیں اللہ جانے کیوں۔ اجھاں تک ان کو کلام کتابی صورت مانھ دیکھن واسطے وی متی اکھ تسائی ہیں۔ خدا کرے گوجری غزل کو یوہ شاہسوار فرمہار موڑے تانجے گوجری زبان تے ادب کا عاشقاں کی تس بجھان کے نال نال ماں بولی کی بتری دھاراں کو حق وی پورو پورو ادا ہو سکے۔

کلام:

غزل۱:

نظراں نا یار تیری تد تک تلاش ہے
مونڈھاں پر زندگی کی جد تک یاہ لاش ہے

منا ہجر کی دھُپ بھلا ساڑے گی ہور کے
ڈھکی وی غم کی چھاں جِچر یوں آس پاس ہے

تصور مانھ توں نظر مانھ توں ہر ویلے کول ہے
فر تیرے میرے درمیاں کیوں لفظ کاش! ہے

راتاں کلکھیاں نا توں مِنا ہی سونپ دے
سرگی کا خوف تیں میرو دِیو اداس ہے

اتھروں مانھ شوق ڈھال کے اکھاں تیں کیر نہ
ہر غم نا سہن واسطے ٹھنڈی جئی ساس ہے

غزل۲:

رہیو راز دل مانھ ہوں اج تک چھپاتو
کہڑو میری سنتو تے کس نا سناتو

ہتھ دل پر رکھ کے توں اتنو ہی کہ چھوڑ
کدے بھی نہ آتو،توں جد جد بلاتو

توں پیارو تھو تاں ہی خدا کی قسم
رہیو تیرا زخماں نا اج تک کھڈاتو

زمانہ کا ٹھہلا نے کت لے پہچایو
اگیرے پھلاں تیں یوہ کنڈاں کو احاطو

تناں نہیں تھو آنو تے نہ آیو شوق
صبح شام ایویں رہیو کاگ اڈاتو

غزل۳:

چن کے نال یہ تارا چمکیں خوش اج دُنیا ساری ہے
اٹکی وی کیوں دل میرا مانھ ایک غماں کی آری ہے

مِنا بھُل کے کے کُجھ تھایو بہانو پیار کو جھوٹھو تھو
یاد توں جد جد آیو سجنا دُنیا اک بساری ہے

ٹُٹ پوئے اسمان ہی بھاویں ایسو وی ہوں سوچوں تھو
ہُن اِس پیار کا ٹُھا بُت پر چن کی لوء وی بھاری ہے

دھوکھو کھا نہ جایئے صدقے رُت کُجھ ایسی بدلی ہے
پھُلیں تھا جِت پھُل خوشی کا غماں کی پھُلواری ہے

تاراں کی لو پھِکی پھِکی چن بھی شوق انگلایو ہے
رات نہیں گذری گویا سجنا عُمر ایک گذاری ہے

گیت:

نیناں کا تیں کٹورا چکیا تے ڈل گیا
چھپیا وا بھیت سارا آپے ہی کھُل گیا

کتنی ہی وار کیریا اتھروں میں جھولیاں ماں
آساں کا شہر ماں سب کوڑی کے مل گیا
نیناں کا تیں کٹورا چکیا تے ڈل گیا
چھپیا وا بھیت سارا آپے ہی کھُل گیا

چننا پیا ہیں کنڈا ربا توں خیر کریئے
جت جت خزاں گئی اتوں ہی پھُل گیا
نیناں کا تیں کٹورا چکیا تے ڈل گیا
چھپیا وا بھیت سارا آپے ہی کھُل گیا

جس نے دتا ہیں زخم وہ جانتو نہیں ساتھی
اجڑے گی شوق نگری جے یہ بھی کُل گیا
نیناں کا تیں کٹورا چکیا تے ڈل گیا
چھپیا وا بھیت سارا آپے ہی کھُل گیا

گیت:

کائے یاد کرے اج کھیچل
منا دور کدے توں لے چل
سوہنا چن کا دیس کی وأ
تیرو ضامن میرو خدا

بہڑے کاگ کوئے جد بولے
میرو پیو کلیجو ڈولے
او دُور گیا چن آ
تیرو ضامن میرو خدا

توں میرو ہوں تیری کے
چن تاراں تیں آپچھ لے
اک روح تے جسم جدا
تیرو ضامن میرو خدا

ہر خوشی کے نال ہے غم
تیری یاد ماں نکلے دم
کھلی دیکھوں تیرا راہ
تیرو ضامن میرو خدا

توں حسن تے ہوں پُجاری
تیری بلئیں رُلوں بیچاری
کس جُرم کی ایڈ سزا
تیرو ضامن میرو خدا

طنزومزاح:

آ بھائی بُوبا مہیس نا موڑ
جے ہوں جاتو کدے سکُول
جُگنی کرتی کد قبُول
پڑھن کی نہیں تِنا لوڑ
ڈیرے کون بناتو پُول
ہوں گِری تے عالم کھوڑ
آ بھائی بُوبا مہیس نا موڑ

محمد منشاء خاکی

پیدائش: نومبر 1959ء کالاکوٹ

محمد منشاء خاکی نومبر ۱۹۵۹ء مانھ کالاکوٹ راجوری کا اک گراں مانھ پیدا ہویا۔ گوجرا ماحول کا دُکھ درد تے تستیا بائدا اُنھاں ناوی پوٹنا پیا۔ پھروی ہم دیکھاں کہ تعلیم کی شوق انھاں نا مشکلات کا جنگل تے جنگل تیں کڈھ آنیں تے وہ ایم اے تک کی تعلیم حاصل کرن مانھ کامیاب ہوجائیں۔

اُن کا اسے تعلیمی دور مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھُلیو تے وہ وی مجلساں تے مشاعراں مانھ شامل ہون لگا۔ 1983ء توں محقق (ریسرچ اسسٹنٹ) کے طور اسے شعبا مانھ شامل ہوگیا جِت اقبال عظیم، نسیم پونچھی تے کُجھ عرصہ واسطے مرحوم سروری کسانہ کی صحبت وی نصیب ہوئی۔ کلچرل اکیڈمی تے پہلی صف کا گوجری لکھاڑیاں کی ہمیشاں کی سنگت اُن کا ذوق واسطے بڑی مفید ثابت ہوئی تے انھاں نے اپنوادبی سفر قدم پھُوک پھُوک کے دھرتاں شروع کیو۔

بیہ سالاں کا روکیا واہاڑاہد کا اُنکا جگر نا ''لخت لخت'' کر کے سال 2003ء مانھ شائع ہوا ہیں۔ منشاء جی کی اواز مانھ گوجرا ماحول کو سارو درد سمیا یووسئی لگے۔ وہ حساس، مخلص تے شرموکل شخص ہیں۔ اُن کی دو خوبی خاص طور پر داد کے قابل ہیں۔ اک تے ساری عُمر ادب کا کاروبار مانھ گذار کے وی جھُوٹھی شہرت تے راتورات بڑا فنکار بنن واسطے اُنھاں نے کوئے حربا استعمال نہیں کیا۔ تے دُوجے اقبال عظیم جیسی گھونپھری شخصیت کا سایہ مانھ رہ کے وی ادبی رہنمائی بھاویں حاصل کی ہوئے پر اُنھاں نے شاعری تے اسلوب مانھ اپنی شناخت قائم رکھی

ہے۔ یوں کسے لالچ یا کسے کا رعب مانھ آن تیں بغیر بنی بنائی شاہراہ پر چلن کے بجائے انھاں نے بلیں بلیں کھنوتر کے اپنو سِلکو آپ کڈھیو ہے۔ یوہ کم اکثر لوکاں واسطے سوکھلو نہیں ہوتو۔

منشاء خاکی کو اسلوب نمیکلو ہے۔ شاعری مانھ غزل انھاں کو من پسند موضوع ہے۔ پر روائتی غزل تیں ہٹ کے انھاں نے نواں تے نچھوہ مضمون وی اپنی غزلاں مانھ شامل کیا ہیں۔ چھوٹی بحر مانھ خوب صورت گوجری غزل لکھن آلاں مانھ وہ مخلص وجدانی تے ڈاکٹر رفیق انجم کے سنگ باوقار کھلاسئی لگیں۔ کِسے باذوق پڑھن آلا کو ہتھ اپڑیوتاں ان کی کتاب (لخت لخت) پڑھ کے میرا تاثرات کی تصدیق ہوجائے گی۔

نمونہِ کلام:

غزل:۱

رُنو وقت اخیر نا رُنو متھا کی تقدیر نا رُنو
آخر گل تیں لاہنی پے گئی ہوں اس پاٹی لیر نا رُنو
سارا منا ہستا دسیں ہوں کہڑا دلگیر نا رُنو
بُوہے بوہے بجیو پھریو ہر حیلہ تدبیر نا رُنو
ساراں کا دُکھ سانجھا میرا ہوں غریب امیر نا رُنو

غزل:۲

دل کو ساز بجا لے بھاویں آ منا وی گا لے بھاویں
ہوں کد ہلوں اپنی گلوں سو باری ازما لے بھاویں
بس اکھاں مانھ یا پھر یاہ کر دل مانھ ڈیرو لالے بھاویں
بیس کے منا سُرمو کرکے اکھا مانھ توں پا لے بھاویں
منتو نہیں تاں یاہ کر منا دل مانھ یار بسا لے بھاویں

غزل:۳

تگھتو نہیں بیمار نظر کو کون بنے دلدار نظر کو
خوف اکھاں تیں ڈھلتو دِسے اُٹھ گیو اعتبار نظر کو
کس نا دیکھے کون سیانے کُجھ نہیں کہتو یار نظر کو
اتھرواں کی کوٹھی بچوں کریو میں دیدار نظر کو
سجن پرکھ پریت کی اوکھی کون پچھانے پیار نظر کو

غزل:۴

دیکھ کہیو تھو باہر نہ جایئے ماہلی کے اس پار نہ جایئے
روئے تے پچھتاوے گوتوں زندگی ہے دن چار نہ جایئے
تیرو اُنگا دل نہیں لگسیں توں میرا دلدار نہ جایئے
کوئے لٹیرو ٹھگ لئے گو بچن دل بازار نہ جایئے
صدقے ساری زندگی یارا میری گل بسار نہ جایئے۔

غزل۵:

بھُل بھلاوے کوئے آوے گو منا اپنے گل لاوے گو
آتی رُت بہار مُڑے گی گُمیو جو کُجھ فِر تھاوے گو
دور کِتے پردیسیں ڈیرو نہ مُڑیو تاں خط آوے گو
بلتی اگ مانھ سٹ کے منا چِر لایو تے پچھتاوے گو
میرا خط نا پڑھ کے خاکی پاڑ سٹے گو فِر چاوے گو

گیت ا:

وعدو وی نہ توڑیئے تے قول وی نہ
ہاریئے
واسطو ہے تِنا میری یاد نہ بساریئے
وعدو وی نہ توڑیئے تے قول وی نہ ہاریئے

بکتا ان پانیاں کا چھمراں نا دیکھ لے
اُچا اُچا کاڑ نالے کھمراں نا دیکھ لے
دیں گا یہ گواہی گل سوچیئے بچاریئے
وعدو وی نہ توڑیئے تے قول وی نہ ہاریئے

وطناں تیں دور آ کے بسوں پردیس مانھ
مِلیئے ضرور بھاویں جوگیاں کا بھیس مانھ
سراں آلی ڈھوک میری، پھیرو کدے مایئے
وعدو وی نہ توڑیئے تے قول وی نہ ہاریئے

منواں کا بُوٹاں کو لے، گھر میری ماں کو
ٹھنڈو ٹھنڈو پانی اُس چھاڑی آلی باں کو
یاداں کا المبا ہُن مُچ نہ اُبھاریئے
وعدو وی نہ توڑیئے تے قول وی نہ ہاریئے

گیت۲:

خوشیاں کو پیغام بیساکھی
لُٹ گئی عیش ارام بیساکھی
صبراں کو انعام بیساکھی وصلاں کو پیغام بیساکھی
ہر دِل کو ارمان بیساکھی

گھر گھر خوشیں جھاتی ماریں
مانجھی ماہلی ماہلی چاریں
لگیں رونق شہر بازاریں دل کی دھڑکن جان بیساکھی
ہر دِل کو ارمان بیساکھی

میلا لگیں شہر گرائیں
سارا سانجھی خوشی منائیں
بجیں ڈھول تے بھنگڑا پائیں میرو مان گُمان بیساکھی
ہر دِل کو ارمان بیساکھی

یارا ڈاہڈی یاد ستاوے
جے کر رُسوں کون مناوے
مِناں صبر قرار نہ آوے آیا لوک منان بیساکھی
ہر دِل کو ارمان بیساکھی

گیت۳:

آئی بیساکھی توں بھی آیئے

تیری یاد کلیجو سلے
میرا دل کا بُوہا ملے
دُنیا میلو دیکھن چلے مِناں ہور نہ یار ستایئے
آئی بیساکھی توں بھی آیئے

اتھروں میرا چھم چھم بگیں
میری چھِپری جھولی سگیں
تیرا مُچ بھلاوا لگیں مِناں اپنے من بسایئے
آئی بیساکھی توں بھی آیئے

نہ تھکوں تے نہ ہوں اکوں
تیرا رستا پل پل تکوں
جے مِلے تاں کہتاں جھکوں کائے وصل کی چھانٹ برہایئے
آئی بیساکھی توں بھی آیئے

کس در جاؤں ہوں بے چاری
درد نچھوڑا غم کی ماری
دس جاتو اس روگ کی کاری سجناں دل میرو پرچایئے
آئی بیساکھی توں بھی آیئے

ڈاکٹر رفیق انجمؔ

پیدائش: جنوری 1962ء کلائی پونچھ

ڈاکٹر انجمؔ ناریاست کو بچو بچو جانے، شائد اسو اطے وی جے وہ بچاں کا ماہر نباض تے معالج ہیں۔ پر اُن کی اصل پچھان گوجری ادب ہے۔ ڈاکٹر رفیق انجمؔ گوجری کا نامور شاعر، ادیب، کہانی کار، محقق، نقاد تے تاریخ دان ہیں۔ وہ جنوری ۱۹۶۲ء مانھ پونچھ کا کلائی گراں مانھ میاں عبدالکریم آوان کے گھر پیدا ہویا تے دسی توڑی کی تعلیم اتے حاصل کی۔ لوہکی عُمر مانھ ہی ماں کی ٹھنڈی چھاں تے باپ کی شفقت تیں محروم ہوگیا تھا۔ بڑا دوئے بھائی ملازمت کا سلسلہ مانھ پہلاں توں ہی کنی کنی تھا۔ اس طرح کچی عمر مانھ ہی وقت نے گھر تے پڑھائی کو جہڑ ودوگڑ بھار اُنکا مُونڈھاں پر آن سٹیو تھو وہ اُنھاں نے بڑی خُوبی نال نبھایو۔

میڈیکل کالج جموں تیں ۱۹۸۵ء مانھ ایم بی بی ایس کی ڈگری حاصل کی تے ۱۹۸۸ء مانھ ریاستی محکمہ صحت مانھ میڈیکل آفیسر کے طور ملازمت شروع کی۔ پونچھ مانھ چار پنج سال کی خدمت تیں بعد ڈاکٹریٹ واسطے چُنے گیا تے کشمیر یُونیورسٹی (میڈیکل کالج سرینگر) تیں شعبہ اطفال مانھ ایم ڈی کرن تیں بعد ۱۹۹۷ئتوں ۲۰۰۴ء تک راجوری مانھ نِکا جاتکاں کا ماہر معالج کے طور کم کیو۔ تے فِر میڈیکل کالج کے تحت چلڈرن ہسپتال سرینگر مانھ رجسٹرار تے لیکچرر کی حیثیت نال ذمہ داری نبھائی۔ ڈاکٹر رفیق انجم ہوراں نے طبی تعلیم کے نال نال مولانا آزاد اردو یونیورسٹی تیں ایم اے اردو تے ایم اے انگلش کی ڈگری لین تیں علاوہ، کشمیر یونیورسٹی تیں اسلامیات ماوی ایم اے تے پی ایچ ڈی کی سند حاصل کی تے ڈاکٹری چھوڑ کے اجکل بابا غلام شاہ بادشاہ یونیورسٹی ماشعبہ اسلامک سٹڈیز مابطور استاد تعینات ہیں۔

ڈاکٹر انجم ہوراں نے ذہین تے حساس ہون کی وجہ تیں تعلیمی دور مانھ ہی اُردو

ادب کو چنگو خاصو مطالعو کر لیو تھو تے اُردو مانھ غزل وی لکھنی شروع کر لئی تھیں جہڑی ۱۹۹۳ء مانھ ''خواب جزیرے'' کا ناں نال چھاپی جس نا دیکھ کے اُردو ادب آلاں نے اُنھاں نال کافی امید رکھ لئی تھیں پر اُنھاں نا ریاست کا نامور ادیب تے کلچرل اکیڈمی کا سیکریٹری خواجہ محمد یُوسف ٹینگ ہوراں کو گوجری لِکھن کو مشورو مہندی ہاروں لگو تے یاہ ساعت گوجری زبان تے ادب واسطے بڑی مُبارک ثابت ہوئی۔ گوجری مانھ ڈرامہ فنکار کے طور ۱۹۸۰ء مانھ داخل ہویا۔ ادبی سفر کے دوران ۱۹۸۳ء مانھ نسیم پونچھی نے کہانی دار حوصلہ افزائی کی، فیض کسانہ نے ریڈیو واسطے انشائیہ لکھایا، اے کے سُہراب نے گیت لِکھن کی جاچ دی پر ڈاکٹر انجم بلیں جے کِھسک کے اقبال عظیم آلی لین مانھ جا کھلیا تے نوں غزل لکھنی شروع کیں جے گوجری غزل مانھ انھاں نے اک اپنو اسلوب تے ناں پیدا کر لیو ہے۔ نِکی بحر مانھ وی یہ خوب صورت غزل لکھیں تے اج کئی نواں لکھاڑی اُن کی پیروی کرتا سئی لگیں۔ بھاویں وی یہ پونچھ کی جم پل ہیں پر تحریر کا حوالہ نال ان کو تعلق پُوری ریاست نال سئی لگے۔

۱۹۹۴ء مانھ ڈاکٹر انجُم ہوراں نے گوجری غزلاں کی پہلی کتاب ''دِل دریا'' چھاپی جس نا ریاستی کلچرل اکیڈمی نے بڑا مان نال ۱۹۹۵ء کو بہترین کتاب کو ایوارڈ دِتو تھو۔ اُن کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' ۱۹۹۶ء مانھ شائع ہوئی جہڑی گوجری مانھ کہانیاں کی پہلی کتاب ہے۔ اُن کی جدید گوجری شاعری ''سوچ سمندر'' تے چنام گوجری غزلاں کی تالیف ''غزل سلونی'' گوجری ریسرچ انسٹی چیوٹ جموں نے ۱۹۹۵ء تے ۱۹۹۶ء مانھ چھاپی تھیں۔ ان کو کلام اکیڈمی کی کتاباں مانھ شائع ہون تیں علاوہ ریڈیو کشمیر تیں وی گیتاں تے غزلاں کی صورت اکثر نشر ہوتو رہے۔

ڈاکٹر انجُم تحقیق پر وی گُوڑھی نظر رکھیں تے نسیم پونچھی کا کہن موجب وی یہ پُورا ملبہ بچوں گلی بڑی اٹھکل نال کڈھ لیا ویں۔ وی یہہ گوجری تحقیق مانھ سائینسی نظریو داخل کرن آلا پہلا لکھاڑی ہیں۔ اس کو ثبوت انھاں نے ۱۹۹۶ء مانھ ''گوجری ادب کی سنہری تاریخ'' لکھ

کے دِتو تھو۔ دس جِلداں مانھ شائع ہون آلی یاہ اس موضوع پر پہلی گوجری کتاب ہے۔

شاعری کی دو کتاباں ''سوغات (گوجری)'' تے کاش! (اُردو) تیں علاوہ ڈاکٹر انجُم نے پہلی ''گوجری انگلش ڈکشنری'' تے ''گوجری گرائمر'' وی شائع کروائی۔ جد کہ ''گوجری کہاوت کوش'' تے گوجری شاعراں تے ادیباں کا تذکرہ آلی کتاب ''لعلاں کا بنجارا'' ۲۰۰۷ما شائع ہوئی۔ یہ ساریں کتاب گوجری ادب مانھ اپنا اپنا موضوع پر پہل ہیں۔

گوجری زبان تے ادب کی ترقی واسطے انھاں نے ۲۰۰۰ء مانھ غیر سرکاری تنظیم ''انجمن ترقی گوجری ادب'' قائم کی جسکا وہ پہلا سکریٹری جنرل وی ہیں تے اسے تنظیم کے تحت انھاں نے تقریباً دس، بارہ کتاب شائع کی ہیں۔ ڈاکٹر انجُم کو تحقیق تے تصنیف کے نال نال اجکل گوجری ادب تیں علاوہ اسلامیات پر وی تصنیفات کو سلسلو جاری ہے۔ جن کی کل تعداد ترے درجن کے قریب ہے۔

☆ (تحریر: امین قمر۔ کے ڈی مینی)

کجھ اہم تصنیفات:

۱۔ خواب جزیرے (اُردو شاعری)	۲۔ دِل دریا (گوجری شاعری)
۳۔ غزل سلونی (منتخب گوجری غزلیں)	۴۔ سوچ سمندر (جدید گوجری شاعری)
۵۔ چٹی مِٹی (گوجری افسانے)	۶۔ گوجری ادب کی سنہری تاریخ ۱۰ جلد
۷۔ گوجری انگریزی ڈِکشنری	۸۔ گوجری اردو ڈِکشنری
۹۔ گوجری کہاوت کوش	۱۰۔ گوجری گرائمر
۱۱۔ کاش! (اُردو)	۱۲۔ بنجارا (تذکرہ نگاری)
۱۳۔ گوجری کشمیری ڈِکشنری	۱۴۔ زنبیل (پنجابی، اردو، گوجری شاعری)
۱۵۔ پیہنگ (منتخب کلام مخلص)	۱۶۔ عکس جمال (منتخب کلا معرش صہبائی)
۱۷۔ انجم شناسی	۱۸۔ گوجری اُردو ڈکشنری
۱۹۔ گوجری ادبیات	۲۰۔ گوجری شعریات

کلام کا نمونا:

غزل ا:

دو اتھروں اک خواب کا ہوتا دو اتھروں ارمان کے ناں
دو اتھروں اُس بُت کا ہوتا دو اپنا ایمان کے ناں

وہ تے اوس وی دے نہ سکیو مُج تسائی دھرتی نا
اُڈتا پنچھی لیتو جایئے دو اتھروں اسمان کے ناں

ہوں دوہاں نا دیکھ دیکھ کے اندرو اندری سڑتو رہیو
دو گھر کی ویرانی جوگا دو اتھروں مِزمان کے ناں

خواباں کی تعبیر وی جانے، یاداں کی جاگیر وی توں
گیت غزل تے شعر میرا سب تیرا اک احسان کے ناں

نیزا کپ کے تیسا جھل کے جس نے توڑ نبھائی رِیت
ہوٹھیں سُکتا حرف وفا کا، انجُم اُس اِنسان کے ناں

غزل ۲:

آنوں باز نہ آیا اتھروں — کِس کِس نے سمجھایا اتھروں
خالی دیکھ حویلی دِل کی — اُس نے آن بسایا اتھروں
ایسوں لا کے فصل وفا کی — ہم نے خوب کمایا اتھرون
خورے کون میں روتو ڈِٹھو — اج تک فیر نہ آیا اتھروں
یار کی دعوت کرکے انجمؔ — بس ہم نے برتایا اتھروں

غزل۳:

تیں دلاں کا روگ لایا ہوں دوا لکھتو رہیو
تیری بے دردی نا وی اپنی خطا لکھتو رہیو

میں بجھایا بالیا کئی وار یاداں کا دِیا
تیرا خواباں نا دلاں کا آسرا لکھتو رہیو

تیری مجبوری بجا پر اپنی محرومی تے دیکھ
کیسو دیوانو تھو پتھر نا خدا لکھتو رہیو

میں تے کی قربان اس تیں اپنیاں راتاں کی نیند
وہ وی میرے واسطے چر تک سزا لکھتو رہیو

اس زمانہ نے میرا اک درد کی کاری نہ کی
ہوں تے لکھاں واسطے کے کے دوا لکھتو رہیو

غزل۴:

میری مرضی ہے جو رضا اُسکی — میں قبولی ہے ہر سزا اُسکی
حرف ہوٹھاں کو ساتھ کے دیتا — دل تے میرو تھو پر دعا اسکی
موم کا پر تے دینہ کے سنگ یاری — خواب میرا تھا کے خطا اُسکی
اُس نے بھُل جان کی دعا کی ہے، — لاج رکھیئے توں یا خدا اسکی
دل نے انجم ضرور کہنو ہے — اج تے کائے غزل سنا اسکی

غزل۵:

سو درداں کی کاری لے جا لے جا عشق بیماری لے جا
اُت یہ بنج بہار نی چلسیں بھاویں دُنیا ساری لے جا
اجاں نی دُنیا نکلی دل تیں اُچی ہور اڈاری لے جا
جانے تھو وہ جِت نی سکسیں میں ہی بازی ہاری لے جا
میری قسمت کولوں انجم لے جا نیند اُدھاری لے جا

غزل۶:

کسے رنگ کی لوڑ نہ رنگیاں نا نہ ہی ہار سِنگار کی چنگیاں نا
اک وار پردیسیا دیس آ کے آپے لاہ جایئے سُولی ٹنگیاں نا
تیری آس کی مرگ ہیں سرب نیلی ڈالی دِتی نہ چرن میں تنگیاں نا
لگیں جد وی تیریں ہسیر قسمیں سکاں ہار تکوں تیرا سنگیاں نا
آیو عجب وفا کو دور اجکل ہسیں اِل وی بھور پتنگیاں نا
اکو حرف وفا کو یاد رکھیئے کدے تجیئے نہ مونہوں منگیاں نا
قمرؔ جنتی کہہ گیا خوب انجم 'لگتا نہیں انار ٹنگیاں نا'

غزل۷:

دردی میرا درد بنڈاوے تاں منوں جاتاں نا کوئے موڑ لیاوے تاں منوں
یہ شیشاں کا شہر بسانا سوکھا ہیں دل کی جھگی آن بساوے تاں منوں
تیری خاطر چن کی دھوڑ ہٹیلی میں کہ تھی تارا توڑ لیاوے تاں منوں
ہوٹھاں کو اعتبار مکایو لوکاں نے دل نا دل کی گل سناوے تاں منوں
منصوری کا دعویدار بہتیرا ہیں اج کوئے پُٹھی کھل لوہاوے تاں منوں

گیت ا:

نہ رے نہ دِلا اُنکے ہوتیں نہ روئیے
قسم ہے وفا کی بھلاوا نہ دھوئیے
نہ رے نہ دِلا.....

جِنیں کئی بسنتاں بہاراں تیں اوہلے
دُنیا کا رنگیں نظاراں تیں اوہلے
توں غم لے کے سجناں کے باندے نہ ہوئیے
نہ رے نہ دِلا.....

اُنھاں کی جفا نہ حساباں مانھ رکھیئے
توں سُکا واپھُل وی کِتاباں مانھ رکھیئے
وہ آویں گا چرکا توں راتیں نہ سوئیے
نہ رے نہ دِلا.....

کاغذ قلم نا توں بولی بنا کے
لفظاں مانھ درداں کا معنا چھُپا کے
غزلاں تے گیتاں مانھ اتھروں پروئیے
نہ رے نہ دِلا.....

نہ رے نہ دِلا اُنکے ہوتیں نہ روئیے
قسم ہے وفا کی بھلاوا نہ دھوئیے

گیت۲:

خوشیاں نا یاد کر غماں نا بسارییے
نِکی نکی خوشیاں کو صدقو اتارییے
خوشیاں نا یاد کر غماں نا بسارییے

گلاں کی جے گل کروں رات مُک جائیں گی
ملن کی رُت خورے فر کد آئیں گی
لوکاں کیاں بولیاں تیں کالجو نہ ساڑییے
خوشیاں نا یاد کر غماں نا بسارییے

غماں کو نہ غم کر،خوشیاں کی رانیئے
مندو کجھ بولیو وو،دل مانھ نہ آنیئے
دل کیاں لگیاں نا دلوں نہ بسارییے
خوشیاں نا یاد کر غماں نا بسارییے

کسے کے نصیب ہووے دنیاں مانھ پیاروی
جِت کولوں چنگی لگیں کدے کدے ہاروی
پیار کیاں بازیاں ناجت کے وی ہارییے
خوشیاں نا یاد کر غماں نا بسارییے

خوشیاں نا یاد کر غماں نا بسارییے
نِکی نکی خوشیاں کو صدقو اتارییے

سی حرفی

الف: اُڈ کاگا نیزو پار ٹپ جا، میرا یار نا میرو سلام کہیئے
تیرا ہجر اندر دِن رات روؤں، تیرے باجھ ہیں نیند حرام کہیئے
چٹھی پتر آوے نہ کوئے اُس پاسُوں، بھیجو کوئے سلام کلام کہیئے
جلدی مِلاں گا فیر اِنشا اللہ، انجُم سجناں نا یوہ پیغام کہیئے

ب: بہت ارمان اُبڑھاس دِل مانھ سجن ملیں تے کروں بیان جا گے
کوئے خبر عطر نہ کوئے پتو نیووں، خورے بسیا کہڑے جہان جا گے
ہوئی آس اُمید اڈ یک بُڈھیں، مُڑنو کدے تے تھو میری جان جا گے
اکوار آویں مُڑ گے دیس انجُم، کروں جِند تے جان قُربان جا گے

ج: جگ جانے تیرا ظُلم بھانے، میرو دِل ہے راضی رضا تاں وی
چنگی لج پالی ساری عُمر گالی، میلے اگلے جہان خُدا تاں وی
میرا آلنا سدو اُجاڑیا تیں، جھولی اڈ گے کروں دُعا تاں وی
در گذر اُس گی بے وفائی ربا، میرا یار گو شہر بسا تاں وی

د: دردہزار فگار سینے، میرا غماں گو انت شُمار کوئے نہیں
سجن شاد بسیں پھُل کھیلیاں مانھ، میرا لیکھ مانھ باغ بہار کوئے نہیں
پل پل ہر گل تھی لباں اُپر، کیوں یاد ہُن قول قرار کوئے نہیں
اک عیب وفا کو سدا سینے، انجُم تیرے جیہو گنہگار کوئے نہیں

س: سوہنیا ساونی رُت چلی ڈیکوں اجھاں وی اکھ تِسائی لیکے
تیری یاد نِت شردسیال دل مانھ، آوے بہار مُلوں اے ساہی لیکے
ٹُٹی بانھ وی اپنی گل لگے، تریو کون ہے آس پرائی لیکے
انجُم جگ نا کے نصیحت کرنی، گیو کون ہے صاف صفائی لے کے

گوجرا شعر:

میرو کم ہے دُعا کرنی دِلوں لیکے زباں توڑی
نِکل کے میرا ہوٹھاں تیں دُعا جانے خُدا جانے

اس زمانہ نے میرا اک درد کی کاری نہ کی
ہوں تے لکھاں واسطے کے کے دوا لِکھتو رہیو

جا جا سِر نیووں نہ کِیو،دُنیا کا احسان نہ لِیا
اِس درویش نے عُمر گذاری داتا کے دربار ہمیشاں

خواباں کی تعبیر نہ دتی ہور نووں کوئے خواب سہی
جاتاں جاتاں جاتا سنگیا نیند میری تے دیتو جا

اپنے نیویں آتا جاتا، ملتا گلتا سینے لاتا
ایسوں عید محرم بن گئی،سجن دل تیں دور اتیراں

اپنی جا پتھر وہیں بھارا سچی کہ گیا لوک سیانا
جاجا سجدا کر کے انجُم اپنو آپ گھٹایئے نہ

اتھرواں کا موتی رُلیا گئی رات شریکاں مانھ
نین سمندروں یاد تیری نے کڈھیں نہر گذشتہ رات

اج تک فضل خدا کو انجم دشمن اکھ اٹھا نہیں تکتا
اسمتراں نا چھلتا رہیا ہیں اپنا سجن یار ہمیشاں

اتھرواں کو پانی لاکے ارماناں کی بُوٹی نا
سرگی نال کدے تے کریئے دل کو سیک دعا کے حوالے

ایک دل کس کس کا جانیں درد کی کاری کرے
اس قیامت مانھ وی تیرا پیار کی اپنی جگہ

تُوں دور ہے شائد تیرا فرِشتاں نا نہیں پتو
اِنسان گو لہو پیئے اج اِنسان آکے دیکھ

تیرا در توڑی میری یاداں کا سِلکا
چل چل کے دینہہ رات راہ ہوگیا ہیں

آبھلا چھوڑاں وفا تیں کس نے کیو سر کھلا
تیری توں جانے میری دیوانگی اپنی جگہ

خورے کون میں روتو ڈِٹھو
اج تک فیر نہ آیا اتھروں

جگہ جگہ انسانیت کی قبراں کا کُجھ ائیر دسیں
کسے زمانے یاہ وی شائد بستی تھی انساناں کی

جیتان جی کوئے ناں نہیں لیتو اسمتر اں دیوانا کو
جاتی واری نیکی ساری آویں یاد زمانا نانھ

جے تیری کائے نشانی لیکے اج وی عزرائیل آوے
یاہ جان تیری امانت ہے ہوں دے چھوڑوں اشاراپر

چن کی گوگی سینے لاکے تاراں نال بھروں گو گوجھا
دِل پاگل نا روز،اولیں پات یہ لاوے خورے کون

دُنیا مانھ کوئے اک نہ لبھو جس نا اپنو کہ لیتا
جاتاں مانھ ہُن چھیکا لاویں کتنا تندُ و رشتاں کا

درداں کا میوا دُنیا توں، اِک عُمر اُدھارا کھاہدا تھا
اللہ رکھے غم کا ہم نے، ہُن اپنا بُوٹا پال لِیا

سرگی نال بھیال غماں کا دل مانھ کدے نہ آیا
پچھلے پہر تریل بڑی وہے اس بستی کا رستاں مانھ

کائے حکیمی نہ راس آئی یوہ درد تیرو نہ جان لے لے
میں صدئیں رکھی ہیں کالجہ نال روز گھٹیں تپا تپا کے

کس کس حال زلیخا کولوں دامن آپ بچا کے رکھیو
کوئے معصوم تے شہادت دیگو سچا کی سرکار کے باندے

کل جے کوئے کمادوی لاوے فر نہ روئے دھوئیے
آپ بسالی ہے تیں دل کی پاجا آلی ڈوگی

کم پیارو چم نہیں اس نا یاہ دنیا دورنگی
اس نے تنا بھاء نہیں پچھنو اوڑک اک دھیاڑے

کے ہوؤ جے ناں نہیں لیتو قلم دوات سیاہی تیری
غزلاں مانھ تیرا پر چھاواں، گیت مانھ تیرو پیار ہمیشاں

گھڑی بھاویں نزع کی وہے لفظ میرو بدلسین نہیں
توں اج وی آکے جانیں زندگی میری لکھا لے جا

خوشی مل نہ جائے کائے گذر گیا زمانہ
زمانہ تیں اتھروں چھپاتاں چھپاتاں

صدی گذاریں سکھنے ہتھیں اس راہ کدتک آوے گو
روز کا چناں میرا چن نا،اکدن نال لیایئے توں

میرے نال وفا نہ کی جے ہور کسے نال کرنی کے
یارا جان سلامت تیری میرو پیار خدا کے حوالے

میں تے دُنیا جہان نانھ دسیں تیرا ناں کی یار غزل
کاش کدے توں اپنو کہتو مِنا وی دوچار کے باندے

میں تیری ہر سورۃ آیت رکھی ہے تعویز بنا کے
فر کیوں میرو حرف حرف تیں غیراں مانھ برتا یو چن

میری اکھاں کی تِس نانھ تیرو ساون نہ پرکھ سکیو
نہ مِنا جاچ منگن کی نہ تِنا دین کی آئی

وہ ساون کا جھولا مانھ وی ننگیں پیریں آوے تھو
خورے کن اکھاں نے کھاہدو ابتک فیر نہ آیو چن

یہ درد محبت کا لیکے دوچار قدم وی خاصا وہیں
منزل نہ لبھی عمراں تک جس نے یہ سنگی نال لیا

یہ دُنیا کا دھندا سجنا کدے نہ مُکا، کد مُکیں گا
ہوسکیو تاں فِر اکواری مِل جایئے قُربان اتیراں

آبھلا چھوڑاں وفا تیں کس نے کیو سر کھلا تیری
تیریں تُوں جانے میری دیوانگی اپنی جگہ

ٹھنڈی تے بیشمار وہے محبتاں کی چھاں
اس روگلا چنار ناھ کوئے پالتو نہیں

یاہ مِٹی کی ڈھیری کے بڈیار کرے
نیس ہوا مانھ اُڈے گی مُڑ آوے گی

مجبوری اُنھاں ساراں کو واحد جواب تھو
پُچھے تھی جِتنا میرے توں سوال زِندگی

نیلے نِملوں اوس کی بارش تیرو آنو ایسوں برہیا
پہلا تھا تیں ہور وی کِیا کیوں اتنا احسان اتیراں

میری وفا کو اج تم حساب کے کریں
پتھر وی پوجیا تے خدا کر کے چھوڑیا

تیرو غم نہ بھُلو زمانہ کی تلخیں
میں چھوڑی ہیں ساریں بھُلا بلیں بلیں

؎ دُشمن لکھ ہزار وہیں بھاویں سجن بس دوچار بہتیرا
؎ میریں اکھ سجناں کا گھر دار اُن کی ڈنی دھار اتیراں
؎ یار کی دعوت کرکے انجُم بس ہم نے برتایا اتھروں
؎ دل درویش نہ راضی ہویو اُٹھیں خیر بہتیریں اکھ
؎ کسے اگے اڈیئے نہ جھولی بندیا منگیئے تے رب کی ضا منگیئے
؎ کُوڑ کا پکا بنگلا تکیا سچ کو ڈھارو چوتو ڈِٹھو
؎ تیری گلئیں جے نہ رُلتا کتنا شہر بسایا ہوتا
؎ جس کے ہوتیں قول کیا تھا اسے نال شکایت میری
؎ خالی دیکھ حویلی دِل کی اُس نے آن بسایا اتھروں
؎ خواب مانھ آکے جے مِل جاتو لگتی نہ دوانی تیری
؎ دِل دریا نے آس کا ٹاپُو کِتنی وار ڈبویا وہیں گا
؎ دل درویش نہیں خالی دامن اُجڑی دیکھ نہ حالت میری

؎

جے تیرے تیں چنگی کی قربان نہ کی
یارحیاتی کہڑے مُجرے آوے گی

☆☆☆

ڈاکٹر جاوید راہی

پیدائش: یکم ستمبر 1970ء چنڈک پونچھ

گوجری کا نوجوان شاعر ادیب تے محقق جاوید احمد راہی ستمبر ۱۹۷۰ء مانھ منیا پڑ منیا گوجری مذاحیہ شاعر بابُو نور محمد نورؔ کھٹانہ کے گھر چنڈک پونچھ مانھ پیدا ہویا۔ اس آزاد طبیعت شخص نے بچپن کی سوکھتاں تے اوکھتاں کو لُطف بروبر لیو۔ مطالعہ کی شوقن نکا ہوتاں تیں تھی تے یوں دسی توڑی پوہچن تیں پہلاں ہی اُردو ادب کی چنگی بھُوم ہوگئی تھی۔ پونچھ کالج مانھ تعلیم کے دوران ہی تخلیقی میدان مانھ قدم رکھیو، مجلساں تے مشاعراں مانھ شامل ہون لگا تے ادبی زندگی مانھ نکھار آتو گیو۔ جموں یونیورسٹی تیں ایم اے کرن تیں بعد پرائیویٹ طور پر ''قبائلی زبانوں پر اردو کے اثرات'' کا موضوع پر اسے سال ڈاکٹریٹ مکمل کی ہے۔

راہی ہور تعلیم کے دوران ہی ۱۹۹۴ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی کا گوجری شعبہ مانھ ریسرچ اسسٹنٹ کی حیثیت نال ایسا ملازم ہویا جے تخلیقی میدان کو رستو ہی بسر گیو۔ گوجری زبان تے ادب یوں کھنگالنو شروع کیو جے انھاں نے تحقیق کا فن مانھ کُجھ نواں اضافہ کرن تیں علاوہ ایسی موہی کھولی ہیں جہڑی آن آلاں واسطے دل چسپی کو باعث وی بنے گیں۔

پچھلا سالاں مانھ جاوید راہی ہوراں نے چھ ست کتاب گوجری ادب کے ناں کی ہیں جنھاں مانھ ''گُوجر شناخت کا سفر''، ''لوک ورثو''، ''گوجری لوک گیت''، ''ہندی گوجری ڈکشنری''، ''گوجری لوک وراثتی ڈکشنری'' تے ''گُوجر انسائیکلو پیڈیا'' شامل ہیں۔ لوک ادب کا موضوع پر ڈاکٹر غلام حسین اظہر تے راہی ہوراں تیں بغیر اتنو انفرادی کم کسے ہور شخص نے نہیں کیو تے یوں وی گوجری ادب مانھ کسے خاص موضوع پر لکھن آلاں مانھ انھاں

تیں اگے صرف ڈاکٹر صابر آفاقی تے ڈاکٹر رفیق انجم ہی نظر آویں۔ انھاں نے ڈرامہ تے تحقیق مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی تیں انعام وی حاصل کیا ہیں۔

تحقیق تیں علاوہ جاوید راہی ہوراں نے کُجھ کامیاب ڈرامہ وی کیا ہیں۔ شاعری گھٹ کی ہے مگر چھوٹی بحر مانھ صاف سُتھری تے معیاری غزل لکھی ہیں۔ تخیل مانھ سروری کسانہ تے خوشدیو مینی کے قریب سئی لگیں۔ گوجری ادب ان کی شعری تخلیق کو مُدت تیں اڈیکوان ہے۔ ادبی سفر مانھ راہی ہور، نور محمد نور، ڈاکٹر انجم، نسیم پونچھی تے اقبال عظیم کے قریب ضرور رہیا وہیں گا پر انھاں نے کسے کی تقلید نہیں کی تے اپنے واسطے آپ رستا تلاش کیا ہیں۔ اجکل کلچرل اکیڈمی ماچیف ایڈیٹر کی حیثیت نال کم کریں لگاوا۔

گوجری ادب تے قوم کی خدمت کو جنون انھاں نا اک جا ٹکن نہیں دیتو تے ویہہ نت نواں موقع تلاشتا رہیں۔ اسے جذبہ کے تحت اجکل ٹرائبل ریسرچ تے کلچرل فاؤنڈیشن قائم کر کے مرکزی تہذیب کی وزارت کا تعاون نال کُجھ نواں منصوباں پر کم کریں لگاوا۔ جے اُن پر سیاست آلاں کو پچھاووں نہ پیوتاں وہ گوجری ماں کو حق انشا اللہ کسے نا نہیں گو پن دیسیں۔ کلام کا نمونا:

ق:

خوشبو یاد پرانی بنڈے — گھر گھر رات کی رانی بنڈے
دل درویش نہیں اپنے جوگو — لوکاں نا سُلطانی بنڈے

غزل:ا

وہ بدل جے برہیو ہوتو — آس کو بھانڈو بھریو ہوتو
ہوں دُکھ مانھ نہ ڈُبتو جیکر — اُن اکھاں مانھ تریو ہوتو
ہوتو میرو عشق وی اُچو — جے سُولی پر چڑھیو ہوتو
جے اشمانوں اگ نہ برھتی — آس گو بُوٹو ہریو ہوتو
مرن تیں بعد ہوں سوچن لگو — تیرا در پر مریو ہوتو

غزل:۲

یوہ احسان وی تم کر دیتا آس کا پنچھی نا پر دیتا
جے جھولی مانھ سل نہ ہوتا ہوں اڈتو تے ویہ بھر دیتا
بھار غماں کو بھاروتھو جے ہوں چا لیتو تم دھر دیتا
ہم بے گھر نہ پھرتا جیکر دِل کو سوہنو جو گھر دیتا
جے ہم ہار پھُلاں کا ہوتا ویہ وی سِر نیووں کر دیتا

غزل:۳

کیسی آفت آن پئی ہے کُل بستی سنسان پئی ہے
جد توں تم میرے گھر آیا تد جسم مان جان پئی ہے
ہوں تے چُپ ہاں فرکیوں پھاہی میرا گل مانھ آن پئی ہے
اک دنیا مانھ جأ نہیں لبھتی اک دُنیا ویران پئی ہے
کون سیانے لاش وفا کی رستا مانھ انجان پئی ہے

غزل:۴

کالی رات انھیرا منگیا ہم نے درد خھیرا منگیا
اسکے ہتھ وی ککھ نہ لگو جس نے لو سویرا منگیا
دُنیا دیکھی پر جد منگیا اُن گہلاں کا پھیرا منگیا
ہم نا کون خرید سکے گو ہم تے ہاں بس تیرا منگیا
تیروسنگ تے موت کی منزل رستا خوب لمیرا منگیا

غزل:۵

مُڑ مڑ اپنے اندر دیکھوں کتنی وار سمندر دیکھوں
ہوں سودائی اپنا دل نا تیرے ہاروں کر کر دیکھوں
توں تے بس میرے گھر آیو تیری خوشبو گھر گھر دیکھوں
ہوں منصورؔ نہیں ہاں فر وی کیوں نہ ہوں سولی چڑھ دیکھوں
کد تک تیری آس کو رستو زہر پیالا بھر بھر دیکھوں

غزل:٦

ناصح کانہہ نا کرے نصیحت اک دن ایسو آوے گو
دیکھ کے توں وی اُس کافر ور آپ ایمان لیاوے گو

حال میرا پر ہس لے بھاویں پر اتنو بھُل جایئے نہ
درد مانھ توں وی غزل میری نا اپنے ہوٹھیں لاوے گو

اپنی گل ہے جھڑی کہ لے یاہی وار ہے تنا
بے قدراں کا شہر مانھ کہڑو دوجو پھیرو لاوے گو

اج بھاویں وہ میرو نہیں پر جن جن راہیں ٹُریا تھا
تک کے منا ان راہاں پر دوروں ہتھ گھماوے گو

ہر کوئے پیار کو دشمن دسے ہر اک یار زمانہ گو
کون کسے کا درد نا راہیؔ سینہ کے سنگ لاوے گو

باب ۶

گوجری کو نثری ادب

گوجری نثری ادب: اک تعارف

عالمی ادب گواہ ہے جے نثری ادب سوچ مانھ پہلاں آوے تے تحریر مانھ پچھے۔ گوجری جہڑی صدیاں پرانی زبان ہے اس نال وی یاہی برتی۔ قدیم گوجری ادب سارا کو سارو شاعری کی صورت مانھ ہے۔ تے ملا وجہی کی ''سب رس'' تیں سوا ہور کائے نثری تحریرا کھ مانھ گھلن جوگی وی نہیں موشر ہوتی، تبصرو کرنو تے دور کی گل ہے۔

جدید گوجری ادب کی ابتدا بیہویں صدی کے نال ہی ہوئے تے ات وی شاعری کی حکمرانی سئی لگے۔ اس صدی کا وی پہلا پنجاہ سال مانھ لکھی جان آلی گوجری کو کوئے نثری نمونو نہیں لبھتو۔ تے اسطرح ثابت یاہ ہوئے جے گوجری کو نثری ادب ۱۹۵۰ء تیں بعد کی پیداوار ہے۔ اس دور مانھ تحریری کوشش کرن آلاں مانھ سروری کسانہ مرحوم کو ناں بڑو اہم ہے۔ جنہاں نے ۱۹۵۵ء مانھ 'نوائے قوم' اخبار کے ذریعے گوجرا مسائل ابھارنا شروع کیا۔ حوالہ کا طور پر اس دور مانھ چوہدری دیوان علی، مولانا مہرالدین قمر تے چوہدری وزیر محمد ہکلہ ہوراں کی لکھتاں کو ذکر تے آوے پر انہاں کی کائے وی تحریر تبصرہ واسطے دستیاب نہیں۔

نثری ادب کا جہڑا انمونا لبھیں ان مانھ سب توں پرانی تحریر غلام احمد رضا مرحوم کو ڈرامو 'مہارو پیر' ہے۔ جہڑو مولانا ذبیح مرحوم کا کہن موجب ۱۹۶۰ء کے قریب لکھن ہو یو تھو۔ اس کا کجھ اک حصا ۱۹۶۵ء مانھ سروری کسانہ مرحوم کا رسالہ گوجر دیس مانھ وی شائع ہوا تھا۔ اس رسالہ کا اجراع نال گوجری کا نثری ادب کو وی آغاز ہوؤ۔ یوہ رسالو بھاویں تمدینہ کا بدل ہاروں ٹھک ٹھک کے شائع ہوتو رہیو پر گوجری ادب واسطے اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ کیونجے اس مانھ گوجری تحریر نظر آن لگ پئیں تھیں، ۷۱۔۱۹۷۰ء مانھ جدا سکی ادارت اقبال عظیم تے نسیم پونچھی کے ہتھ آئی تاں اسکا اداریہ وی باقاعدہ گوجری مانھ شائع ہوا۔ جہڑا گوجری کا نثری ادب واسطے نیں کا پتھر کی حیثیت رکھیں۔ اسے دور کو رانا فضل حسین تے نسیم پونچھی کے بشکار شروع ہون آلو چٹھی پتر کو سلسلو وی نثری ادب مانھ اہم درجو رکھے۔

۱۹۶۵ء مانھ پاکستاں کا ریڈیو سٹیشن تراڑکھل تے مظفرابادتیں گوجری پروگرام شروع ہون نال نثری ادب ناچنگو جھوٹو لگو تے فراسکی دیکھادیکھی جدسرینگر (۱۹۶۹ء) تے جموں (۱۹۷۵ء) کا سٹیشناں تیں گوجری پروگرام شروع ہویا تاں نثری تحریراں مانھ ہور باقاعدگی آ گئی۔ اس عرصہ مانھ انشائیہ، کہانی، ترجمہ تے تحقیقی مضمون نشر ہون نال نثر مانھ جہڑی پکیائی آتی گئی اس پر ریاستی کلچرل اکیڈمی کی کوششاں نال ایسونکھار آیو جے ملکی تے بین الاقوامی معیار کی چیز لکھی جان تے شائع ہون کو سلسلو وی شروع ہو گیو۔ جدکہ ریڈیو کے ذریعے نشر ہون آلیں تحریر محفوظ نہیں تھی رہ سکیں تے ہوا مانھ کھِنڈ پھُٹ جائیں تھیں۔

۱۹۷۵ء مانھ ہندوستانی وزیراعظم محترمہ اندرا گاندھی تے شیخ عبداللہ مرحوم کے درمیان ہون آلو سمجھوتو گجراں کی طرح گوجری زبان تے ادب واسطے وی سُکھ کو سنیہو لیکے آیو۔ گوجراں کی مجموعی طرقی واسطے 'گوجر ایڈوائزری بورڈ' قائم ہوؤ جس کی پہلی وائس چیر پرسن کے طور محترمہ بیگم اکبر جہان نے اپنی مادری زبان کو حق ادا کرتاں کھُل کے اس زبان کی ترقی تے ترویج واسطے کم شروع کروایا۔ اسے تیں بعد سرکاری طور پر گوجری تے گوجراں نال ہمدردی کے طور ریاستی سطح پر گوجری کلچرل کانفرنس ہون لگیں جنہاں مانھ کئی معیاری تحقیقی مقالا پیش ہوا جہڑا بعد مانھ اسداللہ وانی ہوراں نے جمع کر کے اکیڈمی توں 'گوجر اور گوجری ' کا ناں نال شائع کیا تھا۔ دراصل یہی کانفرنس سال ۱۹۷۸ئمانھ کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھولن کی بنیاد بنی۔ گوجری واسطے ان بنیادی کوششاں ماں کلچرل اکیڈمی کا لائق تے باصلاحیت سیکریٹری خواجہ محمد یوسف ٹینگ ہوراں کو بڑو اہم حصو ہے جنھاں نے بعد کا دور ماں وی گوجری قافلہ کی رہنمائی جاری رکھی ہے۔

صحیح معناں مانھ گوجری کا نثری ادب کی تحریری خدمت ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کے نال ہی شروع ہوئی جس مانھ گوجری لوک کہانیاں کا مجموعہ شائع ہون کے نال قوم تے زبان پر تحقیقی مضمون، کہانی تے افسانا، ڈرامہ تے انشائیہ لکھن ہون لگا تے نالے تحریری شکل مانھ محفوظ وی۔ تعداد کا لحاظ نال گوجری کہانیں، تحقیقی مقالا تے انشائیا غالبًا دو جی

چیزاں تیں زیادہ لکھن ہوا ہیں پر کتابی صورت مانھ اسطرح کی صنف دیکھن نا اجھاں گوجری اکھ تسائی ہیں۔ ہاں اگر گل معیار کی کی جائے تاں مایوس ہون آلی کائے گل نہیں۔ رضا مرحوم کا ڈرامہ 'مہارو پیر' تے رانا فضل ہوراں کا ڈرامہ 'روشنی' سمیت جموں کشمیر مانھ لکھیا تے سٹیج کیا گیا ڈراماں دیکھن آلاں نے مچ پسند کیا تے کئیاں نا ڈرامہ فیسٹیول مانھ انعام وی ملیا ہیں۔ اسے طرح گوجری کہانیں وی بین الاقوامی معیار کی ہیں تے ویہ کسے وی ترقی یافتہ زبان کا ادب نال اکھ بھڑا سکیں۔

گوجری نثری ادب مانھ سب توں پہلاں تحریری طور پر شائع ہون آلو رضا مرحوم کو ڈرامو 'مہارو پیر' تے دوجی تحریر تھی رانا فضل حسین کی تحریر 'رت کا نشان'، جہڑا نثری ادب مانھ بنیادی حیثیت رکھیں۔ مولانا مہرالدین قمر کو کتابچو 'گوجری ادب' کا ناں نال ۱۹۶۶ء مانھ شائع ہوؤ جس مانھ گوجری ادب پر اک گوجری مضمون شامل تھو۔ اس تیں بعد کلچرل اکیڈمی (۱۹۷۸ء) کی طرفوں گوجری لوک کہانیاں کا مجموعہ شائع ہوا تے تحقیقی مضمون 'مہارو ادب' ناں کا سالنامہ مانھ ہر سال شائع ہون لگا۔ نجی طور پر پہلی نثری کتاب اے کے سہراب نے ۱۹۸۶ء مانھ 'چون' کا ناں نال شائع کی جس مانھ انھاں کا لکھیا وا چار ڈراماں شامل تھا۔ ۱۹۹۱ء مانھ چوہدری غلام رسول اصغر نے گوجری کو پہلو تہین تک کو آخری ناول 'آخری سہارو' چھاپیو جد کہ ۱۹۹۶ء مانھ ڈاکٹر رفیق انجم کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' شائع ہوئی جہڑی گوجری کہانیاں کی پہلی کتاب ہے۔ اسے سال نسیم پونچھی ہوراں نے مولانا علی میاں ندوی کی کتاب 'کاروان مدینہ' کو گوجری ترجمہ 'مدینی قافلو' کا ناں نال کیو جہڑو کلچرل اکیڈمی نے چھاپیو۔ ۱۹۹۶ء مانھ ہی ڈاکٹر رفیق انجم نے گوجری ادب پر پہلی تاریخ لکھی جہڑی ریاستی کلچرل اکیڈمی نے ۲۰۰۰ء مانھ گوجری ادب کی 'سنہری تاریخ' کا ناں نال شائع کی۔ یاہ وی تحقیقی میدان مانھ اپنا موضوع پر پہلی کتاب ہے۔ اس توں بعد سرور چوہان ہوراں نے اپنی نثری کتاب 'کھوٹا سکا' ۲۰۰۳ء مانھ چھاپی جد کہ سال ۲۰۰۴ء مانھ امین قمر کی کہانیاں کی کتاب 'چانن' شائع ہوئی۔ ڈاکٹر رفیق انجم کی گوجری کہاوتاں کی کتاب 'مہارا اکھان مہاری پچھان' تے منشاء خاکی تے ڈاکٹر

رفیق انجم کی سانجھی کتاب 'گوجری گرائمر' نثری ادب مانھ نواں اضافہ ہیں۔ اسے سال گوجری کا نثری ادب مانھ اہم ترین اضافو 'قران پاک کا گوجری ترجمہ تے تفسیر' کو کم ہے جہڑو مولانا فیض الوحید نے شائع کروایو ہے تے اسو یلے عوام واسطے دستیاب ہے۔ اسے سال پاکستان توں سعید بانیاں کی کہانیاں کی کتاب 'دل کا تارا' شائع ہوئی تھی۔ اس تیں بعد حسن پرواز ہوراں کو الفارق کو گوجری ترجمہ سال ۶ ۔۲۰۰۵ء مانھ تے مولانا امین مدنی ہوراں کو کیو وو قران پاک کو گوجری ترجمہ ۷ ۔۲۰۰۶ء مانھ شائع ہوؤ ہے۔ ڈاکٹر رفیق انجم کی گوجری لکھاڑیاں بارے اک کتاب 'لعلاں کا بنجارا' وی اسے سال شائع ہوئی۔ تے ہور جہڑی کتاب اس عرصہ ما چھاپے چڑھیں ہیں ان مانشا خا کی مضمون تے مرزا خان وقار کی کہانیاں کی کتاب کالاحرف شامل ہیں۔

ان کتاباں تیں علاوہ شیرازہ گوجری تے مہارو ادب کا ان خصوصی شماراں کو ذکر ہوں ضروری سمجھوں جہڑا لوک ادب نمبر، مشاہیر نمبر، افسانہ نمبر، سروری کسانہ نمبر، ابرار احمد ظفر نمبر تے لوک کہانیاں کا ناں نال شائع ہوتا رہیا ہیں۔ ان کتاباں مانھ شائع ہون آلا تحقیقی مضموناں مانھ بھاویں کوئے ربط نہیں پر یہ آن آلا دِناں کا کسے وی محقق واسطے رہنمائی تے بنیادی مواد (Raw material) ضرور مہیا کریں۔

اس طرح تحریری طور پر شیرازاں تے کتاباں کی صورت مانھ جہڑو نثری ادب اج مہارے سامنے موجود ہے اس نا تفصیلی طور پر بیان کرن واسطے کجھ اس طریقے تقسیم کیو جا سکے:

۱۔ ڈرامہ تے ناول،
۲۔ کہانی تے افسانہ
۳۔ تحقیقی مضمون تے کتاب
۴۔ گوجری قواعد تے لسانیات،
۵۔ اداریا تے پیش لفظ،
۶۔ انشائیہ تے طنز و مزاح
۷۔ ترجمہ
۸۔ چٹھی پتر
۹۔ لغت سازی
۱۰۔ گوجری صحافت

ا۔ڈراماتے ناول

ڈراموتقل کوناں ہے تے نقل انسانی فطرت مانھ شامل ہے۔اس واسطے اس گل مانھ کسے نا کوئے تعجب نہیں ہونو چاہیئے کہ ڈرامہ کی تاریخ اتنی قدیم ہے جتنی انسانی زندگی یا انسانی تہذیب۔ڈراموانسانی زندگی کا بکھ بکھ رنگاں کی منظرکشی کوبہترین ذریعو ہے جس مانھ انسانی کرداراں کی عملی حرکات کے ذریعے دیکھن یا سنن آلا کا ذہن پر کائے حقیقت چِتری جائے۔اسے گلوں اسکوتاثر دیر تک تے دور تک انسان کے سنگ رہے۔تاریخ دیکھی جائے تاں ثابت ہوئے کہ ڈرامہ کووجودقدیم تہذیباں مانھ موجودتھو۔کُجھ لوکاں کوخیال ہے ڈرامہ کو فن یونان تیں باقی دنیا مانھ پھیلیو پر یاہ پوری سچائی نہیں۔حقیقت یاہ ہے کے ہرعلاقہ کی اپنی اپنی تہذیب رہی ہیں جن مانھ باقی ثقافت تے ادب کی طرح ڈرامہ کوفن بھی اپنے اپنے طور جمو تے پلتو رہیو ہے۔اسکی اک مثال سنسکرت ڈرامہ کی روایت ہے جہڑی خالص ہندوستانی روایت تھی تے اس پر کسے یونانی یامغربی تہذیب یاروایت کواثرنہیں سئ لگتو۔

کہانی کی طرح ڈرامہ کی صنف وی گوجری واسطے بڑی موزوں سئ لگے۔کیوں جے ان دوہاں کومتعلقہ مواد گوجرا ماحول تے لوک ادب مانھ پہلاں توں موجودتھو۔لوک ادب مانھ گوجری لوک کہانی تے لوک باراک مستقل خزانو ہے جن مانھ ان بہادر گوجر سپوتاں کی کہانیں نسل درنسل زبانی چلتی آویں تے یہ داستان سنتاں ہی اگلا کا ذہن پر واقع کواک نقشو بنتو جائے۔اس طرح گوجرا ماحول کا انسان ناجہڑا تعلیم یافتہ نہیں،انھاں نا ڈرامہ دیکھن تے سنن نال بڑی دلچسپی تھی۔یاہی وجہ ہے کہ جدید گوجری ادب کی چڑھت نال ڈرامہ لکھن تے پیش کرن مانھ بڑی تیزی آئی۔یاہ مہارے واسطے نویں ہوسکے پران بزرگاں واسطے نویں چیز نہیں تھی جہڑا پہلی پیہڑی کا تھا تے کئیاں نے ڈرامہ دیکھ کے اس گل کواظہار وی کیو جے

اسطرح کا ڈرامہ ہم وی ڈھوکاں بہکاں مانھ کرتا رہیا ہاں۔ اس توں ثابت ہوئے جے موجودہ تحریری ادب تیں پہلاں وی گوجری مانھ لوک ڈرامہ کو وجود تھو پر اس گل نا تحقیقی طور پر ثابت کرن واسطے مزید گوڑھی تے سنجیدہ کوششاں کی ضرورت تے گنجائش ہے۔

اُردو ادب کا ماہر یاہ گل تسلیم کریں جے اردو مانھ ادبی ڈرامہ کو رواج بیہویں صدی کی شروعات مانھ ہویو۔ تے واجدؔ علی شاہ (رادھا کنہیا) تے امانتؔ لکھنوی (اِندر سبھا) اُردو ڈرامہ کا موہریا منیا جائیں۔ ویہہ یاہ حقیقت وی تسلیم کریں کہ اُردو ڈرامہ کے پچھے سنسکرت ڈرامہ کی روایت تھی۔ یاہ وی حقیقت ہے جے سنسکرت تیں بعد پراکرت تے فروسطی تے شمالی ہندوستان مانھ اُردو کی چڑھت تیں پہلاں تقریباً دس صدیاں تک گوجری ادب کو دور رہیو ہے، جس نا قدیم گوجری ادب کہیو جا سکے۔ فریاہ گل ذری اوپری سئی لگے جے ہندوستانی ڈراموسنسکرت تیں بعد اچانک کِت غائب ہو گیو تھو تے کسطرح فر بیہویں صدی کا شروع مانھ اُردو مانھ آن پیدا ہوئے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ قدیم گوجری ادب مانھ وی ڈرامہ کی روایت رہی ہوئے پر اس واسطے مزید تحقیق کی گنجائش تے ضرورت ہے۔ اس گلوں ایسا کسے امکان کو بوہواک دم بند کر چھوڑنو مناسب نہیں لگتو۔

جدید گوجری ادب مانھ باقاعدہ طور پر ڈرامہ لکھن کو رواج ۱۹۵۰ء توں بعد کو ہے تے سب توں پہلو ڈراموجہڑو نظر آوے، وہ غلام احمد رضاؔ مرحوم کو گوجری ڈراموُ 'مہارو پیرُ' ہے۔ یوہ اسٹیج ڈراموُ ۱۹۶۲ء کے نیڑے تیڑے لکھن ہویو تے اسکی کجھ قسط بعد مانھ سروریؔ کسانہ مرحوم کا 'نوائے قوم' تے 'گوجر دیس' مانھ ۱۹۶۴ء مانھ شائع ہوا۔ یوہ ڈراموا س دور مانھ کئی جگہ پیش ہویو تے لوکاں نے پسند وی کیو۔ کیونجے اس کو موضوع لوکاں کے دل لگے تھو۔ شاہوکاراں تے نقلی پیراں کے ہتھوں عام گوجر نال جو برتاء ہوئے تھو اسکو نقشو اس ڈرامہ کو اصل موضوع تھو۔ اتفاق کی گل ہے جے اس ڈرامہ کا مکالمہ گوجری مانھ مزاح نگاری کی وی ابتدا منیا جائیں۔ اس ڈرامہ کو

ریڈیائی رُوپ بعد مانھ پاکستان کا ریڈیو سٹیشناں تیں وی نشر ہوتو رہیو ہے۔ اسطرح انگریزاں کا زمانہ مانھ ہندوستانی تھیٹر پر جہڑا خوشگوار اثر پیا تے ہندوستانیاں نے انگریزی ادب، تحقیق تے ڈرامہ کا جہڑا اصول اپنے واسطے اپنایا انھاں کو چھاملو گوجری مانھ وی نظر آوے۔

ریڈیائی ڈراما: گوجری ڈراما کی شروعات تے ترقی مانھ ریڈیو کو سب تیں اہم رول ہے۔ ہر زبان کا ریڈیو ڈرامہ لکھن کی پہل انھاں ہی لوکاں نے کی جہڑا پہلاں توں ریڈیو مانھ نشریاتی فرض نبھاویں تھا تے مختلف زباناں مانھ پیش ہون آلا ڈراماں کا اسلوب تے اصولاں تیں واقف تھا۔ تے یاہ گل گوجری واسطے وی ہو بہو سچ ثابت ہوئی۔ پاکستان کا ریڈیو سٹیشن تراڑکھل (۱۹۶۵ء) تے مظفر آباد (۱۹۶۷ء) تیں گوجری نشریات شروع ہوئیں تاں ریڈیائی ڈرامہ تے جھلکیاں کو سلسلو وی شروع ہو گیو۔ رانا فضل ہوراں کو اک ڈرامو 'روشنی' بہت مشہور ہو یو جس نا پہلو ریڈیائی ڈرامو ہون کے نال نال پہلو قومی ایوارڈ وی ملیو۔ تے اس نال گوجری لکھاڑیاں مانھ ڈرامہ لکھن کو رجحان وی پیدا ہو یو۔ اس توں بعد رانا فضل حسین، طاؤس بانہالی تے رانا غلام سرور ہوراں کا بہتیرا ریڈیائی ڈراماں ان سٹیشناں تیں نشر ہوتا رہیا ہیں۔ ان ڈراماں مانھ آزادی تے مُلکی تقسیم کا موضوع نمایاں سہی لگیں تے یہ تلخیں انکی ذاتی زندگی کی وی ترجمان ہیں۔ اس توں علاوہ سماجی بے دردیاں تے نابرابری، تعلیم آلے پاسے رغبت تے بیاہ شادیاں مانھ ہون آلیں بے قاعدگی وی موضوع بنی ہیں۔ سرینگر (یکم نومبر ۱۹۶۹ء) تے جموں (۸ جون ۱۹۷۵ء) تیں گوجری نشریات شروع ہوتاں ہی اُن کی دیکھو دیکھی اِت کا ریڈیو سٹیشناں نے ریڈیائی ڈرامہ کو یوہ سلسلو ہور اگے بدھایو۔ سرینگر تیں اے کے سہراب نے حمید کسانہ کا ریڈیائی ڈرامہ 'نکا کی اڑی' نال شروعات کی تے فِر غلام حسین صیاؔء کا ڈرامہ 'پیر کی مرگ' تیں بعد سہراب صاحب نے 'مہندی' نال ڈرامہ نگاری کی شروعات کی۔ ریڈیو کشمیر جموں کو اک سلسلہ وار ڈرامو 'مقدم' برابر پنج سال تک چلتو رہیو۔

اسٹیج ڈراما: ۱۹۷۸ء مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبہ کا قیام کے نال ہی وہ یہ ڈرامہ تحریری شکل مانھ وی شائع ہون لگا جہڑا پہلاں ریڈیو کے ذریعے ہوا مانھ اُڈ جائیں تھا، تے نالے گوجری کانفرنساں تے علاقائی پروگراماں مانھ اسٹیج ڈراماں با قاعدگی نال شامل کیا جان لگا۔ اسطرح فردوس ڈرامہ کلب آورہ کی طرفوں، گلاب دین طاہر کو لکھیو وو گوجری کو پہلو اسٹیج ڈرامو ''اندھیرا مانھ لو' مارچ ۱۹۸۰ء کی گوجری کلچرل کانفرنس مانھ جموں کا ابھینو تھیٹر مانھ پیش ہوؤ۔ اکتوبر ۱۹۸۰ء مانھ ٹیگور ہال سرینگر مانھ بابو نور محمد نور کو ڈرامو 'تحصیلدار کی عدالت' تے اقبال عظیم کو 'غماں کی سلو' پیش ہوا۔ اس تیں بعد گوجری اسٹیج ڈرامو کو بیڑو ٹھل پیو تے کئی ہور لکھاڑی وی باندے آیا جن مانھ شامل تھا غلام رسول آزاد، چودھری قیصر دین قیصر سرور چوہان تے عبداللطیف فیاض۔ ان کا لکھیا واکئی ڈرامہ گوجری کانفرنساں مانھ پیش ہوا۔ فرجد کلچرل اکیڈمی نے ڈرامہ نگاراں کی حوصلہ افزائی کو سلسلو شروع کیو تاں ڈرامہ کا فن مانھ ہور فنی مہارت آن لگ پئی۔ ان حضرات کا لکھیا واڈرامہ تے جھلکیں کئی کانفرنساں مانھ پیش کیا گیا جہڑا دیکھن آلاں نے مچ مچ پسند کیا تے یہ تحریرا جھاں وی شیرازہ گوجری کا برقاں پر چتری وی موجود ہیں۔ اس دور (۱۹۸۰ء) مانھ کئی ڈرامہ کلب وی بنیا جن مانھ گلاب دین طاہر ہوراں کی سربراہی مانھ قائم ہون آلو 'فردوس ڈرامہ کلب آوارہ' تے بابو نور محمد نور ہوراں کو 'نشاط ڈرامہ کلب چنڈک' دو اہم ناں ہیں تے حق بات یا ہی ہے جے جموں کشمیر مانھ گوجری ڈراما کی شروعات تے ترقی مانھ گلاب دین طاہر تے نور محمد نور ہوراں کی قربانی شامل ہیں جھاں کو اعتراف ضروری ہے۔ پر سچ یوہ ہے جے اکیڈمی کا گوجری شعبہ نا اج تریہہ سال پورا ہون پر کدے ڈرامہ کو جائزو لیو جائے تاں گوجری کا اسی ۸۰ فیصدی ڈرامہ پہلا دساں سالاں مانھ تحریر ہو یا ہیں تے اس میدان مانھ اج وہ جوش جذبو نظر نہیں آ تو جہڑو پہلا دور مانھ تھو۔ تے اس دور کا قائم ہون آلا ڈرامہ کلب وی ہن ٹھنڈا پے گیا ہیں۔ تے ڈرامہ کا میدان کا سب

توں کامیاب شخص عبداللطیف فیاض ہور وی اس فن مانھ ایسا رجھیا تے ایسا بلند ہویا جے گوجری تیں مچ دور ہوگیا تے گوجری ترستی رہ گئی۔

تعداد کا لحاظ نال سب توں زیادہ ڈرامہ رانا فضل حسین راجوروی، قیصر دین قیصر، نور محمد نور، طاؤس بانہالی تے رانا غلام سرور نے لکھیا ہیں پر ڈرامہ ناتحریری تے کتابی شکل مانھ باندے لیان مانھ پہل کی جناب اے کے سہراب نے اپنا چار ریڈیائی ڈراماں کو مجموعو 'چون' شائع کر کے۔ جہڑو ۱۹۸۶ء مانھ چھاپے چڑھیو تے اس پر انھاں نا اکیڈمی ایوارڈ وی ملیو۔ پار لے پاسوں رانا غلام سرور صحرائی کا دس گوجری ڈراما کو مجموعو شائع ہون کی خبر ہے پر یاہ کتاب اجھاں تبصرہ واسطے دستیاب نہیں ہوسکی۔ مجموعی طور پر اس عرصہ مانھ لکھیا جان آلا یا پیش ہون آلا ڈراماں مانھ سماجی پسماندگی تے گجراں نال دوجی قوماں تے سرکار کو ناروا سلوک تے نال نال اصلاحی تے تعلیم آلے پاسے بیداری کا مضمون شامل تھا۔

۱۹۹۰ء تیں بعد اسٹیج ڈراما کا میدان مانھ جہڑا نواں لکھاڑی شامل ہویا ان مانھ طارق فہیم، اقبال ظفر، شوکت نسیم تے خالد وفا شامل ہیں۔ ان نوجوان تے باصلاحیت لکھاڑیاں نے کئی گوجری ڈراما لکھیا تے کامیابی نال اسٹیج کروایا ہیں۔ ان نوجواناں نے گوجری مانھ DramaStreet کو رواج وی کامیابی نال شروع کیو ہے۔ اجکل جہڑا نواں ڈراما کلب وجود مانھ آیا و یہہ ہیں 'اثر ڈراما کلب کالاکوٹ' تے 'ظفر ڈراما کلب' بھالی بیلہ شو پیاں۔ اسطرح اک لمی خاموشی تیں بعد ہن گوجری مانھ ڈرامہ نگاری کو سلسلو اسٹیج ڈرامہ، ریڈیائی ڈرامہ تے ٹی وی ڈرامہ کی صورت مانھ زور پکڑے لگو وو۔ تے اسو یلے سب توں فعال ڈراما کلب 'اثر ڈراما کلب' کالاکوٹ ہے جس کا نوجوان لکھاڑی تے فنکار بڑا جوش جذبہ نال اپنی قومی ذمے داری نبھاویں لگا وا۔

ٹی وی ڈراما: پھر ۲۰۰۱ء مانھ دوردرشن تیں گوجری ڈراماں کو سلسلو شروع ہو یو جس مانھ جاوید راہی (شنگراں کا باسی تے سانجھا دُکھڑا) حسن پرواز (ککھاں کی کُلی تے نُور و)، غلام رسول اصغر تے کے ڈی مینی ہوراں کا لکھیا واکئی ڈراما قسط وار نشر ہو یا۔ تے یو سلسلو بلیں بلیں جاری ہے۔ ان تیں علاوہ وی کئی تنظیماں کی طرفوں گوجر اکلچر نا بیان کرن واسطے کئی ٹی وی ڈراما دسیا گیا ہیں پر ان مانھ زبان تے ثقافت نال انصاف نہیں ہو سکیو بلکہ کجھ اک ڈراما تے قابلِ اعتراض تے اس سادہ قوم نال مذاق سئی لگیں۔ گوجری کی واحد ٹیلی فلم کو مسودو اجھاں تک دوردرشن سرینگر مانھ دھوڑ بیٹھ دبن ہو یو وو ہے جہڑی ڈاکٹر رفیق انجم نے ۱۹۹۶ء مانھ 'مریاں ڈھینڈی' کی لوک داستان نا سامنے رکھ کے لکھی تھی۔

شیرازہ گوجری مانھ شائع ہون آلا سب ڈراماں کی زبان، پلاٹ، تکنیک تے فنی خوبیاں یا خامیاں کا تجزیہ کئی لکھاڑیاں نے اپنا اپنا انداز مانھ کرن کی کوشش کی ہے جن مانھ غلام حسین اظہر، اے کے سہراب، گلاب دین طاہر، عبداللطیف فیاض تے پرویز احمد کا ناں آویں۔ پر سچی گل یاہ ہے جے گوجری ادب مانھ ڈرامہ کا معیار کی پرکھ واسطے صرف گنیا گٹیا اصولاں کی نہیں بلکہ نفسیات تے ساجیات کا علم کی وی لوڑ سئی لگے۔ تے اس واسطے اس میدان کا کسے ماہر کے نال نال کجھ مہلت کی وی ضرورت ہے۔ اس مانھ کوئے شک نہیں جے گوجری ڈراموانھاں ہی لوکاں نے لِکھیو ہے جہڑا پہلاں اُردو زبان جانے تھا پر یوہ اک محض اتفاق ہے ورنہ جہڑا ڈرامہ لکھیا گیا ہیں انھاں پر اُردو ادب کا اثرات تے فنی باریکیاں کی قبولیت کے بجائے گوجرا ماحول کو زیادہ اثر ہے تے گوجری ڈرامہ مانھ جہڑی ترقی ہوئی ہے واہ کسے مطالعہ یا قاعدہ کے بجائے لکھاڑیاں کا ذاتی تجرباں کی بنیاد پر ڈرامہ دیکھن آلاں کی پسند تے

Response کی بنیاد پر ہوئی ہے۔

ڈرامہ کا فن نا مقبول تے عام کرن واسطے ریاستی کلچرل اکیڈمی نے ہر سال ڈرامہ فیسٹیول تے سب زباناں مانھ لکھیا جان آلا ڈراماں نا سالانہ انعام دین کی سکیم وی شروع کی وی ہے جس کے تحت ہن توڑی گلاب دین طاہر، اے کے سہراب، طارق فہیم، جاوید راہی حسن پرواز تے اقبال ظفر نے اپنا اپنا ڈراماں پر انعام وی لیا ہیں۔

مختصر یوہ کہ گوجری مانھ ڈراما کو جتنو وسیع تے زرخیز میدان تھو اس کے مطابق محنت نہیں ہوسکی پر اس سب کے باوجود گوجری مانھ جتنا چنگا ڈرامہ لکھن ہو یا ہیں انھاں کو انداز و تخلیق کاراں کا کجھ اک ڈرامہ پڑھ کے لایو جاسکے۔ مثال کے طور گلاب دین طاہر کو 'اندھیرا مانھ لو' تے 'کراٹھ'، اقبال عظیم کو 'غماں کی سلو، قیصر ہوراں کو 'سرحداں کا راکھا تے 'قسمت کا لیکھ'، سہراب صاحب کو 'مہندی' تے کرتُوت' چوھدری طالب حسین کو 'بھویرو'، نور محمد نور کو 'تحصیلدار کی عدالت' تے چالاک نوکر' عبدالحمید کسانہ کو 'نِکا کی اڑی' تے 'کون کسے گو' عبداللطیف فیاض کو 'روزنامہ ہفتہ وار' اقبال ظفر کو 'مجبوری' طارق فہیم کو 'غریبی' شوکت نسیم کو 'کانی تعلیم' خالد وفا کو ڈرامو 'نشہ کی لہر' تے ڈاکٹر رفیق انجم کو 'جھلیا لوک، وغیرہ۔

گوجری ناول:

گوجری ناول کو میدان اجھاں وی نچھوہ ہی سمجھو کیونجے اج تک گوجری مانھ اک ہی ناول' آخری سہارو' شائع ہوسکیو ہے جہڑی کہ گوجری کا معتبر لکھاڑی غلام رسول اصغر کی تحریر ہے۔ 1991ء مانھ شائع ہون آلا اس ناول نا اکیڈمی ایوارڈ وی ملیو تھو۔ ہاں اگر خالص ادب کی تاریخ کا نظریہ نال کھوج کی جائے تاں تاں رانا فضل ہوراں کو طویل ڈرامو' روشنی' تے اقبال عظیم چوہدری کی طویل داستان 'توں آوی جائے دم ہی نہ آئے تے کے کروں' جہڑی بلاشبہ آخری سھارو توں پہلی تحریر ہیں انھاں نا ناولٹ کہیو جاسکے تے اسطرح ویہ اس صنف کیں پہلی تحریر کہی جاسکیں۔ پر غلام رسول اصغر ہوراں نے جس خلوص تے پابندی نال اک عرصہ توں گوجری کی خدمت کی ہے تے جس چاء نال انھاں نے گوجری کو یوہ پہلو ناول شائع کیو ہے اسکی تاریخی حیثیت اپنی جگہ مسلمہ ہے، پر شاید ناں کی مناسبت نال اس نا نظر لگ گئی تے یوہ گوجری واسطے واقعی پہلو تے آخری سہارو ثابت ہو یو۔ تے اج تک اس سلسلہ کی کائے وی نویں اشاعت پچھلا دس پندراں سالاں مانھ باندے نہیں آسکی۔

اس سب کائیں کے باوجود گوجری واسطے چنگو شگون یوہ ہے جے ناول کسے وی زبان کا ادب مانھ داخل ہون آلی آخری صنف وہے تے اسطرح ہم یاہ ضرور کہ سکاں جے اج گوجری اس مقام پر دوبارہ پوہچ گئی ہے جے اس مانھ ہر صنف کی تحریر موجود ہیں تے ہر میدان مانھ تخلیقی عمل جاری ہے۔ تے اسطرح شاید ان لوکاں تے شریکاں کا منہ وی شاید بند کیا جاسکیں جہڑا گوجری کی صدیاں کی تاریخ ہاروں اس کی گھونپھر یائیں بارے وی کسے شک شبہ مانھ مبتلا ہیں۔

۲۔کہانیں تے افسانا

سجرا گوجری ادب مانھ کہانیاں کوروپ تے جوبن نکھر کے باندے آیو ہے، تے اج کہانی بلاشبہ غزل توں بعد گوجری کی سب توں مقبول تے معیاری صنف ہے۔اسکی اک وجہ یاہ وی ہے جے کہانی گوجرا ماحول مانھ ہمیشاں توں موجود رہی ہے تے گوجراں کی بے گھری تے لوک ادب کا دور مانھ وی کہانی گھر گھر بستی رہی ہے۔لہٰذا جدید گوجری لکھاڑیاں نے کہانی آلے پاسے قلم کی مہار موڑی تاں پڑھن سنن آلاں نا یاہ کائے اوپری چیز ہی نہیں لگی تے دوجی بڑی وجہ یاہ ہے جے گوجری کہانیاں کا پلاٹ کردار تے زبان عام انسان کی، گھر گھر کی، تے گراں گراں کی کہانی بیان کریں۔ تے اسطرح پڑھن سنن آلاں نا ہر اک کہانی اپنی کہانی سئی لگے تھی۔ تے نوں لوکاں کی دلچسپی بدھن نال کہانی مقبول ہوتی گئی۔

تاریخی اعتبار نال پہلی گوجری کہانی جہڑی کاغت کا برقاں پر آئی واہ اقبال عظیم ہوراں کی لکھت 'رب کی کرنی' تھی۔ تے فراس تیں بعد کئی لکھاڑی بلیں بلیں اس میدان مانھ آتا گیا۔گوجری کہانی کی حوصلہ افزائی مانھ ریڈیو کو بڑو رول ہے تے جاوید نظامی، نسیم پونچھی، قیصر دین قیصر، امین قمر، مختارالدین تبسم، وزیر بجران، محمود رانا جیہا ناں اکیڈمی تیں پہلاں ہی لوکاں نا 'منہ زبانی' یاد ہو گیا تھا۔اکیڈمی کا گوجری شعبہ تیں بعد جہڑا نواں لکھاڑی اس فرست مانھ شامل ہو یا وہ یہ تھا، غلام رسول آزاد، غلام حیدر عادل، شریف شاہین، مرزا خان وقار، ڈاکٹر نصیرالدین بارو، عبدالحمید کسانہ، ڈاکٹر رفیق انجم، افضل ندیم تے اشرف چوہان۔انھاں مانھ زیادہ تے جمود کا شکار ہو گیا ہیں تے ہن سچی گل یاہ ہے جے اج مرزا خان وقار تے اشرف چوہان تیں بغیر کوئے وی باقاعدہ کہانیں نہیں لکھتو۔

ادبی معیار کا لحاظ نال اج گوجری مانھ اتنی صلاحیت پیدا ہو گئی ہے جے واہ عالمی ادب کی کسے وی کہانی نال نظر ملا سکے۔ان کہانیاں مانھ فنی پکیئت کے نال نال زبان کی مٹھاس تے لہجا کی ایسی اپنائیت وی ہے جے پڑھن آلو کہانی مانھ دھستو چلیو جائے۔گل محض

دلچسپ داستان کی نہیں بلکہ ان کہانیاں مانھ سماج کی برائیاں پر طنز کے نال نال اصلاحی پہلو وی اسطرح گُنھیو وو ہوئے تھوجے کانی پڑھن سنن آلا کجھ تاثر لیکے اٹھیں تھا۔

ذرا دیکھو چوہدری قیصر دین قیصر اپنی کہانی 'نواں بُوٹ' نا اسطرح ختم کریں:

''میں بڑی عاجزی نال سو پر کا موچی نا کہیو کہ دھاگاں نال سیڑ چھوڑ تانجے کجھ گزارو ہوجائے۔ موچی کہن لگو جے چلن نال دھاگو گھس جائے گو پر ہوں اپنی دھڑتوں نہ ہٹیو۔ موچی نے تنگ آ کے کہیو، موچی کو پوت ہوں ہاں، توں تے نہیں''۔

اسیطرح انکی کہانی 'گوجر بستی' تے 'قسمت کا لیکھ' وی پڑھن جوگی ہیں۔ گوجری کہانی کی اک بڑی خوش قسمتی یاہ ہے جے اسکی بنیاد حقیقت نگاری پر ہے۔

امین قمر اپنی کہانی بیاہ مانھ مقدم کو حلیوا اسطرح بیان کریں:

''مقدم خیرو (جہڑو ہن مقدم گھٹ تے خیرو زیادہ رہ گیو ہے) نے اپنے ویلے جت چنگی مہیس دیکھی نہیں چھوڑی۔ سدھے ہتھیں لبھ گئی تے چنگی گل نہیں تے مقدم خیرو دوجا ہتھ دسنا وی جانیں تھو۔ وہی دوجا ہتھ وہ انھاں نا وی دسے تھو جہڑا اک واری بلایا نال لیتری مانھ نہیں آویں تھا۔ پنڈ اور بنی وی لکیر کسے ملک کا نقشہ ہاروں اراں پراں دھیاڑا توڑی دستا پھریں تھا۔ تے گھر آلیں بٹا تپا تپا کے ٹھکور کرتی رہیں تھیں''۔

غلام رسول آزاد اپنی کہانی خواباں کی ڈھیری مانھ لکھیں:

''میرو سب تیں بڑو ارمان یونس نا پڑھانو تھو۔ شاید زندگی کی طرح اس مانھ وی نا کام رہیو ہاں۔ حوصلہ تے ہمت کسے کی باڑی نہیں۔ جس کسے نے وی اسکی رسی پکڑی ضرور دندے لگو ہے۔ میرا خواباں تے ارماناں کی ڈھیری نا ضرور سگ لائیے''۔ اسطرح یاہ کہانی تے مک جائے پر سوچ کو اک نہ مکن آلو سلسلو شروع ہوجائے۔

ڈاکٹر نصیر الدین بارو کی کہانی لہو بچوں وی اک ٹوٹو پیش ہے تانجے ان کا اسلوب ناوی پڑھن آلا پرکھ سکیں۔:

''پہلاں تے ہوں کدے ماندو ہوتو ہی نہیں پر جدوی ماندو ہو یو ڈاھڈ و ماندو ہوؤ ہاں۔ اج تیجو مہینو ہے منہ کے نیڑے کائے چیز نہیں لے جاسکتو، لنگاں کا تران ٹٹ گیا ہیں، افسوس ہے جان نال سارو کجھ چنگو لگے۔ پرسوں ہی پیر صاحب نے کتاب کھول کے ساراں کے باندے باچھڑ دس چھوڑیو جے میں کے کے غلطی کی ہے''۔

مرزا خان وقارؔ نا موجودہ دور کو بہترین کہانی کار کہیو جا سکے۔ اس کو انداز و اُن کی جلدی شائع ہون آلی گوجری کہانیاں کی کتاب 'کالا حرف' تیں ہر کسے نا لگ جائے گو۔ انکی مشہور کہانی ''آدمی'' کو اقتباس دیکھو:

''ٹھک.....ٹھک! کاکا جمعہ نے دل نا بتو دتو مت پرلاں گمانڈیاں کو داند ہوئے بہکل داند رات کھل کے کدے کدے کنداں نالؔ کھینسر ے ہوئے تھو۔ پھر دل ما سوٹھو کیو جے اپلاں گمانڈیاں کو کتو ہوئے گو۔ وردل ما دعاء کی خدایا تیری کائے ہور مخلوق نہ ہوئے۔ پھر ایک باری ایسو ٹھک ہوؤ جے بو ہا کو روڑھو وی چینک گیؤ۔ بلو تے کو کاں اٹھ کے باپ کے نالؔ چمڑن لگا تے وہ پیر تے زو جیلا نا چھالاں نال پار کرنؔ آلو اج بو ہا کا روڑھا تک دو گز جا ما ڈر ڈر کے تے مر مر کے پجھیو۔ روڑا کی بتھ بچوں دوؤ رتک چاننی ما ایک نظر ماری تے مڑ کے ایکن دو جا کے گل لگاواتے جیتا مواوابلو تے کو کاں درد یکھ کے کہیو۔ باہر.....آدمی نہیں''

ہیں.....ادا آدمی نہیں۔ کو کاں کا منہ تیں نکلیو۔ کاکا جمعہ نے ساہ پھرتاں جواب دتو ۔ ہاں.....آدمی نہیں ''

اک ہور کہانی ''راجکماری'' کو اک اقتباس:

''خیر نوں بھی یُو ہ پیٹ پریم تے محبت کی نشانی گھٹ تے بگار کی کار زیادہ تھو۔ دکھیا عورت ہمدرداں نا دل کی گل دس ہی چھوڑے بھانویں نا محرم ہی کیوں نہ ہوئے۔ کم کے آخری دھیاڑے راجکماری نے میرے اگے اتھروں کڈھیا۔ ''ہمراہ پتی بہوت جالم ہے بابو ساب.....سام کو سراب پیوت ہے۔ رات کو اس کا بات نہ مانوں تو مار پیٹ کرت ہے۔ نسہ چڑہت ہے نا سالے کوں''

وقارؔ نے اپنا مخصوص انداز مانھ سماج پر اتنی گہری چوٹ کی ہے جے اُن کی بعض کہانی عالمی ادب کا معیار کی ہیں۔اُن کی کہانی راج کُماری، دودراں کی کُتی، تے آدمی پڑھن سُنن جوگی ہیں۔مختصر عرصہ مانھ وہ یہ تمام گوجری کہانی کاراں تیں اگے لنگھ گیا ہیں تے جے کِسے کی نظر نہ لگے تاں اُن کولوں گوجری ادب ناچ مُچ امید تے آسرا ہیں۔

کہانی تے افسانہ کو فرق مچ لکھن پڑھن تے سنن آلاں نا گھٹ ہی سمجھ آوے پر تیکنیکی اعتبار نال دیکھیو جائے تاں کامیاب کہانیاں کے نال نال کچھ لکھاڑیاں نا کہانی مانھ افسانوی رنگ بھرن کی وی چنگی جاچ ہے۔تے اسطرح محمود رانا کی بھابی تے بوٹی بوٹی کالجو، امین قمر کی دو جو پھیرو تے لکھتاں کی گل،شریف شاہین کی نیلم تے آزاد کی صدیاں کی بچی فنی اعتبار نال بڑی مضبوط تحریر ہیں۔

تعداد کا لحاظ نال سب تیں زیادہ کہانیں چوھدری قیصر دین قیصر ہوراں نے لکھی ہیں تے انھاں مانھ عام طور سماجی مسئلا ہی نظر آویں پر عام مقبولیت مانھ امین قمر، مرزا خان وقار، ڈاکٹر نصرالدین بارو تے سلیم دوقدم اگے لنگھ جائیں شاید اسواسطے جے انھاں نے افسانہ نگاری کا فن مانھ الجھن کے بجائے پڑھن سنن آلاں کی رگ پکڑلئی ہے تے لہجہ مانھ طنز و مزاح شامل کر کے اتنا خوش کیا ہیں جے وہ فنی باریکیاں مانھ نہ ہی پوئیں۔

پاکستان مانھ تخلیق ہون آلو گوجری ادب شاید کئی صنفاں مانھ زیادہ معیاری ہوئے گو پر یاہ گل وثوق نال کہی جا سکے جے کہانی یا افسانہ مانھ کوئے وی امین قمرؔ تے وقارؔ کو مقابلو نہیں کر سکتو۔بلکن یہ لکھاڑی بین الاقوامی ادب مانھ اپنی پہچان کرا سکیں کدے انکی کہانی ترجمہ ہو کے دنیا توڑی پوہچیں۔ویسے وی یاہ اک حیرانکی آلی گل ہے جے جت پاکستانی لکھاڑیاں کی کئی تخلیق شیرازہ گوجری مانھ شائع ہوتی رہی ہیں اُت کہانی تے افسانہ کو کال سئی لگے۔یا اس پاسے انھاں نے گھٹ توجہ کی ہے۔اس ویلے توڑی اُس پاسوں صرف سعید بانیا کی کہانیاں آلی کتاب ''دل کا تارا'' شائع ہوئی ہے تے رانا فضل ہوراں کی کہانیاں آلی کتاب 'ہتھ گگن پاتال' اجھاں اشاعت کا مرحلہ مانھ ہے پر انھاں بچوں کائے وی کتاب یا

کہانی مھاری کشمیر مانھ نہیں اپڑی جے اس موضوع پر تبصرو کیو جاسکتو۔

گوجری کی کجھ کہانی جہڑی پڑھن سنن آلاں نے مچ پسند کی ہیں یا جہڑی پڑھی جانی چاہیئے وہ کجھ اس طرح ہیں: اقبال عظیم کی 'ننواتی تے ڈاچی والیا موڑ مہاروے'، امین قمر کی 'لگیاں کو سینہ تے آٹا کو پاء'، نسیم پونچھی کی 'گجرانی'، جاوید نظامی کی 'ان کڑکی'، قیصر دین قیصر ہوراں کی 'نواں بوٹ'، ڈاکٹر نصیر الدین بارو کی 'لہو'، مرزا خان وقار کی 'آدمی تے راجکماری'، محمود رانا کی 'بوٹی بوٹی کالجو، تے بھابی'، غلام رسول آزاد کی 'صدیاں کی بچی تے خواباں کی ڈھیری'، کے ڈی مینی کی 'رجی'، حمید کسانہ کی 'دوڑ'، ڈاکٹر انجم کی 'دو جائیگی تے کباری'، تے شریف شاہین ہوراں کی 'نیلم'۔ کجھ نواں لکھن آلاں کا قدم اس میدان مانھ بڑا مبارک پیا ہیں جن مانھ خالد ندیم کی کہانی 'اڈیکوان' ضرور پڑھن جوگی ہے۔

گوجری کہانی کاراں مانھ مچ تھک کے بیس گیا ہیں تے کجھ اک نواں وی شامل ہو یا ہیں پر اج تک اشاعت آلے پاسے اللہ جانے کیوں نہیں مڑیا۔ ۱۹۹۶ء مانھ شائع ہون آلی ڈاکٹر رفیق انجم کی کہانیاں کی کتاب 'کورا کاغذ' گوجری کہانیاں کو پہلو مجموعو ہے جد کہ دو جی کتاب سرور چوہان کی 'کھوٹا سکا' سال ۲۰۰۳ء مانھ شائع ہوئی تے امین قمر ہوراں نے سال ۲۰۰۴ء مانھ اپنی کہانی 'چانن' کا ناں نال شائع کی ہیں اسے سال مظفرابادتوں سعید بانیاں کی کہانیاں کی کتاب 'دل کا تارا' چھاپے چڑھن کی خبر پوہچی ہے پر کتاب اجھاں اس پاسے دستیاب نہیں ہوسکی۔۔ رانا فضل حسین، اقبال عظیم تے مرزا خان وقار اپنی اپنی کہانیں لیکے اشاعت واسطے تیار کھلا ہیں پر جد تک قیصر، آزاد تے سلیم کی کہانیں دنیا کے باندے نہیں آتیں گوجری اکھ تسائی رہیں گی۔ اسے طرح کدے باقی حضرات وی ہمت کریں تاں گوجری ادب مانھ چنگو اضافو ہوسکے۔ گوجری مانھ کہانی جئ ترقی یافتہ صنف کا شاہکار رچے گھراں مانھ پیا رہیا تاں لائبریری مانھ ریسرچ کرن آلاں نا کے ہتھ آوے گو یا اس طرح وی کہیو جاسکے جے انھاں نا گوجری کا ناں پر جو کجھ حاصل ہو یو تحقیق کرن آلا اسے کے مطابق گوجری زبان تے ادب کے بارے اپنی رائے قائم کرلیں گا جہڑی بڑی بدقسمتی آلی گل ہے۔

۳۔ تحقیقی مضمون تے کتاب

جدید گوجری کا نثری ادب کو سب توں زیادہ مواد تحقیقی مقالاں کی صورت مانھ ہے۔ جن کی شروعات ریڈیو کے نال ہی ہوئی تے فرکلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو قائم ہوتاں ہی کانفرنس تے مجلساں کو جہڑو سلسلو شروع ہو یو اس مانھ تحقیقی مقالاں ناسب توں زیادہ اہمیت ہوئے تھی۔ گوجراں کی تاریخ تے گوجری ادب تیں متعلق تحقیقی مقالا لکھن ہون لگا۔ تارخی پہلو پر لکھن آلاں مانھ سروری کسانہ، رام پرشاد کھٹانہ، غلام حسین ضیاء، کرم دین چوپڑہ، اسداللہ وانی، سکندر حیات طارق تے کے ڈی مٹی جیہا معتبر لوک شامل تھا۔ ان حضرات نے بڑی محنت تے جہدی نال تحقیق کیں تے تاریخی حوالاں نال اپنا مضمون تیار کیا۔ جہڑا اج وی شیرازہ گوجری تے مہاروادب کا شماراں مانھ محفوظ ہیں۔ ان مقالاں نا ترتیب دیکے مستقل تاریخ مرتب کی جا سکے تھی پر پتو نہیں کیوں اس پاسے کسے مہربان نے دھیان نہیں کیو۔ فروی گجراں کا اصلی وطن، ہندوستان مانھ آمد، گوجر حکومتاں تے بیہویں صدی کا گوجر رہنماواں تے روحانی شخصیتاں بارے مچ سوہنی تحقیق ہوئی ہیں۔ گوجری لوک ادب پر تحقیقی مضمون چھاپن تیں علاوہ اکیڈمی نے لوک کہانی چھاپن کو سالانہ سلسلو جاری رکھیوو ہے جہڑو قابل تعریف ہے۔

گوجری زبان تے ادب تیں متعلق سب تیں پہلی تحقیق رام پرشاد کھٹانہ ہوراں نے ۱۹۷۲ء مانھ کی جہڑی 'گوجر گوجری زبان وادب' کاناں نال شائع ہوئی تھی۔ تے اسکا کجھ اک حصا ترجمہ ہو کے شیرازہ گوجری مانھ شامل ہوتا رہیا ہیں۔ اس توں بعد پی این پشپ ملکھی رام کشان، ڈاکٹر صابر آفاقی، پروفیسر یوسف حسن، فضل مشتاق، اقبال عظیم، غلام رسول آزاد، نسیم پونچھی، ڈاکٹر رفیق انجم، تے گلاب دین طاہر کا زبان تے ادب تیں متعلق چنگا تحقیقی مضمون شیرازہ مانھ شائع ہوتا رہیا ہیں پر اس اس میدان مانھ وی واہی کمی محسوس ہوئے جے

یہ مضمون کسے ترتیب نال پڑھن یا تحقیق کرن آلاں نا میسر نہیں ہوسکتا۔

اسو یلے توڑی جدید گوجری ادب مانھ جن کتاباں کو حوالو لیھے ان مانھ قمر راجوروی کی کتاب گوجری ادب کوناں آوے۔اس مانھ گوجری زبان کے متعلق اک مضمون تیں علاوہ انکی اپنی شاعری موجود ہے۔رام پرشاد کھٹانہ کی گوجر گوجری زبان وادب مانھ زبان کا لسانی پہلو پر گل ہوئی ہے جد کہ گوجری ادب بارے اس مانھ کجھ نہیں لکھن ہو یو۔ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں نے گوجری ادب پر چنگو خاصو کم کیو ہے پر ادب کی تاریخ مرتب نہیں ہوسکی۔ڈاکٹر جمیل جالبی ہوراں نے تاریخ اردو ادب کی پہلی جلد مانھ قدیم گوجری ادب بارے تفصیلی بحث کی ہے تے گوجری تیں متعلق اس حصہ ناوی ترجمہ کر کے چھاپن کی سخت ضرورت ہے۔پروفیسر یوسف حسن ہوراں نے قدیم گوجری ادب پر سروری کسانہ ہوراں کی طرز پر چنگا مضمون لکھیا ہیں۔پر قدیم تے جدید گوجری ادب کے بشکار لوک ادب کے ذریعے اک تسلسل پیدا کر کے گوجری زبان تے ادب کو اک خاکو ڈاکٹر رفیق انجم نے گوجری ادب کی سنہری تاریخ کی صورت مانھ ۱۹۹۶ء مانھ پہلی بار کیو تھو جہڑی اپنی نوعیت کی پہلی کوشش تھی۔یاہ گوجری ادب کی مکمل تاریخ تے نہیں کہی جاسکتی پر انھاں نے گوجری ادب کی تاریخ کو جہڑو خاکو بنایو ہے اس پر آئیندہ تحقیق کرن آلاں نا بڑی آسانی ہوئیگی۔دس جلداں مانھ یاہ تاریخ مکمل کلچرل اکیڈمی نے چھاپنی ہے جس کی ست جلد شائع ہوگئی ہیں۔سنہری تاریخ کو اضافہ شدہ ایڈیشن اسے سال شائع ہوجان کی امید ہے۔اس توں علاوہ وی ڈاکٹر انجم نے گوجری ادب کا کئی پہلو لیکے الگ الگ کتاب وی لکھی ہیں مثلاً 'جدید گوجری شاعری پر 'سوچ سمندر، گوجری غزل پر 'غزل سلونی، گوجری لکھاڑیاں بارے تبصرہ آلی کتاب 'لعلاں کا بنجارا' تیں علاوہ 'گوجری گرائمر ،گوجری کہاوت کوش ، تے گوجری انگلش ڈکشنری وغیرہ جہڑی اپنا اپنا موضوع پر پہلی تے سنجیدہ شعوری کوشش کہی جاسکیں۔

اسطرح کسے خاص موضوع نا لیکے گوجری تیں متعلق تحقیق کرن آلاں مانھ ڈاکٹر رفیق انجم تے ڈاکٹر صابر آفاقی کے سنگ جاوید راہی کو ناں ہی آوے جنھاں نے لوک ادب تیں متعلق لوک ورثو ناں کی کتاب چھاپن تیں علاوہ گوجراں کی لوک وراثتی ڈکشنری تے گوجر انسائیکلو پیڈیا چھاپ کے گوجری کا نثری ادب مانھ اہم اضافہ کیا ہیں۔

اپنی ڈاکٹریٹ کا موضوع کے طور ڈاکٹر صابؔر مرزا، ڈاکٹر مرزا خان وقاؔر، تے ڈاکٹر جاوید راہؔی ہوراں نے وی گوجری زبان تے ادب کا موضوع نال چھیڑ چھاڑ کی ہے پر اس موضوع پر مستقل تے باقاعدہ مقامی پی ایچ ڈی کی شروعات کشمیر یونیورسٹی کا شعبہ اردو کا سربراہ پروفیسر قدوس جاوؔید ہوراں نے چوہدری پرویز احمد تے چوہدری محمد اسلم ہوراں کا تحقیقی مقالاں نال کروائی ہے۔ جن کا عنوان ہیں ''جدید گوجری ادب پر اردو کے اثرات'' اور'' گوجری غزل پر اردو غزل کے اثرات''۔ اس حقیقت پسندی تے گوجری ادب ماں سنجیدہ تحقیق کی شروعات واسطے پروفیسر صاحب مبارکباد کا مستحق ہیں تے امید ہے جے گوجری تحقیق کرن آلاں کی ویہہ اسے طرح رہنمائی تے سرپرستی کرتا رہیں گا۔

۴۔ گوجری لسانیات تے قواعد

گوجری ہندوستان کی قدیم زباناں بچوں اک ہے۔ تاریخی حوالا دیکھیا جائیں تاں گوجری کا کھُرا دسویں صدی عیسوی کا ادب مانھ صاف صاف دِسیں۔ ہِندوستانی ادب مانھ گوجری دسویں توں لیکے اٹھارویں صدی کا شروع تک نمایاں سئی لگے۔ گُوجر قوم کی تاریخ نانھ نظر مانھ رکھ کے یاہ گل ثابت ہوئے کہ گُجرات مانھ گُجراں کی حکومت کے نال ہی گوجری کی ترقی ہوئی تے فِر جدیاہ قوم حکومت چھوڑ کے جنگلاں تے پہاڑاں آلے پاسے نسن پر مجبور ہوگئی تاں گوجری زبان تے ادب کو خزانو وی کھیروں کھیروں ہو گیو۔ موجودہ دور کی زباناں بچوں اُردُو، ہِندی، گُجراتی، راجستھانی، تے پنجابی زبان کی تاریخاں مانھ گوجری کا حوالا نمایاں طور پر درج ہیں۔ قدیم گوجری ادب کا مطالعہ توں کُجھ اک گل باندے آویں۔ اک تے یوہ سارا کو سارو ادب فارسی رسمُ الخط مانھ ہے تے موضوع کا اعتبار نال اس مانھ اسلامیات تے تصوف نمایاں ہے۔ تے دُوجے گوجری قواعد توں متعلق کِسے کِتاب کو حوالو قدیم ادب مانھ نہیں لبھتو۔

۱۱۵۱ھ مانھ شائع ہون آلی لُغاتِ گُجری جہڑی عربی، فارسی تے گوجری کی لُغت ہے، اس بچوں کُجھ گوجری قواعد کشید کِیا جا سکیں تھا پر نجیب اشرف ندوی ہوراں نے ایسی کوشش نہیں کی بلکہ عربی تے فارسی کے نال گوجری لفظاں آلو خانو وی اُردُو کا کھاتہ مانھ باہن کی کوشش کی ہے۔ فِر وی خُدا کو شُکر ہے جے کِتاب کا عُنوان مانھ لُغاتِ گُجری برقرار رکھ کے اُنھاں نے حقیقت پسندی کو ثبُوت دِتو ہے۔ غالبًا اِس تحقیق کے وقت ندوی صاحب کا عِلم مانھ یاہ گل نہیں تھی جے گوجری اج وی اک زِندہ زُبان ہے۔ تے اپنی اصلی حالت مانھ ریاست جموں کشمیر مانھ موجُود ہے۔ اٹھارویں تے اُنیویں صدی مانھ گوجری زُبان پڑھائی لِکھائی تیں محروم رہن تے کوئے اک مرکز نہ ہون کی وجہ تیں تحقیق کرن آلاں تیں اوہلے رہی۔

اُنیویں صدی مُکتاں مُکتاں جد جموں کشمیر مانھ گوجراں کا موجود ہون تے اک الگ زبان بولن کی سُوہ انگریز کھوجیاں نا لگی تے اُنھاں نے اِس قوم تے زبان تیں متعلق اپنی تحقیق شروع کرلئی۔قوم توں متعلق تے W. Lawrence سمیت تمام تاریخ داناں نے کشمیر کی تاریخ لِکھتاں گُوجراں کوحوالوضرور دِتو ہے۔ پر جدید گوجری زبان توں متعلق تحقیق کرن آلا پہلا عالم T. Grahm Bailey ہیں جنھاں نے گوجری زُبان کا قواعد توں متعلق اپنو بنیادی نظرِ یو (observations) ۱۹۰۸ء مانھ شائع کِیو۔جدید گوجری ادب بیہویں صدی کی پیداوار ہے جِس کو مرکز بلاشُبہ جموں کشمیر کی ریاست ہے تے گوجری قواعد تیں متعلق پہلی کوشش کو سہرو گراہم بیلے کے سِر جائے۔جِن کی بُنیادی تحقیق تیں متاثر ہو کے سر جارج گرائرسن (G. Grierson) نے اس زبان پر تفصیلی تحقیق کی جہڑی ۱۹۲۳ء مانھ اُنکی مشہور تصنیف (Linguistic Survey of India) مانھ شائع ہوئی۔ اِس تحقیق مانھ گوجری زبان کا کئی لہجاں (Dialects) تے گوجری قواعد (Grammatical rules) تیں علاوہ زبان کی خانہ بندی (Classification) کی وی کوشش کی گئی ہے۔ یہ تمام چیز حتمی تے نہیں کہی جاسکتیں پر گرائرسن کو یوہ کم گوجری توں متعلق پہلی سنجیدہ کوشش کو درجو رکھے۔

اس توں بعد گوجری تخلیق تے اشاعت کو سلسلو تے بلیں بلیں ٹھل پیو پر گوجری قواعد تیں متعلق تحقیق مانھ مزید کم ہوتاں ہور پنجاہ سال لگ گیا۔۷۳۔۱۹۷۲ء مانھ پروفیسر ڈاکٹر رام پرشاد کھٹانہ نے جموں کشمیر کا گوجراں بارے تحقیق شروع کی جس مانھ انھاں نے قوم کے نال نال گوجری زبان کی لسانیاتی حیثیت تے بنیادی قواعد بارے اپنا تجزیہ (Obervations) آلی اپنی کتاب گوجر، گوجری زبان وادب ۱۹۷۴ء مانھ شائع کی۔۷۵۔ ۱۹۷۴ مانھ ڈاکٹر جگدیش چندر شرما نے گوجری زبان مانھ صوتیات تے قواعد بارے جموں کشمیر مانھ پہلی جامع، سنجیدہ تے مستند تحقیق کی جہڑی بعد مانھ بھارتی لسانیات تیں متعلق مرکزی ادارہ (CIIL Mysore) نے گوجری صوتیات (Gojri Phonetic

(Reader-1979 تے (GojriGrammar-1982) گوجری گرائمر کی صورت مانھ شائع کی۔

اسے دور مانھ جموں کشمیر مانھ ریاستی کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری شعبو کھلن نال (1978) زبان مانھ تخلیق تے اشاعت شروع ہوگئی پر گوجری قواعد کا موضوع پر کوئے کم نہ ہوسکیو۔ امریکی محقق ران البرٹ (Ron Albrecht Jr.) نے بیہویں صدی کا آخری دھا کا مانھ اس میدان مانھ قدم رکھیو تے ریاست جموں کشمیر کو دورو کرن تیں بعد گوجری تیں متعلق اپنی تحقیق (Gojri Discourse Grammar) کی صُورت مانھ ۲۰۰۰ء مانھ شائع کی جس پر اُنھاں نانھ (Associated Canadian Theological School) نے لسانیات کی ماسٹر ڈِگری دِتی۔

گوجری ادیباں کو ادھو قافلو ۱۹۴۷ء کی مُلکی تقسیم مانھ پاکستان چلے گیو تھو تے اسطرح ریاست کا اُس حِصہ مانھ وی گوجری کا ادبی کم جوش جذبہ نال ہوتا رہیا ہیں۔ پر گوجری قواعد کا کم مانھ اُت وی خاصی دیر لگی۔ اِس موضوع پر ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں گو اک مضمون آوازِ گُرجر مانھ شائع ہو یو تھو جس مانھ کُجھ بنیادی سطح کی گل تھیں۔ بعد مانھ گوجری قواعد کا ناں نال یاہ کتاب مظفرابادِ (پاکستان) تیں ۲۰۰۲ مانھ شائع ہون گو پتو لگو ہے پر اجاں تک یاہ کِتاب دستیاب نہیں ہوسکی جے اس گو جائزو لیو جاسکتو۔

گوجری قواعد تیں متعلق چھیویں کوشش وائن ای لیو سے (Wyne E. Lusey) کی ہے۔ اس امریکی محقق نے پاکستان مانھ بولی جان آلی گوجری کا قواعد تے رسم اُلخط کا مسئلاں (Grammar and Standardization of Gojri script) تیں متعلق اپنی تحقیق ۲۰۰۲ مانھ شائع کی ہے۔ جہڑی اجھاں جموں کشمیر مانھ کتابی صورت مانھ دستیاب نہیں ہوسکی پر اِنٹرنیٹ (Internet) پر موجود اس کتاب کا سرسری مطالعہ توں ثابت ہوئے کہ اُنھاں نے اس تحقیق مانھ محنت، خلوص تے سنجیدگی نال کم کِیو ہے۔ تے اسطرح آئیندہ اس موضوع پر کم کرن آلا ڈاکٹر جے سی شرما تے وائن لیو سے کا ہمیشاں احسان مندر ہیں گا۔

گوجری گرائمر تیں متعلق کتاب لِکھن گومیرو پنواک چرو کنو خواب (Dream Project) تھو۔ پر گوجری ادب کی تاریخ تے گوجری اِنگلش ڈِکشنری جیہا کماں نے اِس مانھ متی دیر کروائی۔ گوجری اپنی مادری زُبان ہون کی وجہ تیں میں محسوس کیو جے تمام تحقیق کرن آلاں نے پُوری جانکاری نہ ہون کی وجہ تیں اِس موضوع مانھ کُجھ نہ کُجھ خامی چھوڑی وی تھی جِس کے بارے قلم چلان کی ضرورت تھی تے دُوجی وجہ یاہ تھی جے گوجری گرائمر توں متعلق پہلی ساریں کوشش انگریزی زُبان کا کلبُوت پر کی گئیں تھیں۔ جہڑی عام گوجری طالب علم یا لکھاڑی کی سمجھ توں اُپر ہیں۔ تے اُردو فارسی Format مانھ اک گرائمر کی سخت ضرورت تھی۔ تحقیق کرن آلاں نے پُونچھ مانھ بولی جان آلی گوجری نانھ مرکزی حیثیت سونپی ہے تے پُونچھ گو جم پل ہون کی وجہ تیں وی اِس موضوع پر اپنی جانکاری نانھ کاغذ قلم کے حوالے کرنو ہوں اپنو حق تے فرض سمجھوں تھو۔

اِس سلسلہ مانھ جد گوجری گرائمر کی گل اک مُلاقات مانھ سنجیدہ لِکھاڑی تے ہوراں نال ہوئی تاں اُنھاں نے خوشی کے نال یوہ راز وی دسیو جے اِس موضوع پر اُنھاں نے وی کافی بُنیادی کم کیو ہے۔ تے اسطرح ہم نے اپنا اپنا کم نانھ دیکھ سُن تے چھٹ اچھیر کے سانجھا طور پر شائع کرن کو فیصلو کیو۔ جموں کشمیر مانھ سارا گوجری لِکھن پڑھن آلا اُردو رسم ا لخط گو ہی استعمال کریں اس واسطے اسے طرز پر گوجری قواعد لِکھنا وقت کی اک ضرورت وی تھی۔ دُوجی اک وجہ یاہ وی تھی جے ریاست مانھ گوجری زبان نانھ سکول تے یُونیورسٹی کی تعلیم مانھ شامل کرن بارے وی کوشش جاری ہیں۔ لہذا اک معیاری گرائمر کی اہمیت ہور ہی بدھ جائے۔ راقم (ڈاکٹر رفیق انجم) تے کلچرل اکیڈمی مانھ گوجری کا ایڈیٹر منشاء خا کی ہوراں کی یاہ سانجھی کوشش سال ۲۰۰۵ء مانھ شائع ہوئی۔ اپنا طور پر باریکی، سنجیدگی تے پُورا خلوص نال گوجری قواعد لِکھن کی کوشش کی ہے۔ اس اُمید کے نال جے یاہ تحقیق گوجری لِکھن پڑھن آلاں واسطے فائدے مند ثابت ہوئے گی۔ اس پر مزید تبصرو آپ وقت کرے گو۔

۵۔ گوجری اداریاتے پیش لفظ

گلیں گلیں جہڑی گل نکلے واہ بڑی وزندار ہوئے۔ ادیب تے اس گل پر یقین رکھیں جے انسان مخول مانھ یا لہر مانھ جہڑی گل کرے واہ اکثر سچ ہوئے۔ اس لحاظ نال کتاباں ، رسالاں تے اخباراں کا اداریہ کسے وی زبان کا ادب واسطے بڑو اہم سرمایو وہیں۔ گوجری مانھ یوہ میدان قدرے سکو ہی رہیو ہے۔ کیونجے جدید گوجری کو نثری ادب ۱۹۵۰ء تیں بعد کی پیداوار ہے تے اس دور مانھ گوجراں تیں متعلق جہڑا اخبار یا رسالا نکلیا انکا اداریا اردو یا ہندی مانھ وہیں تھایاہ گل حمایت، الانسان، نوائے قوم تے گوجر دیس پر وی سچ تھی۔ پر ۱۹۷۰ء مانھ جد گوجر دیس کی ادارت نسیم پونچھی تے اقبال عظیم ہوراں کے ہتھ آئی تاں اس رسالہ کا اداریا وی گوجری مامھ لکھن ہون لگا۔ مثال کے طور اگست ۱۹۷۱ء کا گوجر دیس شمارہ کو اداریو کجھ اس طرح تھو:

چو بھاں کا زخم، ہنڈیاں کا سیک صرف ان جانداراں کا گوشت نا برداشت کرنا ہوئیں جہڑا اچھڑیاں اگے لیٹیں تے جن پر تکبیر چل پوئے۔ اخوہ! اس پرسکون تے بے جان لاش نا یہ ال کا گ کیوں نہں چھوڑتا۔ اسکو کے جرم ہے، شاید کجھ نہیں۔ پر ہاں ہے جرم یوہ جرم ہیکہ بے جان ہے تے بے گور وکفن ہے۔ اسکو یوہ انجام ہونو ہے، یاہ فطرت ہے۔ (پر اللہ جانے کس کی نظر لگی جے یوہ سلسلو وی جاری نہ رہ سکیو۔)

اسے طرح باقی گوجری رسالہ گوجر گونج لاہور، تے گوجر ویر میرٹھ کیطرح گوجری کا سب توں زیادہ باقاعدگی نال چھپن آلا رسالہ آواز گوجر کو کوئے وی اداریو گوجری مانھ نہیں شائع ہویو حالانکہ اس نا شائع ہوتاں ہن دس بارہ سال ہو گیا ہیں۔ شوکت بھٹی مرحوم کو رسالو تاہنگ خالص گوجر و تھو پر اس نا وی کائے نظر کھا گئی۔ ہن پشلا دو ترے سالاں تیں انجمن گوجری ادب کالاکوٹ کی طرفوں شائع ہون آلو رسالو سجرا بول اجھاں تک خالص گوجری اداریا لیکے آوے تے یوہ کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ گوجری تیں بعد واحد خالص گوجری تے ادبی

رسالو ہے جسکا اداریاوی گوجری مانھ ہیں۔اسواسطےنواں لکھاڑی تے مدیر خالد ہورمبارک کا مستحق ہیں۔اداریاں کو باقاعدہ صحیح کم ریاستی کلچرل اکیڈمی کا شیرازہ گوجری تیں شروع ہویو جس مانھ سروری کسانہ مرحوم،نسیم پونچھی تے اقبال عظیم ہوراں نے اپنا اپنا موتی ڈوہلنا شروع کیا۔اکیڈمی کی مختلف کتاباں تے رسالاں کا اداریا دیکھن سنن جوگا وہیں تے ادب مانھ اہم سرمایو ہیں۔ پچھلا کجھ سالاں تیں گوجری شیرازاں تے کجھ کتاباں پر منشاء خاکی ہوراں کا اداریاوی بڑا تسلی بخش ہیں۔

گھروگی طور چھاپے جان آلی گوجری کتاباں کا پیش لفظ پہلاں اردو تے پنجابی مانھ لکھیا جاتا رہیا ہیں۔جسطرح اقبال عظیم کی ریجھ کولیں،نسیم پونچھی کی نین سلکھنا،اسرائیل اثر کی دھلکھتیں آس،مخلص وجدانی کی ریرا،ذبیح راجوروی کی انتظار صابر آفاقی کی پھل کھیلی وغیرہ۔ پر پچھلا دساں سالاں توں چھاپے چڑھن آلی تقریباً ساری گوجری کتاباں کا پیش لفظ وی گوجری مانھ ہی لکھیا جان لگا ہیں جہڑی بڑی حوصلہ افزائی آلی گل ہے۔ڈاکٹر رفیق انجم کی کتاب گوجری ادب کی سنہری تاریخ کا دیباچہ مانھ اقبال عظیم نوں لکھیں:

''گوجری اپنا شجرہ نسب تے لسانی خانوادہ کی کھوج کو تقاضو کرن لگی تاں سب تیں پہلاں گوجری زبان کا سچجا تے سلکھنا شاعر،نقاد تے افسانہ نگار،ڈاکٹر رفیق انجم نے اس اواز پر کن دھریا۔ویہ اک طبیب ہیں اس مرض کی تشخیص مانھ وی انھاں نے غلطی نہیں کی تے اللہ کو ناں لیکے لسانیات کی تاریخ کا خزانہ بچوں اپنا مقصد کا موتی بٹیلنا شروع کیا۔انھاں نے کتنی اک اکھ ساڑی ہیں تے کتنی زہدی کی ہے یاہ ادب کی کتاب آپے گواہی دئے گی''۔

گوجری کتاباں کی طرز پر آئیندہ گوجراں تیں متعلق یا گوجری زبان تیں متعلق شائع ہون آلا رسالاں تے اخباراں ناوی گوجری مانھ اداریاں کو رواج شروع کرنو لوڑیئے۔ زبان تے ادب کی خدمت تیں علاوہ وی تعلیم کا ماہر تحقیق تیں بعد اس نتیجہ پر پوہچیا ہیں جے اپنی مادری زبان مانھ جتنو بہتر اظہار ہو سکے اتنو دوجی کسے زبان مانھ ممکن نہیں۔ تے اسے گلوں تعلیم وی اپنی ماں بولی مانھ دین کی سفارش شروع ہوگئی ہیں۔

۶۔ چٹھی پتر

چٹھیاں نا عالمی ادب مانھ بڑی اہمیت حاصل ہے۔ باقی خوبیاں توں علاوہ اک خاص گل جیہڑی چٹھی نا دلچسپ بناوے واہ یاہ ہے جے اس مانھ اک تعجب یا(Suspense) ہوئے، پڑھن آلا نا لفافہ توں انداز و نہیں ہوسکتو جے اسکے اندر کے گل لکھی وی ہوئے گی۔ فر اگلی گل آوے چٹھی کا مضمون تے لکھن آلا کا طرز تحریر کی۔ گوجری مانھ چٹھی پتر لکھن آلاں مانھ سب توں اہم ناں رانا فضل حسین ہوراں کو ہے۔ انہاں نے تقریباً سارا ہمعصر گوجری لکھاڑیاں نا خط لکھیا ہیں جنہاں مانھ جاوید نظامی، اقبال عظیم، سروری کسانہ، نسیم پونچی، غنی عارف تے مچ سارا اپنا رشتے داروی شامل ہیں۔ پر زیادہ تعداد منظوم چٹھیاں کی ہے جیہڑی سانجھا دکھڑا کا ناں نال ریاستی کلچرل اکیڈمی نے پچھلے ہی سال چھاپی ہیں۔ ان مانھ ذاتی، قومی تے علاقائی دکھڑاں کی سنجھیالی نظر آوے تے اسطرح یہ چٹھی گھٹ تے ہاڑا روڑھیا زیادہ سئی لگیں۔ جیہڑا ہر پڑھن آلا نا اپنا محسوس ہوئیں۔

نثری ادب کا حوالہ نال رانا فضل ہوراں کی چٹھی جیہڑی سروری کسانہ تے نسیم پونچھی کے ناں ہیں وہ یہ کدے باندے آنی جائیں تے گوجری زبان تے ادب واسطے سرمایو ہیں۔ چٹھی کو فن سروری کسانہ، نسیم پونچھی تے امین قمر ناں چنگی طرح آوے۔ پر شاید لاجمی یا لاعلمی کی وجہ تیں گوجری ادب مانھ چٹھیاں آلے پاسے اتنی توجہ نہیں ہوسکی جتنی ضرورت تھی۔ تے جن حضرات کو لے یوہ سرمایو ہے وہ چھاپن کی وی کسے نے خلوص تے سنجیدگی نال کوشش نہیں کی۔ گوجری کی یاہ بدقسمتی ہیکہ چٹھیاں کا معاملہ مانھ اجھاں شروعات وی نہیں ہوئی تھی کہ سائینس تے ٹیکنالوجی کو وہ دور شروع ہوگیو جد چٹھی کی جگہ ای میل تے ٹیلیفون نے لے لئی۔ تے اسطرح ڈاک تے ڈاکیہ نال جڑیا واسارا جذبات اچانک بے گھر ہو کے رہ گیا ہیں۔ اس لحاظ نال یہ جدید ایجاد عالمی ادب نا اک خوبصورت صنف تیں محروم کریں لگی وی جسکے بارے

ساراں ناسر جوڑ کے سوچ بچار کرن کی ضرورت ہے۔

جسطرح پہلے وی گل ہوئی گوجری مانھ دلچسپ تے معیاری چٹھی لکھن آلاں مانھ امین قمر تے نسیم پونچھی کو مقابلو کرنو سوکھلو نہیں پر انہاں کی چٹھی تلاش تے برامد کرنی وی ملوں ہی اوکھی گھاٹی ہے۔ات نمونا کے طور صرف اک چٹھی کی کجھ اک سطر پیش ہیں جنہاں ناپڑھ کے ادب کی اس صنف کی اہمیت سمجھی جاسکے۔

''وقت کی یا اپنی بھاج تے ہے۔ بندو ہے بے مُلو جیہو دھکا کھا تو چھا ملو، یوہ بے بھال ہی دوڑے تے دوڑ ہوں وی رہیو ہاں پچھلا چالی سالاں توں۔اپنے داروں ہتھ اشمان نال لایا تے کھری پاتال توڑی لاہیں، پر تھایو کے؟ وہی جہڑو نیلی چھتری آلا نے اپنی مہربانی نال دتو۔انجم صاحب! یاہ کائے بُت نہیں سولہ آنے سچ ہے، ہن کوڑ بولن کی ہمت وی نہیں تے سچ کا سیک وی نہیں جھلن ہوتا۔اسے واسطے چُپ مانھ چُھبی مار کے تھوڑو جیہو سکون لبھے''۔

جی یوہ اس چٹھی کو کجھ حصو تھو جیہڑی اردو کشمیری تے گوجری کا معتبر لکھاڑی جناب شاہباز راجوروی ہوراں نے راقم (ڈاکٹر رفیق انجم) ناسر سینگر تیں ۱۹۹۸ء مانھ لکھی تھی۔اس توں ادبی معیار کے نال نال پڑھن توں بعد وی باقی رہن آلی تِس تے اک خاص کیفیت کو انداز ولا یو جاسکے۔ایسو ہی اک ہورا قتباس دیکھو جناب ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں کی چٹھی کو جہڑی انھاں نے راقم نا نومبر ۲۰۰۶ء ماں مظفر آباد تیں لکھی تھی۔

''ابسوس کی گل یاہ جے اِنگا اُنگا کا گُوجر لِکھاڑی نچھڑ یا واہیں تے ان کو آپس ما کوئے رابطو نہیہ ورنہ ہم کِتا نا گھائیں مار لیتا۔مھاری آپت مانہ مراسلت ہے نہ فون رابطو، نہ کتاب کو تبادلو۔نہ یاہ خبر کہ اُت کیہ ہورہیو ہے، نہ یوہ پتو کہ اِت کے بن رہیو ہے۔ہُن اس رکاوٹ نا دور کرن کی لوڑ ہے۔میل ملاپ کی ضرورت ہے۔آن جان کو ویلو آ گیو ہے تانجے سینہ چاکانِ چمن نال سینہ چاک آملیں۔ہم یاجُوج ماجوج کی طرحیا دیوار ناچٹاں لگاوا، کدے تے یاہ دیوار جھڑے گی۔زِندگی ہوئی تے مِلاں گا، اسے امید پر جیاں لگاوا!''

۷۔طنز ومزاح تے انشائیہ

طنز ومزاح زندگی ہاروں ادب کو وی بڑو اہم پہلو ہوئے۔جس تیں بغیر دوئے اُو نا سئی لگیں۔ پر گوجری ادب مانھ اس پاسے ضرورت تیں گھٹ توجہ ہوئی ہے۔طنز ومزاح کی مختلف لوکاں نے اپنے اپنے طور تشریح کی ہے۔تے الگ الگ قسم بیان کی ہیں۔اس سلسلہ مانھ سب توں زیادہ کم غالبًا انگریزی ادب مانھ ہویو ہے تے فراردو مانھ وی باقاعدہ طور پر طربیہ،طنز ومزاح،ظرافت تے بذلہ وغیرہ کی الگ الگ تشریح تے مثال کی گئی ہیں۔گوجری ادب مانھ باقاعدہ اصول اصطلاح تے ضابطہ کی کمی ضرور ہے پر پارکھ نظریں کدے کوئے گوجری ادب کو جائزو لئے تاں ہر صنف کی مثال موجود نظر آویں گی تے یاہ گل ادب کی دوجی صنفاں کی طرح طنز ومزاح کا سلسلہ مانھ وی سچ ہے۔

سچا طربیہ کی یاہ مثال دسی جائے کہ ہسن ہسان کے نال نال ذہن مانھ سوچ فکر وی جگاوے اور گوجری مزاح اس گل کو پورو مصداق ہے۔کیوں جے سستی تے گھٹیا قسم کی مزاحیہ تخلیقات گوجری ادب مانھ نظر نہیں آتیں۔کجھ ماہراں کو خیال ہے جے ہسن ہسان کو صحیح فن اسے شخص نا آوے جہڑو آپ دُکھی یا پریشان ہوئے۔اس لحاظ نال وی کدے گوجرا ماحول کو جائزو لیو جائے تاں گوجر وسماج طنز ومزاح کی تخلیق واسطیعین موزوں سئی ہوئے گو۔کہیو جائے کہ آدمی ہستاں ہستاں یا جہڑی گل کہ واہ سچ ہی ہوئے۔اس اعتبار نال طنز ومزاح گوجرا سماج کی صحیح عکاسی کرے تے سماجی بیداری واسطے وی مچ سارا انگلیڈیا وا دماغاں نا جھون جگان کو فرض ادا کر سکے۔

گوجری مانھ طنز ومزاح کی پہلی تحریر غلام احمد رضا مرحوم کو ڈرامو مہارو پیر تھو جہڑو سادا لوکاں نال نقلی پیراں تے شاہوکاراں کا سلوک کی ترجمانی کرے تھو۔اس کا اک مکالمہ مانھ اک کھتری بیچارہ گرائیں گوجر کا سودا کو حساب جوڑتاں اس طرح کہ جے تیرا چاہ کا اٹھ

آنا تے اٹھ آنا چاہ آلا اسطرح اس کولوں اک روپیو وصول کر لئے۔ کیا اس مانھ طربیہ کی پوری خوبی موجود نہیں؟

گوجرا ماحول مانھ طنز و مزاح کی مثال لوڑن تیں بغیر وی لبھیں اور اعلیٰ تے ادبی قسم کو مزاح عام تے ان پڑھ لوکاں کی بول چال مانھ وی نظر آوے۔ پر نثری طنز و مزاح لکھن کا معاملہ مانھ رضا مرحوم تیں بعد اک خاموشی نظر آوے تے فرنسیم پونچھی نے طنز و مزاح کو سلسلو نوائے قوم تے گوجر دیس مانھ کجھ چیز چھاپ کے کیو۔ صحیح معناں مانھ گوجری مانھ طنز و مزاح تے انشائیہ نگاری کو باقاعدہ آغاز ریڈیو کشمیر کا گوجری شعبہ قائم ہون تیں بعد شروع ہو یو۔ تے اس سلسلہ مانھ سب تیں زیادہ کم اس زمانے گوجری شعبہ کا سربراہ فیض کسانہ ہوراں نیمختلف لکھاڑیاں کولوں سلسلہ وار انشائیہ لکھوا کے کروایو۔ انکا کجھ اک سلسلہ تھا یوہ ویفن ہے، دوگل، تے گذارو نہیں ہوتو وغیرہ۔ اس دور کا مزاح نگاراں مانھ امین قمر، محمد حسین سلیم، قیصر، ڈاکٹر بارو اے کے سہراب تے ڈاکٹر رفیق انجم کا ناں آویں۔ ان لوکاں کی تحریر طنز و مزاح کا ادبی معیار پر پوری نظر آویں۔ جہڑی گوجرا ماحول کی وی پوری عکاسی کریں۔ تے ذاتی طور پر وی میں انکے قریب رہ کے دیکھیو جے یہ لوک پریشانی کا وقت مانھ وی ہسن ہسان کو حوصلو رکھیں۔ امین قمر نصیرالدین بارو تے مرزا خان وقار نے یوہ فن کہانیاں مانھ وی اس خوبصورتی نال برتیو ہے جے انھاں نے گوجری افسانہ نگاری نا اک نوں روپ دے چھوڑیو ہے۔ و یہ ہستاں ہستاں اتنی گہری چوٹ کر جائیں جے پڑھن سنن آلو مدت توڑی سوچ مانھ ڈبیورہ۔

نسیم پونچھی تے سہراب نے مزاح واسطے انشائیہ کو انتخاب کیو ہے۔ تے کامیاب مزاح نگاری کو ثبوت دتو ہے۔ سہراب کی گل تے دوستی، امین قمر کی یوہ وی فن ہے بیوی ناخوش رکھنو، تے نسیم پونچھی کی داتی تے منجی پڑھ کے کسے ناوی رشید احمد صدیقی کی چارپائی تے پطرس کا مضمون اکھاں اگے پھر جائیں۔ نسیم پونچھی کی منجی بچوں اک نمونو دیکھو:

''منجا کی بڈیری دھی منجی ہے، یاہ مچ ہی لاڈلی تے چتے وائی ہے۔ فروی باپ نے

اس نا رانگلی بنن کو اذن نہیں دتو، اجن توں بجن اچوساہ وی لینو تہذیب تے ادب کے خلاف منیو جائے۔ حالانکہ اسکونکڑو بھائیر انگلو پیڑھو بڑو شونقی ہے پر مجال ہے بہن ناپات لگے۔ داج دکھن مانھ دھیاں نا کالی کنڈی مہیس کے نال نال اکشر منجا دتا جائیں۔ یاہ منجی کدے وی داجل بن کے جاتی نہیں ڈٹھی۔ البتہ پیڑھوا پنا باپ کے کنہاڑے چڑھ کے جائے''

کلچرل اکیڈمی کا گوجری شعبہ توں بعد انشائیہ باقاعدہ طور پر شیرازاں مانھ شائع ہون لگا ہیں تے اختیاری طور پر جن لکھاڑیاں نے انشائیا لکھن کی کوشش کی ہے ان مانھ اے کے سہراب، منشاء خاکی، تے رفیق سوز کی تحریر شیرازہ پڑھن آلاں کی نظراں تیں گذری ہیں۔ پر نسیم پونچھی جہڑا باقی کئیاں گلاں مانھ پہل کرتا رہیا ہیں۔ وہ یہ طنز و مزاح تے انشائیہ جمع کر کے چھاپن کی تیاری مانھ وی پہل کرتا سئی لگیں۔ کھچکیل کا ناں نال تیار کی وی یاہ کتاب چھاپہ خانہ کی تیاری کرے لگی وی۔

طنز و مزاح واسطے گوجری ادیباں مانھ سب توں مناسب لکھاڑی مرزا خان وقار، امین قمر، سلیم بھٹی تے ڈاکٹر بارو تھا پران حضرات نے یوہ فن کہانی مانھ گُنھ چھوڑیو ہے تے انکی کامیاب کہانیاں کو اک راز یوہ وی ہے۔ بہر حال انھاں کی کہانیاں کو مقام گوجری ادب مانھ برقرار ہے پر کدے وقار جیہا لکھاڑی انشائیہ آلے پاسے مڑیں تاں گوجری ادب کی خوش بختی ہوئے گی۔

ات اسکے نالو نال یوہ اعتراف وی ضروری سمجھوں کہ گوجری طنز و مزاح مانھ وی زیادہ حصو شاعری کی صورت مانھ ہے تے مہجور راجوروی، صابر آفاقی، نذیر احمد نذیر، نور محمد نور، تاج دین تاج، فضل مشتاق، منشی خان تے اشتیاق شوق ہوراں نے چنگی مزاحیہ نظم لکھی ہیں۔ اک ہور گل جہڑی عام پڑھن آلاں نے محسوس کی ہے جے کہانی کیطرح طنز و مزاح مانھ وی پاکستان مانھ لکھیو جان آلو ادب اِس پاسا کا ادب نال مقابلو نہیں کر سکتو بلکہ یاہ گل کہی جا سکے جے کہانی تے طنز و مزاح مہارا لکھاڑیاں کی وراثت ہے جسکو جواب پار لے پاسوں کوئے نہیں دے سکیو۔

۸۔ترجمہ

ترجمہ کے بارے کہیو جائے کہ اس مانھ گُن تے خوبصورتی دوئے چیز نہیں ہو سکتیں۔تے ترجمہ کی اک تعریف یاہ وی کی جائے کہ ترجمہ کشمیری شال کا اپٹھا پاسا ہاروں ہوئے یا گوجرالفظاں مانھ اس طرح وی کہیو جا سکے جے اصل تے ترجمہ مانھ اتنو ہی فرق ہوئے جتنو راٹھ تے کراٹھ مانھ۔

جدید گوجری ادب مانھ ترجمہ کی روایت زیادہ پرانی نہیں۔ترجمہ کی اختیاری کوشش ریڈیو مانھ گوجری شعبا کھل تیں بعد ہی شروع ہوئی۔ریڈیو آلاں ناجہڑ و مواد انگریزی یا ہندی مانھ مہیا کیو جائے تھو اس کو گوجری ترجمہ کرنو اک مجبوری وی تھی۔پر بدقسمتی آلی گل یاہ تھی جے یوہ ادھارو ادب ریڈیو توں نشر ہون سات ہی ہوا مانھ اڈ جائے تھو۔تے اسکو کوئے نمونو وی اج تبصرہ واسطے دستیاب نہیں۔آل انڈیا ریڈیو کی اردو سروس کی طرز پر ریڈیو توں نشر ہون آلی گوجری تقریر،انشائیہ تے ترجمہ محفوظ کیا جاتا تاں یوہ گوجری کو اہم سرمایو ثابت ہو سکے تھو۔

کلچرل اکیڈمی کا گوجری شعبہ نے ابتدائی دور مانھ قوم تے زبان تیں متعلق جہڑا تحقیقی مقالا لکھوایا انھاں وچوں بہتا سارا اردو، ہندی تے انگریزی مانھ وہیں تھا۔جن کو گوجری ترجمہ کر کے گوجری کتاباں مانھ شائع کیو جا تو رہیو۔ان مقالا نگاراں مانھ پی این پشپ،موتی لال ساقی،رام پرشاد کھٹانہ،ملکھی رام کشان،مفتی عبدالغنی اظہری تے کے ڈی مینی ہوراں کا معیاری تحقیقی مضمون شامل تھا۔یوہ بنیادی کم سروری کسانہ،نسیم پونچھی تے اقبال عظیم جیہا مخلص ادیباں نے آپ کیو تھو۔لہذا معیار تے خوبصورتی پر تبصرہ کی گنجائش نظر نہیں آتی۔لیکن یاہ روایت بعد کا دور مانھ منشاء خاکی تے ارشاد احمد قمر ہوراں نے وی خوب نبھائی ہے۔

۱۹۹۳ء کے کول کال نسیم پونچھی ہوراں نے ابوالحسن ندوی ہوراں کی کتاب

''کاروانِ مدینہ'' کو گوجری ترجمہ ''مدینی قافلو'' کا ناں نال کیو جیہڑو گوجری کا نثری ادب واسطے اہم سرمایو ہے۔ نالو نال نسیم صاحب نے عمر خیام کی فارسی رباعیاں کو وی منظوم گوجری ترجمہ کیو تے یہ دوئے کتاب ۹۷۔۱۹۹۶ء مانھ کلچرل اکیڈمی نے چھاپی۔ اسطرح نسیم پونچھی نے ترجمہ کا میدان مانھ وی پہل کی۔ اجکل وہ مشہور فارسی کتاب '' گلستان سعدی'' کا گوجری ترجمہ مانھ مصروف ہیں جیہڑو کلچرل اکیڈمی نے اسے سال شائع کرنو ہے۔

گوجری کا نثری ادب مانھ گوجری ترجمہ کی سب توں اہم مثال قران پاک کا ترجمہ کی کوشش ہیں۔ اس سلسلہ مانھ سب توں پہلی کوشش کا حوالہ قدیم گوجری ادب مانھ لبھیں جد کے قران پاک کا منظوم تے نثری جزوی ترجمہ کی مثال موجود ہیں۔ تے یہ حوالہ بابائے اُردو مولوی عبدالحق کی کتاب 'قدیم اُردو' مانھ کُجھ اسطرح درج ہیں:

۱۔ 'سب سے پرانی کتاب جو مُجھے مِلی ہے وہ امین کی 'یوسف زلیخا' ہے جو کہ گُجری زبان میں ۱۱۰۹ھ میں گُجراتی اُردو میں لِکھی گئی'' نمونہ: [قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیه] گوجری ترجمہ: ''یوسف نے کہا بارخدا ہوں بھا کسی کو دوس دھرتا ہوں اس کام تھیں کہ جسے کام مُنجھے اے فرماتی ہے''

۲۔ شیخ بہاؤ الدین الملقب بہ باجن حاجی معزالدین (۷۹۰ھ تا ۹۱۲ھ مطابق ۱۳۸۸ء) برہان پُور میں پیدا ہوئے۔ کامل اولیاء اللہ میں سے تھے، اکیس سال حرمین شریفین میں رہے۔ آپ نے قران مجید کی ایک منظوم تفسیر لکھی جو موجودہ تحقیق کے مطابق قدیم ترین جزوی ترجمہ و تفسیر گُجری زبان میں ہے۔ سورۃ اخلاص کی منظوم تفسیر بطور نمونہ بزبان گوجری:

نہ ان جنیا نہ وہ جایا نہ ان مائی باپ کلایا
نہ ان کوئی گود چڑھایا باجن سب ان آپ بتایا

جدید گوجری ادب مانھ قران پاک کو پہلو ترجمہ مولانا عبدالحلیم ہزاروی ہوراں نے کیو تھو جیہڑا مفتی عبدالغنی اظہری ہوراں کا دادا تھا تے اظہری صاحب کا کہن موجب ۱۹۴۷ء کا

غدر مانھ ضائع ہوگیو۔ پھر دوجی کوشش مولانا محمد اسماعیل ذبیح راجوروی ہوراں نے کی پر یوہ ترجمہ وی مکمل نہ ہوسکیو۔ اس توں بعد ڈاکٹر صابر آفاقی ہوراں کا بڑا بھائی مولانا عبدالرحیم ندیم ہوراں نے مکمل ترجمہ کی کامیاب کوشش کی جس کو حوالو صابر آفاقی ہوراں نے اپنی تحریراں مانھ دتو ہے پر یوہ کم پڑھن یا تبصرہ واسطے میسر نہیں ہوسکیو۔ انکو کیوو وآخری پارہ کو ترجمہ گوجری ادبی بورڈ کی طرفوں مولانا عبدالباقی نسیم ہوراں نے شائع کیو تھو تے انھاں نے ہی اک ہور گوجری ترجمہ وی شائع کیو ہے جہڑو ابولعطا مولوی فقیر محمد سعید چشتی ہوراں کو کیوو ہے جہڑی ۱۹۸۸ھ تیں ۱۹۹۸ھ کے درمیان کی کوشش ہے۔ پر یہ دوئے اجھاں توڑی دستیاب نہیں ہوسکیا۔ میاں فقیر محمد ہوراں نے سیرت پاک پر وی اک کتاب لکھی ہے ''سیرتِ طیبہ محبوبِ دوعالم ﷺ''۔ ڈاکٹر صابر آفاقی کا کہن موجب ڈاکٹر نور محمد بھدرواہی ہوراں نے سورہ یوسف کو گوجری ترجمہ تے تفسیر ۲۰۰۱ء مانھ شائع کروائی ہے۔

اس سلسلہ مانھ ۱۹۸۰ء کی دہائی مانھ اک کامیاب کوشش مولانا عابد حسین صاحب نے کی جہڑا کھنیتر پونچھ کا رہن آلا ہیں، دارالعلوم دیوبند تیں فارغ ہیں تے اجکل تھنہ منڈی راجوری مانھ مقیم ہیں تے مدرس کی حیثیت نال سرکاری ملازمت تیں علاوہ تھنہ منڈی مانھ امام تے خطیب کی ذمے داری وی نبھاویں۔ یاہ جموں کشمیر مانھ قران پاک کا ترجمہ کی پہلی کامیاب کوشش تھی جہڑی اللہ جانے کیوں اشاعت کا مرحلہ توڑی نہ پہچ سکی۔ یوہ سلسلو فر دوداسن بالا راجوری کا رہن آلا مولانا فیض الوحید ہوراں نے تفسیر سمیت ۲۰۰۴ء مانھ مکمل کر کے شائع کیو۔ وہ دارالعلوم دیوبند تیں فارغ ہیں تے اجکل بٹھنڈی جموں مانھ اک مدرسہ کی ذمہ داری نبھاویں لگا وا۔ ریاست مانھ حالیہ افراتفری کے دوران وہ قریباً ست سال جیل مانھ رہیا تے اسے دوران انھاں نے قران پاک کو ترجمہ تے تفسیر کو کم مکمل کیو جہڑو عابد صاحب نے شروع کیو تھو۔ قران پاک کا ترجمہ تے تفسیر کو یوہ کم سب توں زیادہ سب توں معیاری تے تے گوجری ادب واسطے زبان کا برتیبا کے لحاظ وی بڑو اہم ہے۔ جسو اسطے وہ مبارکباد کا مستحق ہیں۔

اس سلسلہ کی اک ہور اہم کوشش مولانا محمد امین مدنی ہوراں نے کی ہے۔ ویہ بانہال کا رہن آلا ہیں، مدینہ یونیورسٹی تے فارغ ہیں تے اجکل سلفیہ کالج سرینگر مانھ مدرس کے طور ذمے داری نبھاویں لگاوا۔ یوہ ترجمہ اسے سال (۲۰۰۶-۷ء) مانھ شائع ہویو ہے۔

سال ۲۰۰۵-۶ء مانھ مشہور کتاب 'الفاروق' کا ترجمہ کو اک ہور کم کلچرل اکیڈمی نے حسن پرواز ہوراں کولوں کروا کے شائع کیو ہے جدکہ حسن پرواز ہوراں ہی کو کیو وو مولانا عبدالمالک چوہان کی مشہور کتاب ''شاہان گوجر'' کو گوجری ترجمہ وی سال ۲۰۰۶ء مانھ ہی شائع ہوؤ ہے۔ ۔اجکل ویہہ کے ایل گابا کی مشہور کتاب ''پیغمبرِ صحرا'' کا ترجمہ کی سعادت حاصل کریں لگاوا۔

اسطرح گوجری مانھ ترجمہ کی اچھی خاصی روائت شروع ہوگئی ہے جس نا اگے بدھاتاں عالمی ادب کا کئی شاہکار گوجری مانھ ترجمہ کرن کی ضرورت محسوس ہوئے تے ہن اسکی امیدوی بجا طور پر کی جاسکے۔ اعتراف ہے کہ پاکستان مانھ گوجری مانھ ترجمہ بارے تفصیلات نہ مل سکی تے اس گلوں یاہ کمی اس مضمون مانھ کھڑکتی رہ گی۔

۹۔ گوجری لغت سازی

لغت سازی کی تاریخ اتنی پرانی ہے جتنی انسانی تہذیب کی تاریخ۔ مختلف قوماں تے ملکاں مانھ اس میدان مانھ وی کئی قسم کا تجربا ہوتا رہیا ہیں۔ عربی تے فارسی مانھ منظوم لغت سازی کو رواج وی بڑو قدیمی ہے۔ جد اسلام تے مسلمان ہندوستان مانھ آیا تاں عربی فارسی زباناں کے نال انکا اسلوب تے ادب وی نال آیا۔ اس وقت ہندوستان مانھ ادبی زبان سنسکرت تھی جسکو بولنو تے سمجھنو صرف باہروں آن آلاں واسطے نہیں بلکہ اِت کا مقامی عام آدمی واسطے وی مشکل تھو۔ ان سب زباناں کا لین دین نال عوام مانھ جہڑی زبان مقبول ہوئی واہ عام فہم تے اسان تھی۔ اس کا تاریخ لکھن آلاں نے کئی ناں لیا ہیں مثلاً ہندوی، ہندوستانی، بولی گجرات تے گوجری اردو وغیرہ۔ پر اس دور کا ادب یا کسے لغت کو اگر جائزو لیو جائے تاں یاہ حقیقت باندے آوے جے یاہ زبان گوجری تھی۔ پر اس گل کو اظہار جمیل جالبی ہوراں تیں بغیر دوجا لوکاں نے کھُل کے نہیں کیو۔ بلکہ کئی لکھاڑیاں نے یاہ حقیقت چھپان کی کوشش کی ہے۔

۱۔ باہروں آن آلاں واسطے ہندوستان مانھ مروجہ اس نویں تے عام زبان کو سکھنو تے سمجھنو قدرے آسان تھو۔ اس سلسلہ مانھ جہڑی کوشش ہوئیں ان مانھ پہلو تے سب توں اہم کم تھوامیر خسروؒ (۱۲۵۳ تا ۱۳۲۵ء) کی تصنیف ''خالق باری''۔ اس منظوم لغت مانھ عربی تے فارسی لفظاں کا ہندوستانی متبادل لکھیا وا تھا جس نال عربی فارسی جانن آلاں ناں ہندوستانی زبان سمجھن مانھ اسانی ہوئے تھی۔ اس کا جائزہ تیں ثابت ہوئے جے جہڑا لفظ ہندوستانی یا ہندوی کا ناں نال اس لغت مانھ درج ہیں و یہہ اج وی ہو بہو اپنی اصلی حالت مانھ گوجری مانھ موجود تے مستعمل ہیں۔ جد کہ اس توں بعد ترقی کرن آلی اردو تے ہندی جیہی زباناں

مانھ یہ لفظ استعمال نہیں ہوتا۔اس مانھ شامل کجھ اک گوجری لفظ یہ ہیں: کت، مری، کپور، چیل، کاٹھ، ڈوئی، ناگ، کوٹھی، جانگھ، لاڈلا، سر، جگ، بس، گُڑ، نیول، بیری، نیہ، متر، سیانا، چوچی، ڈیٹھا، تاپ، پیڑ، مُل، لوہ، تھاہ، دانتی، تاتا، پولا، چھاج، کُکڑی، جیبھ، آننا، رُکھ، چاء، لُون، چمکنا، بھیت، گھڑی، بھولا، کاج، داکھ، میت، ہاسی، اٹکل، باس، ہردل، ماس، کنگن، گھنگھرو، گہنا، لاج، چٹکی، انت، کُوکنا، ان، دیور، کنت، بھانت، نیر، ناد، ساکھ، تھن، سیس، کلی، راس، جاتی، باسا، پُوت، بھانا، رس، نین، انگ، گُن، ساجن، مُکھ، بین، نپوتا، ٹونا، مان، بُتا، بھانڈا، رتی، سلونا، دکھیا وغیرہ۔ اسطرح امیر خسروؒ کی منظوم لغت خالق باری ناں بجاطور پر پہلی فارسی گوجری لغت کہیو جاسکے۔

۲۔ منظوم لغت سازی کی دوجی اہم کوشش سید اشرف بیابانی (۱۴۵۹ تا ۱۵۲۸ء) کی تصنیف ''واحد باری'' ہے۔اس مانھ فارسی لفظاں کا ہندوستانی مترادف شاعری مانھ بیان ہوا ہیں۔شاعری کی مختلف صنفاں کی منظوم تعریف بیابانی ہوراں نے بڑا دلچسپ انداز مانھ ہندوستانیاں ناسمجھان کی کوشش کی ہے۔ذرانمونا دیکھو:

بحر ہے دریا آبِ فراغ — کلام موزوں ہے ڈالی شاخ
نیم بیت کو مصرع بول — نیم بیت ہے مصرع کھول
رباعی کیا چو مصرع جان — مخمس کیا پنج مصرع خواں
چند بیت کو قطعہ تو جان — از شعرو غزل سے کاٹ کے آن
کم از پنج بیت نہ آوے غزل — ہو ذکر فراق محبت مثل
قصیدہ غزل کا اول مطلع — تخلص آخر بیت کا مقطع
ردیف بعد از قافیہ آر — ایک گھوڑے پہ دو سوار

۳۔ اس سلسلہ کی تیجی کوشش خالق باری کی طرز پر لکھی وی اجے چند بھٹناگر (۱۵۵۱ء) ہوراں کی ''مثل خالق باری'' تھی۔ اس مختصر لغت مانھ فارسی لفظاں کا خالص ہندوی معنیٰ بڑی خوبصورتی نال بیان ہویا ہیں۔ مثال دیکھو:

تلخ شدن ہے کڑوا ہونا	کہ نہ سکوں گفتم نتوانم
مہنگا بیچے گراں فروش	تنہا ماندن رہے اکیلا
زاغ سیہ ہے کوا کالا	پردہ پوش جو پردہ ڈھانکے
لاغر دُبلا،	فربہ موٹا

۴۔ اس توں بعد اسے طرز پر منظوم لغت لکھی عبدالواسع نے 'صمد باری' کا ناں نال۔

۵۔ گوجری لغت سازی کا سلسلہ کی اگلی اہم کوشش نجیب اشرف ندوی ہوراں کی تحقیق ہے جہڑی ''لغات گُجری'' کا ناں نال انھاں نے ۱۹۶۲ء مانھ شائع کروائی۔ یاہ لغت پہلی بار در اصل ۱۷۷۲ء مانھ شائع ہوئی تھی پر اس کا شروع کا کجھ ورقا ضائع ہو جان نال اسکا اصلی مصنف بارے اختلاف ہیں۔ نجیب اشرف ندوی جد قدیم اردو کی لغات مرتب کرن کو کم شروع کریں۔ تاں اُن پر یاہ حقیقت واضح ہو جائے کہ جس زبان کی وہ تحقیق کریں لگاوا، واہ گوجری ہے۔ لہٰذا وہ اس لغات کو ناں ''لغات گجری'' لکھیں اور عملاً یاہ وِی تسلیم کریں کہ اردو گوجری تیں بنی وِی ہے۔ ''لغات گجری'' کا دیباچہ ماں وہ خود لکھیں۔

''اگر چہ ہندوستان کی مشترک زبان جس کا آخری نام اردو ہے، اور جو زبان دہلی، ہندی اور ہندوی، ہندوستانی، زبان ہندوستانی، ریختہ، مورس وغیرہ کے نام سے یاد کی جاتی ہے، اپنی ابتدائی شکل میں، دہلی اور اطراف دہلی میں ملتی ہے، لیکن اس کی ادبی ابتداء ترقی و

توسیع گجرات اور دکن میں ہوئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس زبان کے دو اور نام گجری اور گوجری یا بولئ گجرات اور دکنی، زبان دکن وغیرہ بھی ہیں، یہ دو نام عام طور سے اس دو علاقوں کی اردو تصانیف میں ملتے ہیں، گجری اور گرجری کا لفظ تو نہ صرف گجرات کے مصنفین استعمال کرتے ہیں بلکہ سلطنت عادل شاہی زمانہ کے مقتدر صوفیاء نے بھی اپنّی تصانیف میں اس کو گجری کے نام سے یاد کیا ہے۔ اور گوجری زبان کے نام کی حیثیت سے بارھویں صدی ہجری کے آخر تک استعمال ہوتا رہا ہے''۔

ندوی صاحب لغات گجری کا دیباچہ ماں میرا پورا مقصد کی ترجمانی کرتا دسیں کہ گوجری گجرات توں اٹھی، دکن تک ادبی حیثیت نال گئی اور دہلی تک وِی اٹھارھویں صدی عیسوی تک گوجری کو ناں رہیو ہے۔ لیکن منّا انھاں کا اس بیان نال اتفاق نہیں کہ گوجری کو آخری ناں اردو ہے بچی نا جنم دین توں بعد ماں کو ناں مٹ نہیں جاتو۔ نویں گوجری کی چڑھت توں یاہ گل ثابت ہوجائے کہ گوجری اپنا ادبی سفر ماں پچھڑ ضرور گئی تھی، لیکن واہ اتنی فنا نہیں ہوئی کہ اٹھارھویں صدی تیں بعد اس کو ناں ہی نہ لیو جا سکے۔

۶۔ بیہویں صدی کی شروعات کے نال ہی نواں گوجری ادب کی چڑھت ہوئی۔ نیوں تے تھوڑی مچ لکھا پڑھی پہلاں وی ہوتی رہی ہے پر سچی گل یاہ ہے جے جدید گوجری ادب ۱۹۵۰ء تیں بعد کی پیداوار ہے۔ جدید ادب مانھ سب توں زیادہ شاعری تخلیق ہوئی تے نثر آلے پاسے مناسب توجہ نہیں ہو سکی۔ تے اس طرح نثری ادب تخلیق ہوتاں ہور پنجی سال لگ گیا۔ گوجری ڈکشنری کی ضرورت نانھ محسوس کرتاں جن بزرگاں نے سنجیدہ کوشش کیں ان مانھ چوہدری وزیر محمد ہکلہ تے سروری کسانہ ہوراں کا ناں بڑا اہم ہیں۔ ہکلہ صاحب نے سروری کسانہ مرحوم کی صلاح نال اک گوجری ڈکشنری کی ترتیب شروع کی تھی جھڑی انکی وفات کی وجہ تیں مکمل نہ ہو سکی۔ فر سروری کسانہ ہوراں نے بڑی سنجیدگی نال یوہ کم اپنا ہتھ مانھ

لیو۔صحافت ادب تے سیاسی سرگرمیاں کی وجہ تیں ڈکشنری ماضرورت تیں زیادہ دیرلگی تے اس کا مکمل ہون تیں پہلاں ہی سروری صاحب کلچرل اکیڈمی کی طرفوں گوجری ڈکشنری کی تیاری واسطے ایڈیٹر کی حیثیت نال مقرر ہوگیا تے اس طرح انہاں کواپنو کم دنیا کے باندے نہ آسکیو۔

۷۔ اسے دور مانھ پروفیسر جگدیش چندر شرما ہوراں نے ریاست جموں کشمیر مانھ گوجری پر تحقیق شروع کی جہڑی بعد مانھ ہندوستانی زباناں کا مرکزی ادارہ میسور نے گوجری صوتیات تے گوجری گرائمر کی صورت مانھ شائع کی۔ اسے دوران انھاں نا گوجری ہندی انگریزی ڈکشنری بنان کو خیال وی آیو جہڑو انکا اتوں جلدی واپس جان تے ہور ہور کماں مانھ الجھ جان کی وجہ تیں مکمل نہ ہوسکیو۔

۸۔ گوجری ڈکشنری کو سب توں بڑو تے جامع کم ریاستی کلچرل اکیڈمی کی طرفوں دساں سالاں (۱۹۷۹ء۔۱۹۸۹ء) مانھ مکمل ہو یو تے اس زبان کی یاہ پہلی گوجری۔گوجری، ڈکشنری چھ جلداں مانھ شائع ہو کے لکھن پڑھن آلاں کے ہتھیں لگی۔ اقبال عظیم چوہدری ہوراں کی سربراہی مانھ شائع ہون آلی اس ڈکشنری نانھبا بو فیض احمد، اسرائیل اثر، غلام رسول آزاد، کرم دین چوپڑہ تے گلاب دین طاہر ہوراں جیہا معتبر گوجری لکھاڑیاں کی خدمات حاصل رہی ہیں تے کجھ اک خامیاں کے باوجود یاہ اج وی سب تیں بڑی، جامع تے سب تیں عام ڈکشنری ہے جہڑی کلچرل اکیڈمی نے چھاپ کے تمام لکھاڑیاں نا مفت تقسیم کی ہے۔

۹۔ اس تیں بعد گوجری لغت سازی مانھ دس سال کی طویل بسہونی ہوئی جس تیں بعد جاوید راہی نے ۱۹۹۹ء مانھ اک مختصر ہندی ڈکشنری ترتیب دیکے شائع کی جس مانھ ہندی لفظاں کا گوجری مترادف درج ہیں۔یاہ کتاب ریڈیو تے ٹی وی مانھ کم کرن آلاں کی ضرورت نا باندے رکھ کے لکھی گئی تھی اس واسطے یاہ عام لکھاڑیاں یا تحقیق کرن آلاں کی حاجت کڈھن تیں قاصر ہی رہی۔

۱۰۔ ہندی گوجری ڈکشنری کا تجربہ توں فائدو لیتاں جاوید راہی ہوراں نے ہمالیائی

گجراں کا انسئیکلو پیڈیا کا ناں نال اک ہور کم شروع کیو جس نا مرکزی سرکار کو مالی تعاون حاصل تھو۔ اس مانھ گوجری تے گجراں بارے استعمال ہون آلی ہر اصطلاح کی تعریف تے پس منظر شامل ہے۔ ۲۰۰۲ء مانھ شائع ہون آلی یاہ اک چنگی کوشش کہی جا سکے بھاویں اک ہی جلد مانھ ہون کی وجہ تے کجھ لوکاں نا اسکا انسئیکلو پیڈیا ہون مانھ شک سئی لگے۔ بہر حال اس مانھ مزید تحقیق تے بہتری نال اس کم نا ہور خوبصورت تے قابل قبول بنایو جا سکے۔

۱۱۔ گوجری لوک ادب کا میدان مانھ جاوید راہی ہوراں کی کئی خدمات ہیں تے اس میدان مانھ انھاں کی خصوصی دل چسپی ہے۔ گوجری لوک ادب پر اپنو حق جتاتاں انھاں نے گجراں کی لوک وراثتی ڈکشنری کا ناں نال دو جلداں مانھ اک ہور کتاب ۲۰۰۳ء مانھ ہی شائع کی ہے جس مانھ گجراں کی زندگی تے رسم رواجاں تیں متعلق استعمال ہون آلا گوجری لفظ عام زبان مانھ سمجھان کی کوشش کی گئی ہے۔ اپنا اپنا موضوع پر راہی صاحب کی یہ ترے کتاب پہل کو درجو رکھیں تے انکی اہمیت تیں انکار نہیں کیو جا سکتو۔

۱۲۔ جدید گوجری ادب مانھ ڈاکٹر رفیق انجم نے کجھ بنیادی نوعیت کا اہم کیا ہیں جن مانھ ''گوجری ادب کی تاریخ (ست جِلد)''، ''گوجری کہاوت کوش''، ''گوجری گرائمر'' تے گوجری لکھاڑیاں کا تذکرہ آلی کتاب ''بنجارا'' وی شامل ہیں۔ ان تیں علاوہ انھاں نے گوجری لغت سازی مانھ وی خاصی دل چسپی لی ہے تے اسکو ثبوت انھاں کی لغت سازی مانھ کوشش کے طور ''گوجری انگریزی، گوجری اردو تے گوجری کشمیری ڈکشنری'' کی صورت مانھ دنیا کے باندے ہے۔ کئی سالاں کی عرق ریزی تیں بعد تیار ہون آلی یہ ڈکشنری سال ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۷ تے ۲۰۱۹ مانھ جموں کشمیر انجمن ترقی گوجری ادب نے شائع کی ہیں۔ یہ ڈکشنری دوسری زبان بولن آلاں تے گوجری تحقیق کرن آلاں واسطے بڑی مفید ہوئیں گی۔

اسطرح گوجری لغت سازی کی تاریخ کو مختصر خاکو کچھ اس طرح باندے آوے:

۱۔	خالق باری	امیر خسروؒ	(۱۲۵۳۔۱۳۲۵ء)
۲۔	واحد باری	اشرف بیابانی	(۱۴۵۹۔۱۵۲۸ء)
۳۔	مثل خالق باری	اجے چند بھٹناگر	۱۵۵۱ء
۴۔	'صمد باری'	عبدالواسع	
۵۔	لغات گجری	نجیب اشرف ندوی ۱۷۷۲ء	۱۹۶۲ء
۶۔	گوجری ڈکشنری (نامکمل)	چوہدری وزیر محمد ہسکلہ،	۱۹۷۵ء
۷۔	گوجری ڈکشنری (نامکمل)	سروری کسانہ	۱۹۷۵ء
۷۔	گوجری ہندی انگلش ڈکشنری (نامکمل)	جے سی شرما	۱۹۷۵ء
۸۔	گوجری گوجری ڈکشنری (۶ جلد) جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی (۱۹۷۹ء۔۱۹۸۹ء)		
۹۔	ہندی گوجری ڈکشنری	جاوید راہی	۱۹۹۹ء
۱۰۔	لوک وراثتی گوجری ڈکشنری	جاوید راہی	۲۰۰۱ء
۱۱۔	گوجر انسائیکلو پیڈیا	جاوید راہی	۲۰۰۲ء
۱۲۔	گوجری انگلش ڈکشنری	ڈاکٹر رفیق انجم	۲۰۰۴ء
۱۳۔	گوجری، اُردو انگریزی	ڈاکٹر رفیق انجم	۲۰۰۸ء
۱۴۔	لوہکی گوجری ڈکشنری	جموں کشمیر کلچرل اکیڈمی	۲۰۱۰ء
۱۵۔	گوجری کشمیری ڈکشنری	ڈاکٹر رفیق انجم	۲۰۱۹ء

۱۰۔ گوجری صحافت

گوجری صحافت کو بھانڈ واجاں سکھنو مُکھنو ہے۔اس موضوع نا اج تک چھیڑن کی کسے نے سنجیدہ کوشش ہی نہیں کی۔ جہڑی اس دور مانھ بڑی بدقسمتی آلی گل ہے۔جس نا دنیا Information technology کو دور کہے۔گوجری کو کوئے ایسو رسالو نہیں جہڑو زبان یا قوم کی گل دنیا توڑی پہچا سکتو ہوئے۔اس کا دو بڑا نقصان ہوئیں لگا وا۔اک تے یوہ جے اپنا دل کی گل ہم دنیا نا نہیں دس سکیا تے کسے نا پتو ہی نہیں جے مہارے نال یا مہاری زبان نال کے کے ظلم ہویا۔ تے دو جو اس تیں وی بڑو نقصان یوہ جے مہارا چُپ رہن نال دنیا نے مہارے بارے اپنا مفروضہ بنالیا ہیں، مثلاً یوہ کے انھاں نا کوئے تنگی تکلیف ہے ہی نہیں ورنہ ضرور بولتا یا یوہ کہ انھاں کو لے بولن واسطے ہے ہی کجھ نہیں۔آپ نہ بولن نال اگر تھارے بارے کوئے غلط بیانی وی کرے تے دنیا اسے نا سچ من لئے۔ کیونکہ اس نا صحیح طرح بیان کرن واسطے اپنی اواز کی ضرورت ہے جہڑی مہارے کول ہے ہی نہیں۔ انھاں گلاں نا دھیان مانھ رکھ کے ذمہ دار تے معیاری صحافت کی گوجری مانھ سخت ضرورت محسوس ہوئے لگی وی تے سنجیدہ طبقہ نا اس پاسے غور کرن کی ضرورت ہے۔

اج تک گوجراں کی طرفوں جہڑا اخبار یا رسالہ شائع ہوا ہیں ان مانھ گوجر ویر میرٹھ، گوجر گزٹ لاہور، الانسان جموں، نوائے قوم جموں، گوجر دیس جموں، حمایت جموں، گوجر گونج لاہور، تاہنگ سرنکوٹ پونچھ، آواز گوجر جموں تے سجرا بول کالا کوٹ راجوری شامل ہیں۔ پران سب کو کدے جائزو لیو جائے تاں سب نا حسب توفیق قوم کو غم لاحق رہو ہے تے اسکو وی اظہار دو جی زباناں مانھ کرتا رہیا ہیں۔ کسے نے اپنی زبان کا درد پر اپنی ماں بولی مانھ ہائے نہیں کی۔جس مانھ عرشاں نا جھونن کی تاثیر موجود و ہے۔

سروری کسانہ مرحوم نے ۱۹۵۵ء مانھ نوائے قوم کی اشاعت بڑا خلوص نال شروع کی تے اس مانھ قوم کی سماجی حالت تیں علاوہ گوجری زبان کی ادبی تخلیق وی اس مانھ شائع ہون لگیں۔ پر ویہ کل مکلا زمانہ نال لڑتا رہیا تے قوم کا غم خواراں نے انھاں نال کوئے تعاون نہیں کیو۔ سروری کسانہ مرحوم کی دو جی سنجیدہ کوشش گوجر دیس رسالہ کی صورت مانھ تھی جہڑو ۶۴۔۱۹۶۵ء مانھ شروع ہویو۔ جہڑو صحیح معنا مانھ گوجری کو پہلو رسالو کہیو جا سکے۔ اس مانھ گوجرا مضمون خصوصی طور پر شامل ہوتا رہیا پر یوہ وی آخر سیاست کی نظر ہویو تے اپنا دس سال وی پورا نہ کر سکیو۔ ۱۹۷۰ء مانھ جداس کی ادارت نسیم پونچھی تے اقبال عظیم ہوراں کول آئی تاں اس کو ادبی معیار ہور بدھ گیو تھو پر یوہ سلسلو نہ چل سکیو تے فر کجھ عرصو اسکی ادارت منظور گلشن ہوراں نے وی کی پر کسے صورت اس مانھ با قاعدگی نہ آ سکی۔

جموں توں شائع ہون آلو اخبار رحمایت جناب مقبول احمد مرحوم نے ۱۹۶۸ء مانھ شروع کیو تھو تے ۱۹۸۰ء مانھ انھاں کی وفات تیں بعد انکا نکا بھائی غلام رسول اصغر ہور اس نا اجتک با قاعدگی نال کڈھیں لگا وا۔ یوہ اخبار قوم تے زبان کا مسائل ہمیشاں توں شائع کرتو رہیو ہے پر اس پتلی جئی اواز نا کافی نہیں کہیو جا سکتو تے نہ ہی یوہ خالص گوجری اخبار ہے۔ ات اس گل کو اعتراف وی کرنو مناسب ہے جے اخبار رسالہ پڑھن آلاں کا سر پر زندہ رہیں تے جداس قوم مانھ تعلیم ہی بہت گھٹ ہے تاں اخبار آلاں نا دو جی زباناں مانھ لکھن کی مجبوری ظاہر ہے۔

گوجر گونج مولانا عبدالباقی نسیم ہور لاہور تیں شائع کریں۔ معیاری تے ادبی رسالو ہے پر اس مانھ وی گوجری زبان نا ضرورت تیں گھٹ جگہ لبھے۔ گوجری تحریراں نا زیادہ نمائیندگی ملنی لوڑیئے تے کدے اداریا گوجری مانھ وہیں تاں زبان تے قوم کی بہتر خدمت ہوئے گی۔

''آواز گوجر''، گوجر دیس ٹرسٹ جموں کی طرفوں ۱۹۹۲ء تے اراں باقاعدگی نال شائع ہوئے لگووو۔ اسکی ادارت شوکت جاوید ہوراں کے ہتھ ہے تے مسعود چوہدری صاحب اسکی روح رواں ہیں۔ اس مانھ انگریزی ہندی، اردو تے گوجری واسطے صفحا مخصوص ہیں۔ یوہ رسالو وقت کی ضرورتاں نا بڑی خوبی نال نبھاوے پر گوجری زبان آلو حصو بڑو مایوس کن ہے۔ کیونجے گوجری واسطے کسے واضع پالیسی نال مضمون شامل نہیں ہوتا تے نالے زبان تے کتابت کی غلطی گوجری اکھاں مانھ مچ اڑکیں۔ انگریزی مانھ جھڑا جاندار اداریا لکھیا جائیں انکو گوجری ترجمہ گوجری سیکشن مانھ چھاپن کے نال نال گوجری زبان تے ادب ناوی مناسب جگہ دین بارے وی ایڈیٹر نا دھیان دینو پوئے گو۔

''تاہنگ'' (سرنکوٹ) خالص گوجری رسالہ کی صورت مانھ شوکت بھٹی مرحوم نے شروع کیو تھو۔ لوکاں نے اس نال مچ تاہنگ لائی تھیں پر یوہ سلسلو وی ایڈیٹر کی بے وقت موت کی وجہ تیں جاری نہ رہ سکیو۔ اسے طرح ''وادیٔ گلنار''۔ چوہدری غلام سرور چوہان ہوراں نے ۱۹۷۶ء مانھ جموں تیں شروع کیو تھو پر یوہ وی گوجری زبان تے قوم پر کجھ لکھن تیں پہلاں ہی بند ہو گیو۔ سجرا بول انجمن گوجری زبان وادب دھرمسال کالا کوٹ راجوری کی طرفوں سالانہ کڈھیو جائے۔ پشلا ترے سالاں تیں برابر شائع ہوتو آوے، خالص گوجری ادبی رسالو ہے تے شیرازہ گوجر ہی تیں بعد شاید اپنی قسم کو پہلو۔ اسواسطے ات کا نوجوان لکھاڑی مبارک کا مستحق ہیں تے دعا ہے جے اللہ اس سلسلہ نا قائم ہی رکھے۔

سال ۲۱۰۸ ما کشمیر کا کجھ نوجواناں نے ہمت کر کے .رودادقوم .کا ناں نال ہفتہ وار اخبار کو سلسلو شروع کیو۔ ان ما شبیر پوسوال، مشتاق خالد تے شازیہ چودھری شامل ہیں۔ مشکل حالات کے باوجود اجھاں تک یوہ سلسلو جاری ہے۔

صحافت کسے اک شخص کا بس کو روگ نہیں بلکہ گوجری نال متعلق اداراں نا اس

پاسے توجہ دین کی ضرورت ہے۔ شیرازہ توں علاوہ وی غیر سرکاری طور پر ایسا اخبار رسالہ شائع ہونا لوڑیئے جہڑا گوجری لکھاڑیاں کی حوصلہ افزائی تیں علاوہ زبان کا ہر پہلو پر صحتمند تنقید کر سکیں تانجے زبان نا معیاری بنایو جا سکے۔ اس پاسے توجہ کی وی ضرورت ہے جے تحقیقی نظریات آلا لوک جموں کشمیر تیں باہر جا کے دوجی ریاستاں یا ملکاں مانھ رہن آلا گوجراں کی رہت بہت تے زبان بارے تحقیق کریں تانجے زبان تے قوم کو اجمالی خاکو دنیا کے باندے آنیا جا سکے تے نالے گوجری زبان کی وسعت تے مختلف لہجاں ناں وی تحریری ادب مانھ جگہ دتی جا سکے۔

یاہ بڑی دلچسپ حقیقت ہے جے گوجری غالبًا دنیا کی پہلی زبان ہوئے گی جہڑی صدیاں تک رُلتی رہن کے باوجود اج وی اپنی اصلی حالت مانھ زندہ ہے تے اج وی یاہ ہند پاک کی واحد زبان ہے جہڑی پورا خطہ مانھ بولی تے سمجھی جائے۔ پر گوجری کی بدقسمتی ہے کہ اتنی شاندار تاریخ ہوتاں وی اس زبان کو ذکر ساہتیہ اکیڈمی تے مرکزی آئین مانھ موجود نہیں۔ لہٰذا یاہ ذمے داری وی صحافی حضرات کی بنے جے گوجری کا ادبی سرمایہ تے پوری تاریخ نا باندے رکھ کے اک مدلل تے مکمل مضمون تیار کر کے ساہتیہ اکیڈمی تے مرکزی سرکار نا بھیجیو جائے تانجے اس زبان نا مناسب مقام دین پر غور ہو سکے۔

باب ۷

گوجری زبان : مسائل تے مستقبل

گوجری کاادبی مسائل

انسان کائینات کی واحد مخلوق ہے جس نا احساس تے جذبات کی دولت میسر ہے اور میرے نزدیک یا ہی شعوری دولت انسان نا اشرف المخلوقات کو درجو دوائے۔ انسان کا ماحول مانھ روز روز بلکہ گھڑی گھڑی تے پل پل ہونۓ آلی تبدیلیں توجہ کی مستحق ہیں تے انھاں تیں لاپرواہی بلاشبہ انسان نا اپنا منصب کو حقدار نہیں رہن دیتی۔

بلکہ سائنسی دنیا کی اک ثابت شدہ سچائی ہے کہ وہ یہ تمام مخلوق دنیا تے ناپید ہورہی ہیں جہڑی وقتی تقاضاں کو حق نہیں رکھ سکیں۔ یا اپنا آپ نا ماحول کے نالؑ نہیں ڈھال سکیں۔ اس سچائی کو لحاظ اس طرح کسے بھی تہذیبی یا سماجی گروہ واسطے بھی اتنو ہی اہم ہے۔ ادب کیونکہ کسے بھی قوم سماج یا تہذیب کو عکاس ہوئے۔ لہٰذا تہذیبی تے ثقافتی تبدیلیاں کو اظہار ادب ماں ہونۓ قدرتی بھی ہے تے ضروری بھی۔ عام فہم زبان ماں چنگا کھانؑ لانؑ آلا انسان نا ہی کھاتا پیتا گھر کو فرد سمجھیو جائے۔ گویا کسے کی بھی مالی حالت اُس کا لباس تے ظاہر ہوئے اور جس نا کھانؑ لانؑ کو سلیقو نہ ہوئے۔ اس نا کوئے بھی سلجھیو ؤنہیں تسلیم کرتو، بھانویں اُس کی مٹھی ماں قارون کی کنجی کیوں نہ ہوئے۔ زبان تے ادب بھی قوماں تے تہذیباں کو لباس ہوئے اور اس ماں شعوری تے لاشعوری طورر پر ہونۓ آلی تبدیلیاں کو اظہار ہوئے۔

ایک ہورا اہم گل اس سلسلہ ماں یاہ ہے کہ کسے بھی سماجی گروہ یا سوسائٹی کا رسم و رواج بول چال ثقافتی تعلیمی تے اخلاقی پہلو مجموعی طور پر ادب بنیں۔ اور صحیح معناں ماں ادب وہی ہوئے۔ لیکن وقت کا طویل سفر ماں یوہ سب کجھ باقی نہیں رہتو۔ اس کی بقا کی ذمہ داری ساراں کے بجائے اُن چند حساس لوکاں کے سر آوے، جہڑا ان روایتاں نا چھٹ چھپیر کے سلیقہ کے نالؑ دنیا کے سامنۓ پیش کرن کو شعور رکھیں، گویا کسے بھی سماج یا قوم کی تمدنی زندگی نا

دنیا کے سامنے پیش کرن تے آئندہ نسلاں تے زماناں تک محفوظ رکھن کی بنیادی ذمہ داری اپنا اپنا وقت کا ادیباں، شاعراں، قلمکاراں، اہل علم لوکاں تے فن کاراں پر آوے۔

ہن اس گل کو اندازو آسانی نال لایو جا سکے جے ان ادیباں یا فنکاراں کو اپنا ماحول ماں آن آلی تبدیلیاں تے تقاضاں تے واقف رہنو کتنو ضروری ہے۔ یا دیکھن تے لکھن کے بیچ مطابقت کی کس قدر ضرورت ہے، اس نکی جئی مثال تے سمجھ آ سکے کہ پردیس ماں رہن آلو ایک شخص اپنا وطن کی خیر سکھ ہر آتا جاتا تیں پچھے لیکن سب توں زیادہ قدر وہ اس شخص کا بیان کی کرے گو جہڑو مساں مساں وطن تے آیو ہوئے۔

اس کو دوجو پہلو یوہ ہے کہ جد وقت کا طویل سفر ماں صدیاں تک کی تہذیب مٹ جائیں تے یو ہی ادب اپنا اپنا وقت کی نشانی (Code) بن جائے جس نا سلجھا کے یا پھیلا کے اس سماجی یا تہذیب نا پوری طرح سمجھیو جا سکے ہن اُس گل کی وضاحت آپ ہو جائے کہ اگر اَج کو اک گوجری ایسو ادب تخلیق کرے یا اپنی تحریراں ماں ایسی جگہاں یا رسماں کو ذکر کرے جہڑیں بارھویں صدی ماں دکنی ہندوستان ماں موجود تھیں تاں آئندہ صدیاں کو محقق اس ادب تیں کس زمانہ اور کس قوم کی سماجی زندگی نا سمجھن ماں مدد لے سکے بلکہ یوہ وی مشکل ہو جائے گو کہ وہ اس ادیب کا آپنا زمانہ یا دورِ زندگی کو بھی پورا وثوق نال تعین کر سکے۔ ہوں دراصل یاہ چیز واضح کرنو چاہوں کہ ادب وہی تخلیق ہونو چاہئے جہڑو اپنا اپنا وقت کا جدید تقاضاں نا پورو کرتو ہوئے۔

جدید گوجری ادب کی اپنی تاریخ زیادہ طویل نہیں تے قدیم دور کی اگر تھی وی تے واہ محفوظ نہیں رہ سکی۔ موجودہ گوجری زبان کی تخلیقات صدیاں نہیں بلکہ سالاں کی نمائندگی کریں۔ اس نویں بلکہ باصلاحیت تے زرخیز زبان تو پورا آفاقی تے عالمی ادب نا سمیٹ لین کو تقاضو تے نہیں کیو جا سکتو لیکن اتنو ضرور ہونو چاہئے کہ گوجری کا ادیب اپنا آپ نا موجودہ عالمی ادب کا بدلتا رجحان تیں واقف رکھیں تا نجے آئندہ نسلاں نا اپنو حق ادا کرن کو دعوو عملی طور پر بھی ثابت کر سکیں۔

گوجری اَجاں وِی اپنا بنیادی مرحلاں ماں ہے تے اس کی تخلیقات ماں زبان کی ہر ایک صنف پر اتنا تجربا نہیں ہویا جتنا دوسری زباناں ماں کیا گیا ہیں۔ مثلاً گوجری کہانی سوائے چند ایک مثالاں کے عام طور پر (روایتی بیانیہ) انداز ماں ہے جد کہ عالمی ادب ماں کہانی بے شمار تجرباں تیں بعد اس ویلے منی (Mini) کہانی تک جا کے واپس ہوگئی ہے،۔ گیتاں ماں لوک گیتاں نا چھوڑ کے تخلیقی ادب ماں یوہ سرمایو وی بہت کم ہے۔ شاعری ماں بیت، سری حرفی، باراں مانہہ تے پابند قسم کی روایتی صنفاں تیں علاوہ غزل ماں بھی زیادہ تر روایتی رنگ تے موضوع ہی دیکھن ماں آنویں۔ ڈرامہ یا تھیٹر کو رواج گوجری ادب ماں بہت گھٹ بلکہ نہ کے برابر ہے اور جو کچھ تخلیق ہویو وہ بھی اَج توں کجھ عرصہ پہلی عکاسی کرے، جد کہ گوجری انشائیہ نگاری، مضمون نگاری تے آزاد نظم اجاں تجرباتی مرحلہ ماں ہیں۔

عالمی ادب ماں تے اس قدر تبدیلی آئی ہیں کہ اُن کو ذکر چھیڑنو وی ایک وسیع سمندر ماں چھالن مارن کے برابر ہے۔ ہر زبان تے صنف ماں بے شمار نواں تجربا ہوا۔ کجھ عوام نے قبول کیا کجھ رد کیا۔ باقی تبدیلیاں کے نالن نالن اک واضح اور حوصلہ افزا گل یاہ باندے آوے کہ پراسرار تے فکشن (Fiction) پر مبنی الجھیا وا موضوعات کو دور گھٹ گیو ہے۔ جد کہ حقیقت نگاری تے سائنی علوم تے ایجادات پر مبنی تحریر زور پکڑ رہی ہیں۔ یاہ ہوں لکھن آلاں کی نہیں بلکہ پڑھن سنن آلاں کی پسند کی گل کروں۔ اس مانھ حوصلہ افزا پہلو جس در میں پہلاں وہ اشارو کیو تھو یو ہی ہے جے عالمی ادب صدیاں کا بے شمار تجربات تے تبدیلیاں تیں بعد واپس حقیقت نگاری تے صاف گوئی آنے پاسے مڑ آیو ہے اور اگر اَج کو گوجری ادیب اپنی ذمہ داری محسوس کرتاں ماں اپنا اکھ کن کھلا رکھ کے اپنو فرض ادا کرے تاں وہ اتنا لماں پھیر آلا رستہ پر چلن توں بغیر ہی حقیقت نگاری تک پہنچ سکے۔ یوہ وہ مقام ہے جہڑو مھارا بنیادی تخلیقی رجحان تیں زیادہ دور نہیں اس تیں میری مراد ہرگز یاہ نہیں کہ مھارا ادیب نانواں تجربا کرن کی اجازت نہیں بلکہ ہوں یوہ مشورو دیوں کہ صرف و یہ تجربا دوہرایا جائیں جہڑا عالمی ادب کی

تاریخ نے صحت مند ثابت کر چھوڑیا ہیں۔ تے غیر ضروری ناکام تجرباں ناہم بھی پاسے پھینک سکاں۔ اس طرح مھارا ادیب عالمی ادب کا کسے بھی فنکار کے نالّ موہنڈو جوڑ کے چل سکے گو، نہ کہ اُس کا نقشِ قدم پر، یاہ بھیڑ چال کی روایت قائم رکھی جائے جہڑی بے فائدہ ہونّ کے نالّ نالّ بہت سارو وقت بھی ضائع کروا سکے۔ مثلاً اگر اَج ہم انگریزی یا جاپانی ادب کی کائے صنف اختیار کراں جہڑی ناہم ایک یا ڈیڈھ صدی کا تجربہ توں بعد غیر موزوں قرار دیاں تے اس توں ہزار درجہ بہتر ہے کہ ہم عالمی ادب کا مطالعہ واسطے کجھ وقت لا کے اُس صنف کو انجام اَج ہی دیکھ لیاں۔ اُن تجرباں کی بناء پر جہڑا پچھلی صدی ماں کیا گیا تھا۔ اس صنف کا بارہ ماں عالمی ادب کا تقابلی مطالعہ واسطے ہم نا ہو سکے زبان کا لحاظ نالّ اردو کو حوالو دینّو پوئے۔ جہڑی گوجری کے زیادہ قریب ہے اور خصوصاً گوجری شاعری کی تمام صنف، بیت، سی حرفی تے بارہ ماہنہ نا چھوڑ کے جن کو رواج گوجری تیں پہلاں پنجابی زباں ماں عام تھو، غزل تے نظم وغیرہ کی تحریک اردو تیں ہی گوجری کا ادیباں نا حاصل ہوئی۔ بلکہ مستقل رہنمائی کو ذریعو وی ہیں۔ جد کہ کہانیاں کا سلسلہ ماں اردو کے نالّ نالّ انگریزی تے روسی کہانیّاں کو مطالعو گوجری ادیب واسطے فائدہ مند ثابت ہو سکے۔ عالمی ادب ماں مقبولیت اُنھاں ہی کہانیاں نا ملی ہے جہڑی صاف سادہ زبان تے قدرتی پس منظر ماں دلچسپ انداز ماں لکھی گئی تھیں۔

مثلاً اردو ماں کرشن چندر کا افساناں جہڑا اکثر مھاری ریاست کا پس منظر ماں لکھیا گیا تھا، جن ماں پونچھ کا مقامات تے ''سمبلو تے منّوں'' کا بوٹاں کو ذکر ہے روس ماں بے حد پسند کیا جائیں۔ حالانکہ اگر کرشن چندر کوشش کرتو تے اپنّی ساری کہانیاں ماں پیرس تے جاپان کی منظر کشی کر سکے تھو، لیکن اُس نے اپنا ماحول کی نکی نکی سچائیاں کو اس خوبصورتی تے ایمان داری نالّ ذکر کیو کہ اس کی تحریر اُس نا اک لافانی کردار کی ضمانت دے گئی۔

شاعری ماں غزل ہمیشاں توں محبوب صنف رہی ہے۔ غزل کا بنیادی تقاضا اَج وی وہی ہیں۔ لیکن وقت کے نالّ نالّ ہونّ آلّی تبدیلیاں نے نواں موضوعات شامل کر چھڑیا

ہیں۔اردو غزل ہن محفلِ حسن وعشق، شمع، پروانہ گل وبلبل تیں بہت اگے چلی گئی ہے اور اس مانھ بے شمار موضوعات شامل ہوگیا ہیں۔مثلاً جدید دور ماں نفسیات، غیر عشقیہ شاعری، نواں اسلوب تے اشار، اجد کہ گوجری شاعر اَج وی وہی موضوع کے کے چلے۔انھاں تیں علاوہ ڈرامہ تے ناول نگاری کا شعبہ ماں بھی گوجری ادیب نا قدم رکھن کی ضرورت ہے۔جہڑو سرمایو گوجری ماں نہ ہون کے برابر ہے۔

مختصراً میرے نزدیک گوجری ادیب تے اَج یاہ توقع رکھنی چاہیئے کہ وہ تخلیق کرن کے نالّ نالّ عالمی ادب پر وی نگاہ رکھے۔نویں نویں ہون آلّی تبدیلیاں تیں اپنا آپ نا وی با خبر رکھے، تے قاری نا بھی لیکن اس کے نالّ نالّ اپنو رشتو اپنا ماحول تے دھرتی تیں وی نہ توڑے۔گویا زمین پر قدم رکھتاں واں تاراں نا ہتھ لاںن کی اک کوشش کی جائے۔

ہن اگر ہم عالمی ادب کا نواں رجحان آلّے پاسے دھیان دئیاں تے اس نتیجہ پر پہچاں گا کہ عالمی ادب ماں ادب برائے ادب، ادب برائے مقصد تے ادب برائے زندگی تیں لنگھ کے اس ویلّے خالص ادب برائے ادب کی وکالت شروع ہے اس دلیل کے نالّ کہ ادب برائے مقصد اصلی ادب ہی نہیں اور یاہ بھی ضروری نہیں کہ ادب برائے زندگی ہوئے، بلکہ ادب وہی ہے جہڑو خالص ادب ہے اور ہر قسم کی تحریر لافانی ہویں۔گوجری ادب واسطے اس رجحان کی رہنمائی ضروری ہے۔اور اگر اس پاسے تجربا کیا جائیں تے چنگی گل ہے لیکن گوجری ادب اپنا سماجی تے اپنا تہذیبی تقاضاں تیں بھی اک دم اکھ بند نہیں کرسکتو۔گوجری زبان تے ادب اَجاں اس مرحلہ ماں ہے کہ کجھ لکھن آلا موجود ہیں، پر پڑھن سنن آلا اَجاں وی پیدا کرنا باقی ہیں۔اور پڑھن آلاں کی دلچسپی واسطے قدرتی تقاضو ہے کہ ایسا موضوع ہویں، ایسی چیزاں کو ذکر کیو جائے تحریراں ماں، جہڑا اُنھاں کی دلچسپی کو باعث ہیں۔گویا گوجری ادب مقصدیت نا اَجاں نہیں چھوڑ سکتو، کیونکہ گجر قوم کی سماجی زندگی ماں ایسا پہلو موجود ہیں جہڑا توجہ کا محتاج ہیں۔مثلاً تعلیم کی کمی وغیرہ۔اور گوجری ماں اَج توڑی جہڑا ریڈیائی

یا اسٹیج ڈراماں سامنے آیا ہیں۔ویہ اِسے پس منظر ماں لکھیا گیا ہیں۔مثلاً اے۔کے۔سہراب کا ریڈیائی ڈراماں، بابو نور محمد یا گلاب الدین طاہر کا سٹیج ڈراماں اپنا سماجی تقاضاں کو لحاظ رکھیں۔

ڈراماں کا سلسلہ مانھ اک تے سراتے ہی سرمایو گھٹ ہے لہٰذا ضرورت ہے کہ اس میدان ماں کوشش کی جائے اور عالمی تقاضاں کو لحاظ وِی رکھیو جائے تے تھیٹر کا (Trends) تے ایسا ایسا موضوع چنیا جائیں جہڑا مھارا سماج ماں نواں نواں داخل ہور ہیا ہیں۔

افسانوی ادب ماں عالمی سطح پر جن دو قسم کی کہانیاں نے مقبولیت حاصل کی ہے اُن ماں اِک سدھا سادا تے قدرتی ماحول کے بیچ پلن آلی دل ناچھو جانْ آلی کہانیں ہیں جہڑی عام انسان کی زندگی ناز بان بخشیں تے دوجے علامتی کہانی بلکہ عالمی ادب کو جدید ترین رجحان کہانیاں کا سلسلہ ماں (Symbolic) یا علامتی کہانیاں کو ہی ہے۔

یاہ الگ گل ہے اجاں توڑی کہانیاں کی کجھ اک کتاب ہی باندے آئی ہیں لیکن اتنو ضرور ہے کہ اگر کافی نہیں تاں وی گوجری ماں مچ ساری کہانیں لکھی گئی ہیں اور مزید حوصلہ افزا گل یاہ ہے کہ مھارو گوجری کہانی کار عالمی رجحان کی جانکاری رکھے۔مثلا پہلی قسم کی اس طرز کی کہانیاں کو روپ دیکھنو ہوئے تاں امین قمر کی کہانیں دیکھی جاسکیں۔جدکہ دوجی قسم کی یعنی علامتی کہانیاں کی نمائندگی شریف شاہین، غلام رسول آزاد تے اقبال عظیم کریں۔

مزاح نگاری، مضمون نگاری تے انشاء پردازی گوجری زبان ماں اجاں توڑی تجرباتی مرحلہ ماں ہیں۔لیکن اس ناہوں اس زبان کی پسماندگی نہیں سمجھنو بلکہ گوجری کا تہذیبی تے لسانی ارتقا نا سامنے رکھ کے وقت کو تقاضو ہی ایسو ہے یا گوجری زبان جت تک پہنچی ہے۔ اس تیں اتنو ہی تقاضو کیو جاسکے، اس ناہم انگریزی روسی، یا اردو نانْ بھی مقابلہ ماں اصولاً نہیں رکھ سکتا جن کی تاریخ صدیاں پر پھیلی وی ہیں۔جدکہ گوجری نے بمشکل کجھ سالاں کو سفر کیو ہے لیکن اس کے باوجود گوجری زبان چھالْ مار کے اِن کے مچ نیڑے آنْ پہچی ہے۔اگر سرمایہ کا حساب نانْ نہ سہی تخلیق کاراں تے فنکاراں کی اڈاری کا حساب نانْ ہی سہی، مزاح نگاری،

انشا پردازی تے مضمون نگاری، ماں وِی امین قمر، محمد حسین سلیم تے نسیم پونچھی تیں علاوہ وی میری نظراں ماں کجھ حلیا ایسا پھریں جن ماں بہت چنگا چنگا لکھاڑی بنن کی بڑی صلاحیت موجود ہیں۔

گوجری نظم ماں اَج توڑی پابند قسم کو ہی زیادہ رواج ہے۔ لیکن یاہ صرف ہئیت (Form) کی گل ہے۔ موضوعات کا لحاظ نالں کو گوجری ماں وطنیت، رسم و رواج، قدرتی مناظر، سیاسی توڑ جوڑ تے زندگی کا دوجا بکھ بکھ پہلو لے کے نظم لکھی گئی ہیں اور جہڑی عین سماجی ضرورت وی ہیں تے وقت کو تقاضووی۔ اس تیں علاوہ جدید آزاد نظم کو رواج اجاں بڑو گھٹ ہے تے شریف شاہین تے بغیر منّا کوئے ناں یاد نہیں آتو، جس نے اس پاسے حوصلہ نالں قلم چائی ہے۔

شاعری ماں اردو کی طرح گوجری ماں وِی مقبول ترین صنف غزل ہی ہے۔ اور تقریباً ہر شاعر نے اس پاسے طبع اَزمائی کی ہے چاہے وہ غزل کا بنیادی تقاضاں تے واقف تھو یا نہیں۔ حقیقت تے یاہ ہے کہ گوجری ماں اگر کجھ قابل ذکر ادب تخلیق ہوؤ ہے تاں کہانی تے غزل کا میدان ماں کم از کم یہ دو ایسی صنف ضرور ہیں۔ جن ماں لکھنں آلاں نے نواں رجحانات وِی مدنظر رکھیا ہیں۔ نواں تجربا کیا ہیں۔ اوران کی کامیابی یا ناکامیابی کو اظہار پڑھن سنن آلاں کا روّیہ تیں محسوس کیو ہے۔ اس کی اک وجہ یاہ بھی ہے کہ لکھنں کے نالں نالں یہی دو موضوع تھا، جہڑا سننں آلاں کی دلچسپی کو باعث تھا۔ لہٰذا زیادہ تیں زیادہ لکھیا تے سنیا گیا۔ غزل ماں روایتی تے عشقیہ شاعری تیں ہٹ کے بھی لکھیو گیو ہے۔ دیگر موضوع لے کے مثلاً زندگی کا درد، رشتاں کا تقاضا تے ہر پاسے پھیلی وی نفسو نفسی تے منافقت، غیر عشقیہ شاعری تے تصوّف جیسا میدان ماں وِی کامیاب تجربا ہوا ہیں۔

آخر مانھ ہوں پھر ذکر کروں گو کہ بھانویں اس سرمایہ ناکافی نہیں کہہ سکتا۔ لیکن جو کجھ بھی لکھیو جارہیو ہے، اس ناجدید تقاضاں تیں عاری بھی نہیں سمجھیو جاسکتو تے نہ ہی گوجری غزل کا شاعراں ناجدید رجحانات تیں ناواقف یا مایوس کن قرار دتو جاسکے۔

گوجری زبان کو مستقبل

صدیاں تک ادبی زبان رہن توں بعد زمانہ کی بے مروّتی کے ہتھوں پچھلی دو صدیاں توڑی گوجری زبان دنیا، خاص کر تہذیب یافتہ دنیا توں او ہلے ہوگئی تے اس عرصہ ماں گوجری زبان ماں جو کجھ وی تخلیق ہو یو وہ اَج مھارے سامنے زبانی طور پر لوک ادب کی صورت ماں پہچیو، جس ماں لوک کہانیں تے لوک گیت شامل ہیں۔ اس گل توں انکار نہیں جے لوک ادب کی صحیح عمر دسنّی اتنو سہل کم نہیں اور لوک ادب کا بعض نموناں صدیاں پرانا وی ہوسکیں، پر لوک بار تے کجھ علاقائی تے موسمی گیتاں توں یاہ گل وی ثابت ہوئے جے اس ادب کو تعلق پچھلی دو صدیاں نالّ ہے۔

اک لمّی نیند توں بعد گوجری زبان تے لکھاڑی موجودہ صدی کا شروع ماں دوبارہ جاگیں تے گوجری ماں فرمٹھی تے سوہنّی چیز تحریر ہونی شروع ہوئیں جس نا اس ''جدید گوجری ادب'' کو ناں دِتو گیو ہے، پر کدے کوئے خالص صحت مند تنقیدی عینک لا کے دیکھے تاں مچ ساری گل اپنّی جا کی ہیں، جنھاں پر دھیان دین کی ضرورت ہے جن گلاں نالّ گوجری زبان کو مستقبل جڑیو ووسئ لگے تے کدے اس ویلے لا پرواہی برتن ہوئی تاں آنّ آلا زمانہ ماں گوجری کو حلیو اتنو بدل وی سکے جے پچھانّ وِی مشکل ہو جائے گی۔ قدیم گوجری ادب نا پاسے رکھ کے ہم صرف بیہویں صدی کا گوجری ادب کو مختصر جائز ولیاں گا تا نجے اس زبان کا مستقبل بارے کائے رائے قائم کی جا سکے۔

اِک مسلمّہ حقیقت یاہ ہے کہ کسے وِی زبان نا اُس قوم توں الگ نہیں کیو جا سکتو،

تے اس اصول کے تحت جو کجھ اَج تک گجر قوم نالں ہویو اُس کو حصو زبان ناوی ملتو رہیو۔ جد گجر حکمرانی کرتا رہیا تاں گوجری ناوِی باقی ہندوستانی زباناں ماں علمی تے ادبی درجو حاصل رہیو تے جد قوم سیاسی وجوہات نالں کھنڈ پھٹ گئی۔ شہراں تے جنگلاں تے پہاڑاں آلے پاسے پناہ لینی پئی تاں زبان وِی کم ازکم دوترے صدیاں توڑی دنیا کی نظر تیں اوہلے ہوگئی فر جد دنیا کا بدلیا واحالات نالں جموں کشمیر ماں وِی سیاسی تبدیلی آئیں جِت گجراں کی کثیر تعداد تھی۔ تاں گوجری کا سکاوا ڈوگا ناوی دوبارہ بترلگو تے جس جس ذہن ماں بیج موجود تھا اُتوں گوجری دوبارہ انگورن لگی۔ جہڑی دھیاڑا تیں دھیاڑا گو نپھری ہوتی تے پھیلتی گئی۔

یوہ پہلاں وی ذکر ہویو ہے جے موجودہ صدی کا شروع ماں کجھ مخلص گجر رہنماواں نے گوجر اصلاحی کمیٹی تے گوجر جاٹ کانفرنس بنا کے گجراں کی سماجی حالت سدھارن کی کوشش کی، جس کو اک نتیجو یوہ نکلیو کہ جہڑی زبان بولتاں پہلاں لوک شرمانویں تھا۔ اُس ماں بولن تے لکھن کو رواج شروع ہوگئیو۔ دوجے پاسے حضرت باباجی صاحب لارویؒ کی کشمیر ماں آمد نالں روحانی علوم کے نالں شعروادب کی جہڑی محفل شروع ہوئیں۔ انھاں نالں گوجری کا شروع کا لکھاڑیاں کو حوصلو بلند ہویو تے مچ ساراں نے پنجابی شاعری چھوڑ کے گوجری شاعری شروع کی تے یوہ سلسلو ملک کی تقسیم توڑی جاری رہیو۔ تنقیدی نظر نالں کدے دیکھیو جائے تاں یوہ سچ باندے آوے کہ اس دور ماں لکھی جانں آلّی شاعری خصوصاً سی حرفی ادبی معیار یا موضوع کا اعتبار نالں اتنی بلند تھی کہ اس تیں بعد کی شاعری ماں واہ گل نظر نہیں آتی، گو یا ۱۹۵۰ء تیں پہلاں بلاشبہ گوجری زبان ماں گھٹ چیز لکھی گئیں تھیں مگر یوہ اعتراف حقیقت پسندی کو ثبوت رہ گو کہ وہ سب چیز معیاری تھیں۔

آزادی کے بعد ریڈیو، ٹی وی، اخبار، رسالاں تے کلچرل اکیڈیمی ماں گوجری شعبہ کا قیام نالں گوجری زبان کی ترقی شروع ہوئی۔ اس عرصہ ماں شاعراں تے ادیباں نے

کوشش کہیں اور ر اِت یوہ اعتراف وی ہوں ضروری سمجھوں کہ گوجری زبان کی ترقی ماں بنیادی رول کلچرل اکیڈمی کو رہیو ہے۔ اور اَج وی ہے، شاید ہی کوئے دوجو ادارو اتنی خدمت کر سکے پر وقت کی ضرورت سمجھ کے کلچرل اکیڈیمی کا گوجری شعبہ کا ذمہ دار حضرات نے شروع ماں یا ہی پالیسی رکھی کہ جو وی مواد جتوں ہتھ آوے چھاپیو جائے تے جد گوجری زبان ماں کافی مواد جمع ہو گیو فر اُس کا چھٹن چھیرن یا چنگا مندا کی پچھان تے نکھیڑ پئی آن آلی نسل کرتی رہیں گی۔ وقت کی ضرورت سمجھ کے یاہ پالیسی بھانویں درست تھی پر اس نالں زبان نا کجھ نقصان وی ہو یو اک تے شریکاں کے سامنے گوجری زبان کی حیثیت بارے اعتراضات کی گنجائش رہی تے مچ لوک اس نا ضد کا طور پر ہی سہی زبان تسلیم کرن توں انکار کریں تے دلیل یا ثبوت کا طور پر گوجری کی اپنی گرائمر، سکرپٹ (رم الخط) تے اصطلاحات کی کمی کو بہانو دسیں تے نالں ہی گوجری زبان ماں چھپی وی کجھ تحریراں کا معیار پر وی معنا ماریں۔ اپنی جگہ کجھ اک گل تسلیم وی کرن ماں متّاں کائے عار نہیں اور کدے کوئے صحیح معنّا ماں گوجری زبان کو درد رکھتو ہوے تاں کسے نا وی چنگی چیز دشمن کولوں سکھتاں وی عار نہیں ہوئی لوڑتی۔

آؤ تسلیم کراں جے پچھلا پنجی (۲۵) تریہہ (۳۰) سالاں ماں گوجری ماں جو کجھ تخلیق ہو یو اس ماں بھانویں چنگی چیزاں کو گھاٹو نہیں، پر اس گل توں وی انکار نہیں جے جس شخص نے ناں نالں تخلص لالیو تے تک بندی شروع کر لئی، وہی شاعر تسلیم کر لیو گیو تے اس کی تخلیقات شائع ہونں لگ گئیں، بھانویں اس نا شاعر کی الف بے وی نہ آتی ہوئے۔ بھانویں اُس نا شاعری کی صنفاں کی ذرا وی بھوم نہ وے۔ بھانویں وہ بے بحری نظم لکھ کے اس کو عنوان غزل رکھ لے یا مصرعا کِدے دوانچ تے کدے دو گز کا وھیں۔ یاہ شاید کدے وقت کی مجبوری رہی وھے پر آن آلی صدی کو گوجری قاری یہ بہانا تسلیم نہیں کرسیں تے کدے اَج توں اس پاسے دھیاں نہ دین ہو یو تے ہو سکے کل لہر نالں اس شاعر کے نالں نالں ساری شاعری نا وی در

یا ماں پھینک چھوڑے، جس نا ہم معیاری کہاں یا قوم تے زبان کو سرمایو سمجھاں۔

اسے طرح گوجری نثری ادب اک تے ضرورت تیں بڑو گھٹ تخلیق ہو یو اور فرجو ہو یو اس ماں وِی لکھاڑیاں نے آپ ہدرا کم کیا۔ لوازمات کو ذرا خیال نہ رکھیو۔ پلاٹ، تکنیک تے پس منظر کو خیال رکھن توں بغیر ہی دو چار صفحا کا لا کر کے کہانی یا افسانہ کوناں چاہڑھ چھوڑیو تے افسانہ نگار بن بیٹھو۔ تحقیقی مقالا لکھن آلاں نے پڑھن سنن آلا لفظاں کا ہیر پھیر ماں یوں اُلجھایا جے پورو مقالو پڑھن یا سنن توں بعد وی موضوع کو کوئے سر پیر نہیں لبھتو تے نہ ہی ذہن ماں کوئے مجموعی تصوّر باندے آوے۔

جہڑی تحریر مقالا یا افسانہ ماں کدے وِی فٹ نہ ہوئی۔ اس نا انشائیہ یا مضمون کوناں دے چھوڑیو۔ حالانکہ کدے اردو کولوں ہی رہنمائی حاصل کی جائے تاں اِن ساری چیزاں کی اپنی تعریف ہیں اپنا لوازمات تے معیار موجود ہیں۔ اور جد تک گوجری زبان ماں اپنا اصول تے ضابطہ نہیں قائم ہو جاتا۔ متا اس ماں کوئے حرج نہیں دِستو جے کسے دوجی زبان کولوں ضرورت کے مطابق رہنمائی حاصل کی جائے پر سچ وی یو ہی ہے تے وقت کی ضرورت وی کہ گوجری لکھن آلا کم از کم سنجیدہ تے معیاری لکھن آلاں سنگ بیں کے ان مسئلاں پر غور کریں تاں جے آئندہ اس قسم کی دقت نہ رہے۔ آن آلا سالاں تے صدیاں ماں کدے گوجری نا باوقار بنان کی خواہش کسے کا دل ماں وھے تاں پچھلا گناہواں کا اعتراف کے نالن نالن توبہ تے آئندہ واسطے کجھ اک بنیادی گلاں آلے پاسے سخت توجہ کی ضرورت ہے۔

ا۔ محض تخلص تے جھوٹی شہرت واسطے غیر میعاری چیز لکھ کے راتو رات گوجری کا ادیب یا شاعر بنن کی خواہش دِلوں کڈھ چھوڑنی لوڑیئے تے اسطرح کی کسے وی غلط فہمی کی حوصلہ افزائی سنجیدہ طبقہ داراں نہیں ہونی چاہئے ورنہ آج کدے کِسے نواں لکھن آلا ناکھورئیں دیکھ کے سیاناں نے نہ ٹھاکیو تے ہو سکے کل شریک اس نا دو چنڈ مارے کے ٹوکیں۔

۲۔ گوجری ادب ماں اَج توڑی تنقید نہ ہونْ کے برابر ہے۔ جہڑی کسے وی تعمیری کم واسطے بے حد ضروری ہے۔ کلچرل اکیڈیمی نے کدے وقت کی ضرورت سمجھ کے اَج توڑی ایسو نہیں کیوتاں وی وہ وقت لنگھ گیو تے ہنْ اس کی سخت ضرورت ہے کہ ہر تحریر نا ادبی ضابطاں اصولاں تے معیار کی کسوٹی پر پرکھ کے چھاپنْ کی اجازت دِتی جائے۔ تانجے صاف ستھری تے معیاری گوجری زبان دنیا کے باندے آوے۔ میرے نزدیک ادب ماں تنقید کی واہی ضرورت ہے جہڑی پھلدار بوٹاں واسطے شاخ تراشی کی ہوے۔ بہتر میوا حاصل کرن واسطے ضروری ہے بوٹاں نا غیر ضروری طور پر جھرنگڑ بنْ تیں وقت پر بچایو جائے۔ تے اس مسئلا پر دھیان دیتاں ماں سنجیدہ لوکاں نے ہور دیر کی تاں گوجری ادب نا اتنو بڑو نقصان ہو سکے جس کی تلافی سکھلّی نہیں ہو سکسیں۔ اَج کو تاریخدان بھانویں ادب تے ادیباں کو ذکر مصلحتاً یا سہواً کر چھوڑے پر کل کا تاریخدان یہ غلطی ہر گز نہیں دہرانْ لگا۔

۳۔ گوجری نثری ادب اَج توڑی لکھنْ آلاں کی بے توجہی کو شکار رہیو ہے اور بیہویں صدی کو ستر (۷۰) اسی (۸۰) فیصد گوجری ادب شاعری کی صورت ماں ہے۔ ضرورت اس گل کی ہے جے معیار تے لوازمات کو خیال رکھ کے نثر لکھنْ کی کوشش کی جائے اور جن لوکاں نا گوجری زبان نا نظر انداز کر کے قوم یا سماج کو بھلو کرن کو جنون سوار ہے۔ انھاں نا وی تسلیم کرنو پوئے گو جے قوم کی خدمت زبان کی خدمت توں الگ نہیں کی جا سکتی۔ دراصل زبان ہی قوم کی پہچان ہوے۔ اور یو وہ احساس وِی ہونو چاہئے جے گوجری کی خدمت گوجری زبان نا نظر انداز کر کے ممکن نہیں۔ گوجری نثر لکھنْ آلاں نا اپنے واسطے صنف چنتاں ماں اپنا رجحان پر سنجیدگی نالْ سوچن کی لوڑ ہے تے نالْ ہی اپنا موضوع نال انصاف کرن کی۔ کدے موضوع کو پورو حق ادا نہ کر سکے تاں وی پڑھنْ سنْ آلاں نا روپیّا بچوں اَٹھ آناں تے مضمون سمجھ آنو لوڑیئے۔ لفظاں کی کھیڈ کجھ دیر تے پڑھنْ آلاں نا بھلا سکیں پر اس طرح کی تحریر لکھاڑی نا زیادہ دیر زندہ نہیں رکھ سکتیں۔

۴۔ گوجری صحافت کو موضوع اَج تک چھیڑن کی تکلیف ہی کسے نے گوارہ نہیں کی۔ گوجرومیر (میرٹھ) گوجرگزٹ (لاہور) نوائے قوم تے الانسان (جموں) گوجردیس، جموں گوجرگونج (لاہور) تے آوازگرجر (جموں) کو کدے کوئے تریاکل ہی جائز ولے تاں یاہ گل ثابت ہوجائے۔اَج توڑی ساراں ناحسبِ توفیق قوم کو ہی دردرہیو ہے تے سیاسی تے سماجی موضوعات تیں اُپر اٹھن کی کوشش نہیں ہوئی۔سروری کسانہ (گجردیس) تیں بغیر تے باقی حضرات نے جس طرح اپنا پرچاں ماں گوجری نا جگہ دینو توہین سمجھ لیو ہے جد کہ مولانا عبد الباقی نسیم (گجرگونج) کو گوجری زبان واسطے مخصوص اک ادھ صفحو نا کافی ہے۔پہلے تے گوجری ماں صحافت ہے ہی نہ کے برابر اور فرکدے کسے نے کوشش وی کے تی دو جی زباناں ماں۔ اس کی اشد ضرورت ہے کہ غیر سرکاری طور پر وِی کوئے اَدبی رسالو اس قسم کو باندے آنو لوڑیئے جس ماں گوجری زبان کا ہر پہلو پر بقدرِ ضرورت بحث ہوے صحت مند تنقید ہوے تانجے گوجری اِک بولی کا مخصوص کلبوت بچوں نکل کے اک باوقار زبان بن سکے۔

یوہ کسے وِی شخص کا بس کو کم نہیں بلکہ گوجری نان متعلق اداراں نا اس پاسے توجہ کی ضرورت ہے جے وِیہ تحقیقی نظریات آلا لوکاں نا اِس کم پر معمور کریں جے وِیہ جموں کشمیر تیں باہر جاکے مثلاً دو جی ریاستاں یا دو جا ملکاں ماں رہن آلا لوکاں کی زبان ان کا کلچر تے رہن سہن بارے تحقیقات کریں۔تانجے گوجری زبان تے قوم کو اجمالی خاکو دنیا کے سامنے پیش کیو جاسکے، نان ہی گوجری زبان کی وسعت تے مختلف لہجاں نا وی تحریری ادب ماں جگہ دتی جاسکے۔ پچھلا سال توں شروع ہون آلو اخبار رودادِ قوم اس سلسلہ ماچنگی شروعات ہے جسو اسطے شوکت نسیم، شبیر پسوال، مشتاق خالد تے شازیہ چودھری جیہا نوجوان مبارک کا مستحق ہیں لیکن اس سلسلہ نا ہور بدھان تے اگے لیجان کی اجھاں بڑی گنجائش ہے۔وقتی تبدیلیاں نا باندے رکھتاں گوجری ای۔جرنل، رسالاں تے ڈیجیٹل لائبریریاں کی وی سخت ضرورت ہے۔

۵۔ اک ہورا اہم ضرورت اس گل کی ہے جے کلچرل اکیڈیمی سمیت گوجری نالں متعلق اداراں نا باقی اختلافات بنا پر رکھ کے گوجری زبان کی خدمت کا جذبہ نامدِ نظر رکھتاں سنجیدہ تخلیق کاراں کی اس طرح کی کمیٹی تشکیل دتی جائیں، جہڑی زبان نا درپیش مسائل پر غور کریں۔ اس کا رسم الخط بارے اس کی مختلف ادبی اصطلاحات بارے ضابطاتے اصول وضع کریں۔ گوجری کی اپنّی گرائمر ترتیب دیں، گوجری اردو، گوجری ہندی یا گوجری تے انگریزی ڈکشنری ترتیب دیں۔ تانجے گوجری کی پکی بنیاد کے نالں نالں اس زبان نا دوجی زبان کو بولنں پڑھنں آلاں تک وِی روشناس کرایو جا سکے۔

۶۔ سیاسی ٹھپیری نہ ہونں کی وجہ تیں تے سماجی پسماندگی کی وجہ تیں کئی صدی پہلاں یا ہی زبان ایک بار دیکھ دیکھتاں راجستھانی، گجراتی، ہندی تے اردو ماں تقسیم ہوگئی تھی تے اصل گوجری پر اردو آلاں نے اسرائیل ہاروں یوہ قبضو کیو جے اَج گوجری کو ناں وِی فلسطین ہاروں دنیا تسلیم کرن واسطے تیار نہیں۔ زبان ماں لفظاں کو آپسی لین دین کائے بھیڑی گل نہیں تے یاہ زبان کی وسعت کی نشانی سمجھی جائے۔ اگر گوجری کو درد کسے کا وی سینہ ماں ہوے تاں اُس نا اَج توں ہوں یاہ دہائی دیوں جے آؤ اِس خودکشی تیں بچو۔

اس سلسلہ ماں اِک ہور گل وی مناسب ہے اتے ہی کر چھوڑوں جے اک پڑھیا لکھیا طبقہ کو یوہ نظریو ہے جے مذہبی طور پر واحد اسلامی قوم ہونں کے ناطے ہم نا اپنّی اپنّی ساری زبان اردو کا سمندر ماں رَلّا کے اس نا مزید وسیع کرن کی ضرورت ہے، تے اس کی کوئے ضرورت نہیں جے گوجری کی کنّی ڈیڈھ اٹ کی مسجد بنائی جائے اس نظریہ کی نمائندگی ڈاکٹر صابر آفاقؔی ہور کریں اور اپنّی اس آفاقؔی سوچ کو اظہار انھاں نے اپنّی گوجری کتاب ''پھل کھیلی'' کا پیش لفظ ماں کیو ہے۔ اور ''آوازِ گرجر'' کا جون ۱۹۹۵ء کا شمارہ ماں چھپیا وا اُنھاں کا مضمون کی زبان توں وِی یوہی تأثر لبھے جے ویہ مچ جلدی گوجری تے اردو کی یاہ

دوری ختم کرن کا خواہش مند ہیں (بھانویں اُس ناکل کے دھیاڑے اردو زبان آلا تسلیم ہی نہ کریں) سنجیدہ لوک رلّ کے اِک بار بیسو تے آؤیوہ فیصلو کر کے میرا جیہا عام آدمی نا یاہ گل سمجھا چھوڑو جے ہم مستقبل ماں گوجری نا کنگالیجان کی کوشش کراں۔

مذہبی یا اسلامی طور پر ایک قوم کا تصوّر توں منّا انکار نہیں تے نہ ہی منّا آفاقی صاحب کی آفاقی سوچ توں انکار پر ہر شخص نادوجا نالّ جائز اختلاف کو حق ہے اور دنیا خوبصورت وی اسے گلوں ہے تے قائم وی اِسے گلوں جے اِت ہر شخص ہر شئے اک دوجی توں مختلف ہے۔ اردو زبان نالّ منّا ہو سکے کسے وی دوجا شخص توں زیادہ پیار و وھے، ہوں اردو کی اسلامی خدمات توں وی بے بہرہ نہیں پر جت تک گوجری زبان تے اردو کی تاریخ تے ہیت تے ادبی لطافت کو سوال ہے یہ دو مختلف زبان ہیں اور جد تک یہ الگ الگ رہیں یہ زیادہ تیں زیادہ خوبصورت ہوتی جائیں گی۔ اور اپنی اپنّی خدمات نبھاتی رہیں گیں۔ کدے صدیایاں توں لے کے سرائیکی، پوٹھوہاری تے پہاڑی زبان الگ الگ کہواسکیں تے گوجری جیسی عظیم زبان کو کے قصور ہے جے اس نا ہم کسے دوجی زبان کی ٹپ نالّ ہی کھلی کرن کی کوشش کی جائے۔

۷۔ اک ہورا اہم مسئلو ان لوکاں کو ہے جہڑا نسبی طور پر گجر نہیں بلکہ ماحول تے سماج ماں رہن سہن کا لحاظ نالّ مدت توں گوجری زبان ہی انھاں کی مادری زبان ہے۔ وقتی طور پر چند سیاسی یا سماجی فائداں نا دیکھتاں ماں اِن لوکاں نا دؤ ردؤ ررکھن کی کوشش شعوری یا غیر شعوری طور پر جاری ہیں جہڑی گوجری واسطے نقصان دہ ثابت ہو سکیں۔ اک تے دنیا کو اصول ہے کہ کائے وِی زبان کسے خاص سماجی طبقہ یا گروہ کی زبان ہووھے نہ کہ اس کو تعلق خون کا رشتاں نالّ وھے۔ جو شخص گوجرا ماحول ماں رہ گو وہ گوجری وی بولے گو۔ انگریزاں نے صدیاں توڑی دنیا پر حکومت کی، سیاسی طور پر انھاں نے اپنّی پالیسی اپنّی معیشت اپنّی صلاحیّت محکوم

قوماں نالں سانجھی نہیں کی، مگر زبان کی وسعت نامدِ نظر رکھ کے انھاں نے اپنی زبان کدے چھپا کے نہیں رکھی۔ اور نہ ہی انگریزی سکھن پڑھن یا بولن پر کسے غیر انگریز پر اعتراض کیو تے اس کو واضح نتیجو یوہ ہے جے انگریزی اَج پوری دنیا ماں بولی جانں آلی واحد زبان بن گئی ہے۔ گوجری کا خیر خواہ حضرات نا اس پاسے توجہ دینں کی وِی ضرورت ہے جے سیاسی، سماجی، مذہبی معاملات نا پاسے رکھ کے گوجری نا وسیع توں وسیع تر زبان بنانں واسطے ہر گوجری بولن یا لکھن آلاں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

اردو بلاشبہ کسے اِک مذہب یا فرقہ کی زبان نہیں اور غیر مسلم حضرات کی اردو خدمات توں انکار کی گنجائش وِی نہیں۔ پر ہر ایک دور ماں اردو نا مسلماناں نالں مخصوص کرن کی سیاسی کوشش ہوئیں تے آزادی توں بعد ہن اردو آلاں کو یوہ حال ہے جے ویہن در در اُردو کی بقا واسطے دہائی کریں تے کوئی سنتو نہیں کسے کو ایک شعر ہے۔ ؎

ظلم اردو پہ بھی ہوتا ہے تو اس نسبت سے
لوگ اردو کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں

میرا کہن کو وِی یو ہی مقصد ہے جے گوجری نا محدود کرن کی کوشش کل اُن لوکاں نا وی اُسے موڑ ورنہ لے آویے جے گوجری نا وی گجر سمجھ کے سارا ظلم برداشت کرنا پوئیں۔ لہٰذا ضرورت اس گل کی ہے جے گوجری کی آزادی تے وسعت سلب ہونں تیں بچائی جائے تے ہر فرقہ، طبقہ یا مذہب کا لوک جہڑا گوجری لکھیں یا بولیں اَن کی حوصلہ افزائی وھے۔

۸۔ اک ہور وقت کی اہم ضرورت یاہ ہے کہ دوجی زباناں کا ادبی شاہپاراں کو گوجری ترجمو کر کے گوجری ماں شائع کیو جائے تانجے گوجری آلا وی عالمی ادب تیں واقف ہو سکیں۔ سوچ کو دائرو وسیع وھے تے یوں تحریر ماں وسعت تے پختگی آوے گی۔ کیو نجے مطالعہ توں بغیر لکھن کی کوشش نوں ہے جس را کوئے اکھ کھولن تیں بغیر دیکھن کی کوشش کر تو ہوئے۔ اس

طرح کی کوشش سرکاری تے غیر سرکاری مجموعی تے انفرادی ہر سطح پر ہونی چاہئے۔ تانجے گوجری ادب کو کٹھار بھریو سریوو ہوے تے اَج جہڑا لوک گوجری در کنکھئیں دیکھیں ویہ کل کے دھیاڑے اس ادبی سرمایہ پر توجہ بلکہ ریسرچ کرن پر مجبور ہو جائیں۔ آخر گوجری آلاں کدتوڑی اڈیکتا رہیں گا جے کوئے جی سی شرمایا کوئے وائن لیوسے یا رام پرشاد کھٹانہ آ کے گوجری لکھاڑیاں نا انگلی پکڑ کے ٹورتورہ گو، سچائی، دوائی ہاروں تلخ ضرور وھے پر کدے سنگاتوں لہہ جائے تاں فائدووی بڑودے۔

۹۔ گوجری زبان کو خاصو سرمایو جگہ جگہ کھنڈیوو تے مچ سارو ضائع وی ہو گیو ہے اس کی ایک اہم وجہ یاہ ہے کہ پہلی صف کا گوجری لکھن آلا اکثر دو جاں تیں لکھاویں تھا تے اس طرح اکثر شاعراں کو مچ کلام تحریر ماں نہیں آسکیو تے جو تحریر ہو یو، وہ اشاعت کی سہولیات میّسر نہ ہون کی وجہ تیں اسے طرح رہ گیو، دو جو اہم مسئلو یوہ تھو جے گوجری نا کسے وِی پاسوں سیاسی، یا معاشی سہارو نہیں تھو تے نجی طور پر کتاب شائع کرنو اکثر شاعراں یا ادیباں کا بس کو کم نہیں ہو تو۔ اس طریقہ نالن وِی اکثر لکھاڑی اپنو کلام دنیا تک پہچان ماں کامیاب نہیں ہو سکیا۔ اس طرح کا لکھاڑیاں کو مچ سارو کلام اجاں وِی اگر ڈھونڈیو جائے تاں میّسر ہو سکے۔ تے یوہ کلام گوجری زبان کو اہم سرمایو ثابت ہو سکے۔ اس ماں سائیں قادر بخش، میاں فتح محمد درہالوی تے خدا بخش زار جیسا بلند پایہ شاعراں کو کلام شامل ہے۔ ہن جد کہ کلچرل اکیڈیمی سمیت کجھ ہور ادارہ تے افراد گوجری زبان کی خدمت کو دعوو کریں تاں ضروری ہو جائے کہ ویہ اس طرح کا گوجری شہپاراں کی تلاش کریں۔ بلکہ اُن تمام لکھاڑیاں کی تخلیقات نا اشاعت کی رونق بخشن ماں مدد کریں۔ جہڑا یا تے ہن اس دنیا ماں موجود نہیں یا اپنی تخلیقات شائع کرن ماں مالی دقت محسوس کریں۔

۱۰۔ موجودہ دور کی اک تلخ حقیقت یاہ ہے جے بھاویں پچھلا چالی سالاں مانھ گوجری زبان نے کجھ لکھن آلا تے پیدا کر لیا ہیں پر گوجری پڑھن آلا پیدا ہونا اجھاں باقی ہیں۔ گوجری

مانھ لکھن کو تے اشاعت کو کم کتنو مشکل ہے اسکو کجھ انداز واس مضمون تیں ہو گیو ہوئے گو پر اس تیں بڑو درد یوہ ہے جے ان گوجری تحریراں تے کتاباں نا ویہہ لوک وی اپنا گھراں مانھ جگہ دین واسطے تیار نہیں جن کو لے فحش تے واہیات قسم کو لٹریچر ہر مہینے با قاعدہ پوہچے ۔ گوجری زبان بقول خواجہ محمد یوسف ٹینگ کے واہ کشتی نوحؑ ہے جس مانھ ہر اس شخص نا فوری طور پر سوار ہو جانو چاہئیے جس نا اپنا بقا کی خواہش ہوئے۔ اپنی زبان نال بے حسی تے بے مہری کو ثبوت برت کے آپ زندہ رہن کو خواب ہر کسے نا بھُل جانو چاہئیے ۔

۱۱۔ آخر ماں گوجری زبان کی قومی حیثیت بحال کرن تے اس نا اپنو جائز مقام دوان واسطے ملکی آئین ماں جگہ دوان واسطے تے ساہتیہ اکیڈیمی کو لوں قبولیت کو درجو دوان واسطے اِن ساری کوششاں کے نالں نالں میری ناقص رائے ماں یاہ گل وی اہم سئی لگے جے قدیم گوجری ادب کا تحریری نموناں دوبارہ تلاش کر کے چھاپیا جائیں تا نجے ان اداراں کے سامنے گوجری کی پوری شاندار تاریخ آ سکے۔

گوجری زبان کا ماضی تے حال کا بارہ ماں جِن جِن خامیاں و راس مضمون ماں اشارو کیو گیو ہے اُس توں کسے کی دِل آزاری مراد نہیں تے نہ ہی کِسے شخص تے ادارہ پر نکتہ چینی ہے۔ بلکہ یہ کجھ اک سچائی ہیں جنھاں تیں اکھ میچ لینی خودکشی کے برابر ہے۔ ان تمام حقیقتاں تے وقتی ضرورتاں کے باوجود جد تک گوجری نا اقبال عظیم چوہدری، صابر آفاقی تے رانا فضل حسین تے نسیم پونچھی کی سرپرستی حاصل ہے منا موجودہ گوجری ادب توں مایوسی نہیں تے نہ ہی گوجری کا چنگا مستقبل تیں نا امید ہاں۔ ات یوہ اعتراف وی کر تو چلوں جے گوجری ماں چنگو تے معیاری ادب موجود ہے۔ بیہویں صدی کو زیادہ گوجری ادب شاعری کی صورت ماں ہے اور کئی شعری تخلیقات کسے وِی دوجی زبان کے مقابلے رکھی جا سکیں۔ اسماعیل ذبیح، خدا بخش زار، رانا فضل حسین تے اقبال عظیم نا تم کسے وی ہمعصر کے سنگ کھلو کر کے دیکھو تاں اِن کو قد

انشاءاللہ دوجاں تیں اَچوہی ہوے گو، پر نثری ادب بہت گھٹ ہے۔ گوجری نثر ماں زیادہ تحریر افسانوی صورت ماں جہڑی ''شیرازاہ'' ماں چھپتی رہی ہیں۔ اس ماں شک نہیں جے نسیم پونچھی، امین قمر، غلام رسول آزاد، اقبال عظیم تے قیصر الدین قیصر کی کہانیں معیاری ہیں۔ پر گوجری لکھن آلاں نا افسانہ، ڈرامہ، تحقیقی کماں تے گوجری زبان کا تحقیقی پہلو دروی دھیان دین کی ضرورت ہے تے اِن ساراں توں پہلا ضرورت ہے قوم ماں تعلیمی انقلاب لیان کی اس سلسلہ ماں جہڑی کوشش ہورہی ہیں، وہ نا کافی ضرور ہیں پر حوصلہ شکن نہیں تے اگر سنجیدہ گوجری ادیباں نے زبان کی ترقی کو بیڑو چالیو ہے تاں گوجری کو مستقبل انشاءاللہ روشن وھے گو کیونکہ تمام خامیاں کے باوجود گوجری تحریراں کو معیار دوجی زباناں تیں گھٹ نہیں (تے کائے زبان ترقی کروی گئی ہے تاں واہ اِن مرحلاں تیں گذرے کے گئی ہے جِت گوجری اج ہے۔)

یا ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ گوجری غالبًا دنیا کی پہلی زبان ہوے گی جہڑی صدیاں تک رلتی رہن کے باوجود اَج وی اپنی اصلی حالت ماں دنیا کے سامنے موجود ہے۔ تے اَج وی برصغیر کی یاہ واحد زبان ہے جہڑی پورا خطہ ماں بولی تے سمجھی جاسکے۔ پر گوجری کی بدقسمتی ہے کہ اتنی شاندار تاریخ تے خاطر خواہ تخلیقی مواد ہون کے باوجود اس زبان کو ذکر مرکزی آئین ماں نہ ہون کے نال نال ''ساہتیہ اکیڈیمی'' کی قبولیت تیں وی اج تک گوجری محروم ہے۔

☆☆☆☆☆

صاحبِ کتاب گوجری لکھاڑی

شمار	شاعر/ادیب	تصنیف
۱۔	مولانا مہرالدین قمرؔ، راجوروی	گوجری ادب، نکی نکی، ۲۷ کتاب
۲۔	مولانا اسماعیل ذبیحؔ، راجوروی	نالۂ دل، انتظار، گلدستہ ذبیح
۳۔	اسرائیل مہجورؔ راجوروری	نغمۂ کوہسار کلیاتِ مہجور (اردو گوجری ہندکو فارسی پنجابی)
۴۔	شمس الدین مہجورؔ، پونچھی	گوجر ہوش ربا،
۵۔	محمد حسین بیدار، کھٹانہ	جلوونور کو
۶	مہر دین ڈوئی	نگارِ مہر
۷۔	علم دین بن باسی	منزل کونشان
۸۔	ڈاکٹر صابر آفاقی	اتھروں، ہاڑا، پھل کھیلی، کیسر کیاری، پیغام انقلاب، سانجھو کھلاڑو، بھلیں بسریں یاد،
۹۔	نسیم پونچھی	نین سلکھنا، تھکیل (ترجمہ: خیام کی رباعیں، گلستانِ سعدی، مدینی قافلو (کاروانِ مدینہ)
۱۰۔	نذیر احمد انسؔ	فراقِ یار
۱۱۔	احمد دین عنبر	گوجری گیان، رموز و اسرار گوجری
۱۲۔	قاسم بجران	تاہنگ رنگیلی، کلیات
۱۳۔	اقبال عظیم	ریجھ کولیّں، پیاب
۱۴۔	عبدالغنی عارفؔ	چھمر چھاں، تاہنگ
۱۵۔	رانا فضل حسین	بانپھلّ پانپھل پانی، سانجھا دکھڑا، ماہل، گوجری لوک بار
۱۶۔	مخلص وجدانی	ریرا، سانجھو کھلاڑو، ابھکارا، پیہنگ
۱۷۔	اے۔کے۔سہرابؔ	چونؔ
۱۸۔	غلام رسول اصغرؔ	آخری سھارو (ناول)
۱۹۔	حسن الدین حسنؔ	پیام حسن، گلدستہ حسن
۲۰	حسن پرواز	گوجری ترجمہ (الفاروق، شاہانِ گوجر، گاندھی نامہ)
۲۱	امین قمرؔ	چانئی (گوجری افسانا)

۲۲۔ ڈاکٹر رفیق انجم دِل دریا، چیٹی مٹی، گوجری گرائمر، زنبیل
کہاوت کوش، بنجارا، سوچ سمندر، غزل سلونی،
گوجری انگلش ڈکشنری، گوجری کشمیری ڈکشنری
گوجری ادب کی سنہری تاریخ (۱۰ جلد)

۲۳۔ غلام سرور صحرائی سجری سویل، رت نروئی

۲۴ میر حسین فدا چنگیر

۲۵ مولوی غلام رسول آس کی باس، انقلابی سوچ، شنگراں کی لو،

۲۶ محمد منشاء خاکی لخت لخت، گوجری گرائمر، نثر بہار

۲۷ نور محمد مجروح لہو کا اتھروں، سجری یاد، آس کا دِیا،

۲۸ نور محمد نور بدلتو دور،

۲۹ ڈاکٹر جاوید راہی گوجری انسائکلو پیڈیا، لوک ورثو، لوک وراثتی ڈکشنری

۳۰ سعید بانیا دل کا تارا

۳۱ مختار الدین تبسم، سانجھیالی، کوسا اتھروں،

۳۲ غلام سرور چوہان نین کٹورا، کھوٹا سِکا

۳۳ غلام یاسین دِیو

۳۴ عبدالرشید پریم کوٹی کچی تند پریت

۳۵ نذیر دُرانی جھڑی

۳۶ منیر چوہدری، شاہباز چوہدری سانجھ

۳۷ قمر دین قمر دُکھ جدائیاں کا (ماہیا)

۳۸ حاجی وزیر محمد عاصی بیادِ مدینہ (نعت)

۳۹ ڈاکٹر شاہ نواز 'روحِ شمس دین''

۴۰ جان محمد حکیم ''سجرا پھُل'' جان غزل

۴۱ عبدالحمید کسانہ کچی تند، لولشکارا، گوجری ادبی تناظر، اولیا اللہ

۴۲ ڈاکٹر نصیر الدین بارو جموں کشمیر کے گوجر

حوالۂ جات

۱۔ تاریخ ادب اردو ڈاکٹر جمیل جالبی، ۱۹۷۷ء

۲۔ لغات گوجری نجیب اشرف ندوی، ۱۹۶۲ء

۳۔ اردو ادب کی تاریخ نسیم قریشی، ۱۹۹۲ء

۴۔ نگارشات اردو ڈاکٹر تنویر علوی

۵۔ تاریخ زبان اردو ڈاکٹر مسعود حسن خان

۶۔ اردو لسانیات ڈاکٹر شوکت سبزہ واری

۷۔ ہندوستانی لسانیات ڈاکٹر محی الدین زور، ۱۹۶۰ء

۸۔ پنجاب میں اردو حفظ محمود شیرانی، ۱۹۷۰ء

۹۔ دکن میں اردو نصیر الدین ہاشمی، ۱۹۶۴ء

۱۰۔ مختصر تاریخ ادب اردو ڈاکٹر سید اعجاز حسین

۱۱۔ اردو زبان کا آغاز خورشید حمرا صدیقی، ۱۹۹۳ء

۱۲ تاریخ سخنوران گجرات: عبدالقادر سروری۔

۱۳ قدیم اُردو مولوی عبدالحق

۱۴۔ اورینٹل کالج میگزین لاہور حافظ محمود شیرانی، ۱۹۳۱ء

۱۵۔ شیرازہائے گوجری کلچرل اکیڈیمی سرینگر

۱۶۔ گجر اور گوجری کلچرل اکیڈیمی سرینگر

۱۷۔ مہار وادب کلچرل اکیڈیمی سرینگر

۱۸۔ گوجری زبان وادب رام پرشاد کھٹانہ

۱۹۔ اردو میں عشقیہ شاعری ڈاکٹر سید محمد حسن

۲۰ سیرت محبوب دو عالم مولوی فقیر محمد

۲۱۔ انتظار مولانا محمد اسماعیل ذبیح

۲۲۔ نغمۂ کوہسار اسرائیل مہجور

۲۳۔ پھل کھیلی ڈاکٹر صابر آفاقی

۲۴۔ بانپھل بانپھل پانی رانا فضل حسین

۲۵۔ ریرا مخلص وجدانی

۲۶۔ سجری سویل غلام سرور صحرائی

۲۷۔ رموز و اسرار گوجری شاہکار احمد دین عنبر

۲۸۔ گوجری گیان احمد دین عنبر

۲۹۔ نین سلکھنا نسیم پونچھی

۳۰۔ دھکھتیں آس اسرائیل اثر

۳۱۔ ریجھ کولیں اقبال عظیم

۳۲۔ چھمر چھاں عبدالغنی عارف

۳۴۔ تاہنگ رنگیلی قاسم بجران

۳۵۔ جلو و نور کو محمد حسین بیدار

۳۶۔ لہو کا اتھروں، نور محمد مجروح

۳۷۔ سجری یاد نور محمد مجروح

۳۸ نین کٹورا، کھوٹا سکا سرور چوہان

۳۹۔ چانن امین قمر

۴۰: ابھکارا مخلص وجدانی

"حرفِ آخر"

خواجہ محمد یوسف ٹینگ

ڈاکٹر رفیق انجم نے اپنی معرکتہ الآراء 'گوجری ادب کی سنھری تاریخ' بہت مناسب طریقے پر دس حصوں میں مکمل کی تھی۔ زیرِ نظر ضخیم اور دستاویزی گوجری ادبیات میں، اپنی تواریخ میں تلخیص کر کے انہوں نے کہاوت کے مطابق 'دریا کو کوزے میں بند' کیا ہے۔ کہاوت کی اس نئی سچائی کو اپنے اندر سمونے کے لئے اپنے آپ کو نئے سانچے میں ڈھالنا پڑے گا۔ گویا آج کا ادیب دریا کو کوزے میں نہیں بلکہ ساگر کو گاگر میں بند کر دیتا ہے۔

یہ بات برسبیلِ تذکرہ تھی۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اس تاریخ کو پڑھنے والے پر گوجر قوم، گوجری زبان اور اسکی لسانی ساخت اور گوجری ادب کا خود کفیل منظر کھُل جائے گا۔

تفصیل تو خیر معشوق کے بیتِ ابرو کی بھی عمر بھر تشریح طلب رہتی ہے۔ فارسی شاعر کے قول کے مطابق:

ہزاراں معنی باریک باشد بیتِ ابرورا
بغیر از مُو شگافاں کس نہ داند معنی اورا

ظاہر ہے اگر یہ چہرے کی ایک سطر پہ رقم شعر کا ماجرا ہے تو سینکڑوں برس پر پھیلی ہوئی قوم اور اور اسکے زبان و ادب کا سفینہ کیسا ہوگا۔ ڈاکٹر انجم کی یہ تلخیص خود بہ ذات بڑا تحقیقی سلیقہ اور صبر چاہتا ہے۔ میرے خیال میں انھوں نے بہت اچھا کیا، کیونکہ پیشہ ور مورخوں اور ماہر السند کے بغیر کسی اور کے لئے اس سے پہلے کی نو جلدوں کا پڑھنا کارِ دارد ہوگا۔ لیکن اس تلخیص کے لئے قارئین کا ہجوم بنا رہے گا۔

اس کتاب میں مختصر طور پہ فاضل مصنف نے اہم تاریخی اور لسانی مباحث سے گریز نہیں کیا ہے۔ اگر چہ انہوں نے یہ بات دبے لفظوں میں کہی ہے لیکن وہ میری طرح اس نظریئے کے قائل لگتے ہیں کہ گوجر ہندوستان میں وسطِ ایشیا سے ہی وارد ہوئے۔ میں خود اپنی کوتاہ علمی سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ اُن کا اصل وطن بحیرہ خزر (Caspian Sea) کے قرب و جوار میں تھا۔ (گُجر اور خزر کے لسانی زیرو بم میں اسکا راز موجود ہے)۔ وہ ایران سے ہو کے یہاں آئے۔ گوجروں میں اب بھی کسی سردار، کسی رئیس اور کسی صاحبِ شوکت کی بیگم کو 'مہری' کے لقب سے پُکارا جاتا ہے۔ یہ 'مہر' وہی ہے جو ۱۹۷۹ء تک ایران کے ساسانی بادشاہوں کے شاہی القاب کا حصہ تھا۔ 'مہر' یعنی سورج، آریہ مہر شہنشاہِ ایران کا لقب تھا اور مہری اسی کی تانیث ہے۔ بادشاہت تو نہیں رہی لیکن معزز خاتون بدستور بقولِ امیر خسروؒ مہری کا چتر شہی زیب تن کئے رہی۔ ہیون سانگ، بلاذری اور البیرونی جیسے فاضلوں اور سیلانیوں کے قلم سے اُنکا ذکر ضرور ہندوستان میں انکے قدم رنجہ کرنے کی قدامت دکھاتا ہے۔ لیکن یہ بالملحوظ خاطر رہے کہ نہ وہ ہندوستان کے اُتر پورب میں اور نہ ہی بالعموم دراوڑی زبانوں کے علاقے دکن میں بڑی گنتی میں نظر آتے ہیں۔ تو یہ سمجھنا مشکل نہیں ہے کہ وہ ہمالیہ کے مغربی دروں کے بلند دروازے کھول کر ہی اس سرزمین پر آئے۔ دکن کے بعض حصوں سے اُن کی زبان کی رسید بعد کی صدیوں کی ہجرت کی بازگشت ہے۔ جس میں شہنشاہ محمد تغلق کی دِلی سے دولت آباد کا انبوہ در انبوہ شاہی کُوچ بھی شامل ہے۔

گوجری زبان کی قدامت اور اس کے ساتھ اُردو کے ماں بیٹی کے رشتے کی صداقت پر حضرت امیر خسروؒ کا صرف ایک ہی مصرع حُجتِ تمام کی کیفیت رکھتا ہے۔

ع ہرگاہ کہ بگوئی 'دیھی لیھو دیھی'

امیر خسروؒ نے اپنے زمانے کی ہندوستانی زبانوں کا ذکر کرتے ہوئے 'گُجر' کا الگ شمار کیا ہے۔لیکن اس مصرعے کے دوسرے حصے یعنی' دیھی لیھو دیھی' کو ہم قدیم اُردو اور گوجری دونوں سے وابستہ کر سکتے ہیں۔اور یہی دست بوسہ اُردو کے ریختہ کو اُسکی موجودہ صورت کا آشیرواد ثابت ہوا۔

گوجروں کا پیر پنچال[1] کی تلہٹی کے علاقوں میں قیام اور دوام دو باتوں کا اشارہ ہے۔ایک یہ کہ وہ کشمیر میں باہر سے آئے دوسرے کہ انھیں یہاں کُچھ اپنے رہن سہن کی ضروریات اور کچھ مقامی حکمرانوں کے تذبذب کی بنا پر 'کنے کنے' ہی رہنا پڑا۔ اُنکی اس غیر مقامی مگر انفرادی شخصیت کے ثبوت آج بھی قطار اندقطار موجود ہیں۔مثلاً آج بھی گوجروں کے قافلوں کو اپنے مال مویشی وغیرہ ہنکاتے ہوئے آمادہ سفر دیکھا جا سکتا ہے۔ یہ شہنشاہی نقلِ مکان ہمارے یہاں صرف گوجر ہی کرتے ہیں۔اور یہی انکی خاص قبیلہ داری پر شاہد ہے۔

یہ بات بھی صاف ہے کہ اُن کے مغلوب گجرات اور راجپوتانہ میں انکی زبان کا منقا دوسری زبانوں کے اژدھوں نے نگل لیا۔لیکن کشمیر میں انکی زبان کمزور ہی سہی اپنی مادر زاد شکل وصورت میں زندہ رہی۔ یہاں آج چھ سات سو سال سے عربی فارسی ابجد کی فراوانی ہے اور یہاں کی مٹی سے اُپجی ہوئی کشمیری کی طرح گوجری بھی اس رسم الخط میں معتبر بن گئی۔

.....

[1] پیر پنچال کا پہلا لفظ بعد کی کھینچا تانی کا نتیجہ ہے۔اولین آریہ جو کشمیر میں داخل ہوا وہ 'پرو' کہلاتا تھا، پنچال پراچین سنسکرت لفظ ہے۔ پرو اور پنچال سے 'پرو پنچال' بنا جو بعد میں بگڑ کر آج کی شکل میں موجود ہے۔

صدیوں پہلے سیاسی اقتدار کی محرومی نے گوجروں کو میدانوں کی راحت سے اکھاڑ کر کوہ و بیاباں کی کلفت کی سزا دی اور یہ کہیں، ہزار بارہ سو سال کے بعد اب پھر زندگی کے مرکز کی طرف واپس لوٹ رہے ہیں۔ گُوجروں کی ساری زندگی کا پہیہ اس بنجارہ پن کی آئینہ داری کرتا ہے۔ اور گوجری زبان اس بھولے بھٹکے قافلے کا وہ سفینۂ نوح ہے جس نے اس طویل اندھیارے میں انھیں گمنامی کے کالے پانیوں میں گم ہونے سے بچایا۔ مرمر، پتھر اور ماٹی کے کے سارے قصر و ایوان تو مِٹ گئے لیکن یہ زبان انکی شناخت کے حدود اربعہ اور انکے حُلیئے کے خدوخال کی سہ حرفی اپنے اندر سموئے ہوئے زندہ ہے۔ اور اس پر جانکاری کی چند کرنیں پڑتے ہی حیدراباد دکن سے ہمالیہ پربت تک کا سارا منظر روشن ہو جاتا ہے۔ جہاں گوجر شناخت ہمالیہ کی چٹانوں کیطرح سخت اور جنگل کے سروصنوبر کیطرح سرسبز ہے۔ آج اسی سرمایۂ حیات کے تخم وطراوت سے گوجروں کی نشاۃ الثانیہ کی تجدید اور تنویر کی جارہی ہے۔

وندھیاچل پہاڑیوں سے قراقرم کے سلسلۂ کوہ تک پہلے تو اس کتاب کا یہ نظارہ ہی گوجری زبان کی قدامت اور جسامت کی ہیبت طاری کرتا ہے۔ دوسرے اسکی بدولت گوجری زبان وادب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہمالیہ پہاڑ کی چوٹیوں پر اچھلنے لگتا ہے۔ اس تاریخ سے گوجری زبان کے متعلق عام خیالات کا بھرم ٹوٹ جاتا ہے اور کچھ یہ نتائج سامنے آتے ہیں:۔

ا۔ گوجری زبان صرف جموں وکشمیر یا پاکستانی مقبوضہ کشمیر کے کچھ علاقوں تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اسکا ماجرا علامہ اقبال کے اس مصرعے جیسا ہے:

ع: نہ حد اسکے پیچھے نہ حد سامنے!

یہ زبان دکن، مراٹھا لینڈ، گُجرات، راجپوتانہ، پنجاب، ہریانہ، ہماچل اور

گڑھوال میں قلانچیں بھرتی ہوئی جموں کشمیر میں داخل ہوتی ہے اور اسکے دشت و دمن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔ کٹھوعہ، بنی، جموں گلاب گڑھ، پونچھ راجوری، ڈوڈہ، ڈکسم، کوکر ناگ، نارواؤ، شوپیاں، کلر مست پورہ، ترال، وانگت، سونہ مرگ، ژیرنار، بانڈی پورہ سے ہوتی ہوئی، لولاب، کپوارہ، اور پھر ٹنگمرگ، اور اوڑی۔ یہی حال پاکستانی کشمیر، مغربی پنجاب اور سوبہ سرحد کا ہے۔ اس زبان کو کسی ملک، کسی علاقے، کسی کوہستان یا کسی فرقے سے وابسطہ کرنا صرف تواریخ، جغرافیہ اور لسانی منظر نامے سے اپنی بے علمی کا ثبوت دینا ہے۔

۲۔ اس زبان کی ابتدا کا ماجرا اگر چہ کشمیری، پنجابی اور دوسری بہت سی اہم زبانوں کی طرح ابھی تاریخی فروگذاشت کی بدلیوں میں چھپا ہوا ہے لیکن پھر بھی پہلے مسیحی ہزارے کے آغاز سے اس کا افق کھُلتا ہے۔ نور محمد ست گُرو (۱۰۹۴ء) اور امیر خسروؒ (۱۲۵۳ء تا ۱۳۲۵ء) کے علاوہ دکنی اور گجراتی کے بیسیوں سخن گویوں کے یہاں اسکا وجود لہریں مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ ان میں شاہ میراں جی، شاہ باجن، محمود دریائی، بھگت کبیر، برہان الدین جانم، خوب محمد چشتی، میرابائی، قلی قطب شاہ، ملا وجہی، نُصرتی اور ولی دکنی جیسے جلیل القدر نام نظر آتے ہیں۔ انھیں گوجری ک زبان کی کسمپرسی کی وجہ سے صدیوں تک ہندی، اردو، گجراتی وغیرہ زبانوں کے حوالے کیا جاتا رہا۔ لیکن رفیق انجم صاحب نے ان کے کلام سے گوجری زبان کے قاشے نتھار کر پیش کئے ہیں، جن میں 'گُجری' جیسی شناختی ترکیب تک بار بار 'بانگاں' دے کر اپنے آزادانہ وجود کا اعلان کرتی ہے۔ اس مستند اور مسکت ثبوت کے بعد اب گوجری زبان کی قدامت پر حرف لانا ممکن نہیں رہے گا۔ خاص طور پہ جب جب جدید پنجابی زبان کا پہلا سخن گو، غزنوی عہد کے شاعر 'مسعود سعد سلمان' کو قرار دیا جاتا ہے، جس کے صرف چند مصرعے تلاش ہو سکے ہیں۔ اسی طرح

کشمیری ایک ہزار سال پرانے 'چھم پد اور ششی کنٹھ' کی سنسکرت آمیز زبان کے چند ابیات کو اپنی زبان کا افق قرار دیتے ہیں۔ یہ استدلال گوجری کی ابتدا کے سلسلے میں کیوں مکرر نہیں کیا جا سکتا؟

۳۔ گوجری زبان میں ادب اور انشار کی ہر صنف کے اعلیٰ نمونے آج برسہا برس سے موجود ہیں۔ شاعری، افسانہ، ناول، تحقیق اور لغت سازی، یہاں تک کہ ڈرامہ بھی۔ (بقول انجم رانا فضل حسین سب سے بڑے ڈرامہ نگار ہیں)۔ غلط فہمی سے آج سے چند سال پہلے تک بے خبر لوگ اسے 'پکی روٹی' جیسی چند دس بارہ ورقی کتابوں تک محدود کرتے رہے۔

۴۔ گوجری کسی قومیت یا فرقے تک محدود نہیں ہے۔ اس میں مہاراشٹر میں رہنے والا لکھتا ہے اور ایبٹ آباد کا باسی بھی۔ اس میں احمد آباد کا رہنے والا بھی قلم کی صریر پیدا کرتا ہے اور پنجاب میں بسنے والا بھی اس کی دھاریں بہاتا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صابر آفاقی کا علم و فضل بھی چھلکتا ہے اور ڈاکٹر رام پرشاد کھٹانہ کا گیان دھیان بھی موجیں مارتا ہے۔ اس میں فتح علی سروری کسانہ کی امنگ بھی جوت جگاتی ہے اور ڈاکٹر جگدیش چندر شرما کی نظر بھی ہلکورے پیدا کرتی ہے۔ اس میں اقبال عظیم چوہدری کی خوبصورت آواز بھی نغمہ سرا ہے اور غلام نبی شاہباز راجوروی جیسے بلبلِ ہفت زبان کی چہچاہٹ بھی دھومیں مچاتی ہے۔

۵۔ اگرچہ مرتب نے ایک سنجیدہ سکالر کی طرح کتاب میں گوجری کو آئین ہند کے آٹھویں شیڈیول میں شامل کرنے کی رٹ نہیں لگائی ہے لیکن اس کتاب کے متن اور مطالب زور زور سے پکارتے ہیں کہ گوجری کو اس میں نہ شامل کرنا کتنی بے انصافی ہے۔ اس کے بسیار کو تاہ عمر، کوتاہ قامت اور ہر لحاظ سے کمتر زبانوں کو اس شیڈیول میں

مصلحتوں اور مروتوں کے تحت شامل کر لینا اس شیڈیول کی وقعت کو گھٹاتا ہے اور اسکی آڑ میں کتنی ہی لسانی زبردستیوں کا جواز پیدا کرتا ہے۔

گوجری ہمارے زمانے تک آتے آتے کس طرح کم علم اور کم ہمت والے حکمرانوں کے بھلکڑ پن (Amnesia) کا شکار ہوگئی تھی، اسکا منہ بولتا ہوا ثبوت جموں کشمیر کے آئین سازوں کی وہ کارستانی تھی جب انھوں نہ ۱۹۵۷ء میں دستور ساز اسمبلی میں ریاست کا آئین تیار کیا۔ یعنی انھوں نے زبانوں سے متعلق چھٹے شیڈیول میں گوجری زبان کا ذکر ہی نہیں کیا۔ بلکہ 'پہاڑی' کی سرخی قائم کر کے شاید یہ بتانے کی کوشش کی گئی کہ پہاڑوں میں جو کچھ بولا جاتا ہے وہ بس اپنے جغرافیہ کی اصطلاح میں بیان کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسی بات تھی کہ جیسے درختوں پر پھدکنے والے ہر جاندار کو 'بندر' کہہ کر سکہ بند کیا جائے۔ وہ یہ بھول گئے کہ حضرت امیر خسروؒ نے جب ساڑھے سات سو سال قبل ہندوستان میں بولی جانے والی زبانوں کی نام لے کر گنتی کی تو صرف کشمیری، سندھی، بنگالی اور گوجری کے ہی وہ نام گنوائے جو آج بھی بولے جاتے ہیں۔ باقی زبانوں کے نام بہت مبہم طور بیان کئے جیسے 'ڈھور' سمندری اور معبری یا کبر۔ جن کو قیاس کے تانے بانے پھیلا کر ہی کسی جدید ہندوستانی زبان سے جوڑا جا سکتا ہے۔ حیرت ہے کہ یہ زبردستی اس اسمبلی میں موجود گوجر ممبروں کے سر پر سے بھی پانی کے ریلے کی طرح گزر گئی۔ اسکی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس اسمبلی کے مشعل بردار اس اسمبلی کے اکثر وقت میں اسکی فہرست پر موجود تھے لیکن آئین سازی کے وقت جیل میں دن گذار رہے تھے۔ جب کچھ دیر کے بعد بے خبری کی دھند چھٹنے لگی اور گوجر 'ارگہ اُشد!' کے نشہِ بے خودی سے باہر آنے لگے تو اس بے خبری کا تدارک کیا گیا اور گوجری اپنے اصل نام سے چھٹے شیڈیول میں شامل ہوگئی، مگر ایسا بھی ۱۹۹۹ء میں ہوا۔

مجھے اس وقت ۱۹۷۴ء کا زمانہ یاد آتا ہے جب میں کلچرل اکیڈمی میں اپنے روزگار کی روٹیاں توڑ رہا تھا۔ ابھی گوجری شعبہ قائم نہیں ہوا تھا۔ لیکن اکادمی کے بجٹ میں 'گوجری کی ترقی وترویج' کے نام سے دس ہزار کا ایک غیر واضح اندراج کئی سال سے موجود تھا۔ میں نے گوجری کی کانفرنس کرنے کی ٹھانی تا کہ گوجری لکھنے والوں کو جمع کر کے اس زبان کے درجہِ حرارت کا کچھ ماجرا معلوم کر سکوں۔ سید میر قاسم اکادمی کے صدر تھے۔ انکے لئے صدارتی خطبہ تحریر کرنا میرا فرضِ منصبی تھا۔ شیر کشمیر شیخ محمد عبداللہ ابھی اقتدار سے دور تھے۔ مگر انکا رہنمایانہ قد پیر پنچال کی 'نُن کن' چوٹی[۲] سے بھی نمایاں تھا۔ میں ان سے بھی پیغام حاصل کرنے کی جسارت کر بیٹھا۔ انھوں نے اپنا پیغام بہت خندہ پیشانی سے دیا اور 'گلاب بھون' جموں کی یہ کانفرنس گوجری کی پیش قدمی میں Marathon دوڑ کی پہلی سیٹی ثابت ہوئی۔ پھر شیخ صاحب خود برسر اقتدار آ گئے۔ اکادمی کا گوجری شعبہ قائم ہوا۔ گوجر ترقیاتی بورڈ بنا جسکی بااختیار نائب صدر شیخ صاحب کی اہلیہ محترمہ اکبر جہاں بنی۔ انھیں مادرِ مہربان کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ اور انکی رگوں میں گوجر ماں کا خون بھی دوڑتا تھا۔ گوجر ہوسٹل قائم کئے گئے اور گوجروں کی ترقی وترویج کا ولولہ انگیز دور شروع ہو گیا۔ گوجری زبان کی پہلی ڈکشنری نصف درجن جلدوں میں شائع کی گئی۔ اکادمی سے گوجری مطبوعات کا ایک گنگناتا ہوا جھرنا بہنا شروع ہوا۔ گوجری لوک گیتوں کی خوبصورت تانیں حروف کی صورت میں موتیوں کی دمک دکھانے لگیں۔ گوجری کا دوسرا ''مطلع الفجر'' تاباں ہونے لگا۔ بہت جلد یہ آبشار اکادمی سے باہر بھی بہنے لگا، اداروں سے نکل کر افراد کی کوششوں کا لباس پہنتا ہوا۔ خود ڈاکٹر رفیق انجم نے یہ 'گوجری ادب کی سنہری تاریخ' دس جلدوں میں تحریر کی ہے۔ 'گوجری گرائمر'، 'گوجری اقتباسات کی ڈائریکٹری'، 'بنجارا'، 'گوجری انگلش ڈکشنری' اور بہت کچھ انکے قلم کی دھار سے باہر آ رہا ہے۔

اسی طرح جاوید راہی نے گوجری انسائیکلو پیڈیا جیسے قاموس نما کام کا بیڑا اٹھایا اور گوجری فوک لور کی ڈکشنری شائع کی۔ جموں کے گوجر دیش ٹرسٹ نے اپنے رسالے 'آواز گرجر' میں گوجری کا حصہ قائم کیا جو آج ڈیڑھ دہائی سے شائع ہو رہا ہے۔ اسی طرح اس نے جارج گرائرسن کے گوجری سے متعلق اطلاعات کو الگ سے شائع کر دیا اور بیسوں دوسری کتابوں کے دفتر کھول دئے۔ اب تو جموں اور کشمیر یونیورسٹی سے گوجری میں پی ایچ ڈی کا سلسلہ بھی شروع ہو چکا ہے۔ اسطرح یہ سفینہ گل و لالہ برابر آگے بڑھتا رہا: ق:

یہ جوئے کوہستاں مچلتی ہوئی اُچکتی، سرکتی، مچلتی ہوئی
چلے جب تو سِل چیر دیتی ہے پہاڑوں کے دل چیر دیتی ہے

گوجروں کی سخت جانی کا ماجرا زبان زد خلائق ہے۔ زمانے کے ظلم و جبر اور پہاڑوں کے طوفانی جھکڑ سہنے کے باوجود وہ زندہ رہے۔ انکی عمریں عام طور دراز ہوتی ہیں، سو سال کے پیٹھے کو چھوتی ہوئی۔ انکے لمبے قد، مضبوط کاٹھی، چمکلے ہاڑ، بولتے ہوئے چہروں کے نمایاں خدوخال انکو میلے کچیلے کپڑوں میں بھی شناخت آمیز بناتے ہیں۔ انکی زبان میں بھی یہ سخت جانی موجود رہی ہے۔ پنجابی اور کشمیری جیسی بڑی اور پرانی زبانیں لسانی سامراجوں سے کم نہیں۔ ان کے 'کنے کنے' گزر بسر کرنے کے باوجود اپنا وجود قائم رکھنا گُجری زبان کی تنومندی کا ثبوت ہے۔ اب اسکی رگوں میں نئے خون کا Infusion کرنے کی باری آ گئی ہے۔ اور ڈاکٹر انجم کی زیر نظر کتاب اسی عمل کا ایک حصہ ہے۔

ڈاکٹر انجم کی اس کتاب کو گوجری کی ضابطہ بند تاریخ کہنا غلط نہ ہوگا۔ بالکل اسی طرز پر رام بابو سکسینہ نے اردو کی تاریخ لکھی تھی جو بعد میں مرزا محمد عسکری کے اردو ترجمے کی صورت میں اسکی پہلی باقاعدہ تاریخ قرار پائی۔ کشمیری زبان میں عبدالاحد آزاد کی اس نوع کی کتاب تین جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ اور وہ ڈاکٹر انجم کی اس

کتاب سے کیفیت میں کچھ کچھ کم ہے۔ڈاکٹر انجمؔ نے اس تاریخ میں نمائیندہ شاعروں اور ادیبوں کی صرف سوانحی تفاصیل درج نہیں کی ہیں بلکہ ان کی تخلیقی سرگرمیوں کا پورا محاکمہ بھی کیا ہے۔اور انکی تحریروں کے نمائیندہ انتخاب بھی درج کئے ہیں۔جس سے گوجری کی ایک ہزار سالہ تاریخ کا ایک خاصا تفہیمی باب کُھل جاتا ہے۔انھوں نے کچھ غیر مبہم فیصلے بھی دئے ہیں، مثلاً یہ کہ 'خدا بخش زارؔ (وفات:۱۹۸۲ء) بیہویں صدی کا عظیم ترین گوجری شاعر تھا'۔اپنے عندیے کو مضبوط بنانے کے لئے اور ادبی تعظیم جتاتے ہوئے انھوں نے زارؔ کے لئے اپنی کتاب کے سب سے زیادہ صفحات وقف کئے ہیں۔اسی طرح وہ اقبال عظیمؔ کو جدید گوجری کا ممتاز ترین سُخن گو قرار دیتے ہیں اور انکے لئے بھی کئی صفحے وقف کئے ہیں۔ڈاکٹر صابر آفاقیؔ کا ذکر کرتے ہوئے وہ انکی علمی وسعت کی دھاک بٹھاتے ہیں۔ انجمؔ راوی ہیں کہ آفاقیؔ نے فرانسیسی فاضل لوئی مساگنن کی 'The passion of Al Hallaj' کا اردو اور گوجری میں ترجمہ کیا ہے۔یہ کتاب تیس برس کی تحقیق کے بعد دو جلدوں میں لکھی گئی اور یہ منصورؔ حلاج پر تمام وقت کی سب سے مستند کتاب ہے جس میں اسکے کشمیر آنے کا ذکر پہلی بار کیا گیا ہے۔اسکے باوجود سرحد پار کے ڈاکٹر غلام حسین اظہرؔ کی طرح ڈاکٹر انجمؔ بھی یہ اعتراف کرتے ہیں:

''سچی گل تے یاہ ہے جے گوجری واسطے سب توں زیادہ کم کلچرل اکیڈمی نے کیو ہے''۔

گوجری زبان اُردو کے اولین سرچشموں میں شامل تھی اس بارے میں اب اختلاف کی کم گنجائش ہے۔اس پس منظر میں جب شاہ باجن، شاہ میراں جی، برہان الدین جانمؔ، ابراہیم عادل شاہ، ملا وجہی، ملا نصرتی، وغیری کی تصنیفات پر نظر ڈالی جائے تو اُردو کے متعلق نئی بصیرت پیدا ہوتی ہے۔'سب رس'، نو رس، قطب مشتری، تحفۃ العشاق اور بکٹ کہانی جیسی کتابیں اس ریختہ کے شاندار نمونے ہیں۔جس میں گوجری کا عنصر بہت بڑا تھا۔اسی لئے گوجری سے صرفِ نظر کر کے ان کتابوں کا رس

پوری طرح لُطف نہیں دیتا اور نہ انکی تفسیر آسان بنتی ہے۔ان تصانیف کے ساتھ ولی دکنی جیسے مقتدر اردو شعراء کی بازگشت اس بات کو یقین آموز بناتی ہے کہ اردو کا ایک ابتدائی نام 'گُجری' بھی تھا۔اسکے علاوہ اس سے ڈاکٹر انجم کی عرق ریزی اور نکتہ رسی کا زبردست احساس قاری کو حیرت زدہ کر دیتا ہے۔

ڈاکٹر انجم نے نجیب اشرف ندوی ساحب کی 'لغاتِ گوجری' کے حوالے سے یہ شکوہ کیا ہے کہ اسمیں انہوں نے اردو اور فارسی الفاظ گوجری الفاظ کے نام سے بھرتی کر لئے۔لیکن جموں وکشمیر میں مستند گوجری بول چال یا انشاء وعبارت پر نظر ڈالیئے تو یہ اخذ کرنے میں دشواری نہیں ہو گی کہ گذشتہ صدیوں کے 'مہا کال' یعنی رُستمِ زمانہ یا (Mighty Time) اور انکے مذہبی اعتقاد نے مِل کر عربی فارسی بلکہ اردو الفاظ کو گوجری کے رنگ میں رنگ لیا ہے۔اس کے لئے کسی فرہنگ کو ڈھونڈنے کی ضرورت بھی نہیں۔

ڈاکٹر انجم نے زیرِ نظر کتاب جِس سُتھری نتھری، رواں دواں اور عام فہم زبان میں تحریر کی ہے۔وہ اس عندیئے کا منہ بولتا ہوا ثبوت ہے۔ زیرِ نظر کتاب کی یہ خوبی اسے گُجری جاننے والوں کے حلقے سے باہر بھی ارجمند اور دل کو لگتی ہوئی بنائے گی۔بہر حال یہ کتاب گوجری زبان کی تیز گامی کا ایک بڑا بلند اور خوش آہنگ گجر ہے اور یہ اسکی رفتار کو ایک گام اور آگے بڑھائے گا ..... مجھے اس میں کوئی شک نہیں!

محمد یوسف ٹینگ
راولپورہ سرینگر (کشمیر)

EPILOGUE

About The Author

Dr. Anjum is a 'Doctor of Medicine' {M.D. Paediatrics} and a Doctor of Philosophy ***(Ph.D. Islamic Studies) from University of Kashmir*** *and a multifaceted litterateur having earned recognition from beyond borders for his creative, analytical and critical literary works. Having previously worked as Registrar & Lecturer Paedia in GMC Srinagar for 5 years (2004-2009),* ***Dr. Anjum is prsently Asst. Professor in 'Islamic Studies & Languages' at BGSB University Rajouri.*** *In literature Dr. Rafique Anjum has authored more than 36 books including, first ever History of Gojri Literature in 10 volumes, Gojri-English dictionary, Gojri Grammar, Gojri Kahwat Kosh & Banjara, a treatise on life and works of Indo-Pak Gojri writers. Dr. Anjum is presently the most read and referred to, writer of Gojri having been conferred with highest state level Award for Excellence in Literature. The J&K Academy of Art, Culture & Languages; has published a special issue of 'Sheeraza' on "Life and Works of Dr. Rafique Anjum" in recognition of his contributions to Gojri language. He is a prolific writer to the extent that one wonders or even envies his stamina and love for writing.*

Shahbaz Rajourvi
Veteran Writer & Educationalist

About the Book:

Gojri language, in spite of its folksy richness, has remained neglected for centuries. In recent times some institutions and individuals have been racing against time to set the records straight to the extent it is possible. Dr. Anjum's name emerges at the top of this effort; as he could produce works of such profundity and precision which no institution could accomplish or emulate. Institutions are vital for such purposes but sometimes individuals take the cake as institutions only reflect the quality of the individuals of which they comprise. ***"Haq to yeh he keh: Biswin Sadi men jo Gojri adab tehrir hua he us men se Dr. Rafique Anjum ka hissa nikaal dijiye to aisa khalaa samne aaye ga jo oonche suron men bolne lage ga."*** Anjum is still a young man and he is sure to take us by surprises galore in future too.

M.Y. Taing
{ Ex. DG Culture, J&K}